پیام المزمل ﷺ
سیرۃ المزمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جلد سترہ
www.KitaboSunnat.com
افتخار احمد افتخار

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

افتخار احمد افتخار

رہائش؛ ڈنگہ ضلع گجرات تحصیل کھاریاں

فون ؛ 03006281898

میل ایڈریس ؛ ift1167@gmail.com

نام کتاب؛ سیرۃ المزمل ﷺ

جلد نمبر؛ جلد سترہ (پیام المزمل ﷺ)

سنہ تحریر؛ مارچ 2015ء

اہتمام؛ کتاب وسنت ڈاٹ کام

مطالعہ کے لیے؛ https://kitabosunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ چند

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کا چہرہ اوجھل سا ہو گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں اسلام کی دعوت کا اہتمام کسی بھی دور میں نہ کیا جا سکا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اسلام جس نے فرعونوں کی کئی ہزار سالہ تہذیب کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ، وہ اسلام جس نے آگ پرستوں کی کئی ہزار سال سے جلتی ہوئی آگ کو بجھا دیا تھا، وہ اسلام برصغیر پاک و ہند سے ہندو ازم کو کیوں ختم نہ کر سکا ۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ایران روم اور عراق و مصر کو فتح کرنے والے وہاں اسلام پھیلانے کے لیے آئے تھے ۔مگر ہندوستان میں حملہ آور صرف ہندوستان پر قبضہ کرنے آئے تھے اور ہندو کی روائتی بزدلی کی وجہ سے وہ کامیاب بھی رہے ۔ چنانچہ

خلجی ہوں یا لودھی ، تیموری ہوں یا مغل انھوں نے ہندوستان پر قبضہ کیا اور صدیوں یہاں مسلمان ہی حکمران رہے ۔ حکمرانی کی اِن سات صدیوں میں اگرچہ لوگوں کی کثیر تعداد نے اسلام قبول کر لیا کہ تب بادشاہ کا مذہب ہی رعایا کا مذہب ہوا کرتا تھا مگر ہندو ازم بدستور اپنی جگہ پر موجود رہا جس سے یہ نقصان ہوا کہ بجائے اس کے کہ ہندو ازم پر اسلام کے مثبت اثرات محسوس کیے جاتے۔ اسلام پر ہندو ازم کی چھاپ بڑھتی گئی چنانچہ کئی صدیوں کے تعامل نے اسلام کے اصلی چہرے کو قدرے اوجھل کر دیا اور عوام کی سطح پر جاہل علماء کی وجہ سے اسلام کا جو عکس سامنے آیا اُس میں شرکیہ افعال اور بدعت جیسے بے شمار امور داخل ہو گئے ۔حتی کہ اسلام کی بنیادی اساس توحید بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور لوگ بے دریغ قبروں سے رزق اور اولاد طلب کرنے لگے جو کہ صریحاً ہندو ازم کی نقالی تھی ۔ بد قسمتی سے اپنے ذاتی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کے ایک گروہ نے اہل یہود کے رویے کو اپنا لیا اور چند ٹکڑوں کے عوض جہالت کے اس پورے نظام کو تصوف کے نام سے روشناس کرایا اور اس کے بعد ہر اُس امر کو اسلام میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی جو نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف تھا بلکہ قرآن حکیم میں بھی اِن لوگوں کو آخرت کے دردناک عذاب کی بشارت سنا دی گئی تھی جنھوں نے ذرا سے فائدے کے لیے خانقاہی نظام کو اسلام بنایا اور اسلام کی جڑ اندر سے کاٹنے کی کوشش کی ۔اگرچہ اس طرح کی سینکڑوں کوششیں اس سے قبل بھی کی گئیں مگر قرآن حکیم اور اسوہ رسول ﷺ کی موجودگی کی وجہ سے اپنی موت آپ مر گئیں ۔سیرت المزمل ﷺ

ایک طویل تذکرہ ہے چنانچہ اس جلد میں ہم رسول اللہ ﷺ کے اصل پیغام کا اعادہ کریں گے تاکہ لوگ اسلام کے اجلے اور روشن چہرے سے آشنا ہو سکیں اور بدعت و جہالت سے دور ہو جائیں کہ اسی میں اُن کی نجات ہے اللہ ہمارا حامی و مددگار ہو۔

حقیر افتخار احمد افتخار

حسنِ ترتیب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرف چند ...5

کامیابی وناکامی ...16

مغرب کا تصورفلاح ...19

اسلام کا تصورفلاح ...38

پیام المزمل ﷺ ...62

خیر و شر ...76

عقیدہ ...86

نفس کی قید ...92

فسادِ فکر ...97

ہمہ پہلو ہمہ گیر جہالت ...100

پیام المزمل ﷺ ...108

خیر ہی خیر ...117

اصلاح فکر ...120

عقائدی اصلاح ...127

138... روح اور مادہ

151... الحکم الی اللہ

157... پیام المزمل ﷺ

166... حقیقت وسراب

178... ملحدین

184... مشرکین

211... پیام المزمل ﷺ

219... توحید وشرک

222... شرک کی حقیقت

231... بنو اسماعیل

ملائکہ پرستی ...236

جنوں کی پرستش ...244

کواکب پرستی ...248

آباء پرستی ...250

خودپسندی ...253

قوم بنی اسرائیل ...268

یہود کا انحراف ...273

نصاریٰ کاانحراف ...275

شرک ہی شرک ...298

اہل مغرب ...303

مشرق بعید ...308

اہل چین ...310

ہندوستان ...315

مسلمان اور شرک ...319

پیام المزمل ﷺ ...341

وضاحت توحید ...347

آفاق وانفس کی گواہی ...355

توحید صدائے فطرت ہے ...362

پیام المزمل ﷺ ...382

ایمان وکفر ...389

اللہ پر ایمان ...401

رسولوں پر ایمان ...416

ملائکہ پر ایمان ...423

کتابوں پر ایمان ...442

روز آخر پر ایمان ...450

مہلت عمل ...454

برزخ ...475

کفر ...487

پیام المزمل ﷺ ...502

جنت اور دوزخ ...508

جنت ...510

پیام المزمل ﷺ ...522

دوزخ ...529

پیام المزمل ﷺ ...539

اشاریہ ...546

ماخذ و مصادر و مراجع ...595

کامیابی و ناکامی

سڑکوں پر ٹریفک کا شور ہے، بازاروں میں خریداروں کا ہجوم ہے، لوگوں کا ایک انبوہ ہے جو جانے کس طرف جانے کو بیتاب ہے۔ اُس کی چال میں تیزی اُس کی بیتابی کا پتا دیتی ہے۔ اُس کی عجلت میں کچھ کھو جانے کا ڈر ہے، اُس کے اطوار میں بے اعتدالی اُس کی زندگی میں موجود عدم توازن کی شاہد ہے۔ وہ کامیابی کے حصول میں باؤلا ہوا جا رہا ہے۔ ناکامی کا خوف اُسے سکون کی نیند بھی نہیں لینے دیتا۔ اُس کی کامیابی کیا ہے؟ اُسے کس ناکامی کا ڈر کھائے جاتا ہے؟ اُس کے پاس سب کچھ تو ہے پھر بھی وہ کیوں ہلکان ہوا جاتا ہے۔ کیا اُس کے ذہن کی رو بہک گئی ہے یا اُس کی رہنمائی غلط منزل کی طرف کر دی گئی ہے۔ جب اُس کے اہداف کو دیکھا جائے تو یہ بات کھل جاتی ہے کہ اُس کو غلط منزل کا پتا دیا گیا ہے۔ وہ جس راہ میں عجلت سے بھاگا جا رہا ہے، وہ جس منزل کی خاطر اپنوں اور بیگانوں کا حق مارے بے دریغ بھاگ رہا ہے، اُسے کون بتائے کہ وہ تو اُس کی منزل ہی نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ عمومی طور پر انسان اپنی حقیقی منزل کو فراموش کر چکا ہے اور محض سراب کے

تعاقب میں ہے۔اس حقیقت کا کتابِ ہدایت میں برملا تذکرہ موجود ہے۔

ارشاد ہوتا ہے:

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ○

القرآن الحکیم (سورۃ والعصر 1-2/103)

ترجمہ:

''عصر کی قسم بے شک انسان خسارے میں ہے''۔

جس ناکامی اور جس نعمت کے چھن جانے کا خوف اُسے اندر ہی اندر کھائے جا رہا ہے وہ تو دینے والے کی امانت ہے، وہ جب چاہے اُسے واپس لے لے گا پھر خوف کس بات کا ہے۔ مگر انسان کی بدقسمتی یہ ہے کہ جو نعمت اُسے حاصل ہوتی ہے وہ اسے خالق کے فضل کی بجائے اپنے ہاتھ کی کمائی سمجھتا ہے اس لیے جب نعمت اُس سے چھین لی جائے تو وہ کہتا ہے یہ کیا ہو گیا۔ سب سے پہلے اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ کامیابی اصل میں ہے کیا؟؟؟

دنیا کے مختلف خطوں میں، مختلف زبان بولنے والی، مختلف خیالات رکھنے والی، مختلف لباس پہننے والی، مختلف تہذیب و تمدن کی حامل اقوام بستی ہیں جن کے مذاہب بھی الگ الگ ہیں اور رسم و رواج میں بھی کوئی مماثلت نہیں پائی جاتی۔ اس لیے یقیناً دنیا کے مختلف خطوں میں بسنے والے لوگوں کے نزدیک کامیابی و ناکامی کا تصور بھی مختلف ہوگا۔ چنانچہ روس کے ایک کیمونسٹ کے نزدیک دولت کی مساوی تقسیم میں ہی کامیابی کا راز پنہاں ہے، امریکہ کے ایک سرمایہ دار کے نزدیک زیادہ سے زیادہ دولت جمع کر لینا ہی کامیابی کا معیار ہے، چینی ملحدین کے نزدیک اِن دِنوں پیداوار کے میدان میں دوسری تمام اقوام کو پیچھے چھوڑ جانے کا جنون سوار ہے۔ چنانچہ اُن کے نزدیک پیداواری برتری ہی کامیابی کا معیار ہے، اسرائیل کے ایک یہودی کے نزدیک مسلمانوں پر ظلم ستم توڑنا کامیابی ہے۔ انحراف پہ مائل اور مادی نظریات پہ استوار

معاشروں کے نزدیک کامیابی کے معیار کو ہم الگ سے بیان چاہتے ہیں کیونکہ اُن کے اس نظریے نے اتنے بڑے بگاڑ کو جنم دیا ہے جس نے دنیا بھر کے نظریات کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔صرف قرآن کا نظریہ حیات ہے جس نے مادیت کے اس نظام کی نہ صرف نفی کی ہے بلکہ بھرپورے عقلی دلائل سے نفی کی ہے، جس کا کچھ مطالعہ ہم ذیل میں پیش کرنے جا رہے ہیں۔اللہ ہمارا حامی و مددگار ہو۔

مغرب کا تصور فلاح

دنیا کی بڑی بڑی اقوام اور مذاہب پر نگاہ ڈالیں تو اہل مغرب تمام کے تمام کامیابی کے ایک تصور پر یکجا دکھائی دیتے ہیں۔ اُن کو اگرچہ ایک الہامی مذہب کے پیروکار ہونے کا دعوی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے دین عیسوی کو گرجا گھر میں مقید کر دیا ہے۔ اُن کے خیال میں مذہب ہر انسان کا ذاتی معاملہ ہے وہ چاہے تو اس معاملے میں سرگرم رہے چاہے تو اُسے پس پشت ڈال دے۔ اول اول جب اُن کے ہاں اس تصور نے جنم لیا تو مذہب سے والہانہ وابستگی رکھنے والوں کی تعداد زیادہ تھی اور مذہب سے منہ موڑنے والوں کی تعداد کم تھی۔ تاہم نفس ہمیشہ ہدایت کی پیروی میں آڑے آتا ہے اس لیے رفتہ رفتہ اہل مغرب تمام تر مذہب سے بیگانہ ہوتے چلے گئے اور نفس کے بندے بن کے رہ گئے۔ انھوں نے اُس آسمانی ہدایت کو چھوڑ دیا جس کے متعلق قرآن حکیم میں فرمایا گیا کہ :

وَفِىۡ نُسۡخَتِهَا هُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّـلَّذِيۡنَ هُمۡ لِرَبِّهِمۡ يَرۡهَبُوۡنَ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 7/54

ترجمہ:

”اور اُس تحریر (تورات) میں ہدایت اور رحمت تھی اُن کے لیے جو اپنے رب سے خوف رکھتے ہیں“۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اہل مغرب کے اعمال وافعال پر تاریخی تناظر میں بھی ایک نظر ڈال لی جائے کہ انکار کی عادت صدیوں میں پختہ ہوتی ہے، مادیت اُن میں ہمیشہ سے موجود رہی تھی اسی لیے تو وہ ذرا ذرا سے فائدے کے لیے اللہ کی آیات کو بیچ دیا کرتے تھے، وہ جانتے تھے کہ اللہ کے رسول اُن کو جس بات کی طرف بلا رہے ہیں وہی سچ ہے، اس کے باوجود انھوں نے اپنے نفس کی آواز پر کان دھرے اور اللہ کے احکام کا انکار کیا، اللہ کے رسولوں کا انکار کیا، اللہ کے رسولوں کو اذیت پہنچائی، اللہ کے رسولوں کا راستہ روکا، اللہ کے رسولوں کو قتل کیا، یہی وجہ ہے کہ انھیں ایک مردود قوم قرار دے دیا گیا۔

قرآن حکیم میں اِن اقوام کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ :

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاء فَلاَ تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلاَ تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَناً قَلِيلاً وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالأَنفَ بِالأَنفِ وَالأُذُنَ بِالأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَن تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ وَقَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِم بِعَيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَآتَيْنَاهُ الإِنجِيلَ فِيهِ
هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى
وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ○ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ
اللّهُ فِيهِ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ ○ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُم
بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءهُمْ عَمَّا جَاءكَ مِنَ
الْحَقِّ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاء
اللّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا
آتَاكُم فَاسْتَبِقُوا الخَيْرَاتِ إِلَى الله مَرْجِعُكُمْ
جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○ وَأَنِ
احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءهُمْ
وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللّهُ إِلَيْكَ فَإِن
تَوَلَّوْاْ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ
وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ ○ أَفَحُكْمَ
الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ
يُوقِنُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 44-50/5)

ترجمہ:

”ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ سارے نبی جو مسلم تھے اسی کے مطابق اِن یہودی بن جانے والوں کا فیصلہ کرتے تھے۔ اور اسی طرح ربانی اور احبار اسی پر فیصلہ کرتے تھے کیونکہ انھیں کتاب اللہ کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور

وہ اُس پر گواہ تھے۔پس اے گروہ یہود تم لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ صرف مجھ سے ڈرو،اور میری آیات کو ذرا ذرا سا معاوضہ لے کر بیچنا چھوڑ دو۔جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی کافر ہیں ہم نے یہودیوں پر حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان،آنکھ کے بدلے آنکھ،ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت،اور تمام زخموں کے لیے برابر کا بدلہ ہے،پھر جو قصاص کا صدقہ کرے تو وہ اس کے لیے کفارہ ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں۔پھر ہم نے اِن پیغمبروں کے بعد مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا،تورات میں جو کچھ اُس کے سامنے موجود تھا وہ اُس کی تصدیق کرنے والا تھا اور ہم نے اُس کو انجیل عطا کی جس میں رہنمائی اور روشنی تھی اور وہ بھی تورات میں سے جو کچھ اُس وقت موجود تھا اُس کی تصدیق کرنے والی تھی اور خدا ترس لوگوں کے لیے سراسر ہدایت اور نصیحت تھی۔ہمارا حکم تھا کہ اہل انجیل اس قانون کے مطابق جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے فیصلہ کریں اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں۔پھر اے محمد ﷺ ہم نے تمھاری طرف یہ کتاب (قرآن) بھیجی جو حق لے کر آئی ہے اور الکتاب میں سے جو کچھ اس کے آگے موجود ہے اُس کی تصدیق کرنے والی اور محافظ ونگہبان ہے۔لہٰذا تم خدا کے قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور حق تمھارے پاس آیا ہے اِس سے منہ موڑ کر اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک شریعت اور ایک راہ عمل مقرر کی ہے۔اگرچہ تمھارا خدا چاہتا تو وہ تم سب کو ایک امت بھی بنا سکتا تھا۔لیکن خدا نے یہ اس لیے کیا کہ جو کچھ اُس نے تم لوگوں کو دیا ہے اس میں تمھاری آزمائش کرے۔لہٰذا بھلائیوں میں سے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو کہ آخر کار تم سب کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے پھر وہ تمھارے

سامنے اصل حقیقت کو کھول دے گا جس میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔ پس اے محمد ﷺ تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق اِن لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ ہوشیار رہو کہ یہ لوگ تمھیں فتنہ میں ڈال کر اِس ہدایت سے ذرا برابر بھی منحرف نہ کرنے پائیں جو خدا نے تمھاری طرف نازل کی ہے۔ پھر اگر یہ اِس سے منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ نے اِن کے بعض گناہوں کی پاداش میں اُن کو مصیبت میں مبتلا کرنے کا ارادہ کر ہی لیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن لوگوں میں اکثر فاسق ہیں۔ تو کیا پھر یہ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں اُن کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آج دو ہزار سال ہونے کو آئے اِن اقوام کے طرزِ عمل میں رتی برابر فرق نہیں آیا۔ وہ کل بھی گمراہ تھیں وہ آج بھی گمراہ ہیں، اللہ کے نازل کردہ قوانین کا انھوں نے کل بھی انکار کیا تھا اور آج بھی وہ انکار پہ ہی کاربند ہیں، وہ کل بھی نفس کی پکار پہ مطمئن تھے اور آج بھی آوازِ نفس ہی اُن کی منزل ہے، کل بھی فحاشی اور بدکاری اُن کو مرغوب تھی اور آج بھی شہوت رانی میں دنیا میں سب سے آگے وہی ہیں۔ کل بھی اُن کی آنکھوں میں حیا نہ تھی آج بھی اُن کی آنکھوں میں حیا نہیں ہے، کل بھی ذرا سے فائدے کے لیے وہ عدل سے پھر جاتی تھیں آج بھی اُن کا جھوٹ ضرب المثل ہے، کل بھی دوسروں کا حق کھا جانا اُن کا شیوہ تھا آج بھی مادیت ہی اُن کی منزل قرار پائی ہے، کل بھی وہ کتاب اللہ کے انکاری تھے آج بھی انھیں کتاب اللہ کی کوئی پرواہ نہیں، کل بھی وہ مسلمانوں سے حسد کرتے تھے آج بھی وہ مسلمانوں سے حسد کرتے ہیں، کل بھی وہ اللہ کا حکم ماننے کے لیے تیار نہ تھے آج بھی وہ اللہ کا حکم ماننے کے لیے تیار نہیں، کل بھی وہ عقل کے اندھے تھے آج بھی وہ عقل کے اندھے ہیں، کل بھی وہ شراب کے رسیا تھے آج بھی وہ

شراب کے بغیر نہیں جی سکتے ،کل بھی سود اُن کی محبوب معیشت تھی آج بھی سب سے بڑے سود خور وہی ہیں ،کل بھی وہ ظالم تھے آج بھی وہی ظالم ہیں ،کل بھی وہ بزدل تھے آج بھی وہ بزدل ہیں ،کل بھی وہ جاہل تھے آج بھی وہ جاہل ہیں ،کل بھی وہ جھوٹے تھے آج بھی وہ جھوٹے ہیں اور اُن کے جھوٹ کی گواہی دیتے تاریخ کے صفحات سیاہ ہورہے ہیں۔ یہ اگرچہ ایک طویل تذکرہ ہے کہ مغرب کا وہ معاشرہ جو آج ہمارے سامنے ہے جس نے دنیا بھر کے لوگوں کو مادیت اور الحاد کی دعوت دی ہے وہ کن راہوں سے گزرتا ہوا پستی کے اس مقام تک پہنچا۔ آج کے مغرب کی شہوت رانی ، مذہب سے دوری اور دولت اکٹھی کرنے کی ہوس کن بنیادوں سے ظاہر ہوئی۔ مختصراً اُن کا جائزہ لیے بغیر شاید بات پوری طرح واضح نہ ہوسکے۔ چنانچہ مورخین نے اس طویل تر تاریخی تسلسل کو بیان کیا ہے اور الہامی کتابوں نے بھی قوم یہود و نصاریٰ کے پست روز شب کو اپنا موضوع بنایا ہے اُن کی مدد سے ہم اُس بگاڑ کو جاننے کی کوشش کریں گے جو آج ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا چاہتا ہے۔ حالانکہ وہ ایک الہامی مذہب کے پیرو تھے ایک مذہبی کتاب کے وارث تھے اور اُن کے دعویٰ کے مطابق تو وہ آج بھی اُس کتاب پہ کاربند ہیں مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اہل مغرب کا اب کسی بھی کتاب سے حقیقت میں کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ محض نفس کے پجاری ہیں اور نفس کی آواز ہی اُن کا عمل ہے اور وہ بے منزل مسافرت کے آزار میں ہیں۔ جہاں تک اُن کی کتاب کا تعلق ہے تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کتاب سے نوازا تھا اور وہ کتابِ ہدایت تھی قرآن حکیم میں اس بات کی تصدیق کی گئی ہے۔

ارشاد ہوا کہ :

ثُمَّ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَاماً عَلَى الَّذِيَ أَحْسَنَ وَتَفْصِيلاً لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُم بِلِقَاء رَبِّهِمْ

يُؤْمِنُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 6/154)

ترجمہ؛

''ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی جو بھلائی کی روش اختیار والے انسان پر نعمت کی تکمیل کرتی اور ہر ضروری چیز کی تفصیل اور سراسر ہدایت ورحمت تھی کہ شاید یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات پر یقین کریں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آج کا مغربی معاشرہ جن بنیادوں پر استوار ہوا ہے اُن میں کچھ موہوم سا عکس تو اُس کتاب کا ہے جو اُن پہ اتاری گئی مگر بدقسمتی سے وہ عکس بھی اُن کی عبادت گاہوں اور سرکاری بیانات تک محدود ہو کے رہ گیا۔ ورنہ حقیقت میں بھی تو مغرب کا عام شہری چاہے وہ امریکہ سے تعلق رکھتا ہو یا انگلستان سے، فرانس کا شہری ہو یا ناروے کا، آسٹریلیا کا باشندہ ہو یا ہالینڈ کا شہری ہو، جرمنی کا باشندہ ہو یا اسپین کا شہری، اٹلی کا باشندہ ہو یا سوئٹرزلینڈ کا رہنے والا ہو، طرزِ زیست میں کلی مشابہت رکھتا ہے۔ خیر وشر کا تصور ایک سا ہے، کامیابی و ناکامی کا معیار ایک ہے، جنسی انارکی، معاشی تصورات، سماجی اقدار، تہذیبی افکار اور تمدنی معاملات میں تقریباً اتفاق پایا جاتا ہے۔ چنانچہ انسانوں کا ایک انبوہ ہے جو حق وراستی سے آشنا نہیں۔

مغربی اقوام کے افکار کی بنیاد میں رومی تہذیب اور یونانی فلسفے کو بنیادی فکر وعمل کی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ یورپی محققین نے اسلام سے تعصب کی بنا پر یونانی فلسفے کو کچھ اس طور پہ اور مبالغہ کی حد تک بیان کیا ہے کہ علم وحی پر بھی اُسے فوقیت عطا کر دی۔ حالانکہ خود یونانی مذہب کے لحاظ سے محض ایک تصوراتی داستان کو اپنائے ہوئے تھے اور اُن کا فلسفہ اُس الجھے ہوئے گورکھ دھندے کا نام تھا جس نے تین ہزار سال پہلے اگر انسانیت کی کوئی خدمت کی ہو تو کی ہو آج کی اس دنیا میں جب قرآن حکیم جیسی عظیم کتاب کُل عالم کو راہ نجات دکھا رہی ہے تو اُس

قدیم یونانی فلسفے کو سورج کے مقابلے میں چراغ کی حیثیت بھی حاصل نہیں رہی۔ یونانی فکرو فلسفہ کا بڑا بگاڑ یہ ہے کہ اُس میں روح کو قطعی طور پہ نظر انداز کر کے عقل کو لامحدود اہمیت عطا کر دی گئی۔ غالباً اسی بنیاد پر مغرب کے دانشور نے کہا کہ یونانی فکرو فلسفہ میں انسانی رفعت اور اس کی ایجابیت کو ثابت کیا گیا ہے۔ عقل کو لامحدود قرار دینے اور اسے روح پر مقدم کرنے کے نتیجے میں اُس انسانی تہذیب نے سر اٹھایا جس نے رفتہ رفتہ خالق کا بھی انکار کر دیا۔ اس لیے کہ جب ہر وجود کو ناپنے کا پیمانہ عقل ہی ٹھہری تو خالق کا وجود بھی اسی قدر قابل عمل تصور کیا گیا جہاں تک عقل کی رسائی ممکن ہو سکے۔ تاہم چونکہ اہل مغرب خود کو ایک الہامی مذہب کا پیرو گردانتے ہیں اس لیے بہرحال اللہ کے وجود کو عقل کے فریم میں نصب کرنے کی بھونڈی کوششیں جاری رہیں۔ رہ گیا اللہ کا روحانی عرفان تو اس کا وجود یونانی جاہلیت میں بہت ہی کمزور تھا۔ پھر رومی انداز فکر تھا جس نے جب عیسائیت قبول کی تو بجائے اس کے کہ وہ عیسائیت قبول کرنے کی بنا پر اپنے فکرو نظر سے منحرف ہو جاتے انھوں نے عیسائیت کو اپنے اندازِ فکر کے مطابق ڈھال لیا۔ چنانچہ قرون وسطیٰ میں دین عیسوی کے اعتقادی انحطاط کے متعلق مشہور برطانوی مورخ DR, Draper اپنی کتاب ”Combet in religion and Science“ میں لکھتے ہیں کہ :

”منافقین کی وجہ سے عیسائیت میں شرک و بت پرستی داخل ہو گئی۔ اِن منافقین نے اپنے آپ کو عیسائی ظاہر کر کے بڑے بڑے مناصب پر قبضہ جما لیا خود کانسٹائن کا بھی یہی حال تھا اس نے اپنی ساری زندگی ظلم اور گناہوں میں گزاری اور سوائے زندگی کے آخری چند دِنوں کے اُس نے کبھی بھی کنیسہ کے مذہبی احکامات کی پابندی نہیں کی“۔

دیگر تمام ادیان کی طرح مسیحیت بھی عقیدہ وشریعت پر مشتمل تھی ہر چند کہ انجیل میں احکامات کے متعلق زیادہ تفصیلات مذکور نہ تھیں بلکہ اس میں تورات کو بنیاد بنا کر بعض احکام میں جزوی تبدیلی کی گئی تھی۔قرآن سے اسی بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ :

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ○

القرآن الحکیم(سورۃ البقرۃ 2/156)

ترجمہ:

''انجیل تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تاکہ میں حلال کردوں اُن بعض چیزوں کو جو اس سے قبل تم پہ حرام کردی گئی تھیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ مسیحیت نے چند قوانین میں تبدیلی کے بعد تورات ہی کو نافذ کردیا تھا۔لیکن حقیقت میں جو کچھ ہوا اس میں مذہبی روح نام کو بھی نہ تھی۔اس کے باوجود کہ قرون وسطیٰ میں یورپ میں کلیسا کو زبردست اقتدار حاصل ہوا پھر بھی قانون الٰہی صرف شخصی احوال تک محدود ہو کر رہ گیا اور زندگی کے بڑے حصے میں رومی قانون ہی نافذ العمل رہا۔گویا لوگوں کے ذہنوں پر مذہب کا غلبہ ہونے کے باوجود قرون وسطیٰ کے یورپ میں پائی جانے والی دین و دنیا کی آویزش قبیح جاہلیت کی مظہر ثابت ہوئی۔معاشرے پر کلیسا کے اثرات نہایت گہرے اور دوررس تھے اور لوگوں کے ذہن کلیسا کی عظمت سے مرعوب تھے۔اس کے باوجود بھی زندگی کے سارے معاملات رومی قانون کے تحت ہی حل کیے جاتے تھے۔یہ ایک ارادی عمل تھا جو اہل کلیسا نے اپنایا اور اس طرزِ عمل کے نتیجے میں رومی قانون کی توسیع اور ہمہ گیری کے لیے مواقع

فراہم ہوتے رہے۔ نتیجہ کے طور پر دین و دنیا میں دوئی پیدا ہوئی۔لوگوں کے اذہان متاثر ہوئے۔تب لوگوں کے ذہنوں پر دین و دنیا کی دوئی اس قدر چھائی ہوئی تھی کہ کاہنوں نے دنیا کو دوسروں کے لیے چھوڑ دیا اور خود آسمانی بادشاہت کے وارث بن بیٹھے۔تب یہ تصور عام تھا کہ جنت میں صرف وہی شخص جائے گا جسے کاہنوں کی خوشنودی حاصل ہو باقی سب اُس سے محروم رہیں گے۔کلیسا کی گرفت معاشرے پر سخت تھی اس لیے کہ ریاست کی قوت اُس کی پشت پر موجود تھی۔ چنانچہ کلیسا عوام سے جو حکم چاہتا منواتا۔کلیسا نے جہاں لوگوں کو عقلی طور پر یرغمال بنا رکھا تھا وہیں اُس نے لوگوں کا معاشی استحصال بھی کر رکھا تھا۔وہ لوگوں سے عشر ایسے وصول کرتا جیسے کہ تاوان وصول کیا جاتا ہے۔لوگوں کو مجبور کیا جاتا کہ وہ کلیسا کی زمینوں پر مفت کام کریں اور بادشاہ کے لشکروں میں بغیر کسی اجرت کے شامل ہوں اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ قرون وسطیٰ میں لوگوں پر خدا کی بجائے لوگ ہی حکمران تھے۔اگرچہ کلیسا نے مذہب کے نام پر جاہلیت کا جو نظام وضع کیا تھا اُس نے نہ تو انسانیت کو کچھ دیا اور نہ ہی دین عیسوی کو لوگوں کا پسندیدہ مذہب رہنے دیا۔رہبانیت کے لیے جو خانقائیں قائم کی گئیں وہ بدکاری کے اڈوں میں تبدیل ہو کر رہ گئیں اس لیے کہ فطرت سے بغاوت انسان کے لیے ممکن ہی نہیں۔قرآن حکیم نے اُن کی اس جاہلیت کی طرف جا بجا اشارادات نازل فرمائے گئے ہیں۔

سورۃ حدید میں ارشاد ہوا کہ!

وَرَہۡبَانِیَّۃَۨ ابۡتَدَعُوۡہَا مَا کَتَبۡنٰہَا عَلَیۡہِمۡ اِلَّا ابۡتِغَآءَ رِضۡوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوۡہَا حَقَّ رِعَایَتِہَا ۔

القرآن الحکیم (سورۃ الحدید 57/27)

ترجمہ؛

”اور رہبانیت جو انھوں نے ایجاد کرلی تھی وہ ہم نے اُن پر فرض نہ کی تھی مگر اللہ کی رضا مندی کے لیے،لیکن انھوں نے اس کی پوری پوری رعایت نہ کی“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

دراصل تو اہل مغرب کے لیے دین مسیحیت ایک قید تھی جس سے نکلنے کے لیے وہ بیتاب تھے۔ تاہم اُن کے حکمرانوں اور کلیسا نے جب اس بات کو محسوس کیا تو انھوں نے ایک نئی چال چلی ۔انھوں نے پوری قوم کو مجتمع کیا اور مسلمانوں پر چڑھ دوڑے حالانکہ وہ ابھی اس قابل نہ تھے کہ مسلمانوں کا مقابلہ کرتے۔ چنانچہ صلیبی جنگوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا جس کے آخر میں انھیں بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ تاہم یہ بات اُن کے فائدے میں گئی لوگ دین مسیحیت پر ایک بار پھر مجتمع ہو گئے۔ صلیبی جنگوں میں مسلمانوں سے معاندانہ ٹکراؤ اور اسپین میں مسلمانوں سے مصالحانہ میل جول کا نتیجہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی صورت میں ظاہر ہوا۔ لیکن بجائے اس کے کہ یہ نشاۃ ثانیہ اللہ کے راستے پر چلتی جو درحقیقت اسلامی تہذیب کی بنیاد تھی اس نے نہایت تندہی سے اسلام کا مقابلہ شروع کر دیا۔ اور یہ کلیسا کا ایک اور احمقانہ قدم تھا کلیسا لوگوں کو جاہل رکھنا چاہتا تھا اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ اگر لوگوں نے علم حاصل کر لیا تو وہ کلیسا کی تمام تر جاہلیت اور عیاریوں سے آگاہ ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اصول تاریخ ہے کہ آزادی پسند لوگ ظالم حکمران کے لیے ہمیشہ دردسر رہے ہیں اس لیے کلیسا اپنی ظالمانہ حکمرانی کو قائم رکھنے کے لیے شجر آزادی کو جڑ سے کاٹنے کی کوشش میں لگا رہا۔

یورپ کی نشاۃ ثانیہ غیر دینی (Secular) بنیادوں پر ہوئی جس کے نتیجے میں رفتہ رفتہ لوگ عقیدے اور دین سے دور ہٹتے گئے۔ اہل یورپ نے مسلمانوں سے علم سیکھا تہذیب سیکھی اور نظریہ آزادی حاصل کیا، مسلمانوں سے تجربی علوم حاصل کیے اور انھی پر اپنی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد رکھی۔ یورپ نے مسلمانوں سے ہی ایک قوم بننا سیکھا۔ مگر جب اُن کو کچھ قوت حاصل ہو گئی تو انھوں نے اندلس کے مسلمان اہل علم کو سزائیں دینے کے لیے خصوصی عدالتیں قائم کیں۔ جلد ہی وہ دور آ گیا جب تحریک اصلاح مذہب کے ساتھ ساتھ صنعتی انقلاب کی صدائیں بھی سنائی

دینے لگیں۔ وہ نظام سرمایہ داری کے ابتدائی ایام تھے جس کی بنیادیں سود دھوکہ اور فریب پر رکھی ہوئی تھیں، محنت کش کو اُس کی محنت کا انتہائی کم معاوضہ دیا جاتا۔ صنعتکار نے محنت کش پر انتہائی مظالم ڈھائے اور اُن کا خون چوسا تب کلیسا میں پراسرا خاموشی تھی۔ بجائے اس کے کہ کلیسا اس ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا مگر دینی مصلحین تو وجدان کی اصلاح کے چکر میں الجھے ہوئے تھے۔ یہ سارا تذکرہ گیارہویں صدی عیسوی سے اٹھارویں صدی عیسوی تک کا تھا۔ پھر جب انیسویں صدی کا سورج طلوع ہوا تو اُس کے دامن میں اہل مغرب کے لیے بہت کچھ تھا بلکہ وہ سب کچھ تھا جس کے وہ متمنی تھے اور جسے وہ ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتے تھے اور انیسویں صدی میں انھوں نے جو کچھ بھی حاصل کیا وہ دین اور عقیدے کی قیمت پر حاصل کیا۔ اٹھارویں صدی کے ربع آخر میں ہی اُس بلند و بالا اور عظیم تر صنعتی انقلاب کی بنیاد رکھی جا چکی تھی جو یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی وجہ بنی۔ چنانچہ انیسویں صدی اُن کے لیے نئی روشنی کی صدی ثابت ہوئی۔ جہاں ڈاروینیت نے اُن کے افکار و نظریات کو روند ڈالا تو وہیں صنعتی انقلاب نے اہل مغرب سے اُن کے آبائی عقیدے کو بھی چھین لیا۔ انیسویں اور بیسوی صدی کو اگر اہل مغرب کی صدی قرار دیا جائے تو غلط نہ ہوگا اس لیے کہ علم و فضل ہو یا فن و حرب، صنعت و حرفت ہو یا تجارت و معیشت ہر میدان میں مغرب کا ڈنکا ہی بج رہا تھا۔

تاہم بیسویں صدی کے نصف آخر میں جب مسلمانوں کے مقبوضہ علاقوں پر مغرب کی گرفت کمزور ہوئی تو مسلمان بھی میدان عمل میں نکل آیا اگرچہ وہ زیست کے متعدد میدانوں میں ابھی تک مغرب سے کوسوں پیچھے ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین کی قیمت پر اُس مادی آسائش کو حاصل کرنے پر کبھی رضامند نہ ہوا جس کا مغرب متمنی تھا۔ مغرب نے معاشیات اور سماجیات میں جو میدان سجائے اُن میں اُسے اگرچہ کامیابی حاصل ہوئی۔ مگر مادیت کی آخری منزل پر پہنچ کر جب اُس نے پیچھے دیکھا تو اُس نے جانا کہ وہ بہت کچھ کھو آیا ہے۔ نسلوں پہ نسلیں بدلتیں رہیں جس کی وجہ سے اُن کے اندر سے رفتہ رفتہ احساس زیاں بھی جاتا رہا۔ یہ سچ

ہے کہ مغرب عسکریت اور معاشیات کے میدانوں میں دوسری بہت سی اقوام سے آگے نکل چکا ہے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ اُن کے ہاں انفرادی سکون مفقود ہے۔ اُن کا فرد انفرادی طور پہ ایک اضطراب کا شکار ہے اور اُس سکون کا متمنی ہے جو اسے مادیت کی انتہا پر پہنچ کے بھی نہیں مل سکا۔ صاحب دانش لوگوں نے اس امر کو جانا ہے کہ انسان روح اور جسم سے مرکب ہے۔ روح کی آسائش خالق کی اطاعت میں ہے اور جسم کی آسائش مادیت میں ہے۔ تو جب انسانوں کے ایک کثیر گروہ نے روحانیت کو پس پشت ڈال کر صرف مادیت کو اپنی منزل بنالیا تو منطقی طور پر اُن کی روح تشنہ رہ گئی اور یہ اضطراب اسی تشنگی کا مظہر ہے۔

مغرب نے خاندانی ڈھانچے کو کھو دیا، محبت اور مروّت کے رشتوں سے منہ موڑ لیا، وہ صرف نفس کا پجاری بن کے رہ گیا۔ مادیت اُس کی منزل اور شراب اُس کی خوراک اور شہوت اُس کی لذت بن کے رہ گئی۔ سود اُس کا کاروبار اور استحصال اُس کا طرز زیست بن کے رہ گیا۔ مغرب نے انسانیت کو کئی ہزار ایٹم بم اور تیسری دنیا کا تحفہ دیا۔ دراصل تو یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ مغرب نے منزل کے تعین میں ٹھوکر کھائی انھوں نے قولاً تو خالق کے وجود کا انکار نہ کیا مگر عملاً انھوں نے خالق کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا جس کی وجہ سے وہ اپنے اہداف حاصل کرنے کے باوجود منزل سے کوسوں دور ہیں۔ روحانی خلا کے ساتھ ساتھ اُن کے اندر ایک بڑے اخلاقی بگاڑ نے بھی جنم لیا جس نے نہ صرف اُن کی زندگی کو اجیرن کیا بلکہ مغرب نے دور دور تک انسانیت کا چہرہ لہولہان کر رکھا ہے۔

خاص طور پہ اُن کا ہدف مسلمان ممالک ہیں جو اُس کے تمام اہداف و مقاصد کو پورا کرتے ہیں مسلمانوں کے پاس تیل سمیت بے شمار معدنی دولت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ عسکری اور معاشی حوالوں سے قدرے کمزور مسلمان ممالک مغرب کا ہدف ہیں جن پر وہ آئے روز حملہ آور ہوتے رہتے ہیں۔ مغرب نے مادیت کی منزل طے کرتے ہوئے سائنس کو اپنا معبود بنالیا۔ سائنس اگرچہ ایک مفید علم ہے مگر سائنس کو خدا بنالینا اہل مغرب جیسے کم عقلوں ہی کا کام تھا۔ علم

سائنس کائنات کے بارے میں معلومات کا عمدہ وسیلہ ہے مگر سائنسی کارنامے دراصل اُس عقل ہی کے مرہون منت ہیں جو خالق کی طرف سے انسان کو عطا کی گئی ہے۔مگر حیرت ہے کہ مغرب نے سائنس کو الوہیت کے مقام پر بٹھا دیا اور اسے اپنی محبتوں عقیدتوں اور اطاعتوں کا واحد مرکز بنالیا۔اہل مغرب کی اس افسوس ناک غلطی کا نتیجہ یہ نکلا کہ انھوں نے تجرباتی سائنس کے تجربہ ومشاہدہ کے محدود وسائل کے سوا علم ومعلومات کے باقی وسائل سے خود کو محروم کرلیا اور جس کے منطقی نتیجے کے طور پر مغرب کا عام آدمی منزل سے مزید دور ہوتا چلا گیا یہی مغرب کا انسانیت کو تحفہ ہے۔انسان کے سامنے ایک وسیع کائنات پھیلی ہے مگر مغرب کی تنگ نظری کی وجہ سے تمام امکانات نظری ومادی سائنس کی ناگزیر محدودیتوں کی نذر ہوگئے۔

کیونکہ درحقیقت انسان جس علم کا محتاج ہے وہ عقل سے اگلی منزل پہ حاصل ہوتا ہے۔جب کہ سائنس جو عقل کے پروں سے اڑتی ہے انسانیت کی بلند پروازی کا ساتھ نہیں دے سکتی۔وہ عقل اور روح دونوں سے مدد حاصل کرتی ہے اور تب کہیں اپنے خالق کا قرب اور حقیقت نفس الامری کا واضح اور صحیح شعور حاصل کرنے کے قابل ہوتی ہے۔مگر مغرب کا طریق مختلف تھا اُن کا تخیل ہے کہ صرف سائنس ہی وہ واحد ذریعہ علم ہے جو حیات اور کائنات کے سربستہ راز منکشف کرسکتا ہے۔اور اس تخیل میں وہ اس قدر پختہ ہیں کہ علم وحی جیسے مقدس علم کو بھی علم سائنس کے مقابل حقیر جانتے ہیں۔اپنی جہالت اور کم فہمی کی بنا پر اہل مغرب شاید یہ نہیں جانتے کہ علم سائنس ہنوز اپنے ابتدائی دور میں ہے اور اب بھی بے شمار ایسے مسائل موجود ہیں جن کے بارے میں انسان کی معلومات نہ صرف محدود بلکہ قابل قدر حد تک ناکافی ہیں ۔حقیقت یہ ہے کہ علم سائنس کا دائرہ اثر کافی محدود ہے اس کا مشاہدہ سطحی اور اس میں صلاحیت نہیں کہ وہ حقیقت کی تہہ تک سفر کرسکے۔دراصل جب مغرب نے مذہب یعنی روحانیت سے منہ موڑا اور جدیدیت یعنی مادیت اور سائنس کے دامن میں پناہ گزیں ہوئے تو انھوں نے پہلا دعویٰ یہ کیا کہ روح کچھ بھی نہیں یہ محض انسانی واہمہ ہے۔اہل مغرب نے روح سے انکار کسی

دلیل یا علم کی بنا پر نہیں کیا بلکہ اُس کی وجہ تجرباتی سائنس کی روح تک نارسائی اور ناکافی غیر موزوں آلات کا استعمال تھا۔ دراصل اہل مغرب اسرار فطرت کی نقاب کشائی سائنس کے ذریعے کرنا چاہتا تھے مگر وہ بھول گئے کہ سائنس تو محض ایک علم ہے جب کہ خالق کل عالم کا مالک ہے اور اُسی کا علم ہے جو لا محدود ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ دوسری طرف مشیت ایزدی یہ تھی کہ اعلیٰ حقائق کو انسانی ادراک کی براہ راست گرفت سے باہر رکھا جائے۔ یہی حکمت اور مصلحت تھی اور حکم ہمیشہ خالق ہی کا ہے۔

چنانچہ جب سائنس روح کے اسرار تک نہ پہنچ سکی تو اُن کم فہموں نے اسے سائنس کی محدودیت نہ جانا بلکہ روح کے انکار کو مناسب سمجھا اور یہی بات اُن کی ضلالت اور انکار کا باعث بن گئی اور انھوں نے آخری نتیجے کے طور پہ اس بات کا اعلان کر دیا کہ روح نامی کسی چیز کا دنیا میں کوئی وجود نہیں۔ الغرض آج کی جدید اور بزعم خویش مہذب دنیا علمی جہالت کا وہ شاہکار ہے جس میں دورِ جدید کا انسان مبتلا ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ جدید یورپ قدیم یونانی تہذیب کا وارث ہے اور یہ تہذیبی ورثہ رومن ایمپائر کی وساطت سے یورپ تک پہنچا۔ قدیم یونانی تہذیب میں انسان اور اس کے دیوتاؤں کے باہمی تعلقات کی بڑی بھیانک تصویر پیش کی گئی ہے۔ یونانی دیو مالا کے مطابق انسان اور اُس کے دیوتا ہمیشہ ایک دوسرے کے دشمن رہے ۔مورخین نے انسان اور یونانی دیوتاؤں کے مابین مستقل ٹکراؤ اور کھینچا تانی کی کیفیت کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ قدرت کے سربستہ رازوں کو افشا کرنے میں انسان کو جو کامیابیاں حاصل ہو ئی ہیں وہ اُن کے نزدیک انسان کے عزم و استقلال اور دیوتاؤں کی عاجزی اور بے بسی کا اظہار ہیں۔

اُن کے مطابق اگر اُن کے دیوتاؤں کا بس چلتا تو وہ کبھی انسان کو تحقیق و اکتشاف کے کسی شعبے میں کامیاب نہ ہونے دیتے اور انسان اِن ساری آسائشوں اور سہولتوں سے محروم رہ جاتا جو قدرت کے خزانوں پر دسترس پانے کے نتیجے میں انسان کو حاصل ہوئی ہیں۔ اِس یونانی نقطہ نظر

سے سائنس کی ہر نئی کامیابی اپنے حاسد دیوتاؤں کے خلاف انسان کی فتح و کامرانی کا نیا اعلان اور اُس کی برتری کا اثبات ہے۔ یونانی تہذیب کی یہی وہ خبیث روح ہے جو جدید یورپ کے تحت الشعور میں ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ اس کا اظہار کہیں تو حقائق و واقعات کی تعبیر و توجیہہ میں ہوتا ہے اور کہیں خدا کے بارے میں یورپی رویے میں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید یورپی سائنس دان سائنس کی کامرانیوں کو کچھ اس انداز میں پیش کرتا ہے کہ گویا یہ انسان نے کسی برتر قوت سے لڑ کر حاصل کی ہیں اور اُن کے نتیجے میں فطرت کی قوتوں کو اپنا تابع فرما بنالیا ہے۔ چنانچہ اَن دیکھے خداؤں کے سامنے انسان جس عجز و نیاز مندی کا اظہار کرتا چلا آیا ہے اس کی اصل وجہ اس کے نزدیک انسان کا احساس عجز ہے۔ مگر سائنس کو فطرت کے خلاف جو بے پناہ کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں اُن کے نتیجے میں یہ انسانی احساس عجز رفتہ رفتہ خود بخود مٹ جائے گا اور بالآخر وہ دن بھی آئے گا جب انسان خود اپنا خدا ہوگا مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو حیات و ممات کے تمام سربستہ راز معلوم ہوں اور وہ تجربہ گاہ حیات میں تخلیق کی صلاحیت حاصل کرلے۔

انسان تخلیق کے امر پر قادر ہو جائے گا یہی آج کی سائنس کی نقطہ منتہا ہے۔ اس لیے آج کا سائنس دان تجربہ گاہ میں زندگی کی تخلیق کو جس معیار کی اولیت دے رہا ہے وہ کسی دیگر امر کو حاصل نہیں۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آج کی دنیا میں اگر اُسے خدائی کا دعویٰ کرنا ہے تو اسے یہ سنگ میل عبور کرنا ہی ہوگا اور اس کے بعد انسان اور کسی اَن دیکھے خدا میں کوئی فرق باقی نہیں رہ جائے گا اور انسان کو اپنے سوا کسی کے روبرو جھکنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ جدید مغربی دنیا آج جن روحانی امراض میں مبتلا ہے اُن میں یہ مرض سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ اور اُن کے اس جنون نے انسان کی زندگی کو عذاب بنا دیا ہے انسانیت کو افتراق و انتشار میں جھونک دیا ہے، زندگی میں امن و سکون اور اطمینان باقی ہے نہ حسن و دلکشی۔ چنانچہ مغرب کے یہ سب پست تخیل اور آخری حد تک پھیلا ہوا اخلاقی بگاڑ اُس کو کسی منزل کی طرف نہیں لے جائے گا۔ بلکہ وہ جس دلدل میں اتر چکا ہے وہ آگے جا کر مزید گہری ہو جائے گی۔ یہاں کوئی یہ نہ کہے کہ

ہم نے ایک ارب سے زائد بت پرستوں اور دو ارب کے قریب ملحدین کا تذکرہ نہیں کیا تو انھیں معلوم ہو کہ زندگی کا جو طریق اِن لوگوں نے اپنایا وہ اہل مغرب سے چنداں مختلف نہیں خالق کے وجود سے انکار یا خالق کے احکامات سے انکار ایک ہی قبیل سے ہیں۔ چنانچہ گمراہی اور اخلاقی پستی میں ہندو اور کیمونسٹ اہل نصاریٰ سے کئی قدم آگے ہیں۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ مغرب دراصل ایک استعارہ ہے اور اس دائرہ میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو خود کو سیکولر کہتے ہیں۔ چونکہ نظریات جغرافیائی سرحدوں کے پابند نہیں ہوتے اس لیے مشرق ہو یا مغرب انسانوں کا جو بھی گروہ سیکولر نظریات کا حامی ہوگا وہ گمراہ تصور ہوگا اور اُسے اہل مغرب ہی کہا جائے گا۔ چنانچہ اِن گمراہ قوموں کے سامنے اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ وہ اسلام کے دامنِ عافیت میں پناہ حاصل کرلیں۔ کیونکہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ قدیم زمانوں میں اول اول انسانی حماقت بت پرستی کی صورت ظاہر ہوئی اب سائنس کو خدا مان کر پھر سے اُسی جاہلیت کا اعادہٗ کیا جا رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان جب تک قدیم اور جدید خرافات سے خود کو آزاد نہ کرلے تب تک اسے حقیقی آزادی نصیب نہیں ہوسکتی۔ اسلام ہمیشہ سے زخمی روحوں پر مرہم رکھتا چلا آیا ہے۔ آج بھی اسلام کا دامن وا ہے اور مغرب کو اس ضمن میں کسی رکاوٹ کا بھی سامنا نہیں اس لیے کہ وہ ایک غالب قوم ہیں اسلام ہی سائنس اور مذہب کی اس مزعومہ کشمکش کو مصالحت میں بدل سکتا ہے۔

اسلام ہی انسانیت کے شرف کی بحالی کے لیے آخری جائے پناہ ہے، اسلام ہی امید کی واحد کرن ہے، اسلام ہی اس مصیبت زدہ دنیا کی امن و سلامتی کو بحال کرسکتا ہے جو مغرب کی حماقتوں کے طفیل انسان سے چھن چکی ہے۔ بے خدا مغرب کی تباہ کاریوں سے نجات کے لیے قانونِ خداوندی کی اطاعت کے سوا اب کو چارۂ کار نہیں۔ اسلام انسان کو زندگی گزارنے کا ایک صحت مند پروگرام فراہم کرتا ہے۔ اسلام انسان پر اس امر کو واضح کرتا ہے کہ دنیا میں تجھے جو علمی مادی اور روحانی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں وہ دراصل تمھارے رب رحیم کا فضل و کرم

ہیں۔اسلام انسان کو یہ پیغام دیتا ہے کہ اپنی کامرانیوں کو تم ابنائے نوع کی خدمت کا ذریعہ بناؤ گے تو تمھارا خالق تم سے خوش ہوگا اور تمھیں انعام سے نوازے گا۔یاد رہے کہ تمھارا رب حصول علم کی لگن یا اسرارِ فطرت کی جستجو سے غضبناک نہیں ہوتا کیونکہ خالق کو اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اُس کی مخلوق میں سے کوئی اپنے علم کی بنا پر اُس کی خدائی کے لیے خطرہ بن سکتا ہے بلکہ خالق کا غضب صرف اُس وقت بھڑکتا ہے جب انسان اپنے علم وفضل اور سائنسی معلومات کو ابنائے نوع کی بربادی کا ذریعہ بنالے۔اسلام کا دامن عافیت ہر اُس انسان کو سلامتی اور امن کی دعوت دیتا ہے جس میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت موجود ہو چنانچہ خدا کرے کہ اہل مغرب بھی عصبیت وتعصب کے اندھے غاروں سے باہر نکلیں اور کھلے دل سے سچائی کا اعتراف کریں اُن کے سامنے کامیابی کی یہ واحد صورت ہے ورنہ انھوں نے جس تصور کامیابی کو اپنایا ہوا ہے خود اُن کے اندر سے اب اس کے خلاف آوازیں اٹھنے لگی ہیں۔حقیقی کامیابی صرف خالق کے سامنے سر جھکانے میں ہے اور ناکامی خالق سے بغاوت کا نام ہے۔

خطہ ارض پر بسنے والے لوگوں کی مہیب اکثریت نے خود اپنے نفس ہی کو خدا بنا رکھا ہے جس کے نتیجے میں دنیا کا چہرہ انسانی خون سے لہو لہان ہے ۔ اہل مغرب کا نظریہ زیست گذشتہ صفحات میں بیان کیا گیا ہے یہاں اسلام کے نظریہ حیات کا جائزہ مقصود ہے۔

اسلام کا تصورِ فلاح

اسلام کا تصورِ فلاح دیگر اقوام کے نظریات و افعال کی طرح الجھا ہوا اور پیچیدہ نہیں ہے بلکہ اپنی نوعیت میں اس قدر سادہ اور سہل ہے کہ انسان کو اسے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ تاہم اس سے قبل کہ ہم اسلام کے تصورِ فلاح پہ کچھ کہیں ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ کائنات میں انسان کے مقام کے متعلق کچھ عرض کر دیا جائے تاکہ انسان کو یہ ادراک حاصل ہو جائے کہ نہ تو وہ اس قدر ادنیٰ مخلوق ہے کہ جانوروں، درختوں پہاڑوں، آگ، بادل، بجلی، چاند، سورج، اور ستاروں کے آگے سر جھکاتا پھرے اور نہ ہی اس وہ قدر ارفع ہے کہ عقل کے سہارے اُس کے ہاتھ خالق کے گریبان تک جا پہنچیں اور وہ تکبر کی راہ پہ چل پڑے اور اللہ کی زمین پر اکڑ اکڑ کر چلے۔ سرسری سی نگاہ ڈالنے سے اس امر کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ زمین کے سینے پر اِن دونوں قسموں کے بے پناہ لوگ موجود ہیں جو ایک طرف تو شرف کے ہر احساس سے تہی پتھر اور مٹی کے بتوں کے آگے سر جھکا رہے ہیں اور انھیں اس بات کی ذرا بھی خبر نہیں کہ انسان کو زمین پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نیابت کے لیے اتارا ہے اور وہ کائنات کی سب سے ارفع مخلوق ہے۔ ہمارے قریب ہی ہندوستان میں ایک ارب سے زائد لوگ بت پرستی میں ملوث ہیں اور عقل کے اندھوں کی طرح بغیر سوچے سمجھے اپنے آباء کے دین پہ قائم چلے آئے ہیں۔ ہماری (پاکستان) سرحد کی دوسری طرف یعنی مغرب میں روس اور چین میں تقریباً دو ارب لوگ اللہ کے وجود سے انکاری ہیں اور بغیر کسی دلیل کے اس امر کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اُس سے

پرے مغرب ہے جو کہنے کو تو خود کو نصاریٰ کہتے ہیں مگر حقیقت میں اُن کے نزدیک نہ کوئی خالق ہے اور نہ ہی خالق کے مخلوق پر کچھ حقوق ہیں۔ وہ مادیت کی منزلوں کے مسافر ہیں اور اپنے اہداف کے حصول میں اس قدر الجھ کے رہ گئے ہیں کہ اُن کے پاس اس بات پہ فکر کرنے کے لیے وقت ہی نہیں کہ آخر خالق نے انھیں اس زمین پر کیوں اتارا ہے۔ لوگوں کا وہ گروہ جو بتوں کا پجاری ہے اخلاقی اور فکری طور پہ اس قدر پست ہے کہ اُس کے مزید تذکرے کی ہم ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ وہ ارذل لوگ ہیں اگرچہ انھیں دعوت کی ضرورت ہے مگر وہ اپنے حالات اور اعمال پہ مطمئن ہیں اگرچہ مسرور نہیں۔

دوسری طرف متکبرین ہیں جو اللہ کی زمین پر اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں اور کسی خالق کے وجود سے عاری ہیں ۔ یہ دنیا جس میں ہم بستے ہیں اس میں کثیر تعداد اُن لوگوں کی ہے جو تکبر کے جرم میں مبتلا ہیں۔ یہود نصاریٰ اور ملحدین میں اگرچہ کچھ فکری تفاوت موجود ہے مگر عملی طور پر وہ ایک ہی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں یعنی متکبرین کے قبیلہ سے، چنانچہ قرآن حکیم میں اِن متکبرین کو اُن کی اصل اوقات یاد دلانے کے لیے جا بجا بہت سی آیات اتاری گئی ہیں جن سے یہاں استفادہ مقصود ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

فَلۡيَنظُرِ الۡإِنسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِن مَّاء دَافِقٍ ۝ يَخۡرُجُ مِن بَيۡنِ الصُّلۡبِ وَالتَّرَائِبِ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ الطارق 86/5-7)

ترجمہ:

"انسان اپنی حقیقت کو تو دیکھے کہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے؟ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے جو پشت اور سینہ کی ہڈیوں کے درمیان کھنچ کر آتا ہے"۔

سورہ طارق میں ارشاد ہوا کہ :

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ○ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ..

القرآن الحکیم (سورۃ الطارق 36/78-77)

ترجمہ:

''کیا انسان یہ نہیں دیکھتا کہ ہم نے اُس کو ایک قطرہ آب سے بنایا ہے اور اب وہ کھلم کھلا ہمارا حریف بنتا ہے، ہمارے لیے مثالیں دیتا ہے اور اپنی اوقات کو بھول گیا ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ سجدہ میں فرمایا گیا کہ :

وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن طِينٍ (7) ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ (8) ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ..

القرآن الحکیم (سورۃ السجدہ 32/9-7)

ترجمہ:

''انسان کی ابتدا مٹی سے کی، پھر مٹی کے نچوڑ سے جو ایک حقیر پانی ہے اس کی نسل چلائی پھر اس کی بناوٹ درست کی اور اُس میں اپنی روح پھونکی''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ حج میں انسان کے تخلیقی مراحل پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ:

فَإِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِن مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي

الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّى وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِن بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۔

القرآن الحکیم (سورۃ الحج 5/22)

ترجمہ:

''ہم نے تم کو مٹی سے، پھر قطرہ آب سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر پوری اور ادھوری بنی ہوئی بوٹی سے پیدا کیا تاکہ تم کو اپنی قدرت دکھائیں۔اور ہم جس نطفہ کو چاہتے ہیں ایک مدت مقررہ تک رحم مادر میں ٹھیرائے رکھتے ہیں، پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں، پھر تم کو بڑھا کر جوانی کو پہنچاتے ہیں۔تم میں سے کوئی وفات پا جاتا ہے اور کوئی بدترین عمر کو پہنچ جاتا ہے کہ سمجھ بوجھ حاصل کرنے کے بعد پھر نا سمجھ ہو جائے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ الانفطار میں فرمایا کہ :

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ○ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ○ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانفطار 6-8/82)

ترجمہ:

''اے انسان کس چیز نے تجھے اپنے رب کریم سے مغرور کر دیا ہے؟ اس رب سے جس نے تجھے پیدا کیا، تیرے اعضاء درست کیے، تیرے قویٰ میں اعتدال پیدا کیا اور جس صورت میں چاہا تیرے عناصر کو ترتیب دی''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ النحل میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

وَاللّٰهُ أَخْرَجَكُم مِّن بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ لَا تَعْلَمُونَ شَيْئاً وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ النحل 78/16)

ترجمہ:

”اور اللہ ہی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے نکالا، جب تم نکلے تو تم اس حال میں تھے کہ تم کچھ بھی نہ جانتے تھے۔ اس نے تم کو کان دیئے، آنکھیں دیں دل دیئے شاید کہ تم شکر کرو“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ مریم میں فرمایا کہ :

أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ○أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ○ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ○عَلَى أَن نُّبَدِّلَ أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ○وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَى فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ○أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ○أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ○لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَاماً فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ○إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ○بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ○أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ○أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ○لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجاً فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ○ أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ○أَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ

نَحۡنُ الۡمُنۡشِؤُوۡنَ ۞ نَحۡنُ جَعَلۡنٰہَا تَذۡکِرَۃً وَّ مَتَاعًا لِّلۡمُقۡوِیۡنَ ۞ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الۡعَظِیۡمِ ۞

القرآن الحکیم (سورۃ مریم 56/74-58)

ترجمہ:

”کیا تم نے اُس نطفہ پر غور کیا ہے جسے تم عورتوں کے رحم میں ٹپکاتے ہو؟ اس سے بچہ تم پیدا کرتے ہو یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں؟ ہم نے ہی تمھارے درمیان موت کا اندازہ مقرر کیا ہے اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمھاری جسمانی شکلیں بدل دیں اور ایک اور صورت میں تم کو بنا دیں جس کو تم نہیں جانتے، اور تم پہلی پیدائش کو تو جانتے ہی ہو پھر اس سے سبق حاصل کیوں نہیں کرتے؟ پھر کیا تم نے دیکھا کہ یہ کھیتی باڑی جو تم کرتے ہو اِس کو تم اگاتے ہو یا اِس کو اگانے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو بھس بنا دیں اور تم باتیں بناتے رہ جاؤ کہ ہم نقصان میں رہے بلکہ محروم رہ گئے۔ پھر کیا تم نے اس پانی کو دیکھا ہے، جسے تم پیتے ہو؟ اس کو تم نے بادلوں سے اتارا ہے یا اس کو اتارنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری بنا دیں۔ پس کیوں تم شکر ادا نہیں کرتے؟ پھر تم نے اس آگ کو دیکھا ہے جسے تم سلگاتے ہو؟ جن درختوں سے یہ لکڑی لائی جاتی ہے اُن کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم نے؟ ہم نے اس کو ایک یاد دلانے والی چیز اور مسافروں کے لیے سامانِ زیست بنایا ہے۔ پس اے انسان اے اپنے خدائے بزرگ و برتر کی تسبیح کیا کرو“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا کہ :

وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِیَّاہُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىکُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ ؕ وَ کَانَ الۡاِنۡسَانُ

كَفُورًا ○ أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ
يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا
○ أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ
عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ
ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ○

القرآن الحکیم (سورۃ سورۃ بنی اسرائیل 17/67-69)

ترجمہ:

"جب کبھی سمندروں میں تم پر طوفان کی مصیبت آتی ہے تو تم اپنے سب معبودانِ باطل کو بھول جاتے ہو اور اس وقت تمھیں صرف اللہ رب العزت کی یاد آتی ہے۔ پھر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو تم پھر پرانی روش پر لوٹ آتے ہو۔ انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ خدا تم کو زمین میں دھنسا دے یا تم پر ہوا کا طوفان بھیج دے اور تم کسی کو اپنا مددگار نہ پاؤ۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ خدا تم کو دوبارہ اس سمندر میں لے جائے اور تم پر ہوا کا ایسا طوفان بھیج دے تو تمہیں نافرمانی کے بدلے میں غرقاب کر دے اور پھر تم ہمارا پیچھا کرنے والا کسی کو حمایتی نہ پاؤ گے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ محض کچھ آیات تھیں جو اس ضمن میں پیش کی گئیں جن میں انسان کو تکبر کے رویے سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔ خدا کے انکار سے روکا ہے، خدا کی خدائی میں اکڑ اکڑ کر چلنے سے ٹوکا ہے، اِن آیات میں انسان کے غرور و تکبر کو محض جہالت اور بلا جواز قرار دیا گیا ہے اور اُس کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی گئی ہے کہ پانی کے محض ایک اچھلتے ہوئے گندے قطرے سے تمھارا آغاز کیا گیا ہے۔ اُس حقیر پانی کے قطرے کی رحم مادر میں پرورش کی جاتی ہے اور وہ

گوشت کے لوتھڑے میں بدل جاتا ہے۔خدا چاہے تو اس لوتھڑے میں جان ڈالے چاہے تو یو نہی وہ غیر مکمل حالت میں خارج ہو جائے۔خدا اپنی قدرت سے اس لوتھڑے میں جان ڈالتا ہے، اس میں حواس پیدا کرتا ہے اور اسے اُن آلات اور اُن قوتوں سے مسلح کرتا ہے جن کی انسان کو دنیوی زندگی میں ضرورت ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ انسان کو یاد کراتا ہے کہ جب تم دنیا میں آئے تو کس قدر بے بس تھے، تم اپنی کوئی حاجت پوری کرنے پر قادر نہ تھے۔تو وہ خدا ہی تھا جس نے اپنی قدرت سے ایسا اہتمام کیا کہ محبت سے تیری پرورش کی جائے، تو بڑھتا رہا، جوان ہوا طاقتور اور قادر ہوا اللہ نے تجھے نعمتوں سے نوازا مگر تو نے اُس کا شکر ادا نہ کیا۔تو دولت کے پیچھے بھاگا پھر اپنی خواہشوں اور آرزوؤں کا غلام رہا۔تو نے ایک بار بھی نہ سوچا کہ تجھے کس لیے پیدا کیا گیا ہے۔تو نے شرک کیا۔ حالانکہ تیرا رب اگر چاہتا تو تجھ سے تیرے گناہوں کا بدلہ ایک لمحے میں لے لیتا وہ تجھے بدترین سزا دیتا مگر اُس کا حلم اور رحم ہی ہے جو تجھ کو تیرے گناہوں سمیت اپنی زمین پر چلتا رہنے دیا۔

اے غافل انسان سُن!

اگر اللہ چاہتا تو ہوا کو حکم دیتا وہ رُک جائے تب تو سانس کیسے لیتا، اگر اللہ چاہتا تجھے پانی نہ ملے تو وہ سمندروں دریاؤں اور بادلوں کو حکم دیتا کہ غائب ہو جاؤ اور اگلے روز جب تم سو کر اٹھتے تو تم جانتے کہ کہیں بھی پانی نہیں تب تم کیا کرتے؟ یہ روشنی، یہ ہوا، یہ انواع اقسام کے پھل، یہ غلہ، یہ رنگ رنگ کے سامانِ زیست آخر تم کو کس نے عطا کیے اللہ نے اور تم اللہ کے خلاف باتیں کرتے ہو اللہ کی حکومت اور اقتدار کو افسانہ قرار دیتے ہو۔افسوس ہے تم پر کہ تم کو عقل عطا کی گئی اس کے باوجود تم اپنے خالق کی حکمت اور دانائی تک نہ پہنچ سکے اور اُس کی نعمتوں کا شکر کرنے کی بجائے اُسی کی زمین میں فساد پھیلانے لگے۔تو نے لوگوں سے برا سلوک کیا، لوگوں کا حق مارا، لوگوں کو اذیت دی، دھوکے دیئے، کفر کیا، شکر سے دور رہے، حتیٰ کہ تیری مہلت عمر گزرتی رہی، پھر تیرے اعضاء میں کمزوری آنے لگی، پھر تو بوڑھا ہو گیا، پھر تو بستر سے لگ گیا مگر تو نے

کبھی توبہ نہ کی اپنے خالق کے در پہ اپنے گناہوں اور غلطیوں کا اعتراف نہ کیا حتیٰ کہ قبر کی مٹی نے تجھے اپنے اندر سمو لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تکبر سے روکا اور اُس کو اُس کے اصل مقام سے آگاہ کیا۔ اب اسی تصویر کا دوسرا رخ دکھایا جاتا ہے جس میں انسان کو بتایا گیا کہ یہ درخت، یہ پہاڑ، یہ سمندر، یہ بجلی، یہ بادل، یہ آگ اس لیے پیدا نہیں کی کہ تو اِن اشیا کے سامنے جھک جائے بلکہ یہ سب کچھ تو تمھاری خدمت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، یہ سب تو تیرے غلام ہیں اور تو ہے کہ عقل سلیم کے باوجود اپنے ہی غلاموں کے سامنے سر جھکانے لگا حالانکہ اللہ نے تو تجھے بلند رتبوں سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں انسان کی جس تکریم اور رتبے کو بیان کیا ہے اس ضمن میں چند آیات کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے تاکہ انسان شکر کی راہوں کی طرف مراجعت کر سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ :

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىٓ آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا○

القرآن الحکیم (سورۃ بنی اسرائیل 17/70)

ترجمہ:

”اور ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی اور اُن کو خشکی اور تری میں سواریاں دیں اور اُن کو پاک چیزوں سے رزق عطا کیا اور بہت سی اُن چیزوں پر جو ہم نے پیدا کی ہیں اِن کو ایک طرح کی فضیلت عطا کی ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ نحل میں فرمایا گیا کہ :

وَلَكُمْ فِيهَا جَمَالٌ حِينَ تُرِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ
(6) وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلاَّ
بِشِقِّ الأَنفُسِ إِنَّ رَبَّكُمْ لَرَؤُوفٌ رَّحِيمٌ (7) وَالْخَيْلَ
وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لاَ
تَعْلَمُونَ (8) وَعَلَى اللّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَلَوْ
شَاء لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (9) هُوَ الَّذِي أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ
مَاءً لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ (10)
يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالأَعْنَابَ
وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لِّقَوْمٍ
يَتَفَكَّرُونَ (11) وَسَخَّرَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالْنَّهَارَ
وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي
ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (12) وَمَا ذَرَأَ لَكُمْ فِي
الأَرْضِ مُخْتَلِفاً أَلْوَانُهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لآيَةً لِّقَوْمٍ
يَذَّكَّرُونَ (13) وَهُوَ الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَأْكُلُواْ مِنْهُ
لَحْماً طَرِيّاً وَتَسْتَخْرِجُواْ مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى
الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُواْ مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُونَ (14) وَأَلْقَى فِي الأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ
بِكُمْ وَأَنْهَاراً وَسُبُلاً لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (15) وَعَلامَاتٍ
وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ (16) أَفَمَن يَخْلُقُ كَمَن لاَّ يَخْلُقُ
أَفَلا تَذَكَّرُونَ (17) وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَةَ اللّهِ لاَ تُحْصُوهَا إِنَّ
اللّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (18) وَاللّهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ

القرآن الحکیم (سورۃ النحل 16/ 19-5)

ترجمہ:

''اور ہم نے جانوروں کو پیدا کیا جن میں تمھارے لیے سردی سے حفاظت کا سامان ہے اور دیگر فائدے ہیں جن میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اِن میں تمھارے لیے ایک شان و جمال ہے جب کہ تم صبح اُن کو لے کر جاتے ہو اور شام کو واپس لاتے ہو۔ وہ تمھارے بوجھ ڈھو کر اس مقام تک لے جاتے ہیں جہاں تک تم بغیر شدید دقت کے نہیں پہنچ سکتے۔ تمھارا رب بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ گھوڑے اور خچر اور گدھے تمھاری سواری کے لیے ہیں اور سامانِ زیست ہیں۔ خدا اور بہت سی چیزوں کو پیدا کرتا ہے جن کا تم کو علم بھی نہیں ہے۔ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی اتارا، اس میں سے کچھ تمھارے پینے کے لیے ہے اور کچھ درختوں کی پرورش کے کام آتا ہے جن سے تم اپنے جانوروں کے لیے چارہ حاصل کرتے ہو۔ اسی پانی سے خدا تمھارے لیے کھیتی اور انگور اور طرح طرح کے پھل اُگاتا ہے۔ اِن چیزوں میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ اسی نے تمھارے لیے رات اور دن اور سورج اور چاند اور تارے مسخر کیے ہیں، یہ سب اسی خدا کے حکم سے مسخر ہیں اِن میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں اور بہت سی وہ مختلف الانوع چیزیں ہیں جو اللہ نے زمین میں تمھارے لیے پیدا کی ہیں، اِن میں سبق حاصل کرنے والوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں۔ اور وہ خدا ہی ہے جس نے سمندر کو مسخر کیا کہ اس سے تم تازہ گوشت (مچھلی) نکال کر کھاؤ، اور زینت کا سامان (موتی وغیرہ) نکال کے پہنو۔ اور تو دیکھتا ہے کہ کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئیں سمندر میں بہتی چلی جاتی ہیں۔ چنانچہ سمندر کو اس لیے بھی مسخر کیا گیا کہ تم لوگ اللہ کا فضل تلاش کرو (یعنی تجارت کرو) شاید کہ تم شکر بجالاؤ۔ اس نے زمین میں پہاڑ لگا دیئے کہ زمین تم کو لے کر جھک نہ جائے اور دریا اور راستے بنا دیئے کہ تم منزل مقصود کی راہ پاؤ۔ اور بہت سی

علامات بنائیں منجملہ اُن کے تارے بھی ہیں جن سے لوگ راستہ معلوم کرتے ہیں اور کیا پیدا کرنے والا اُس کے برابر ہوسکتا ہے جو پیدا کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اگر تم خدا کی نعمتوں کا شمار کرو تو اُن کو بے حساب پاؤ گے۔ اللہ واقعی بڑی مغفرت والا اور بہت رحم کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ تمھارے پوشیدہ اور کھلے ہوئے تمام رازوں سے آگاہ ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اوپر جو آیات تحریر کی گئی ہیں اُن میں انسانی سوچ کے دو پہلوؤں سے بحث کی گئی ہے اور اُس کی رہنمائی فرمائی گئی ہے۔ اول یہ کہ انسان سرکائنات اپنے مقام کو سمجھے اور جانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی خدائی میں دخل اندازی نہیں کرسکتا۔ وہ انتہائی حقیر ہے اُس کی خدائی کے مقابل وہ بہت حقیر ہے اس لیے اُس کو زیبا نہیں کو وہ اپنا ہاتھ خالق کے گریبان تک لے جائے اور تکبر کی راہ کو چل دے، پھر فرمایا کہ انسان اس قدر ہیچ بھی نہیں ہے کہ وہ درختوں، پتھروں، بادل، بجلی اور آگ اور لکڑی اور پتھر کے بتوں کو اپنا معبود بنالے اور اُن سے حاجت روائی کے لیے اُن کو پکارنا شروع کردے۔ انسان کو بتایا گیا کہ اُس کا رتبہ اس سے بہت بلند ہے اور وہ زمین پر اللہ کا نائب ہے اُس کا خلیفہ ہے تمام کائنات کو اُس کے لیے مسخر کردیا گیا ہے تاکہ وہ اللہ کے احکامات کی پیروی میں کوئی دقت محسوس نہ کرے۔ چنانچہ اُس کو بتایا جارہا ہے کہ وہ اللہ کا نائب ہے اور اُس کو اللہ کی عظمت اور بزرگی کے گیت گانے ہیں تاکہ وہ خود کو حق نیابت کا اہل ثابت کرسکے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ :

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ
نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ
(30) وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى
الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنبِئُونِي بِأَسْمَاءِ ہٰؤُلَاءِ إِن كُنتُمْ
صَادِقِينَ (31) قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (32) قَالَ يَا آدَمُ أَنبِئْهُم
بِأَسْمَائِهِمْ فَلَمَّا أَنبَأَهُم بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي
أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا
كُنتُمْ تَكْتُمُونَ (33) وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا
لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ
الْكَافِرِينَ (34) وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ
الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا ہٰذِہِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ (35) فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ
عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اہْبِطُوا بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ
حِينٍ O

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 30-35/2)

ترجمہ:

’’اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں تو انھوں نے کہا! اے ہمارے رب کیا تو اُس کو زمین میں اپنا نائب بناتا ہے جو وہاں فساد پھیلائے گا، اور خونریزیاں کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح اور تیری تقدیس بیان کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: میں وہ باتیں جانتا

ہوں جو تم نہیں جانتے، اور اُس نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ پھر اُن کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا، اگر تم سچے ہو تو مجھے اِن چیزوں کے نام بتاؤ؟ انھوں نے کہا' پاک ہے تیری ذات ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے جو تو نے ہم کو سکھایا ہے، اور تو ہی علم رکھنے والا ہے اور تو ہی حکمت کا مالک ہے۔ خدا نے کہا! اے آدم اِن فرشتوں کو اِن چیزوں کے نام بتاؤ۔ پس جب آدم نے فرشتوں کو اُن چیزوں کے نام بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا' میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کی سب مخفی باتیں جانتا ہوں جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو مجھے اُن سب کا علم ہے۔ اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اُن سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے کہ اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور نافرمانوں میں سے ہو گیا اور ہم نے آدم سے کہا کہ اے آدم تو اور تیری بیوی دونوں جنت میں رہو اور اس میں جہاں سے چاہو با فراغت کھاؤ مگر اس درخت کے پاس بھی نہ پھٹکنا کہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ مگر شیطان نے اُن کو جنت سے اکھاڑ دیا اور وہ جس خوشحالی میں تھے اُس سے اُن کو نکلوا دیا"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ حجر میں فرمایا کہ :

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (28) فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ (29) فَسَجَدَ الْمَلَآئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ (30) إِلاَّ إِبْلِيسَ أَبَى أَن يَكُونَ مَعَ السَّاجِدِينَ (31) قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا لَكَ أَلاَّ تَكُونَ مَعَ

السَّاجِدِينَ (32) قَالَ لَمْ أَكُن لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ
مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ (33) قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا
فَإِنَّكَ رَجِيمٌ (34) وَإِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ O

القرآن الحکیم (سورۃ الحجر 12/11)

ترجمہ:

"اور جب کہ تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں کالے، سڑے ہوئے، سوکھے ہوئے گارے سے ایک بشر بنانے والا ہوں، پھر جب میں اپنی روح میں سے کچھ پھونک دوں تو تم اُس کو سجدہ کرنا۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے کہ اُس نے سجدہ کرنے والوں میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ خدا نے کہا! ابلیس تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا تو اُس نے جواب دیا میں ایسا نہیں ہوں کہ اس بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے کالے سڑے ہوئے، سوکھے ہوئے گارے سے بنایا ہے، خدا نے کہا تو جنت سے نکل جا۔ راندۂ درگاہ ہو، یوم جزا تک تم پہ لعنت ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اس مضمون کو قرآن حکیم میں مختلف جگہ اور مختلف طریقوں سے متعدد بار بیان کیا گیا ہے اِن تمام آیت پر مجموعی نگاہ دوڑانے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح کے لیے کون سا راستہ مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور اُس کو فرشتوں سے بڑھ کے علم دیا اس کے علم کو فرشتوں کی تسبیح و تقدیس پر ترجیح دی۔ فرشتوں کو حکم دیا کہ میرے اس نائب کو سجدہ کرو فرشتوں نے آدم کو سجدہ کر لیا اس طرح ملوکیت انسانیت کے سامنے جھک گئی انسانیت کی فضیلت مسلّم ہو گئی۔ مگر ابلیس نے انکار کیا اور وہ جنوں میں سے تھا اس طرح شیطانی قوتوں نے انسان کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیا اور شیطانی قوتیں انسان کے

سامنے سینہ تانے کھڑی ہوگئیں۔انسان حقیقت میں تو مٹی کا ایک حقیر پتلا تھا مگر خدا نے اُس میں جو اپنی روح پھونکی تھی اور اُس کو علم میں جو فضیلت بخشی تھی اس بنا پر وہ خلافت خداوندی کا اہل قرار پایا۔جب کہ شیطان نے اُس کی عظمت کو تسلیم نہ کیا اور اس جرم میں اُس پر لعنت بھیج دی گئی۔مگر اُس نے قیامت تک مہلت مانگ لی کہ وہ انسان کو بہکانے کی کوشش کرے گا ۔چنانچہ شیطان نے انسان کو بہکایا، جنت سے نکلوایا۔اُسی روز سے انسان اور شیطان کے مابین رزم گاہ سج گئی۔اللہ رب العزت نے انسان سے کہہ دیا جس نے میرے احکامات مانے ،میرے بھیجے ہوئے رسولوں کی پیروی کی میں اُسے دوبارہ جنت میں داخل کر دوں گا یہی اسلامی تصورِ فلاح ہے یہی الہامی تصورِفلاح ہے اور جو شیطان کے دھوکے میں آگیا اور اُس کی پیروی کرنے لگا تو اُس کے لیے جہنم کی آگ ہے اور وہ ناکام ہے۔

چنانچہ کتاب مبین میں ارشاد ہوا کہ :

فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (38) وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ البقرہ 2/38-39)

ترجمہ؛

”تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی، ایسے لوگوں کے لیے کسی سزا کا خوف اور کسی نامرادی کا رنج نہیں ہے اور جنھوں نے نافرمانی کی اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں اُن کو ہمیشہ رہنا ہے“۔

سورہ الاحقاف میں ارشاد ہوتا ہے۔

أُولَئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَن سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ۔

القرآن الحکیم (سورۃ الاحقاف 16/46)

ترجمہ:

”یہ وہ ہیں جن کی خطاؤں کو معاف کر دیا جائے گا اُن کے عمل قبول کر لیے جائیں گے اور انھیں جنتوں میں داخل کر دیا جائے گا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ المائدہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ :

لَئِنْ أَقَمْتُمُ الصَّلَاةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكَاةَ وَآمَنتُم بِرُسُلِي وَعَزَّرْتُمُوهُمْ وَأَقْرَضْتُمُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّأُكَفِّرَنَّ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَأُدْخِلَنَّكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ۔

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 12/5)

ترجمہ:

”البتہ اگر تم نماز قائم کرو، زکواۃ دو اور میرے پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور اُن کی مدد کرو اور اللہ کا قرض اچھی طرح ادا کرو تو میں تمھارے گناہوں کو تم سے دور کر دوں گا اور تم کو ایسی جنت میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ نساء میں فرمایا گیا کہ :

إِن تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ

سَیِّئَاتِکُمْ وَنُدْخِلْکُم مُّدْخَلاً کَرِیماً۔

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 31/5)

ترجمہ؛

”تم کو جن باتوں سے منع کیا گیا ہے اگر تم اُن سے باز رہے اور بری باتوں سے بچتے رہے تو ہم تمھاری خطاؤں کو معاف کردیں گے اور تم کو عزت کے مقام میں داخل کریں گے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ :

فَمَن تَابَ مِن بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (39) أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَاللّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ O

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 39-40/5)

ترجمہ؛

”تو جس نے خود پر ظلم کرنے کے بعد توبہ کرلی اور خود کو سدھار لیا تو بے شک اللہ اُس کی طرف متوجہ ہوگا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے پاس ہے اور وہ جس کو چاہے معاف کردے جس کو چاہے سزا دے اس لیے کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ مریم میں فرمایا گیا کہ :

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحاً فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئاً ○

القرآن الحکیم (سورۃ مریم 60/19)

ترجمہ:

''مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیے تو وہ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن پر ظلم نہ کیے جائے گا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ فرقان میں ارشاد ہوا کہ :

إِلَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحاً فَأُوْلَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُوراً رَّحِيماً○

القرآن الحکیم (سورۃ الفرقان 70/25)

ترجمہ:

''مگر جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے کام کیے تو یہ وہ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں میں بدل دے گا اور بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ نساء میں ہی مزید ارشاد ہوا کہ :

إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوَءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُوْلَئِكَ يَتُوبُ اللّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّهُ عَلِيماً حَكِيماً (17) وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّى إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ

الآنَ وَلاَ الَّذِيْنَ يَمُوتُونَ وَہُمْ كُفَّارٌ۔

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 17-18/4)

ترجمہ؛

''اللہ اُن کی توبہ ضرور قبول کرتا ہے جو نادانی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر جلد ہی توبہ کرتے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں اللہ جن کو معاف کر دے گا۔ اللہ سب جانتا ہے اور وہ بہت حکمت والا ہے، مگر اُن کی توبہ قبول نہیں کی جاتی جو برے کام کرتے ہیں اور کرتے ہی چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئی تو اس نے کہا اب میں نے توبہ کی یہ تو اُن کی توبہ ہے جو کافر ہو کر مریں گے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ ہود میں فرمایا کہ :

فَأَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَشَهِيْقٌ
(106) خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالأَرْضُ إِلاَّ مَا
شَاء رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (107) وَأَمَّا الَّذِيْنَ
سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ
وَالأَرْضُ إِلاَّ مَا شَاء رَبُّكَ عَطَاء غَيْرَ مَجْذُوذٍ۔

القرآن الحکیم (سورۃ ہود 106-108/11)

ترجمہ؛

''سارے بد بخت دوزخ کی خوارک بنیں گے اور انھیں اس میں گدھوں کی طرح رینگنا ہے اور چلانا ہے جب تک کہ آسمان اور زمین رہیں گے وہ اسی دوزخ میں رہیں گے مگر تیرا رب جو چاہے کر سکتا ہے اور جو خوش قسمت ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک کہ زمین و آسمان قائم رہیں مگر جو تیرا رب چاہے اللہ کی بخشش لامحدود ہے

“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ بنیہ میں فرمایا کہ :

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (6) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (7) جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (8)

القرآن الحکیم (سورۃ بینہ 89/6-8)

ترجمہ؛

”بے شک اہل کتاب اور مشرکوں میں سے جنھوں نے کفر کیا وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے اور یہ بدترین لوگ ہیں۔ بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہ بہترین لوگ ہیں اور اُن کی جزا اُن کے رب کے نزدیک بسنے کے وہ باغ ہیں جن میں نہریں بہتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اُن کا رب اُن سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے رب سے راضی ہو گئے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ تغابن میں ارشاد ہوتا ہے کہ :

وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (9) وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

بِآيَاتِنَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا وَبِئْسَ الْمَصِيرُO

القرآن الحکیم (سورۃ التغابن 9-10/64)

ترجمہ:

''اور اُس کو اُن باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے اور جنھوں نے انکار کیا اور ہماری باتوں کو جھٹلا دیا وہی دوزخ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ اسلامی تصورِفلاح سیدھا اور سہل ہے۔انسان کو بتادیا گیا کہ وہ اللہ کی مخلوق ہے جس طرح کہ اللہ کی لاکھوں کروڑوں دیگر مخلوقات ہیں۔انسان کو دیگر تمام مخلوقات سے ممتاز حیثیت سے نوازا گیا ہے۔اُس کو علم وعقل سے نوازا گیا اور اُسے اختیار دیا گیا کہ وہ چاہے تو اللہ کی پیروی کرے اور اپنی دنیا اور آخرت دونوں سنوار لے چاہے تو اپنے نفس کی پیروی کرے اور شیطان کا مطیع وفرمانبردار بن کر اپنے نفس کا قیدی بن جائے۔انسان نے اپنے اس ختیار کا اکثر و بیشتر غلط استعمال کیا اور نفس کی آواز پہ ہی کان لگائے اس لیے شیطان انسان کی راہ میں گھات لگائے بیٹھا ہے اور وہ اسے فوری اور سامنے کے منافع کا لالچ دے کر ورغلاتا ہے اور انسان دھوکے میں آجاتا ہے۔یاد رہے اکثر و بیشتر مذاہب میں موت کے بعد حیات کا تصور موجود ہے جزا اور سزا کا تصور بھی موجود ہے، یہودیوں،عیسائیوں اور ہندوؤں تک میں بعد موت از حیات کا تصور موجود ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ اِن مذاہب کے پیروکار نہ تو اپنے ادیان کے بارے میں سنجیدہ ہیں اور نہ ہی انھیں اس بات کی کوئی خاص پرواہ ہے کہ موت کے بعد اُن کے ساتھ کیا واقعہ پیش آنے والا ہے۔اسلام نے آخرت کے تصور کو نہایت واضح اور بین دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے اور انسان کے سامنے اس امر کو کھول دیا

ہے کہ اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہی ہے۔اس دنیا میں جیسے کیسے وقت گزرے مگر اللہ کی اطاعت کے ساتھ گزرے تو انسان کامیاب ہوگیا۔دوسری صورت میں یہ زندگی چاہے اُس کے لیے کس قدر آسان ہو، اُس کے پاس دولت کے کتنے ہی انبار ہوں چاہے اُس کی جائیدادوں کو گنا نہ جاسکے اللہ کو اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں اللہ کے نزدیک اگر کوئی چیز وزن رکھتی ہے تو وہ صرف تقویٰ ہے۔

انسان کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ یہ دنیا دارالعمل ہے، سعی اور کوشش کی جگہ ہے ،احتیاط اور نرمی کی جگہ ہے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رہنے بسنے کے آداب شرح و بسط کے ساتھ بیان کردیئے ہیں، رشتے داروں کے حقوق، پڑوسی کے حقوق، غریبوں مسکینوں کے حقوق، بے سہارا اور مجبوروں کے حقوق، والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، الغرض حقوق العباد کا ایک پورا نظام ہے جو وضع کردیا گیا اور اللہ کے احکامات میں اِن کی بہت اہمیت ہے۔اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بتایا کہ یہ زندگی مختصر ہے، اِس کو اِس طرح گزارو کہ خود کو اللہ کی نافرمانی سے محفوظ رکھ سکو اور آخرت دارالجزا ہے نیکی اور بدی اچھے اور برے عمل کے پھل کی جگہ ہے۔انسان کو موت کی گھڑی تک مہلت ہے جونہی سانس رکی مہلت عمل ختم ہوگئی اور انسان یا بدقسمتوں میں جا شامل ہوا یا خوش قسمتوں کا ساتھی بن گیا۔بدقسمتوں میں اکثریت اُن لوگوں کی ہے جنھوں نے اللہ کا انکار کیا۔اُس کی رحمت سے منہ موڑا ہے، اپنی خطاؤں کی معافی نہیں مانگی۔

اپنی زندگی میں ایک نگاہ دوڑائیں، اپنے اردگرد دیکھیں، بازاروں گلیوں اور شاہراہوں پہ نگاہ کریں۔اپنے گھر میں جھانکیں اور اس بات پہ غور کریں کہ ایک مسلمان کا گھر ہونے کے باوجود فکرِ آخرت کا معیار کیا ہے، حیَّ الفلاح حیَّ الفلاح کی آواز پر آپ کے بچے بستر چھوڑ دیتے ہیں ،اللہ واکبر کی آواز سے لوگ مسجد کی طرف جاتے ہیں یا ٹیلی ویژن دیکھنے میں مصروف رہتے ہیں۔صبح کو قرآن حکیم کی تلاوت کی جاتی ہے یا اُسے ریشمی خلاف میں لپیٹ کر بچوں کی پہنچ سے دور اوپر کی الماری میں رکھ دیا گیا ہے اور صرف رمضان کو ہی اتارا جاتا ہے۔اپنے عقیدے کی

اصلاح کے لیے قرآن وحدیث سے دلچسپی ہے یا سارا وقت دوکان یا دفتر کی نظر ہو جاتا ہے۔ آپ کے رشتے دار آپ سے راضی ہیں یا اُن کو آپ کی ذات سے گلہ ہے، آپ کے والدین آپ کو دعائیں دیتے ہیں، گزرتے وقت کا احساس، موت کی آتی چاپ اور روزِ محشر کی تیاری کے سلسلے میں تنہائی میں کبھی غور کیا ہے یا نہیں۔ یہ اور اس جیسے چند سوالات خود سے کرنے پر انسان جان جاتا ہے کہ وہ اُس عظیم الشان دن کو سرخسرو ہوگا یا شرمندہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور ہمیں روز محشر کی شرمندگی سے بچائے۔ یاد رہے کہ روز محشر کی کامیابی ہی اصل کامیابی ہے اور یہی اسلام کا تصور فلاح ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا کہ :

قُلْ إِنَّ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ O

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 6/162)

ترجمہ؛

''کہو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت سب خدا کے لیے ہے جو رب العالمین ہے''۔

پیام المزمل ﷺ

کامیابی کیا ہے؟ ناکامی کیا ہے؟ اس پہ سیر حاصل بحث ہو چکی اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کے چند ارشادات نقل کر رہے ہیں۔ یہی پیام المزمل ﷺ ہے۔[*1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں!

ہم مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اُس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا' اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میں کامیاب ہو جاؤں ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ، فرض نماز پڑھ، فرض زکواۃ ادا کر، فرض روزے رکھ۔ اعرابی نے کہا! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ وہ پیٹھ پھیر کے چل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور ہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا' اگر یہ اپنے قول پہ قائم رہا تو کامیاب ہو گیا۔[*2]

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

اہل نجد سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس کے بال پراگندہ تھے اور جسم پر سفر کی دھول تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپ ﷺ سے کچھ کہنے لگا اُس کی آواز کم تھی اور اُس میں گنگناہٹ تھی جس کے باعث ہمیں سمجھنے میں دشواری پیش آرہی تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہنا چاہتا ہے۔ پھر ہم نے سنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اسلام کے متعلق دریافت کر رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اُس سے کہا کہ اسلام میں دن رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ اہل نجد کے اُس بدوی نے کہا اس کے سوا تو مجھ پہ کچھ نہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو نفل نماز پڑھ۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم پر رمضان کے مہینے کے روزے ہیں اُس نے کہا میں نے قبول کیا اس کے سوا تو مجھ پہ روزہ نہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو نفل روزہ رکھ، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تجھے نصاب کے مطابق زکواۃ ہے، اُس شخص نے کہا زکواۃ کے علاوہ تو مجھ پہ کچھ نہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تو چاہے تو صدقہ کر، وہ شخص اٹھا اور پیٹھ پھر کے چل دیا اور ہم نے سنا وہ کہہ رہا بخدا میں اس میں سے نہ کم کروں گا نہ زیادہ، رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: اگر یہ شخص سچا ہے تو مراد پا گیا۔

[*3]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

بنو عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے دریافت کیا یہ کون سی قوم ہے؟ بنو عبد القیس کے لوگوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ ہم بنو ربیعہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اس جماعت کو خوش آمدید

کہو: پھر رسول اللہ ﷺ نے بنو عبد القیس سے کہا تم خوب آئے اس سے قبل کہ تمہیں رسوا ہونا پڑتا اور تم پشیمان ہوتے ۔ بنو عبد القیس کے وفد نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی ۔ اے اللہ کے رسول ہم آپ کے پاس حرمت والے مہینے میں حاضر ہوئے ہیں کیونکہ حرمت کے مہینوں کے علاوہ ہم آپ کے پاس حاضر ہونے کی سکت نہیں رکھتے اس لیے کہ ہمارے اور آپ کے بیچ مضر کا کافر قبیلہ ہے اس لیے آپ ﷺ ہمارے لیے ایک ایسا مختصر حکم فرمائیں جس پہ ہم عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہو جائیں ۔ نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا اور چار باتوں سے تم کو روکتا ہوں ۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس بات کی گواہی دو کہ اللہ ایک ہے اور کوئی اُس کا ہمسر نہیں اور مَیں محمد اللہ کا بندہ اور رسول ہوں ۔ نماز قائم کرو، زکواۃ ادا کرو ، روزے رکھو اور مال غنیمت سے خمس نکالو ۔ اور میں تمھیں چار باتوں سے رُک جانے کا حکم دیتا ہوں پھر نبی اکرم ﷺ نے چار برتنوں کے نام لیے جن میں وہ شراب کشید کرتے تھے“ ۔ [*4]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا ہم ایک گدھے پر سوار تھے رسول اللہ ﷺ آگے بیٹھے تھے اور میں پیچھے بیٹھا تھا، تب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا: اے معاذ کیا تو جانتا ہے اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے جواب دیا اللہ اور اُس کا رسول مجھ سے بہتر جانتے ہیں ۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اُس کی عبادت کریں اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ کریں پھر فرمایا اے معاذ کیا تو جانتا ہے بندوں کا اپنے اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے

ہیں۔تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ اللہ کی عبادت کرے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو اللہ پر بندے کا حق یہ ہے کہ اللہ اُس کو عذاب نہ دے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں اس خوشخبری کو آگے پہنچاؤں ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رہنے دو ورنہ لوگ اسی پہ بس کرلیں گے اور عمل سے رُک جائیں گے۔[*5]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ایک سفید چادر کو اوڑھے سو رہے ہیں۔ میں واپس چلا گیا کچھ وقت گزار کر واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ابوذر سن جو کوئی بھی کہے کہ اللہ ایک ہے اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو مرنے کے بعد وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے حیرت کا اظہار کیا اور پوچھا چاہے وہ زنا کرے چاہے چوری کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے پھر دریافت کیا چاہے وہ چوری کرے اور زنا کرے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ میں نے تیسری بار دریافت کیا چاہے وہ چوری کرے چاہے زنا۔ نبی ﷺ ہاں چاہے وہ چوری کرے چاہے زنا چاہے ابوذر کی ناک خاک آلود ہو''۔[*6]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بہترین عمل یہ ہے کہ تو دوستی کرے تو اللہ کے لیے کرے، دشمنی کرے تو اللہ کے لیے کرے''۔[*7]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ جب ہمیں خطبہ دیتے تو فرماتے ،اُس شخص کا ایمان کامل نہیں جو امانت میں خیانت کرتا ہے اور نہ اُس شخص کا ایمان کامل ہے جو عہد کرے تو اُس کو پورا نہ کرے‘‘۔[*8]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اُس شخص پر حرام کردے گا‘‘۔[*9]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سنا کہ جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہو کہ اللہ ایک ہے اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور موت اُسے آلے تو وہ کامیاب ہوگیا اللہ اُسے جنت میں داخل کرے گا‘‘۔[*10]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو چیزیں ہیں جو واجب کر دیتی ہیں؟ ہم نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سی دو چیزیں ہیں اور اُن سے کیا واجب ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

توحید جنت کو،

پھر فرمایا: شرک جہنم کو۔[*11]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ ابو بکرؓ اور عمرؓ بھی موجود تھے کہ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور ایک طرف کو چل دیئے۔ ہم کافی دیر تک آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہے اس کے بعد ہم گھبرا گئے کہ کہیں منافقین یا یہود نے آپ ﷺ کو ایذا نہ پہنچائی ہو۔ ہم اُٹھ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے۔ میں ایک باغ کے پاس آیا جو بنو نجار کے ایک انصاری کا تھا۔ میں اُس کے اردگرد پھرا تا کہ اندر داخل ہونے کا راستہ تلاش کروں۔ تاہم کافی تلاش بسیار کے بعد بھی مجھے اندر داخل ہونے کا راستہ نہ ملا۔ تب میں نے پانی کی ایک نالی کو دیکھا جس سے باغ میں پانی جاتا تھا۔ میں سمٹ گیا اور زور لگا کر اسی نالی کے راستے اُس نجاری کے باغ میں داخل ہو گیا اور میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ رسول اللہ ﷺ اسی باغ میں موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا تو ہاتھ کے اشارے سے مجھے اپنی طرف بلایا۔ میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ تمھارا کیا حال ہے، اور میں شروع ہو گیا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جب آپ ہمارے درمیان سے اُٹھ کر یوں اچانک کہیں چلے گئے اور کافی دیر تک واپس نہ آئے تو ہم لوگ گھبرا گئے اور آپ ﷺ کی تلاش میں نکلے

ہمیں خدشہ تھا کہ اہل یہود کہیں آپ ﷺ کو ایذا نہ پہنچائیں، چنانچہ میں اس باغ تک پہنچا دوسرے لوگ میرے پیچھے تھے مجھے باغ میں داخل ہونے کا راستہ نہ ملا تو میں سمٹ کر پانی والی نالی سے اندر آیا اور آپ ﷺ کو دیکھ کر مجھے اطمینان ہوا اور میں نے اپنے رب کا شکرادا کیا کہ آپ ﷺ خیریت سے ہیں۔ تب نبی اکرم ﷺ میری اس تفصیل سے مسکرائے اور فرمایا: ابو ہریرہؓ یہ میری دونوں جوتیاں نشانی کے طور پہ ساتھ لے جا اور باغ کے باہر نکل تجھے جو شخص بھی ایسا ملے جس کا دل اس بات پہ مطمئن ہو کہ اللہ ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں تو اُسے جنت کی خوشخبری سنا۔ میں خوشی خوشی باہر نکلا تو سب سے پہلے جس شخص کا مجھ سے سامنا ہوا وہ حضرت عمر فاروقؓ تھے انھوں نے مجھ سے پوچھا یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے اُن کو بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی جوتیاں اور آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تجھے جو شخص بھی ملے جو اللہ کی واحدنیت پر یقین رکھتا ہو اُسے جنت کی خوشخبری سنا، تو سب سے پہلے آپ ملے ہیں آپ کو جنت مبارک ہو، اب میں دوسرے لوگوں کی طرف جاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہا رُک اور میں رُک گیا انھوں نے اپنا ہاتھ میری چھاتی کے بیچ مارا اور میں اچھل کر پیچھے جا گرا ۔اس پر حضرت عمرؓ نے کہا واپس چلا جا۔ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ مجھے روتا دیکھ کر قدرے حیران ہوئے اور دریافت کیا؟ ابو ہریرہ تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ بھی باغ میں میرے پیچھے چلے آ رہے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں جاؤں اور ہر اُس شخص کو جنت کی بشارت دوں جو اس بات پہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ ایک ہے اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو جب میں باغ میں سے باہر نکلا ہوں تو حضرت عمرؓ مجھے ملے اور میں نے انھیں خوشخبری سنائی تو انھوں نے مجھے مارا جس سے میں گر پڑا اور حضرت عمرؓ نے مجھے جانے کو کہا اس لیے میں واپس چلا آیا۔ اس دوران

حضرت عمرؓ بھی پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اُن سے دریافت کیا عمرؓ تجھے کس بات نے اس امر پہ اکسایا جو تو نے ابو ہریرہؓ کے ساتھ کیا ہے۔ تب حضرت عمرؓ نے کہا' یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے ابو ہریرہؓ سے فرمایا ہے کہ وہ ہر اس شخص کو جنت کی بشارت دیں جس نے کلمہ پڑھ لیا ہو، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے ابو ہریرہؓ سے ایسا ہی کہا ہے۔ تب حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ایسا نہ کریں ورنہ خدا کی قسم لوگ عمل سے رُک جائیں گے اور اسی بات پہ بھروسہ کرلیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا ابو ہریرہؓ رہنے دو ورنہ لوگ بھروسہ کرنے لگیں گے"۔ [*12]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تیری نیکی تجھے خوش کرے اور تیری بدی تجھے پریشان کرے تو تو مومن ہے۔ ہم میں سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ گناہ کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس امر میں تجھے شک ہو"۔ [*13]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا؟ یا رسول اللہ ﷺ اول اول آپ ﷺ کے ساتھ اس دین میں کون تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' ایک آزاد اور ایک غلام (یعنی ابوبکرؓ اور زید بن حارثہؓ)

میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اچھی بات کہنا اور کھانا کھلانا۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ایمان کیا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: صبر کرنا اور سخاوت کرنا۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کون سا مسلمان افضل ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ ایمان کی کون بات افضل ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خوش خلقی۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کون سی نماز افضل ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس میں زیادہ قیام کیا جائے۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کون سی ہجرت افضل ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس بات سے رُک جانا جس کو تیرا رب پسند نہیں کرتا۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کون سا جہاد افضل ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس میں سوار کے ساتھ اُس کا گھوڑا بھی مارا جائے۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کون سی ساعت افضل ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رات کا آخیر درمیان۔[*14]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی بہترین خصلتوں کی بابت پوچھا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ کی خاطر دوستی رکھے اور اللہ کی خاطر دشمنی رکھے۔

اپنی زبان کو اللہ کے ذکر سے تر رکھے۔

اور یہ کہ تو دوسروں کے لیے بھی اُس چیز کو پسند کر جسے تو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور دوسروں کے لیے اس چیز کو مکروہ جان جسے تو اپنے لیے مکروہ جانتا ہے۔[*15]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا؟

یارسول اللہ ﷺ کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرنا۔

میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا گناہ ہے؟

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالنا کہ وہ اس کے ساتھ کھائے گی۔

میں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اس کے بعد کون سا گناہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہمسائے کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔[*16]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

رسول اللہ ﷺ سے نے ہم سے فرمایا: لوگو سن لو بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔

پھر والدین کی نافرمانی کرنا۔

پھر کسی بے گناہ کو قتل کرنا۔

پھر جھوٹی قسم کھانا۔[*17]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لوگو! ہلاک کرنے والی اِن سات چیزوں سے بچو؟

ہم نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ سات چیزیں کون کون سی ہیں؟

تو نبی اکرم ﷺ نے فرامایا:

یہ کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے۔

یہ کہ تو جادو سیکھے۔

پھر یہ کہ تو کسی بے گناہ کو قتل کرے۔

پھر یہ کہ تو سود کھائے۔

پھر یہ کہ تو یتیم کا مال ناحق کھائے۔

پھر یہ کہ تو جہاد کے دن سختی کے وقت پیٹھ پھیر کے بھاگ اٹھے۔

پھر یہ کہ تو بے خبر اور پاک دامن عورت پہ زنا کی تہمت لگائے۔[*18]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص میں یہ چار خصلتیں پائی جاتی ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں اُن میں سے ایک خصلت بھی باقی ہو تو اُس میں چوتھائی نفاق باقی رہے گا حتی کہ وہ اسے چھوڑ نہ دے۔اور وہ چار خصلتیں یہ ہیں۔

جب امانت اُس کے سپرد کی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔

جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

جب وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے۔

جب کسی سے لڑے تو بیہودہ گوئی پہ اتر آئے۔[*19]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایمان کی اصل ہیں انھیں اختیار کرو۔

۱۔ اُس شخص سے زیادتی مت کرنا جس نے اسلام قبول کیا ہو۔

۲۔ اپنے مسلمان بھائی کے کسی گناہ پر اُسے کافرمت کہنا۔

۳۔ جہاد جاری ہے جب سے اللہ نے مجھے معبوث کیا ہے۔ یہاں تک کہ میری امت کا آخر دجال کو قتل کرے گا، کسی ظالم کا ظلم یا کسی عادل کا عدل جہاد کو منقطع نہیں کرے گا اور تقدیر پہ ایمان لانا ضروری ہے۔[*20]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی جب مجھے یمن کی طرف حکمران بنا کر بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

معاذ؛ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تجھے قتل کیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔

معاذ؛ اپنے والدین کی نافرمانی مت کرنا اگرچہ وہ تجھے کہیں کہ اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ دو۔

معاذ؛ جان بوجھ کر فرض نماز مت چھوڑنا کہ اس سے آدمی اللہ کے ذمہ سے نکل جاتا ہے۔

معاذ؛شراب مت پینا یہ برائیوں کی ماں ہے۔

معاذ؛ گناہوں سے بچ کے رہنا کہ گناہوں کی وجہ سے اللہ کا غضب بندے کو گھیر لیتا ہے۔

معاذ؛لڑائی میں کبھی پیٹھ مت دکھانا چاہے لوگ مر رہے ہوں۔

معاذ؛اپنی طاقت کے مطابق اپنی اولاد پر ضرور خرچ کرنا۔

معاذ؛اپنی اولاد کو اللہ سے ڈراتے رہنا۔[21*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

شیطان روز اپنی ذریت سے ملاقات کرتا ہے۔اُس نے اپنا تخت پانی پہ بچھا رکھا ہے جہاں سے وہ اپنی فوجیں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے بھیجتا ہے۔ابلیس کے چیلے اُس کے پاس آتے ہیں اور اُسے بتاتے ہیں کہ اُس نے فلاں کام کیا ہے،فلاں کو بہکایا ہے اور شیطان کے نزدیک وہ بہتر شیطان ہے جس نے لوگوں میں فتنہ پھیلایا۔کوئی اُس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے میں نے فلاں کام کیا ہے،کوئی آتا ہے اور کہتا ہے میں نے فلاں کام کیا ہے، پھر کوئی آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں جدائی ڈال دی ہے تو شیطان اُس کو اپنے نزدیک کرتا ہے اور سینے سے لگاتا ہے اور دوسرے شیطانوں سے کہتا ہے اس نے بڑا کام کیا ہے۔[22*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت سہل بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے بعض ایسے ہیں کہ ساری زندگی اچھے کام کرتے رہتے ہیں مگر آخر عمر میں

برے کام کرنے لگتے ہیں اور جہنم میں جا گرتے ہیں جب کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں کہ ساری زندگی برائیاں کرتے رہتے ہیں مگر آخر میں اللہ اُن کو ہدایت دیتا ہے اور وہ اچھے کام کرنے لگتے ہیں اور جب انھیں موت آتی ہیں تو انھیں جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔[*23]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا:

طہارت نصف ایمان ہے۔

الحمدوللہ کہنا میزان کو بھر دیتا ہے۔

سبحان اللہ کہنا بھر دیتا ہے زمین آسمان کے بیچ کو۔

نماز نور ہے۔

صدقہ صبر کی دلیل ہے۔

قرآن تیرے لیے حجت ہے۔[*24]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ دولفظ نہیں بلکہ دو مہیب حقیقتیں ہیں جن تک عقل کی رسائی ممکن نہیں۔ بظاہر یہ بات عجیب سی لگے گی کہ وہ عقل جس نے جانے کتنے جہانِ اسرار مسخر کیے وہ خیر وشر میں فرق کرنے سے عاری ہے۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ عقل خیر وشر کی حقیقت سے آگاہ نہیں اس لیے کہ اگر عقل خیر وشر تک پہنچ سکتی تو انسان وحی کی ضرورت سے بے نیاز ہو جاتا۔ خیر وشر دو راستے ہیں، دو احساس ہیں، دو نظریے ہیں جن پر انسان کی دنیاوی رفعت اور آخروی نجات کی بنیاد رکھی ہے۔ خیر وشر ازل سے ہیں اور ابد تک رہنے والی ہیں۔ خیر وشر کے مابین بعض اوقات اس قدر مہین فرق ہوتا ہے کہ زیرک سے زیرک انسان بھی اُس فرق کو جان نہیں سکتا۔ اگر چہ بیشتر اوقات خیر وشر کی پہچان کرنا ممکن ہوتی ہے جیسے کہ محبت سراسر خیر ہے تو نفرت سراسر شر ہے، اقرار خیر ہے تو انکار شر ہے، روشنی خیر ہے تو تاریکی شر، علم خیر ہے تو جہل شر۔ اور ایمان پورے کا پورا خیر ہے اور کفر پورے کا پورا شر ہے۔ خیر اور شر ہی کی بنیاد پر انسانوں کے مختلف تمدنی مظاہر وجود میں آئے۔ شر کی اصل بنیاد نفس اور شیطان کی عبادت ہے اور

انھیں رب کا شریک اور ہمسر بنانا ہے۔نفس انسانی جو برائی اور شر کا ارتکاب کرتا ہے وہ شیطان کے حکم سے کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے شیطان کے شر اور وسوسے سے محفوظ رہنے کے لیے اپنے دوست حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دعا سکھائی جسے وہ صبح وشام پڑھا کرتے۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَائِیْلَ وَمِیکَائِیْلَ وَاِسْرَفِیْلَ فَاطِرَالسَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالْاَرْضِ ، عَالِمَ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ ، اِھْدِنِیْ لِمَا اُخْتُلِفُ فِیْہِ بِاِذْنِكَ،اِنَّكَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۔

ترجمہ:

اے **اللہ**! اے جبرائیل،میکائیل اور اسرافیل کے مالک!اے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے!اے پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے!اپنے بندوں کے درمیان تو ہی فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں،جس چیز میں تیرے حکم سے اختلاف ہوا مجھے اس میں ہدایت دے دے،یقیناً تو ہی جسے چاہتا ہے سیدھے راہ کی طرف رہنمائی فرمادیتا ہے“۔[*25]

ایک شر واضح ہے اور ایک شر مخفی ہے۔واضح شر اللہ کا انکار ہے جیسا کہ آج خطہ ارض پر خالق کے وجود کا انکار کرنے والوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔اور اسی قدر یا اس سے زیادہ تعداد اُن لوگوں کی ہے جو اللہ کی وجودیت کے تو قائل ہیں مگر اللہ کے احکامات سے انکاری ہیں اور وہ شر کے شکنجے میں اس قدر جکڑے ہوئے ہیں کہ حق کو حق جانتے ہوئے بھی حق کی طرف مائل نہیں ہوتے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کے سامنے خیر اور شر کے راستے

کھلے چھوڑ دیئے ہیں اور اُسے اختیار عطا کیا ہے کہ وہ شر کی طرف رغبت کرتا ہے یا خیر کو اپناتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ O

القرآن الحکیم (سورۃ البلد 90 /10)

ترجمہ؛

''اور ہم نے دونوں راستے اُس کے سامنے کھول دیئے ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ نساء میں فرمایا کہ:

اِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا O

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 4 /31)

ترجمہ؛

" ہم نے انسان کو راستہ دکھادیا ہے یا تو وہ شکر گزار بن جائے یا کافر ہو جائے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ شمس فرمایا گیا کہ!

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (7) فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (8) قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا (9) وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا O

القرآن الحکیم (سورۃ الشمس 91 /10-7)

ترجمہ؛

"قسم ہے اُس ذات کی جس نے انسان کو بنایا پھر اُس نے ڈال دیا اس کے دل میں خیر اور شر کا داعیہ، یقیناً وہ پہنچا مراد کو جس نے پاک کیا خود کو اللہ کی خاطر اور نامراد ہوا وہ جس نے خود کو گناہوں کے حوالے کر دیا"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حقیقت یہ ہے کہ انسانی تاریخ کا کوئی بھی لمحہ خیر و شر سے خالی نہیں رہا۔ انسان ہمیشہ خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہا۔ نفس اُسے دنیا کی لذات اور شہوات کی طرف متوجہ کرتا رہا جب کہ خیر کا داعیہ ہمیشہ اُس کو ہدایت اور اطاعت کی تلقین کرتا رہا۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ خیر و شر زمان و مکان کی قید سے آزاد ہمیشہ سے اور ہر جگہ موجود رہی ہیں اور انسانوں کی گمراہی یا راستی کا سبب بنتی رہی ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ معاشرے جہاں شر و فساد کا غلبہ ہے وہاں سے خیر کا وجود غائب ہو جائے۔ وہ کم ہو جائے گا مغلوب ہو جائے گا مگر موجود رہے گا اس لیے کہ خیر انسانی خواہش ہے اُس کے اندر کی آواز ہے۔ برائی میں مبتلا ہونے کے باوجود انسان جانتا ہے کہ وہ کوئی اچھا کام نہیں کر رہا اور اس کا بوجھ وہ اپنے اندر اپنی روح پہ محسوس بھی کرتا ہے اگرچہ اکثر و بیشتر وہ اسے نظر انداز کر دیتا ہے۔ ہدایت و خیر معاشرے کی ایک جوہری کیفیت ہے اور اسی طرح جہالت، گمراہی اور شر بھی معاشرے کی ایک جوہری کیفیت ہے اور یہ دونوں کیفیات انسانوں کے عروج و زوال سے وابستہ ہیں اور انسان کے سماجی ارتقاء کے ساتھ ساتھ ارتقاء کی جانب گامزن رہتی ہیں۔ اسی بات کو دوسرے انداز میں بیان کریں تو کہا جا سکتا ہے کہ ہدایت و خیر اللہ کی معرفت کا نام ہے اور جہالت و گمراہی وہ شر ہے جو انسان کے اندر اُس وقت اپنے ڈیرے جماتی ہے جب انسان خالق کے احکامات سے انکار کرنا شروع کر دے۔ چنانچہ اقتصادیات ہوں یا اجتماعیات، سیاسیات ہوں سماجیات، معاملات ہوں یا علوم و فنون تمام امور کے لحاظ سے خیر اور شر کی متعدد صورتیں ظاہر ہو سکتی ہیں۔ ہزاروں لاکھوں سال گذرے اللہ

تعالیٰ کے پیغمبر انسانوں کو بتاتے رہے کہ یہ خیر ہے اس کو اپنا لو یہ شر ہے اس بچ جاؤ۔ اللہ کے رسول جب بھی زمین پر اترے کسی بھی قوم کی طرف اترے تو جامع پیغام کے ساتھ اترے، اُن کے پیغام میں کوئی کمی اور کوتاہی تلاش کرنا عبث ہے اس لیے کہ وہ براہ راست خالق سے رہنمائی لیتے رہے۔ چنانچہ اللہ کا جو بھی دین اس دنیا میں اترا چاہے اُسے کوئی بھی رسول کسی بھی قوم کی طرف لے کر اترا ہو وہ مکمل ضابطہ حیات ہوتا۔ دین نے عقیدہ و وجدان پہ بحث کی ہے انسانی عمل کو صراط مستقیم پہ استوار کیا ہے۔ دین ہمیشہ سے اجتماعیات، اقتصادیات معاملات، سماجیات، سیاسیات غرض زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی رہا ہے اور ہر معاملے میں انسان کی رہنمائی کی ہے۔ تمام ادیان عالم کا جن کو اللہ کے رسول لے کر مختلف اوقات میں مختلف اقوام کی طرف اترتے رہے بنیادی عقیدہ ایک ہی رہا ہے یعنی کہ توحید اور بنیادی عقیدے میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

تاریخ کے تمام ادوار میں خیر اور شر شانہ بشانہ چلتے رہے، جب بھی اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کی طرف اپنا رسول اتارا تو قوم کے کچھ لوگوں نے اللہ کے رسول کی ہدایت کو قبول کیا اور اُس کے لائے ہوئے خیر سے اپنے دامن کو بھر لیا تو دوسری طرف انکار کرنے والے بھی موجود رہے انھوں نے کہا ہم اپنے آباء کے دین پر ہیں اور اس میں کسی تبدیلی کو پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ بدستور نظام شر سے چمٹے رہے اور ہدایت سے انکار کیا، وہ نفس کے بندے تھے اور اللہ کے رسول عام طور پہ لوگوں کو تزکیہ نفس کی طرف بلاتے ہیں اس لیے معاشرے کے اُن لوگوں نے ہدایت قبول کرنے میں جلدی کی جن کے دلوں میں خیر کی شمع روشن تھی اور لوگوں کے اُس گروہ نے انکار کیا جو پہلے ہی شیطان کی پوجا پر خود کو مطمئن کر چکے تھے۔ چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ خیر اور شر تاریخ کی راہداریوں میں اپنے مخصوص حالات کے ساتھ بندھے ہوئے اپنے ماحول کے مطابق انسان ہی کی طرح ارتقاء کی منزلیں طے کرتے رہے اسی لیے تو آج کا شر کل کے شر سے بڑھا ہوا اور قوی ہے۔ آج کے شر کے پیچھے عقل کی کارفرمائیاں ہیں اگرچہ وہ باطل ہیں اور

غور کرنے پہ ہی کھل سکتی ہیں یا پھر ہدایت اللہ کی طرف سے مقدر ہو ورنہ آج کا شر اس قدر شدید ہے کہ کل کا سادہ اور سہل شر اس سے پناہ مانگتا ہے۔دیکھیں آج کے شر میں دین اور دنیا کو الگ الگ خانوں میں بانٹ دیا گیا ہے، اطاعت اور خواہش نفس کو الگ الگ اہمیت دے دی گئی ہے، الغرض اس جاہلیت جدیدہ نے اپنا سارا زور دین اور دنیا کی دوئی اور تفریق پہ خرچ کر دیا ہے جس سے بڑے فکری بگاڑ نے جنم لیا اور انسان اپنی موجودہ حالت پہ اُن دلائل کی رِدا اوڑھے خالق کے احکامات سے بے نیاز شر کے راستوں کا بے دریغ مسافر ہے اور موت کی اندھی وادی کو یکسر بھول چکا ہے۔آج کے شر کے مقابلے میں کل کا شر کس قدر سادہ تھا آیئے قرآن کی زبان سے سمجھیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ!

وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْباً قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُواْ اللّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَـهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءتْكُم بَيِّنَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُواْ الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلاَ تَبْخَسُواْ النَّاسَ أَشْيَاءهُمْ وَلاَ تُفْسِدُواْ فِي الأَرْضِ بَعْدَ إِصْلاَحِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (85) وَلاَ تَقْعُدُواْ بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ وَتَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللّهِ مَنْ آمَنَ بِهِ وَتَبْغُونَهَا عِوَجاً وَاذْكُرُواْ إِذْ كُنتُمْ قَلِيلاً فَكَثَّرَكُمْ وَانظُرُواْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ O

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 12/7)

ترجمہ؛

''اور مدین والوں کی طرف ہم نے اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا۔اُس نے کہا اے برادران قوم اللہ کی بندگی کرو کہ اس کے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں ہے، تمھارے پاس

تمھارے رب کی صاف رہنمائی آ گئی ہے۔لہٰذا وزن اور پیمانے پورے کرو،لوگوں کو اُن کی چیزوں میں گھاٹا نہ دو اور زمین میں فساد بپا نہ کرو جب کہ اس کی اصلاح ہو چکی ہے اسی میں تمھاری بھلائی ہے،اگر تم واقعی مومن ہو (اور زندگی کے ہر راستے پر) رہزن بن کے نہ بیٹھ جاؤ کہ لوگوں کو خوفزدہ کرنے لگو،ایمان والوں کا راستہ روکنے لگو اور سیدھی راہ کو ٹیڑھا کرنے کے درپئے ہو جاؤ۔یاد کرو وہ زمانہ جب تم تھوڑے تھے پھر اللہ نے تمہیں بہت کر دیا اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ اس دنیا میں انکار کرنے والوں کا کیا حال ہوا ہے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

غور کریں کہ کس قدر سادہ انداز میں عقیدہ،معاشیات،سیاسیات،سماجیات اور نظم اجتماعی کی چند لفظوں میں تطہیر کر دی گئی ہے۔یہ حضرت شعیب علیہ السلام کا اپنی قوم کے لیے پیغام ہے جس میں عقیدہ بھی ہے اور شریعت بھی،عقیدہ تو وہی قدیمی ہے جو روزِ اول سے چلا آ رہا ہے کہ اللہ ایک ہے اور اُس کے سوا تمھارا کوئی خدا نہیں لہٰذا تم اللہ کی عبادت کرو کہ وہی اس لائق ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے۔عقیدے کو مختصر بیان کیا کہ اس میں کوئی نئی بات نہ تھی بلکہ پیغام توحید تھا جو ایک قدیمی پیغام ہے اور لوگوں کے ایک گروہ کے دل میں ابھی تک اُس کی یاد موجود تھی۔تاہم اس کے مقابل شریعت کو قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے اور معاشیات کے ضمن میں فرمایا کہ اب جبکہ اللہ تعالیٰ کی صاف اور سیدھی رہنمائی تم تک پہنچ چکی ہے اس لیے پورا تولا کرو اور لوگوں کا نقصان نہ کیا کرو۔اجتماعی اور سیاسی رہنمائی کرتے ہوئے بتایا گیا کہ اب جبکہ زمین پہ نظامِ خیر آ چکا ہے تو زمین پہ فساد پھیلانے سے باز آ جاؤ کہ فساد تو کھلا ہوا شر ہے۔پھر فرمایا کہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے مت روکنا۔اور اُن کو اُن کی اپنی ہی تاریخ کی متوجہ کرتے

ہوئے فرمایا گیا کہ تم جانتے ہو اللہ کا انکار کرنے والوں کا کس قدر برا حال ہوا اور اُن کے کھنڈر آج بھی اُس تباہی اور ذلالت کو اپنی زبان حال سے بیان کر رہے ہیں جن میں انکار کرنے والی قومیں مبتلا ہوئیں۔ اس کے بعد ہم بتانا چاہتے ہیں کہ شر سے انسانوں کے مختلف گروہوں میں جو فکری بگاڑ پیدا ہوتا ہے وہ کس طرح انسانی معاشروں پر اثر انداز ہوتا ہے اور اُن کو اللہ کی راہ سے غافل کر دیتا ہے۔ خیر وہ جائے عافیت ہے جس کی پناہ میں گزری ہوئی زندگی انجام کار کے لحاظ سے کامیاب قرار دی جاتی ہے جب کہ شر کے سائے میں زیست کرنے والے معاشروں کا عجیب ماجرہ ہے۔ وہ اپنی بیمار روح کو طرح طرح سے بہلاتے ہیں اسے دولت کے کرشموں سے متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ناکامی پر شراب پیتے ہیں، زنا کرتے ہیں ،سود کھاتے ہیں اور لوگوں سے گلہ کرتے ہیں کہ اُن کی زندگی میں سکون نہیں۔

وہ خود کو اللہ کا ماننے والا بتاتے ہیں مگر عمل کے حوالے سے وہ انکار کرنے والے ہوتے ہیں۔ فکر و عمل کا یہ بگاڑ خیر و شر کی پہچان چھین لیتا ہے اور انسان اپنی منزل کے خدوخال تک بھول جاتا ہے۔ دراصل اُسے علم وحی کی ضرورت ہے جو اُس کی سسکتی روح کو اطاعت و خیر مہیا کر سکے مگر وہ ہے کہ سائنس کی طرف رجوع کرتا ہے اور ناکام رہتا ہے اور ناکامی کا الزام خود پہ لینے کے بجائے دوسروں پہ رکھتا ہے۔ اکثر و بیشتر اہل مغرب کا یہ حال ہے کہ وہ عقیدے کی برائی میں ملوث ہیں، حقیقت میں اصل عقیدہ تو وہ ہے جو انسان کو کائنات میں اس کے صحیح مقام سے آگاہ کرے۔ اس کی لغزشوں کو درست کرے، اس کی سمت کو درست کرے۔ اس کے سلوک و وجدان میں ربط اور اس کے فکر و عمل میں ہم آہنگی پیدا کرے۔ اگر یہ ہو کہ زندگی کے ایک پہلو میں عقیدہ کارفرما ہو اور اس کے باقی پہلو عقیدے کی بالادستی سے خالی ہوں تو اس کو عقیدے کے مطابق زندگی گزارنا نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ یہ جاہلیت ہی کی ایک صورت ہوگی اور انسان شر کے راستے پر ہوگا۔ چنانچہ جس طرح ایک فرد شر کے راستے پہ چلنے کی قیمت ادا کرتا ہے اسی طرح اگر کوئی پورا معاشرہ پورا سماج شر کی راہوں پہ چل نکلے تو اُس پورے معاشرے

پورے سماج کو اس شر کی قیمت ادا کرنی پڑے گی کیونکہ یہی اللہ کی سنت ہے۔ چنانچہ جب کہیں جہاں کہیں کسی بھی قوم کے عقیدے میں ذرا سا بھی انحراف پایا گیا تو وہ خیر کی راہوں سے ہٹ گیا اور شر کے راستے پہ چل نکلا تو اس سے انسانیت کا ڈھانچہ مضطرب ہو جائے گا، اس کے فکر و عمل میں ربط اور اس کے وجدان وسلوک میں ہم آہنگی ختم ہو جائے گی۔ پھر انسانیت میں نہ تو وہ وحدت پیدا ہو سکے گی اور نہ اسے امن وسکون مل سکے گا جو خیر کا منطقی نتیجہ ہے۔ بنیادی عقیدے کے انحراف سے عبادت کی لذت ختم اور افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عبادت انسان کے اُس عقیدے کی عملی تعبیر ہے کہ انسان نے زندگی کے ہر معاملے میں اللہ کو حاکم مطلق تسلیم کر لیا ہے۔ اللہ کی ذات سے انحراف کے بعد انسان مضطرب متفرق اور پراگندگی کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ تفریق اور پراگندگی اس کے سارے فکر و عمل کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے بندے کا خالق سے ہر رشتہ توڑ دیتی ہے۔ حتیٰ کے انسان کا انسان کے ساتھ اور انسان کا کائنات کے ساتھ بھی رشتہ بس واجبی سا ہی رہ جاتا ہے اور یہ سب شر کے رستوں کا منطقی انجام ہے۔ ذیل میں ہم شر کے رستوں کی کچھ نشاندہی کیے دیتے ہیں۔ ازاں بعد خیر کی منزلوں کا تذکرہ ہوگا۔ انشاءاللہ

بدقسمتی سے ہم جس معاشرے کے شہری ہیں اُس کا عقیدہ بگاڑ اور تفریق کا شکار ہے ،راہنمائی کرنے والے مسلک کی راہداریوں اور فقہ کی موشگافیوں میں الجھے ہوئے ہیں اس لیے ہمارے ہاں اسلام کے حقیقی عقیدی کی تعلیم کو غیر ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔

یاد رکھیں کہ عقیدہ پر پورا ایمان ہی دراصل ایمان ہے۔آدھا ایمان کوئی ایمان نہیں۔بلکہ عقیدہ تو دراصل معاشرے کا ایسا عنصر ہونا چاہیے کہ جس پہ سارے کے سارے سماجی ڈھانچے کی بنیاد رکھی ہو۔جس طرح تھوڑا زہر بھی مضر ہوتا ہے اسی طرح عقیدے سے ذرا سا انحراف بھی سارے عقیدے کا انحراف تصور کیا جائے گا۔تاریخی تناظر میں اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ رسول اللہ ﷺ کو جس قوم کی طرف معبوث کیا گیا وہ قوم اللہ کی انکاری ہرگز نہ تھی۔زمانہ جاہلیت کے عرب اللہ کو پہچانتے تھے اس کے وجود پر ایمان رکھتے تھے اور اسی کی طرف متوجہ ہوتے تھے لیکن وہ اللہ پر ادھورا ایمان رکھتے تھے،اُس کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔اللہ کو اپنی زندگی پر پوری طرح حاکم نہ مانتے تھے بلکہ وہ اللہ کی جزوی اطاعت کرتے تھے۔

قرآن حکیم میں عربوں کے بارے میں ارشاد ہوا کہ :

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ..

القرآن الحکیم(سورۃ لقمان 25/31)

ترجمہ:

''اگر آپ اُن سے سوال کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے کہ ''اللہ نے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ زخرف میں فرمایا کہ:

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ O

القرآن الحکیم(سورۃ زخرف 87/43)

ترجمہ؛

''اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ خود انھیں کس نے پیدا کیا ہے تو کہیں گے کہ ''اللہ نے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ یونس میں ارشاد ہوا کہ:

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ..

القرآن الحکیم(سورۃ یونس 31/10)

ترجمہ:

’’آپ فرمادیجئے کہ تمہیں آسمانوں اورزمین سے کون رزق دیتا ہے؟ کیا وہ کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ کیا وہی ہے جو مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو کائنات کاانتظام کرتاہےتو وہ یقیناً کہیں گے کہ ’’اللہ‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ المومنون میں ارشاد ہوا کہ :

قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (84) سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ (85) قُلْ مَن رَّبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (86) سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (87) قُلْ مَن بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (88) سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ المومنون 84-89/23)

ترجمہ:

’’اگر آپ کہیں کہ زمین اوراس کی تمام اشیاء کس کی ملکیت ہیں تو وہ کہیں گے یقیناً اللہ کی۔تو آپ اُن سے فرمائیے کہ پھر تم نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے۔آپ اُن سے پوچھیں کہ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے تو یقیناً وہ کہیں گے اللہ۔تب آپ اُن سے کہیں پھر تم اپنے رب سے ڈرتے کیوں نہیں؟ پھر فرمائیے کہ بتاؤ کس کے قبضہ قدرت میں ہے ہر چیز کہ وہ بدلہ دیتا ہے لیکن اُس کو بدلہ نہیں دیا جاسکتا اگر تم جانتے ہو؟ تو یقیناً وہ کہیں گے کہ اللہ۔تب آپ اُن سے کہیں پھر تم کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ لوگ اللہ کو پہچانتے ہوئے بھی بتوں کی پوجا کرتے تھے یہ اِن کے اعتقاد کی خرابی تھی۔ وہ اللہ کو پہچانتے تھے مگر اللہ اور اُس کے رسول کا حکم ماننے سے انکار کرتے تھے یہ اُن کے عمل کی خرابی تھی۔ اس لیے جب انھوں نے عقیدہ اور شریعت کو الگ الگ چیزیں جانا تو اُن کو شر سے مغلوب کہا گیا اور وہ انکار کرنے والے گروہ میں شامل ہوئے۔ پھر سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اُن کے تمام شریروں کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے ہاتھوں قتل کرا دیا اور جو باقی بچے اُن کے سامنے اطاعت کے سوا کوئی راستہ نہ تھا اور بالآخر اُن کے عقیدے کا بگاڑ بھی ختم ہو گیا اور عمل کا بگاڑ بھی اپنی انتہا کو پہنچا اور تب وہ قوم ایک ایسا نمونہ بن کر دنیا کے سامنے ابھری کہ پھر دنیا کی کوئی طاقت اُن کے سامنے ٹھہر نہ سکی اس لیے کہ وہ خیر کی منزلوں کی نوید سناتے تھے اور اُن کے دامن میں خیر کثیر (قرآن) تھا۔

مسلمان جب تک عقیدہ اور عمل میں راست رو رہے اللہ کی مدد اُن کو حاصل رہی حتیٰ کہ ہزار سال تک زمین کے تختہ پر اسلام ہی ایک غالب دین اور طرزِ زیست کی صورت غالب رہا۔ تاہم رفتہ رفتہ اُن کے عقیدے میں بھی بگاڑ آتا گیا اور اُن کا عمل بھی تساہل کا شکار ہو گیا۔ عقیدے میں بگاڑ ایک حد سے آگے نہ بڑھ سکا کہ قرآن ایک زندہ کتاب کی صورت ہمیشہ مسلمان کے پاس محفوظ رہا البتہ عمل میں جہل اور تساہل دونوں جاری رہے حتیٰ کہ انسان آج کی جدید دنیا تک پہنچا۔ آج کی مسلم دنیا کے اکثر ممالک کی یہی صورت سامنے ہے۔ مسلمانوں کی مہیب تعداد دنیا میں بستی ہے۔ ایک ارب اسی کروڑ لوگ مسلمان ہیں ستاون یا اٹھاون آزاد مسلم ریاستیں اُن کے قبضے میں ہیں۔ مگر ماسوا چند ایک ممالک کے جہاں جزوی طور پہ اسلامی شریعت کی پیروی مروّج ہے باقی اسلامی دنیا اس سے بے اعتناء ہے۔

حالانکہ یہ وہ بگاڑ ہے جس سے بچنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس لیے کہ انسان جب اپنے لیے خود قانون بناتا ہے تو وہ سراسر انسانی رائے پر منحصر ہوتے ہیں یا یوں کہہ لیں کہ عقل کا شاخسانہ ہوتا ہے۔ چنانچہ انسانی قوانین اپنی کلیات بلکہ ایک ایک جز میں اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ وہ

لوگوں کی اکثریت رائے سے وجود پائیں۔اب ظاہر سی بات ہے کہ ایسے قانون میں عقلی رجحان غالب ہوگا اور عقل معاشرے کے داخلی وخارجی پہلوؤں کو نظر انداز کر کے قانون سازی نہیں کر سکتی۔ پھر لوگوں کی آراء اور افکار میں تغیر بلکہ بعض اوقات تضاد پایا جاتا ہے، اس تغیر سے لازمی طور اچھے اور برے صحیح اور غلط، جائز و ناجائز، حرام اور حلال کے معیارات بدلتے رہتے ہیں اور اِن بدلتے معیاروں کی بنیاد پر وہ قانون بھی ہمیشہ ارتقائی مراحل طے کرتا رہے گا بدلتا رہے گا۔ چنانچہ اس کے منطقی نتیجے کے طور پر اخلاق وتہذیب کا کوئی پائیدار، مستقل، ناقابل تغیر معیار قائم نہیں ہو پاتا اور انسانی معاشرے پر اس کے مثبت اثرات بھی اثر انداز نہیں ہوتے دوسری طرف اللہ کا قانون ہے جس کو اصطلاع میں شریعت کہا جاتا ہے۔

شریعت اسلامی میں قانون و اخلاق کے تمام تر مدرجات وکلیات و جزیات اللہ اور اُس کے رسول کی مقرر کی ہوئی ہیں اس میں انسانی اور عقلی رائے کو ذرا سا بھی دخل نہیں اگرچہ وہ تمام تر قوانین سو فیصد عقلی اور قابل عمل ہیں۔ تاہم اسلام ترویج قانون کے لیے عقل واجتہاد کا دروازہ کھلا رکھتا ہے اور زندگی کے تغیر پذیر حالات کا لحاظ کرتے ہوئے اِن کلی احکامات اور جزئی نظائر سے حسب موقع نئے جزیات مستنبط ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ شریعت الٰہیہ کی موجودگی کی بنا پر مسلمانوں کے پاس اخلاق وتہذیب کا ایک مستقل اور غیر متبدل نظام موجود ہے جو معیار میں ایسے کسی بھی قانون سے ارفع ہے جسے انسانوں نے اپنی آسانی کے لیے وضع کیا ہو۔ چنانچہ ہمارے ہاں اخلاقی و مدنی قوانین میں تلون کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ ہمارے ہاں کل کا حرام ہی آج کا حرام ہے اور کل کا حلال ہی آج کا حلال ہے۔

اور یہ سب قوانین روزِ قیامت تک پائیدار اور نافذ رہنے والے ہیں۔ مسلمانوں کے ہاں قانون شریعت نافذ نہ ہونے سے یہ نہ سمجھا جائے کہ مسلمان اپنے دین سے بیگانہ ہو گیا ہے یا دوسری اقوام کی طرح اسے احکام الٰہی کی پرواہ نہیں ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے مسلمانوں کی اکثریت کے ہاں آج بھی جہاں عبادات کا ایک وسیع نظام اسی طرح قائم ودائم ہے جس

طرح پندرہ سو سال پہلے تھا بلکہ نظام معاشرت پہ بھی اسلام کا گہرا کا رنگ دیکھا جا سکتا ہے۔ ہمارے ہاں کوئی مرد کسی عورت کو اپنی خلوت میں بغیر نکاح کے داخل نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ مغرب میں عام رواج ہے۔ مسلمانوں کی انفرادی زندگی پر اسلام کا رنگ غالب ہے اور وہ اُن اقدار اور روایات سے محبت بھی کرتا ہے جو دینی وراثت کے طور پہ اُسے حاصل ہوئی ہیں۔

مسلمان ممالک کے ہاں اگرچہ شریعت کا کلی نظام نافذ نہیں ہے مگر یہ بھی سچ ہے کہ عام طور پہ اسلامی ممالک میں قرآن وسنت سے متصادم قانون سازی سے گریز کیا جاتا ہے اور لوگ اُس کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور اُس کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انفرادی حیثیت میں بہت بڑے پیمانے پر لوگوں کے دلوں میں اللہ کے قانون کی اطاعت کا جذبہ موجود ہے اور وہ اس کی پیروی بھی کرتے ہیں۔ وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جو کچھ بھی نافذ کیا ہے وہ انسانوں کی بھلائی کے لیے نافذ کیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کا پختہ ایمان اُن کی رہنمائی اس طرف کرتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہی حرف آخر ہے۔ اس امر کی تائید قرآن حکیم میں بھی موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیَاةِ الدُّنْیَا
وَفِی الآخِرَةِ وَیُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِیْنَ۔

القرآن الحکیم (سورۃ ابراهیم 27/14)

ترجمہ:

”اللہ ایمان لانے والوں کو ایک پکی بات کے ذریعے دنیا اور آخرت کی زندگی میں ثبات واقرار بخشتا ہے اور نافرمان ظالموں کو آوارہ کر دیتا ہے تا کہ وہ کہیں جم نہ سکیں“۔

نفس کی قید

عقیدہ وشریعت کے انکار کے بعد شرک کی منزلوں میں سب سے اوپر نفسانی شہوتوں کا اسیر ہو کے رہ جانا ہے ۔نفسانی شہوات اگرچہ فطری جبلتیں ہیں ۔مگر اِن جبلتوں میں اعتدال کی راہ سے ہٹ جانا شہوانیت ہے۔قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ :

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ ..

القرآن الحکیم (سورۃ بقرۃ 122/2)

ترجمہ:

”لوگوں کے لیے مرغوبات نفس ،عورتیں ،اولادیں ،سونے چاندی کے ڈھیر ،چیدہ گھوڑے ،مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں مگر یہ سب تو دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں“ ۔

اگر چہ اوپر بیان کیے گئے تمام امور انسانی زندگی کی بقا اور تسلسل کے لیے ناگزیر ہیں اور انھی عوامل کی بنا پر انسان فریضہ خلافت ادا کرنے کے قابل ہوتا ہے جس کو انجام دینے کے لیے اُس کو اس دنیا میں اتارا گیا۔ انسانی زندگی کے لیے یہ تمام محرکات یعنی کھانا پینا، رہنا سہنا ذریعہ معاش اختیار کرنا، اور جنسی شہوت کو تسکین پہنچانا ازبس ضروری ہیں تا کہ انسانی زندگی کا وجود باقی رہے اور نظم کائنات بغیر کسی تعطل کے چلتا رہے۔ تاہم انسانی زندگی سے متصل یہی محرکات اپنی معقول حد سے باہر نکل جائیں تو شہوت بن جائیں گے اور انسان حیوان بن کے رہ جائے گا۔

جب انسان نفس کا بندہ بن جائے، شہوت پرستی کو مقصود و منتہا مان لے تب کس طرح ممکن ہے کہ وہ فریضہ خلافت کو احسن طریقے پر ادا کر سکے۔ بلکہ اس کے برعکس جب بنیادی ضرورتیں شہوت بن جائیں تو یہ انسانیت کے لیے تباہ کن اور اس کی طاقتوں کو پراگندہ کرنے والی بن جائیں گی۔ تب یہی انسان جو اللہ کا خلیفہ ہے تخت خلافت سے قعر مذلت میں جا گرتا ہے اور جانوروں بلکہ شیطان کے مقام تک پست ہوتا چلا جاتا ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ خلافت کا فریضہ اپنے منصب کی رفعت کے ساتھ اُسی وقت ادا کرنا ممکن ہے جب انسان خدا کی قدرت پہ یقین رکھے اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اُس کی کتابوں کو برحق جانے اور اُس کے اتارے ہوئے قوانین کی پوری پیروی اختیار کرے۔ اس لیے کہ اللہ پر ایمان اور اس کی شریعت کے زیر سایہ قائم ہونے والا نظام ہی نفس انسانی کی شہوات کو محدود کر سکتے ہیں۔ انسانی زندگی کے صدیوں کے تجربات اس بات کے شاہد ہیں کہ انسان نفس کے بہکاوے سے اُسی وقت بچ سکتا ہے جب وہ اللہ کی بتائی ہوئی خیر کو اپنا لے۔ مگر اللہ کی ہدایت سے روگردانی کی صورت میں انسان بے خوف ہو جاتا ہے اور اُس کا نفس اور اُس کی عقل اُس کی رہنمائی شر ہی کی طرف کرتی ہے اس لیے کہ شر میں ظاہری لذت پوشیدہ ہے اور انسان اُس کی طرف رغبت رکھتا ہے اور یہی رغبت اُس کے لیے تباہی کا باعث بن جاتی ہے اس لیے اُس کے دل میں اِن

شہوات کے حصول کی چاہت تو ہے مگر اُس نے کوئی حد مقرر نہیں کہ جس کے بعد وہ اپنی خواہش سے تائب ہو جائے بلکہ اُس کی خواہش ہے کہ اگر اُس کے پاس یہ زمین اور اس کی ساری نعمتیں بھی جمع ہو جائیں تب بھی وہ چاہے گا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر اس کے پاس اسی طرح کی دو زمینیں نعمتوں سے بھری ہوئی مزید ہوتیں۔

انسان اپنے معاشروں کو ظلم و بے عدلی سے بچانے یا امن و سکون کے حصول کے لیے جو قوانین بناتا ہے وہ انسان کی شہوانیت کو روکنے کے لیے کبھی بھی کافی ثابت نہیں ہوئے۔ اس لیے کہ قانون اگر اُسے جرم سے باز رکھنے کی کوشش کرے گا تو وہ چھپ کے جرم کرے گا۔ معاشرہ اور سماج اگر اُسے شہوت سے باز رکھنا چاہیں گے تو وہ دوسرے راستے اختیار کرے گا اور خود کو بھی دھوکا دے گا اور معاشرے کو بھی دھوکے میں رکھے گا مگر چار و ناچار اپنی خواہش ضرور پوری کر لے گا۔ کیونکہ جب وہ جانے گا کہ وہ اپنے گناہ کو لوگوں سے چھپانے میں کامیاب رہا ہے تو وہ پھر گناہ کرے گا۔ مگر اللہ سے ڈرنے والا ایک شخص کبھی شر کی اُس راہ کے قریب بھی نہیں پھٹکے گا اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ سے چھپ کر وہ کوئی گناہ نہیں کر سکتا اس لیے کہ اللہ تو ہر جگہ موجود ہے اور اُسے دیکھ رہا ہے۔

پہلے زمانوں اور آج کے شر میں نمایاں فرق آچکا ہے آج بے حیائی کو فن، عہد توڑنے کو سیاست، دھوکا دینے کو عقلمندی، امارت کو کامیابی، اللہ کے احکامات کا مضحکہ اڑانے والے کو ترقی پسند اور پرلے درجے کے بے یمان کو کامیاب تاجر قرار دیا جاتا ہے۔ زمانے کی اخلاقی قدریں بدل گئی ہیں بلکہ بہک گئی ہیں۔ فطرت کی راہ سے ہٹ گئی ہیں۔ چنانچہ شر کسی عہد کا ہو، چاہے وہ ہندوستان کی جاہلیت ہو، یونانی فلاسفہ کے الجھاوے ہوں، فراعنہ مصر کا طاغوتی مزاج ہو یا بیسویں صدی کی جدید جاہلیت ہو شر و فساد کے منطقی نتائج میں یکساں ہوں گی۔ چنانچہ کبھی تو یوں ہوتا ہے کہ طاغوت اپنے نظام کو بچانے اور اس کی حفاظت میں اس قدر منہمک ہوتا ہے کہ اُس کے پاس اپنی رعایا کے لیے وقت ہی نہیں ہوتا کہ وہ فاحشات میں کس قدر ملوث ہو چکے

ہیں یا اُن کی قوم میں کس قدر اخلاقی بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔ یا بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ طاغوت خود فاحشات کی اشاعت کرتا ہے تا کہ وہ خود بھی لذت حرام سے لطف اندوز ہو سکے اور لوگ بھی خواب غفلت کا شکار ہو جائیں اور حکومت کی بداعمالیاں اور مظالم شہوات کے پردے میں جاری رہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ جاہلیت اور جنسی لذتیت میں قدر مشترک یہ ہے کہ یہ ایک ہی شجر شر کے برگ وگل ہیں۔ چنانچہ جاہلیت اور شر میں لازم ہے کہ قوم اللہ تعالیٰ کے احکامات کی منکر ہو۔ اور یہی وہ اصل ہے جو ہر زمانے کے شر کا خاصا رہا ہے۔ یہ ساری تہذیب ایک ہی طرح کے ستونوں پہ استوار ہے اور اُن کے مزاج میں اشتراک پایا جاتا ہے چاہے وہ قدیم زمانوں کا شر ہو یا آج کے زمانوں میں ڈارون، ہیگل مارکس اور فرائیڈ کا شر ہو۔

دیکھیں کہ ایک طرح کی جاہلیت قوم قریش میں تھی جس میں رسول اللہ ﷺ کو معبوث کیا گیا۔ کیونکہ وہ اللہ کے وجود پر ایمان رکھنے کے باوجود بتوں کی پوجا کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت میں اُن کو شریک جانتی تھی ۔ حالانکہ اس سے قبل وہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کے پیرو تھے اور عہد جاہلیت میں بھی اُن کا دعویٰ یہی تھا کہ وہ دین ابراہیم پر ہیں۔ تو جب وہ عقیدے کے انحراف کا شکار ہوئے اور اللہ کے قانون کی جگہ اُس قانون نے لے لی جو انھوں نے اپنی ہوائے نفس کی بنا پر مرتب کیا تھا تب لوگوں کی خواہشات اُن کے نفس پر غالب آ گئیں۔ طاقتور کمزور کا حق مار جاتا۔ انصاف صرف اسی کے لیے تھا جس کے پاس طاقت تھی کمزور محض سر جھکا کے رہ جاتا۔

قریش کے کاہن اور بتوں کے پجاری پرانی اور بگڑی ہوئی روایات کو زندہ کرنے والے جس بات کو چاہتے حرام قرار دے لیتے اور جس کو چاہتے حلال کر دیتے یہی نہیں بلکہ وہ ایک سال کو حلال کر دیتے اور اگلے سال کو حرام قرار دے دیتے پھر اس پہ بھی قائم نہ رہتے اور اسے حلال قرار دے لیتے۔ باطل اور من گھڑت احکامات کے ذریعے لوگوں کو ذلیل کرتے اور وہ اپنے ہی لوگوں کی گردنوں کے مالک بن بیٹھے تھے۔ شراب جوا، عورتیں، قتل وغارت گری، رہزنی سرکشی

اورتکبر الغرض ہمہ قسم کی شہوات اپنے شباب پر تھیں۔غور کریں تو آسانی سے اندازہ ہو جائے گا کہ آج چودہ صدیاں بعد بھی جدید جاہلیت انھی بنیادوں پہ استوار ہے جن پہ قدیم زمانوں میں استوار تھی۔آج خاص طور پہ اہل مغرب کے عقیدے اور شریعت میں اللہ کی عبادت سے انحراف اس قدر نمایاں ہے کہ اس کو بیان کرنا بھی دشوار ہے۔زندگی کے بہت سے حقائق میں عقیدے سے انحراف اور زندگی کے سارے مظاہر میں اللہ کے احکامات سے انکار ہے۔انکار اور انحراف اس قدر بسیط ہے کہ الحاد کی سرحدوں کو چھونے لگا ہے۔رہ گئی شہوات کی پیروی تو وہ اس سے قبل کسی زمانے میں اس قدر نہ کی گئی ہوگی جس قدر اور جس پیمانے پر آج کی جارہی ہے ۔مشرق ہو یا مغرب ہر جگہ عقائد پارہ پارہ ہیں ہر جگہ مقدسات کا مضحکہ اڑایا جارہا ہے،انسانی تصرف کے سارے اصول اور ضابطے پرانی بات بن کے رہ گئے ہیں،وہم وگمان سے ماوراء مگر عبث باتیں ایجاد کر لی گئی ہیں حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے شر کے رستوں کو کچھ اس انداز سے مزین کیا ہے کہ لوگ بے دریغ اُس کی طرف بھاگے چلے جارہے ہیں۔اس بات سے قطع نظر کہ وہ منزل کی طرف جارہے ہیں یا کسی اندھے غار کی طرف قرآن نے سچ ہی کہا تھا کہ!

وَالْعَصْرِ O إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ O

قسم ہے زمانے کی کہ انسان خسارے میں ہے۔

فساد فکر

آج کا شر فتنہ عظیم ہے اس لیے کہ اس کی تائید میں بے پناہ علم اور لامحدود مادی وسائل ہیں۔ پہلے زمانوں میں بھی لوگ برائی کرتے تھے مگر برائی کو برا ضرور سمجھتے تھے۔ آج لوگ برائی کرتے ہیں مگر اُس کے ساتھ اُن کے پاس دلیل بھی ہے۔آج شر کی راہیں کشادہ اور آسان ہیں اور حق منہ چھپائے پھرتا ہے۔ آج کی جاہلیت نے انسانی فکر کا کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس میں بگاڑ اور فساد پیدا نہ کیا ہو۔آج کی جدید مادیت نے انسان اور کائنات انسان اور خالق حتیٰ کہ انسان اور انسان کے مابین موجود تعلق کی بھی نئے سرے سے تشریح کر دی ہے۔ اور یہ بگاڑ اس قدر ہمہ گیر ہے کہ ساری کی ساری انسانی زندگی فساد کا شکار ہو کے رہ گئی ہے۔مگر حیرت تو اس بات پر ہے کہ انسان اس امر پہ خوش اور مطمئن ہے۔ آج کا یورپ اور اُس کی تاریخ باہم مربوط ہیں۔اس لیے کہ خالق کی تلاش میں اہل مغرب نے بہت ٹھوکریں کھائی ہیں ۔ذات الٰہی توحید سے تثلیث میں بدلی۔ پھر مذہب کا محض سایہ سا باقی رہ گیا۔کلیسا نے لوگوں کو اس قدر اذیت دی کہ اب وہ کسی خدا کا نام سنتے ہی بدک اٹھتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ قرون وسطیٰ کا مسیحی یورپ اور آج کا ملحد یورپ دونوں ہی اس شائبہ میں مبتلا رہے ہے کہ مذہب خدا اور بندے کے درمیان ہے۔ زندگی سے مذہب کا کچھ لینا دینا نہیں ہے۔اُن کے خیال میں عقیدہ انسانی قلب وشعور کی گہرائیوں میں کچھ بھی ہوسکتا ہے مگر انسان کی عملی زندگی اس سے متاثر نہیں

ہونی چاہیے۔ظاہر ہے کہ یہ جاہلیت کی خود فریبی تھی شیطان کا شر تھا حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ ہی زندگی ہے خواہ وصحیح ہو یا غلط بہر حال وہ تمام کی تمام زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے اور کوئی بھی شعور وعمل عقیدے کی گرفت سے باہر نہیں ہوسکتا۔اور مذہب وزندگی ،فکر وعمل اور عقیدے وشریعت کی یہ دوئی کیا انسانوں کو مذہب اور عقیدے سے دور کرسکی۔اصل میں ایسا نہ ہوسکا کمزور ہی سہی تاہم لوگوں کی اکثریت کا اپنے خالق کے ساتھ ایک موہوم سا تعلق ضرور موجود ہے جو لاکھ پس منظر میں رہے مگر اسے پیش منظر پہ آتے دیر نہیں لگتی۔آج کی دنیا میں لوگ اگرچہ منزل کی حقیقی شناخت کھو چکے ہیں تاہم اگر وہ خلوص دل سے منزل کی تلاش میں نکلیں تو منزل اُن سے زیادہ دور نہیں ہے حق ہمیشہ سے اپنے اندر ایک کشش رکھتا ہے اور انسان کا اندر اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ یہی حق ہے۔انسان غور کرے تو وہ چونک اُٹھتا ہے کہ یہ تو سامنے کی بات تھی جو میری سمجھ میں نہ آئی۔

ہدایت کے ضمن میں مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ ہوں۔

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ (190) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا ..

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 3/191-190)

ترجمہ؛

”بلاشبہ آسمانوں اور زمینوں کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لیے،جن کی یہ حالت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی لیٹے بھی۔وہ آسمان اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو عبث پیدا نہیں کیا اس لیے کہ

تیری ذات اس سے پاک ہے کہ تو کوئی عبث کام کرے”۔

ہمہ گیر جہالت

دور دور جہاں تک نظر جاتی ہے انسان گمراہی اور جاہلیت کی پناہ میں ہے۔وہ ایسا مسافر معلوم ہوتا ہے جو صحرا میں رستہ بھول چکا ہو اور اب سراب اُسے منزل سے برگشتہ کرنے کے درپے ہوں۔خطہ ارض پہ بسنے والے کئی ارب لوگ تو خدا کے وجود سے بھی انکاری ہیں۔رہے وہ لوگ جو خدا کے وجود کے قائل ہیں تو اُن کی بھی بہت بڑی اکثریت خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتی ہے۔زندگی کی مقصدیت قابل غور امر نہیں رہی، زندگی کی تعیش کے لیے زندگیاں اجیرن ہو کے رہ گئی ہیں۔فکر و عمل کے بگاڑ نے انسانی معاشروں میں ہمہ پہلو اور ہمہ گیر جہالت کو جنم دیا ہے مگر حیرت تو اس بات پہ ہے کہ لوگ اپنے اس سرمائے پہ نازاں ہیں۔دنیا کے بہت سے معاشرے اخلاقی، عملی، فکری، معاشی سماجی اور سیاسی بگاڑ کا شکار ہیں۔تاریخی تناظر میں اس ہمہ گیر جاہلیت کا جائزہ لیں تو دو امور سرفہرست نظر آتے اول اللہ تعالیٰ کی ذات سے انکار دوم اللہ تعالیٰ کے احکامات سے انکار۔یہ بھی حقیقت ہے کہ اِس دور کے علماء نے اس تخیل کو علمی اور سائنسی دلائل فراہم کر دیئے ہیں جس سے جاہلیت کو علمی پشت پناہی بھی حاصل ہو گئی۔بیان کیا جا چکا ہے کہ آج کا شر، آج کی جاہلیت، آج کی گمراہی گزرے کل

سے زیادہ شدید ہے۔اس جاہلیت کا عظیم ترین فتنہ یہ ہے کہ اس کی تائید کے لیے بے پناہ علم اور لا محدود مادی وسائل موجود ہیں۔آج باطل نے علم کا سہارا لے لیا ہے اور علم ہی کو گمراہی کا ذریعہ بنالیا ہے۔جدید نشریاتی نظام، ذرائع ابلاغ کے ادغام، نظریات کی ہمہ پہلو تشریحات اور خدا سے باغی اصحابِ دانش کی بے پناہ تاویلوں نے حق اور باطل کو باہم مدغم کر کے رکھ دیا ہے اور ایک قلب سلیم رکھنے والے شخص کے لیے حق تک پہنچنا دشوار بنا دیا گیا ہے۔

آج صرف دولت ہی کی کثرت نہیں بلکہ مہلک اسلحہ کی بھی کثرت ہے۔یاد رہے کہ انسانی معاشرے خواہ کتنے ہی فساد کا شکار کیوں نہ ہو جائیں لیکن اِن میں تمام کا تمام شر غالب نہیں ہو سکتا کہ خیر کا نام ونشان ہی مٹ جائے۔اگرچہ انفرادی طور پر ایسا ہونا ممکن ہے کہ کوئی شخص نفس کی قید میں اس قدر ملوث ہو جائے کہ وہ سراپا شر بن کے رہ جائے اور اس سے خیر کی توقع بھی باقی نہ رہے۔تاہم کوئی معاشرہ پورے کا پورا شر کا شکار نہیں ہوتا اور اسی لیے اہل مغرب کی شدید جہالت کے باوجود اُن کو کچھ تہذیبی اور مادی سہولتیں مہیا ہو گئیں ہیں جو اپنی ظاہری شکل میں بہت پر کشش دکھائی دیتی ہیں۔اُن کو بعض پہلوؤں میں دیگر اقوام سے برتری حاصل ہو گئی ہے یعنی طب، عسکریات، معاشیات کے میدانوں میں وہ دوسرے لوگوں سے آگے ہیں مگر یہ برتری انھیں اللہ سے انکار کی قیمت پر حاصل ہوئی ہے اور یہ بہت بڑی قیمت ہے اگر کوئی جانے تو؟؟؟

یورپ میں جب صنعتی انقلاب آیا تو اُن کے صاحب علم نے اُن کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ صنعتی پیداوار نہیں کرتا بلکہ انسان کرتا ہے۔چونکہ انسان نے اپنے علم کی بنا پر مادے کے خواص معلوم کیے ہیں اور خود ہی وہ مشینیں بنائی ہیں جن سے وہ صنعتی پیداوار حاصل کرتا ہے انسان ہی مشین کو حرکت دیتا ہے اور انسان ہی کے اشارے پر مشین رُک جاتی ہے انسان ہی خام مال کو تلاش کرتا ہے اور وہی خام مال سے پیداواری مصنوعات حاصل کرتا ہے اور جب یہ سارے کام انسان خود ہی کرتا ہے تو وہ خدا کی بجائے صنعت کی پرستش کیوں نہ کرے۔چنانچہ لوگوں کی

اکثریت جو پہلے کلیسا اور جاگیردار کی غلامی میں تھی اب وہ صنعت اور صنعت کار کی غلامی میں آ گئی۔ رفتہ رفتہ کلیسا کا اثر کم ہوتا گیا اور لوگ محض مادیت کے پجاری بن کے رہ گئے اس سے اگلے مرحلے میں جب انھیں مادی آسائش حاصل ہوگئی تب وہ نفس کے پجاری بن کے رہ گئے۔ روحانیت کم ہوتی چلی گئی اور مادیت اُن کا واحد معبود بن کے رہ گئی۔ جب وہ روحانیت سے یکسر عاری ہوئے تو انھوں نے طبیعت (Nature) کے دامن میں پناہ لی۔ رفتہ رفتہ طبیعت نے اللہ کی جگہ لے لی۔ یہ دراصل فلسفے کا الجھاوا تھا جس میں لوگوں کو اس لیے دلکشی نظر آئی کہ وہ کلیسا کے جبر سے اکتائے ہوئے تھے۔ کلیسا نے اُن پہ اس قدر تاوان مقرر کر رکھا تھا جسے ادا کرنا اُن کے لیے نہایت دشوار تھا۔ چنانچہ جب اُن کو فرار کے لیے کوئی سوراخ نظر آیا تو وہ تیزی سے اس کی طرف لپکے۔ اس لیے بھی کہ طبیعت کے نام پر جو نیا الٰہ تراشا گیا تھا اس کا نہ کوئی کلیسا تھا اور نہ ہی اس کے حقوق وفرائض تھے اور ساتھ ہی یہ لوگوں کے جذبہ عبودیت کی تسکین بھی کرتا تھا۔

وہ ہر حال میں کلیسا کے اُس جبر سے جان چھڑانا چاہتے تھے جو کئی صدیوں سے اُن پہ مسلط تھا اور وہ اُس کی روحانی برکات سے بھی مایوسی کا شکار ہو چکے تھے۔ یہ یورپ کا درمیانی دور تھا جب طبیعت کے دیوتا کی پوجا ہو رہی تھی۔ اس زمانے کے لوگوں کے دلوں میں اللہ کا تصور موجود تھا جسے وہ اپنی خلوت میں پکارتے تھے۔ کلیسا میں بھی اللہ ہی کی عبادت ہوتی تھی اور وہ کسی حد تک اپنے مذہب اور اخلاقی روایات کے بھی پابند تھے تاہم یہ سب کچھ بطور عادت کے تھا عبادت کے نہ تھا اور نہ ہی اس کے پس پشت کوئی ایمانی قوت تھی۔ اسی طرح اُن کے ہاں الٰہ کا تصور ماند پڑتا رہا بلکہ چند در چند ہوتا رہا۔ اُن کے درمیان پیچیدگیاں بڑھتی رہیں، چنانچہ اُن کے ہاں جب کلیسا میں نماز پڑھی جاتی تو اللہ کی ذات کو محبوب سمجھا جاتا اور اسی سے ڈرا جاتا۔ تاہم جب فنی شعور کا معاملہ ہوتا تو طبیعت سے رہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی۔ کیونکہ تحریک رومانویت نے اُن کے ہاں طبیعت (Natureizm) کو بڑی اہمیت دے دی تھی اور اُن

کے شعرا نے اس کا عمدہ منظر باندھا تھا۔علاوہ ازیں اُن کے ہاں علمی ترقیات میں بھی طبیعت ہی کو مرکزی مقام حاصل ہو رہا تھا اس لیے کہ تب سائنس دانوں نے وہ قوانین طبیعت معلوم کر لیے تھے جن کی بنا پہ کائنات کی علمی توجیح ممکن ہوئی۔چنانچہ تب کلیسا کی شکست کی بنا پڑ گئی تھی اس لیے کہ وہ اِن علمی حقائق کو مسترد کرنے کے قابل ہرگز نہ تھے۔جبکہ سو سال قبل ہی وہ کسی نئی علمی توجیح کے عالم کو قتل کر دینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے مگر اب معاشرے پہ کلیسا کی گرفت اس قدر مہیب نہ تھی کہ وہ نئے اور ابھرتے ہوئے علمی نظریات کو رد کر سکے۔

چنانچہ تب عوام تین الٰہوں میں منقسم ہو گئی اور طبیعت اُن کا تیسرا الٰہ قرار پایا جب کہ قرون وسطیٰ میں اُن کے دو ہی الٰہ تھے کلیسا یعنی کہ عقیدہ اور قانون یعنی کہ بادشاہ۔مگر اب طبیعت(Nature)اُن کا تیسرا خدا تھا۔تغیر کا عمل جاری رہا اور یورپ میں صنعتی دور کا آغاز ہونے لگا تھا تب طبیعت کی ساحری رفتہ رفتہ کم ہونے لگی اس لیے کہ الوہیت رفتہ رفتہ اُن میں دم توڑ رہی تھی۔دوسری طرف فنی نقطہ نگاہ سے بھی طبیعت مرکزِ خیال نہ رہی تھی بلکہ عملی زندگی میں اب انسان کسی بھی الٰہ کو پوجنے پر آمادہ نظر نہ آتا تھا اس لیے کہ صنعتی زندگی نے جہاں اُس کے شب و روز بدلے تھیں وہیں علمی نقطہ نگاہ سے انسان نے طبیعت کے رازوں کا پردہ بھی چاک کر دیا تھا اور خود طبیعت پر اُس کی بالادستی قائم ہو چکی تھی۔چنانچہ مغرب کے ہاں الوہیت اللہ سے طبیعت میں منتقل ہوئی اور طبیعت سے رومانویت میں اور رومانویت کے بعد صنعتی تسلسل نے انسان کو کسی بھی خدا سے بے نیاز کر دیا۔اہل سائنس اور جدیدیت کے علمبردار علماء نے بھی لوگوں کے اس تخیل کی پشت پناہی کی اور لوگوں کو اس امر کی طرف مائل کیا کہ کسی غیبی طاقت کسی اَن دیکھی قوت کے سامنے سر جھکانا انسان کے لیے عزت کی بجائے ذلت کی بات ہے اور انسانیت کے لیے ہرگز مناسب نہیں کہ وہ اپنے افکار اور اپنے اخلاق کا مرجع کسی ایسی ہستی کو بنائے جسے نہ وہ دیکھ سکتا ہے اور نہ محسوس کر سکتا ہے۔بھلا کب تک انسان اندھا بن کر اِن بے حقیقت اساطیری قوانین پر چلتا رہے؟ چنانچہ انسان مذہب کی گرفت یا دوسرے لفظوں

میں کلیسا کی گرفت سے آزاد ہوتا چلا گیا اور یہ اس کے دل کی خواہش بھی تھی ۔اُس نے اُن معبودوں کی پرستش بھی چھوڑ دی جن کی پرستش وہ جاہلیت یعنی مذہب کے عہد میں کرتا تھا۔تب اصول عبادت اور اللہ تعالیٰ پہ ایمان لانے کو دقیانوسی قرار دے دیا گیا، عقلیت پسند جیت گئے اور اب ہر چیز کو چاہے وہ عقیدہ ہو یا روحانیت عقل کی کسوٹی پہ پرکھا جانے لگا۔جو بات عقل کی گرفت نہ آئے اُسے افسانہ قرار دے دیا گیا اور خدا کے وجود کا عقل کیا سراغ لگاتی۔چنانچہ خدا کا وجود بھی اُن کے گزرے کل کی طرح اُن کی عملی اور اعتقادی زندگی سے تحلیل ہو گیا۔اس لیے انسان نے خود ہی اپنی زندگی کی تعمیر شروع کر دی اور قانون سازی کا حق بھی خالق سے خود انسان ہی کو منتقل ہو گیا۔اُس دور کے علماء کا خیال تھا کہ چونکہ انسان لحظہ بہ لحظہ اپنی بدلتی ہوئی ضروریات سے خالق سے بھی زیادہ آگاہ ہے اس لیے اُسے خود ہی اپنے لیے قانون بنانا چاہیے۔جب اس بگاڑ میں مزید اضافہ ہوا تو وہ اپنے ساتھ انسان کی عبادت کو بھی بہا کے لے گیا۔بگاڑ کو اس نہج تک لے جانے میں رومی اور یونانی فکر کا بہت عمل دخل تھا۔یونانی فکر و فلسفہ میں خالق کا قد بہت نیچا ہے اور عقل کی پہنچ بہت بڑھی ہوئی ہے چنانچہ یونانیوں کا الٰہ انسانوں ہی کی طرح کا رویہ اختیار کرتا ہے اور انسانوں سے جنگ بھی کرتا ہے جس میں بیشتر اوقات عقل کے ذریعے انسان ہی غالب رہا ہے۔

چنانچہ رومی الٰہامیات میں انسان اور خدا کے مابین نفرت کی خلیج حائل ہے اور لوگ اپنے معبود سے محبت کی بجائے نفرت کرتے ہیں اور اُس پہ غلبہ حاصل کرنے کے خواہش مند رہتے ہیں۔رومی جاہلیت کا یہ قدیمی خیال کہ جو کچھ حواس خمسہ کے ذریعے محسوس ہو سکے وہی حقیقت ہے باقی سب فسانہ ہے۔چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو حواس خمسہ کے ذریعے سے محسوس نہیں کیا جا سکتا اس لیے خدا پہ ایمان لانا بھی ضروری نہیں ہے۔چنانچہ رومی جاہلیت نے عقل کو بڑھاوا دیا اور انسانی عقل کو اس قدر بلند کر دیا کہ وہ بلا تکلف خالق کے معاملات میں بھی دخیل ہو سکتی ہے۔اہل مغرب نے عقل کو اس حد تک چھوٹ دے دی کہ وہ خالق کے وجود پر بھی تنقید کرنے

لگے جس سے اہل مذہب اور عقلیت پسندوں میں ایک کشمکش وجود میں آ گئی ،نشاۃ ثانیہ کے ابتدائی دور میں تو یہ کشمکش کھلم کھلا جاری تھی کہ جاہل اور کمزور آدمی تو خدا کے سامنے جھکتا تھا مگر جب وہ علم وطاقت حاصل کر لیتا تو اُس کا رتبہ اور مقام خدا سے بھی بڑھ جاتا۔ چنانچہ جوں جوں اہل عقل میں اضافہ ہوتا رہا اور وہ علمی اکتشافات سے لوگوں کو مسحور کرتے رہے تب تب خدا کے وجود کی دلیل کم سے کم ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ انسان کسی خالق کی ضرورت سے بے نیاز ہو گیا۔

عقل نے انسان کو ہی انسان کا معبود بنا دیا تب انسان اور انسان کے مابین ایک کشمکش شروع ہو گئی کہ ایک طرف انسان عابد تھا جو کسی معبود کے وجود کی ضرورت محسوس کرتا تھا تو دوسری طرف انسان معبود تھا جس کو اپنی عقل پہ ناز تھا اور وہ اپنی عقل کی شکست تسلیم کرنے کو کسی طور تیار نہ تھا ۔پھر یہ کشمکش پھیل گئی ،فرد کی جماعت کے ساتھ ،فرد کی معاشرے کے ساتھ ،فرد کی اقدار کے ساتھ اور پھر فرد کی دوسرے فرد کے ساتھ کشمکش بپا ہو گئی اور اس روحانی انارکی نے انسان کی عبادت کا خاتمہ کر دیا اُسے خالق کے وجود سے دور کر دیا۔اُس معاشرے میں معبودوں کی تعداد بڑھتی رہی پوجا کے لیے نہیں بلکہ عقل کی تسکین اور فتح کے لیے۔ چنانچہ علمی مباحث سے کئی مزید معبود نمودار ہوئے اور انسان اقتصادی، اجتماعی اور تاریخی جبریتوں کو حاکم تسلیم کرتا چلا گیا۔اس سارے فساد اور شر کی طویل داستان کے آخر میں انسان نے مادیت کے سامنے شکست تسلیم کر لی اور وہ مذہب سے بہت دور ہٹ گیا۔

اول اول اُس نے صرف تقدیر سے انکار کیا۔تقدیر پہ انسان کی بالادستی کا قائل ہوا اس کے بعد وہ صنعتی عہد میں داخل ہوا جس کے آخر میں وہ مادہ پرستی کا اسیر ہو کے رہ گیا۔اور یہ وہ شر ہے جس نے آج کی دنیا میں بیشتر آبادیوں کو لپیٹ میں لے لیا ہے اور دور دور تک مادیت پرستوں کا راج نظر آتا ہے۔مادیت کے اس دستور نے انسانیت کو بھیانک نتائج تک پہنچایا۔ مادی زندگی میں نتائج کا طریقہ کار ہی زندگی کی اجتماعی ،سیاسی اور معنوی شکلیں متعین کرتا ہے

۔انسانی شعور کو متعین نہیں کرتا بلکہ یہ شکلیں انسانی شعور کا رخ متعین کرتی ہیں۔جبریتوں کا دیوتا مادیت انسان کے فکر و تخیل اور اُن کے حق و انصاف کی طرف سبقت کی فطری صلاحیت کا خیال کیے بغیر اُن کی زندگی کو اپنے رنگ میں رنگ لیتا ہے۔یہ ایسا دیوتا ہے جو انسانوں کے ضمیر کی آواز پر لبیک نہیں کہتا اور نہ اُن کے نفس کے ساتھ چلتا ہے۔جیسا کہ اللہ انسان کے ضمیر کی آواز کو سنتا ہے اور نفس انسانی کی رعایت کرتا ہے۔خالق انسان پر بے جا بوجھ نہیں ڈالتا مگر مادی جبریت انسان کو کشمکش اور مسابقت کی وحشت کے حوالے کر دیتی ہے۔مادہ پرست معاشروں میں اخلاقی اور عقائدی تنزلی کے پس منظر میں خواہش کی نہ ختم ہونے والی اشتہا ہے جس نے لوگوں کے انبوہ کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔یاد رہے کہ اس سارے تنزل کے پس منظر میں نہ تو کوئی عقلی منطق ہے اور نہ کوئی بصیرت، نہ ہی کوئی سند، کیونکہ جب اللہ کے ساتھ شرک کے بگاڑ کی ابتداء ہوئی تو اُس کے لیے بھی لوگوں کے پاس نہ تو کوئی منطقی استدلال تھا نہ کوئی بصیرت نہ کوئی تائید۔اس لیے جو شخص یا جو معاشرہ اللہ کی حقیقت سے واقف ہو وہ کبھی شرک کی راہ پہ نہیں چلتا۔بیان کیا گیا ہے کہ جب یورپ میں نصرانیت داخل ہوئی تو کانسٹائن کے ہاتھوں اُس میں رومی ثنویت کی آمیزش ہو چکی تھی۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یورپ نے اللہ کی حقیقت کو کبھی سمجھا ہی نہیں چنانچہ اُن کی جاہلیت میں دن بہ دن اضافہ ہی ہوتا رہا۔بعض مورخین کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کردہ شریعت چونکہ رومی سلطنت کے مختصر حصے میں ظہور پذیر ہوئی تھی اس لیے اتنی وسیع سلطنت میں اس کا نفاذ ممکن نہ ہو سکا۔یہ حقیقت ایک عذر سے پردہ تو اٹھاتی ہے لیکن یہاں اس حقیقت سے غفلت برتی گئی کہ مسیحی تصور میں عقیدہ خود بھی صحیح نہ تھا اس لیے کہ اگر عقیدہ صحیح ہوتا تو رومی سلطنت اُس کا راستہ نہ روک سکتی جیسا کہ اسلام کا عقیدہ درست تھا اس لیے اسلام کے سامنے نہ عرب کی اندرونی طاقتیں زیادہ دیر تک ٹھہر سکیں اور نہ بیرونی طاقتیں اسلام کا راستہ روک سکیں۔جب کہ بیرونی طاقتوں میں خود روم اور ایران کی عظیم الشان مملکتیں بھی شامل تھیں۔

بہرحال یہ ایسے اسباب ہیں کہ ان سے واقعات کی تشریح تو کی جاسکتی ہے مگر اِن سے راہ حق سے انحراف کا جواز فراہم نہیں کیا جاسکتا۔اصل میں مسیحیت کے عقیدے میں پیدا کردہ تحریف ہی اصل بگاڑ کا باعث بنی۔چنانچہ اُن کے نفس نے شرک کی غلاظت کو قبول کرلیا تو اس کے بعد تمام تر اخلاقی تنزل اُن کے لیے آسان ہوگیا۔یورپ میں دین کی ابتداء ہی غلط ہوئی اس لیے اہل یورپ رفتہ رفتہ خدا سے دور ہی ہوتے رہے اور آج اُن کی خالق سے دوری اپنی انتہا کو چھو رہی ہے۔جب کلیسا نے اپنی حماقتوں سے برائیوں اور خرابیوں میں اضافہ کردیا تو یہ اہل یورپ کے عقیدے میں مزید بگاڑ کا باعث بنا۔جس نے بتدریج اس بگاڑ کو بیسویں صدی کے عظیم شر سے جا ملایا۔جس نے لوگوں سے اُن کے خدا کو چھین لیا اور اُس کے دل میں آرزوؤں اور خواہشوں کا ایسا الاؤ جلا دیا جس کو بجھانے میں ہی اُن کی عمر گزر جاتی ہے اور وہ خیر کی تلاش کی مائل ہی نہیں ہوتے کہ اُن کے پاس اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ وہ جان سکیں کہ خیر کیا ہے شر کیا ہے ؟؟؟

پیام المزمل ﷺ

اس جلد میں ہم نے اس امر کا اہتمام کیا ہے کہ جن موضوعات پر اللہ کی توفیق سے ہم نے قلم اٹھایا اُن کی تائید میں احادیث رسول ﷺ بھی نقل کریں۔ چنانچہ شر، برائی، فساد کفر و انکار جیسے موضوعات پر احادیث کی کتابوں سے اگرچہ براہ راست احادیث نہیں ملتیں اور نہ ہی محدثین نے ایسے عنوانات تحریر کیے ہیں جن سے ہمیں مدد ملتی۔ مگر اس کے باوجود چونکہ کفر، شر اور فساد انسان کے اخلاقی رزائل ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اِن سے منع کیا اور انسانوں کو اخلاقی رفعتوں کی طرف بلایا ہے اس لیے ہم نے تلاش بسیار کے بعد موضوع سے متعلق کچھ احادیث ذیل میں نقل کر دی ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

”رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو مال دیا، مگر آپ ﷺ نے جعیل بن سراقہ کو کچھ نہ دیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جعیل بن سراقہ حقدار تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سعد میں کسی کو مال دیتا ہوں اور کسی کو چھوڑ دیتا ہوں مجھے ڈر رہتا ہے کہ کہیں اس مال کی وجہ سے اللہ اس کو اوندھے منہ دوزخ میں نہ دھکیل دے“۔ [*26]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں عورتیں بہت ہیں۔کسی نے پوچھا کیا کفر کی وجہ سے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ اپنے خاوند کی ناشکری کرتی ہیں ،احسان نہیں مانتیں ،آدمی ساری زندگی کسی عورت کے ساتھ بھلائی کرتا رہے مگر جونہی اس نے آدمی میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھی تو کہنے لگی میں نے تجھ سے کبھی کوئی بھلائی نہیں پائی''۔[*27]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا!

کہ جب دو مسلمان لڑتے ہیں اور ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو وہ دونوں جہنمی ہیں ۔میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا؟ یارسول اللہ ﷺ قاتل کے جہنمی ہونے کی بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر مقتول کیسے جہنمی ہوا جب کہ اُسے قتل کر دیا گیا۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اُس کی نیت بھی تو یہی تھی کہ اپنے بھائی کو قتل کر دے اگر چہ اُسے موقع نہ ملا اور وہ خود قتل ہو گیا''۔[*28]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے سنا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُس سے لڑنا کفر ہے۔[*29]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

’’نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگو حلال واضح ہے، حرام واضح ہے مگر اِن دونوں کے بیچ بعض چیزیں ایسی ہیں جو مشتبہ ہیں۔ تو جس نے مشتبہ چیزوں سے خود کو بچالیا گویا اُس نے اپنے دین کو بھی بچالیا اور اپنی عزت کو بھی۔ یاد رکھو اِن مشتبہ چیزوں کی مثال ایسے ہے جیسے وہ چرواہا جو بادشاہ کی چراگاہ کے قریب اپنے جانوروں کو چراتا ہے اور قریب ہے کہ اُس کا کوئی جانور بادشاہ کی چراگاہ میں گھس جائے۔ لوگو یاد رکھو اللہ زمین کا بادشاہ ہے اور اُس کی چراگاہ وہ مشتبہ چیزیں ہیں جن کے بارے میں حکم واضح نہیں تو اُن سے بچ کے رہنا، لوگو سن لو انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ ٹکڑا بگڑ گیا تو گویا سارا بدن بگڑ گیا اور جب وہ ٹکڑا درست ہو گیا تو اُس کا سارا بدن درست ہو گیا اور وہ ٹکڑا انسان کا دل ہے‘‘۔[*30]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

ایک بار ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک دیہاتی حاضر ہوا اور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا؟ اے اللہ کے رسول مجھے بتائیں قیامت کب آئے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب ایمانداری دنیا سے اُٹھ جائے تو قیامت کا منتظر رہ۔ اُس شخص نے پھر سوال کیا، ایمانداری کیسے اُٹھ جائے گی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب نااہل کو حکمران بنایا جائے گا‘‘۔[*31]

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگو یاد رکھو قیامت کے نزدیک دین کا علم اُٹھ جائے گا، جہالت بڑھ جائے گی ،شراب کثرت سے پی جائے گی اور زنا اعلانیہ کیا جائے گا''۔[*32]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آخری زمانے میں دین کا علم اُٹھ جائے گا، جہالت بڑھ جائے گی ،طرح طرح کے فساد جنم لیں گے اور حرج بہت ہوگا، میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ حرج کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قتل۔[*33]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت اماں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ!

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے روز محشر جس سے حساب لیا گیا وہ برباد ہو گیا۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ نے تو قرآن میں فرمایا ہے کہ میں لوگوں سے آسان حساب لوں گا۔ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا عائشہ وہ تو اعمال کا بتا دینا ہے ورنہ جس کو حساب کے لیے روک لیا گیا وہ تو برباد ہو گیا''۔ [*34]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے میرے نام پر جھوٹ باندھا وہ دوزخ میں جائے گا''۔[*35]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:
آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی عصر کی نماز قضاء ہوگئی گویا اُس کا گھر بار، مال و اسباب سب لٹ گیا''۔[36*]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!
اللہ جس شخص کو مال دے اور وہ اس کی زکواۃ ادا نہ کرے تو روز قیامت وہ مال گنجے سانپ کی شکل اختیار کرکے اُس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں''۔[37*]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!
ایک بدوی آپ ﷺ کے پاس آیا اور دریافت کیا یارسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ افضل ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ جو تو صحت مندی کی حالت میں دے، اس حالت میں دے کہ تجھے مال کی خواہش ہو۔ یاد رکھ اس سے پہلے دے کہ تیری جان تیرے حلق تک آجائے تب تو کہے گا فلاں کو اتنا دے دو فلاں کو اتنا دے دو۔ اب تیرا دینا کیا دینا مال تو اُن کا ہو چکا۔[38*]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین آدمیوں کی طرف بالکل نہ دیکھے گا اور نہ اُن سے بات کرے گا اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ایک وہ شخص جس کے پاس ضرورت سے زیادہ پانی ہو مگر وہ اپنے ساتھی مسافر کو نہ دے، دوسرا وہ جو حاکم کی بیعت کرے دنیا کے فائدے کے لیے اور تیسرا وہ شخص جو نماز عصر کے بعد اپنا مال بازار میں لے جائے اور جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اس کو بیچے۔[*39]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا کہ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ محشر کے روز بہت سے لوگوں کو میرے حوض سے ایسے ہانکا جائے گا جیسا کہ پرائے اونٹ کو ہانکا جاتا ہے‘‘۔ [*40]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ ایک عورت کو اس لیے عذاب ہوا کہ اُس نے بلی کو باندھ دیا جس کی وجہ سے وہ بھوکی مر گئی۔[*41]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرض ادا کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود قرض ادا

کرنے سے گریزاں ہو تو ایسا شخص فاسق ہے“۔[42*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ قیامت کے روز اللہ اپنے بندے کو قریب بلائے گا اور اُس کے کان میں سرگوشی کرے گا اللہ اپنے بندے سے کہے گا تمہیں اپنا فلاں گناہ یاد ہے، بندہ اقرار کرے گا ہاں میرے رب مجھ سے گناہ ہو گیا تھا، اللہ پاک پھر فرمائے گا کیا تمہیں اپنا فلاں گناہ یاد ہے، بندہ اقرار کرے گا کہ ہاں مجھے اپنا یہ گناہ یاد ہے اور اللہ پاک اُس کے بہت سے گناہ گنوائے گا حتیٰ کہ آدمی سوچنے لگے گا کہ وہ تو تباہ ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا فکر نہ کر میں نے دنیا میں تمہارے یہ گنائے چھپائے رکھے اب میں انھیں معاف کرتا ہوں اور رہے کافر اور مشرک تو اُن کے خلاف تو ہر کوئی گواہی دے گا اور اُن کے کفر کی وجہ سے اُن کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا“۔[43*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ظالم گھرے اندھیرے میں ہوں گے“۔[44*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوسلمہ عبدالرحمان ابن عوف رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ!

میرا مدینہ کے ایک شخص سے زمین کے ایک ٹکڑے کے بارے میں جھگڑا تھا میں نے اس بات کا ذکر حضرت عائشہؓ سے کیا تو انھوں نے مجھ سے کہا ابو سلمہ باز آ جاؤ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو زمین کا بالشت بھر ٹکڑا بھی کسی سے ناحق چھین لے گا تو قیامت کے روز اُس کو سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔[*45]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی دوسرے کی ذرا سی زمین بھی ناحق لے لے گا تو قیامت کے روز اُس کو سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا''۔[*46]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ!

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے دو مسلمانوں کے مابین کسی مسئلے کا فیصلہ کیا اس کے بعد صحابہ سے خطاب فرماتے ہوئے کہا لوگو میری بات سنو، دو لوگ اپنا جھگڑا میرے پاس لے کر آتے ہیں میں اُن کی بات سنتا ہوں ایک شخص چرب زبان ہے اور اپنی بات کو اچھے طریقے سے بیان کرتا ہے میں اُس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہوں اس لیے کہ میں غیب نہیں جانتا۔ مگر یاد رکھو اس طرح چالاکی اور عیاری سے کسی نے مجھ سے اپنے حق میں فیصلہ کرا لیا اگرچہ وہ حق پہ نہ تھا تو یاد رکھو کہ اُس نے دوزخ کا ایک ٹکڑا خرید لیا ''۔[*46]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں وہ منافق ہے اور جس شخص میں اِن میں سے ایک بات ہو اُس میں نفاق کی ایک خصلت باقی ہے ،وہ باتیں یہ ہیں کہ جب بات کہے جھوٹ کہے، جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے، جب جھگڑے تو بدزبانی پر اتر آئے''۔[47*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

خیر ہی خیر

انسان کو شرفِ عقل سے نوازا گیا، عقل خالق کو تلاش کرنے کے لیے عطا کی گئی تھی مگر انسان نے اسے اپنی خواہش پورا کرنے کے لیے استعمال کیا۔ اپنی تشنہ آرزوؤں کے لیے راستہ تلاش کرنے کے لیے استعمال کیا۔ اُس نے اگرچہ کائنات کی ماہیت اور انسان اور کائنات کے مابین باہمی تعلق کو جاننے کی سعی بھی کی مگر اس کے باوجود وہ اس راز کو حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا کہ سرِ کائنات انسان کا مقام کیا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اہتمام کیا کہ انسان کو زندگی کی مقصدیت کی طرف بلایا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے پیامبر ایک تسلسل کے ساتھ اللہ کا پیغام لے کر اترتے رہے اور لوگوں کو زندگی کی مقصدیت سے آگاہ کرتے رہے۔ پیغام ایک ہی تھا اگرچہ زمانے مختلف تھے، قومیں مختلف تھیں۔ اور آج اکیسویں صدی میں بھی پیغامِ حق وہی ہے جس کی اطلاع اللہ کے پیامبر روزِ ازل سے دے رہے ہیں۔ یعنی قرآن کی زبان میں کہا جاسکتا ہے کہ!

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ الْاِسْلَام۔

”بے شک اللہ کے نزدیک مقبول ترین دین اسلام ہی ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ آج بھی انسانیت کو جاہلیت، ضلالت، شقاوت، حیرت، قلق واضطراب اور زندگی وافکار کی پراگندگی سے اسلام کے سوا کوئی نجات نہیں دلا سکتا۔ کیونکہ تاریخ میں بھی ہر دور میں جب انسان شر کی دلدل میں دھنسا کسی غیبی امداد کا منتظر تھا تب بھی ہمیشہ اسلام ہی نے اُس کا ہاتھ تھاما۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت براہیم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام ہی کے داعی تھے انھوں نے لوگوں کو جس خیر کی طرف بلایا اسے اسلام ہی کہا جائے گا۔ اور یہی اسلام آنحضرت محمد ﷺ کی آمد پہ مکمل ہو گیا۔

ارشاد باریٰ تعالیٰ ہے!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 3/5)

ترجمہ:

”آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور میں نے تم پر انعام کیا اور میں نے اسلام کو تمھارے لیے بطور دین کے پسند کر لیا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قرآن حکیم کی اس آیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ ہدایت کا سلسلہ آنحضرت محمد ﷺ پر مکمل کر دیا گیا۔ چنانچہ ہدایت کا یہ تازہ ترین ایڈیشن ہی انسانیت کی نجات کا محور قرار دیا جائے گا اور یہ ایک منطقی اور عقلی بات ہے۔ اسلام فکر وعمل، سیاسیات، اقتصادیات واجتماعیات، فنون واخلاق اور جنسی علائق غرض زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی صحیح صحیح رہنمائی کرتا ہے اور شر کے ہر ہر

سنگ میل پر انسان کو اس سے دور رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔مغرب کے انحراف نے جس طرح انسانیت کو برباد کیا اور انسانی زندگی کے تمام معاملات کو خلل اور انتشار کا موجب بنا دیا اس پہ نگاہ ڈالی جا چکی ہے اور شر کے بہت سے پڑاؤ زیر بحث آ چکے ہیں یہاں ہم صرف خیر یعنی اسلام کا تذکرہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ وحی الٰہی کا نور کس طرح انسان کی زندگی میں دور دور تک اجالے بکھیر دیتا ہے اور انسانی زندگی کا ہر پہلو پر سکون روانی کا منظر پیش کرتا ہے۔اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں کو مستقیم بنیادوں پر استوار کرتا ہے جس سے پوری انسانیت استقامت اور اطمینان محسوس کرتی ہے اور انسانی معاشروں کی کلیات و جزئیات سب اپنی اور مناسب جگہ پہ استوار ہوتی چلی جاتی ہیں۔

اصلاح فکر

انسان جب شعور کی آنکھ کھولتا ہے تو اُس کے سامنے کئی منزلیں کئی اہداف نمودار ہوتے ہیں۔اگر وہ فکری انحراف کا شکار ہوگا اپنے خالق سے بے نیاز ہوگا،بغیر کسی الہامی رہنمائی کے اپنے اہداف کو مقرر کرے گا تو یقیناً اُس کا اٹھنے والا ہر قدم اُسے منزل سے دور ہی لے جائے گا ۔چاہے وہ کچھ ظاہری اہداف کو حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہوجائے تب بھی وہ منزل سے کوسوں دور ہوگا اس لیے کہ خالق کی رضا تو اس میں تھی کہ انسان اُس جنت کی کھوج میں لگ جائے جہاں سے اُسے شیطان نے نکلوا دیا تھا۔وہ اپنے خالق کی رضا کو پالے اُس کی منشا کو جان لے اور اپنی زندگی کو خالق کی اطاعت اور رضا کے حصول میں گزارے تب وہ اُن دنیاوی اہداف کو بھی حاصل کرلے گا جن کا تخیل اُس کے ذہن میں موجود ہے اور آخرت کی زندگی میں بھی کامیابی اُس کا مقدر بنے گی کہ حقیقی کامیابی تو صرف آخرت کی کامیابی ہے۔رسول اللہ ﷺ جب اس دنیا میں تشریف لائے فریضہ رسالت کو تندہی سے سرانجام دیا تو اس کے نتیجے میں ایک مختصر عرصے میں آپ ﷺ نے انسانی فکر کی تطہیر فرمادی اُس کو راہ مستقیم پہ استوار کردیا چنانچہ فکری اور عقائدی طور پہ درست اور پختہ یقین کے حامل یہ لوگ جب اللہ کا پیغام دنیا تک منتقل کرنے کے لیے سرزمین عرب سے باہر نکلے تو بڑی بڑی عظیم الشان ریاستوں نے اُن کے سامنے اپنے سر کو جھکا دیا۔دنیا کی کوئی رکاوٹ فوجوں کی مہیب تعداد،عقیدہ وفکر کا اختلاف

غرض کوئی بھی دنیاوی رکاوٹ حق کے اس سیل عظیم کا راستہ نہ روک سکی اور لوگ دور دور تک اللہ کے پیغام سے آگاہ ہو گئے اور اس پیغام کی دلکشی اُن کے دلوں میں اتر گئی۔ یہی وہ لوگ تھے جن کے بارے میں کلام مقدس میں ارشاد فرمایا گیا:

کُنتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ۔۔

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 110/3)

ترجمہ:

تم لوگوں کی اچھی جماعت ہو جس کو لوگوں کے بیچ اٹھایا گیا کہ تم لوگوں کو نیکی کی طرف بلاتے ہو اور برائی سے اُن کو منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ ایک ہزار سال تک دنیا کی بیشتر آبادیوں پر حاملین قرآن ہی کا سکہ چلتا تھا۔ وہی لوگوں کے لیے حق اور باطل نیکی اور بدی کا معیار بن کے رہ گئے تھے۔ اگرچہ تب وہ بہت سی عملی اور اعتقادی گمراہیوں کا شکار بھی ہو چکے تھے مگر اُن کی بنیادی فکر اُن کی رہنمائی کے لیے ہمیشہ موجود رہی۔ چنانچہ ابتلا اور انارکی کے کسی بھی دور میں مسلمان فکری انتشار کا لقمہ نہیں بنے اور نہ ہی انھوں نے توحید کا دامن چھوڑا جس کی وجہ سے بہت سی کمزوریوں کے باوجود بھی لوگوں کی قیادت اور سیادت انھی کے ہاتھ میں رہی۔ مسلمانوں کے معاشروں میں اگرچہ شر کا وجود ایک زندہ حقیقت کی طرح ہمیشہ موجود رہا ہے مگر مسلمانوں کی فکری برتری اور کتاب مقدس کی موجودگی کی وجہ سے شر کو ابھرنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ اپنی موجودگی کے باوجود معاشرے میں اُس فکری اور عملی فساد کو جنم نہیں لینے دیتا جس طرح کہ اہل مغرب کے ہاں ہوا کہ اُن کے فکری انحراف نے اُن کے سماجی اور عقائدی ڈھانچے کی دھجیاں بکھیر کے رکھ دیں اور وہ جاہلیت کی

اُس وادی میں جا اترے جہاں اُن کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ چنانچہ فکری تصحیح کے لیے آج بھی وہی نسخہ کیمیا کامیاب ہے جس نے پندرہ سو سال پہلے انسانیت کی رہنمائی کا فریضہ ادا کیا اور اُن کی فکر کو راہ مستقیم پہ ڈال دیا۔ آج مسلمان معاشرے بظاہر کئی پہلوؤں سے مغلوب نظر آتے ہیں تاہم، اخلاق، عمل، عقائد اور فکری محاذوں پر آج بھی اُن کی برتری قائم ہے اور وہ اہل مغرب کی نام نہاد مہذب تہذیب کے لیے کھلا چیلنج بنے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسلام اس حقیقت کو کھول کر بیان کر دیتا ہے کہ خیر اور کامیابی اسی میں ہے کہ انسان خالق کے احکامات کے سامنے اپنے سر کو جھکا دے دوسری صورت میں اُس کی دنیا اور آخرت دونوں اللہ کے عذاب کی زد میں آجائیں گے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (38) وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَـٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2/38-39)

ترجمہ:

”تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی اُس کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ کوئی غم اور جنھوں نے میری بات کو جھٹلا دیا اور نافرمانی کی تو وہی لوگ آگ میں ڈالے جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ الاعراف میں ارشاد ہوا کہ!

سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَأَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ (177) مَن يَهْدِ اللَّـهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِي وَمَن يُضْلِلْ

فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ (178) وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ
كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالإِنسِ لَهُمْ قُلُوبٌ لاَّ يَفْقَهُونَ بِهَا
وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لاَّ يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لاَّ يَسْمَعُونَ بِهَا
أُوْلَـئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُوْلَـئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 7/179-177)

ترجمہ؛

”حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہماری ہدایت سے انکار کرتے ہیں اُن کی حالت بہت ہی بری ہے اور حق سے انکار کرنے کی پاداش میں خود انھی کا نقصان ہے۔ اللہ جس کو ہدایت دیتا ہے وہی ہدایت پانے والا ہے اور انکار کرنے والا ہمیشہ کے خسارے کا شکار ہو گیا۔ اور ہم نے جنوں اور انسانوں میں سے بہت بڑی تعداد کو جہنم کے لیے پیدا کیا ہے۔ جن کے پاس دل ہیں مگر وہ سوچتے نہیں، اُن کے پاس کان ہیں مگر وہ سنتے نہیں اُن کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ اُن سے دیکھتے نہیں، یہ لوگ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں اور اُس کی وجہ اُن کی غفلت ہے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ الاعراف میں ہی ارشاد ہوتا ہے کہ!

قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاء وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ
شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَـاةَ
وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (156) الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الرَّسُولَ النَّبِيَّ الأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ
فِي التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ
الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي
كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ
وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ
(157) قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا
الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي
وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ
بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 7/158-156)

ترجمہ:

’’اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنا عذاب اُسی پر نازل کرتا ہوں جس پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہوں اور میری رحمت تو سب کو محیط ہے۔اور میں ضرور اپنی رحمت اُن لوگوں پر نازل کروں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں ، زکواۃ دیتے ہیں اور ہمارے احکامات پہ سر جھکاتے ہیں۔اور جو لوگ رسول امی کی اطاعت کرتے ہیں جس کو وہ اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہیں تورات وانجیل میں تو رسول اللہ ﷺ اُن کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو اُن کے لیے حلال بناتے ہیں اُن پر سے وہ بوجھ اور بندشیں دور کرتے ہیں سو جو لوگ ہمارے نبی کی اطاعت کرتے ہیں اُن کی حمایت کرتے ہیں اُن کی مدد کرتے ہیں اور اُس ہدایت کی پیروی اختیار کرتے ہیں جو اُن کے ساتھ بھیجی گئی تو یہی لوگ ہیں جو پوری طرح کامیاب قرار پائیں گے۔آپ فرما دیجئے کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں جس کی بادشاہی زمینوں اور آسمانوں کو محیط ہے۔اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت اتارتا ہے۔سو اللہ پر ایمان لاؤ اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس ہدایت کو اختیار کرو جو اللہ کے رسول کی طرف اتاری جا رہی ہے تا کہ راہ حق

کو تمھارے لیے کشادہ کر دیا جائے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اگر چہ انسانی فکر کی اصلاح کے لیے پورا قرآن ہی دستاویز ہدایت کی حیثیت رکھتا ہے مگر نمونے کی اِن چند آیات پہ بھی اگر نگاہ تدبر دوڑائی جائے تو ہدایت حاصل ہو جانے اور فکر راست ہونے جانے کا قوی امکان موجود ہے۔ انسان کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ فکری طور پہ وہ راہ راست پہ ہو اس لیے کہ عمل کا دار و مدار ہی فکر پہ ہے جب فکر راست ہو گی تو عمل بھی درست ہو گا اگر فکر غلط ہو گی تو انسانی عمل اُس عمارت کی طرح گر جائے گا جس کی بنیاد ٹیڑھی تھی اور جونہی وہ ذرا بلند ہوئی تو دھڑام سے گر گئی۔ پیام بہت واضح ہے جس میں کوئی ابہام نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے انبیاء انسان کو ایک ہی نقطہ کی طرف بلاتے رہے جسے توحید کہا جاتا ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شرک مت ٹھہراؤ۔ ہزاروں لاکھوں پیامبر اسی بنیادی پیغام کی تجدید کے لیے اترتے رہے۔ مگر حیرت ہے کہ انسان ہمیشہ سے انکار پہ اڑا رہا اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتا رہا۔ آج کے لوگ خود کو مہذب کہتے ہیں خود کو عقل مند اور صاحب دانش قرار دیتے ہیں اور اس میں کوئی شک بھی نہیں انسان نے اپنی زندگی میں عقل کے سہارے اس قدر سہولیات اور آسائشات پیدا کر لی ہیں کہ اُس کو بے عقل تو ہرگز نہیں کہا جا سکتا مگر یہ انسانی زندگی کا مادی پہلو ہے جس میں اُس نے ترقی کی۔

اُس کا روحانی پہلو نہایت تشنہ ہے اس لیے کہ NASA میں بیٹھنے والا امریکی خلا باز بھی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے تو چاند کی سرزمین پہ اترنے والا اور دور خلائی اسٹیشنوں میں مہینوں گزارنے والا خلا نورد بھی اللہ کی حقیقت سے اُسی طرح نا آشنا ہے جیسے کہ ہندوستان کے دور دیہات میں بسنے والا بتوں کا کوئی پجاری۔ وال اسٹریٹ جنرل میں بیٹھنے والا تاجر جو دنیا کی تجارت کو لمحوں میں کسی بحران کے حوالے کرنے پہ مختار ہے وہ بھی اللہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں تو

ناروے اور آسٹریلیا کے ساحلوں پر عریاں بدن عورتیں بھی اللہ کی منشا سے منہ موڑے ہوئی ہیں۔چین کا نہایت محنتی کاشتکار اور روس کا فوجی بھی اللہ کی ہدایت سے انکاری ہے بلکہ وہ تو کسی اللہ کے وجود سے ہی انکاری ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ بظاہر کچھ مادی میدانوں میں کامیابی حاصل کر لینے کے باجود انسان گمراہ ہوسکتا ہے۔لہراتی روشنیوں اور تیز رفتاری سے دوڑتی ٹریفک اور ہواؤں کو چیرتے ہوائی جہاز انسان کی کامیابی کے ضامن ہرگز نہیں ہیں اس لیے کہ اللہ کے نزدیک یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں۔بڑا کارنامہ تو صرف اور صرف اللہ کی رضا حاصل کرنا ہے، جنت کا حقدار بننا ہے۔آخرت میں کامیابی حاصل کرنا ہے چاہے اُس کی کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے، چاہے اُس کامیابی کے عوض اس دنیا کی زندگی کس قدر ہی دشوار کیوں نہ ہو جائے ۔چنانچہ انسان کو سوچنا چاہیے کہ اُسے کیوں پیدا کیا گیا ہے اور اُس کی زندگی کا مقصد کیا ہے، کیا مادی کامیابی کا حقیقی کامیابی سے کوئی تعلق ہے اس بات کو سوچنے سے ہی فکری اصلاح کا عمل شروع ہو جاتا ہے اور اس کے بعد عمل درست بنیادوں پہ خود ہی استوار ہو جائے گا اس لیے کہ مضبوط اور سیدھی بنیادوں پہ اٹھائی جانے والی عمارت کبھی نہیں گرتی اللہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے۔

عقائدی اصلاح

لوگوں نے جب حقیقت سے انحراف کیا، حق سے منہ موڑا اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا تو اُس عقائدی بگاڑ نے جنم لیا جس نے لوگوں کی کثیر تعداد کو راہ حق سے اکھاڑ پھینکا اور اُن کو آگ کا ایندھن بنا کے رکھ دیا۔ اسلام نے لوگوں پر اس بات کو واضح کر دیا ہے کہ اللہ ہی کی عبادت کی جائے گی اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے گا اس لیے کہ اللہ ہی خالق ہے، اللہ ہی مالک ہے، اللہ ہی رب ہے، اللہ ہی مدبر کائنات ہے، اللہ ہی غالب ہے حکمت صرف اللہ کے لیے ہے، رحمت اُس کی صفت ہے اور قہر اُس کا عذاب ہے۔ زمین بھی اُسی کی ہے اور آسمان بھی اُسی کا ہے جو کچھ اس کے بیچ ہے اُس کا مالک بھی وہی ہے لہٰذا وہ اس بات کا حق دار ہے کہ انسان اس کی عبادت کرے اور اُس کے ساتھ کسی کو شرک نہ ٹھہرائے۔ اس کائنات میں بے شمار نشانیاں ہیں جو انسان کو اس امر کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ اللہ ہی غالب ہے وہی حکمت والا ہے اور اسی نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے تا کہ اُس کی اطاعت کی جائے اور وہ لوگوں پہ رحم کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ

وَالنَّہَارِ لَآیَاتٍ لِّأُولِی الْأَلْبَابِ (190) الَّذِینَ یَذْکُرُونَ
اللَّہَ قِیَاماً وَقُعُوداً وَعَلَیٰ جُنُوبِہِمْ وَیَتَفَکَّرُونَ فِی خَلْقِ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ہَٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ
فَقِنَا عَذَابَ النَّارِO

القرآن الحکیم(سورۃ آل عمران 3/191-190)

ترجمہ؛

”بلاشبہ آسمانوں اور زمینوں کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔جن کی حالت یہ ہے کہ وہ یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے بھی اور وہ غور کرتے ہیں زمین وآسمان کی پیدائش میں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس زمین کو یونہی بلا مقصد پیدا نہیں فرمایا اس لیے کہ آپ عبث کاموں سے پاک ہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ کائنات کی ماہیت پکار پکار کے اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ اللہ ایک ہی ہے جو اس نظم کائنات کو چلا رہا ہے اگر اللہ ایک سے زیادہ ہوتے اور کائنات ایک سے زیادہ حکموں کی پابند ہوتی تو کب کی تباہ ہو چکی ہوتی۔زمین وآسمان کی گردش دن اور رات کے آنے جانے میں اور بدلتے موسموں میں لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو اُس کی رہنمائی خالص توحید کی طرف کرتی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ انسان خالق کی رہنمائی کا محتاج ہے وہ عقل کے سہارے کبھی بھی منزل تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ منزل کے حصول کے لیے انسان کو اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاء ورسل پہ ایمان لانا ہوگا،اللہ کے احکامات اور اللہ کی کتابوں پہ ایمان لانا ہوگا،تب وہ منزل تک پہنچ سکے گا۔عقل کی حد ادراک محدود ہے اور وہ کائنات کی لامحدود وسعتوں کا احاطہ

نہیں کر سکتی چنانچہ جہاں سے عقل کی حد ختم ہوتی ہے وہیں سے وحی الٰہی کا آغاز ہوتا ہے جو انسان کی انگلی تھام کر اُسے منزل تک پہنچاتی ہے اب اگر انسان اللہ کے نبی کا دامن چھوڑ دے وحی سے گریز اختیار کر لے اور پھر بھی منزل حاصل کر لینے کا دعویٰ کرے تو اسے دیوانے کی بڑھ ہی جانا جائے گا۔ چنانچہ درست عقیدہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اس بات پر یقین حاصل کیا جائے کہ اللہ نے اس کائنات کو عبث پیدا نہیں کیا بلکہ اس زندگی کو انسان کے لیے دار العمل بنایا گیا ہے اور موت کی بعد کی زندگی کو دار الجزاء قرار دیا گیا ہے یہی اصل عقیدہ ہے اور یہی زندگی کی حقیقت۔ قرآن حکیم کی آیات سے عقیدہ و عمل کی درستگی کے لیے ہدایات حاصل کی جاتی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ المومنون 12/11)

ترجمہ:

”ہاں تو کیا تم نے یہ خیال کیا ہے کہ ہم نے تم کو یونہی مہمل خالی از حکمت پیدا کیا ہے اور تم لوٹ کر ہمارے پاس نہ آؤ گے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ العنکبوت میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ العنکبوت 64/29)

ترجمہ:

''اور یہ دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے حقیقت یہ ہے کہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے اگر اُن کو علم ہوتا تو وہ ایسا ہرگز نہ کرتے''۔

سورہ الکہف میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ○ وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ○

القرآن الحکیم (سورۃ الکہف 7/18)

ترجمہ؛

''ہم نے زمین کی چیزوں کو انسان کے لیے باعث رونق بنایا تاکہ اس کی آزمائش کر سکیں کہ اِن میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے اور زمین کی تمام چیزوں کو ایک روز ہم فنا کر دیں گے''۔

سورہ الملک میں فرمایا کہ!

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (1) الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (2) الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا مَّا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَٰنِ مِن تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الملک 1-3/67)

ترجمہ:

"خدا بڑا عالیشان ہے جس کے قبضہ وقدرت میں ساری کائنات ہے۔اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اُسی نے موت وحیات کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرنے والا ہے وہ زبردست ہے اور بخشنے والا ہے۔اُس نے سات آسمان اوپر تلے پیدا کیے اور تو اُس کی کاریگری میں کوئی کمی نہ پائے گا"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ الجاثیہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (22) أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ O

القرآن الحکیم(سورۃ الجاثیہ 21-23/45)

ترجمہ؛

"اللہ نے زمین وآسمان کو برحق پیدا کیا ہے تا کہ ہر شخص کو اُس کے عمل کا بدلہ دیا جا سکے اور وہاں کسی کے ساتھ ظلم نہ کیا جائے گا۔کیا آپ نے اُس شخص کی حالت دیکھی ہے جس نے اپنے نفس کو خدا بنا رکھا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے اس کو سمجھ بوجھ کے باوجود گمراہ کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے کانوں اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے تو اب اس کو کون ہدایت دے گا؟؟؟

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (26) وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَخْسَرُ الْمُبْطِلُونَ (27) وَتَرَى كُلَّ أُمَّةٍ جَاثِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَى كِتَابِهَا الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الجاثیہ 26-28/45)

ترجمہ:

"کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو زندہ کرتا ہے اور اللہ ہی جب چاہے گا تم کو موت دے گا اور قیامت کے دن جس کے ہونے میں ذرا بھی شک نہیں لوگوں کو اکٹھا کرے گا اگرچہ اکثر لوگوں کو اس کا علم نہیں۔ اور اللہ ہی کی حکمرانی ہے زمین میں اور آسمانوں میں اور محشر کے روز جس روز انکار کرنے والے خسارے میں پڑ جائیں گے۔ اُس روز آپ دیکھیں گے کہ ہر گروہ خوف کے مارے گرا جاتا ہے جہاں ہر ایک کو نامہ اعمال کی طرف بلایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ آج تم کو تمہارے عمل کا ٹھیک ٹھیک بدلہ دے دیا جائے گا"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سوہ آل عمران میں فرمایا کہ!

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ○

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 185/3)

ترجمہ؛

”ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو پورا بدلہ قیامت کے روز ہی دیا جائے گا اور جو شخص دوزخ کی آگ سے بچ گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہی کامیاب قرار پائے گا ۔اور دنیا کی زندگی تو کچھ بھی نہیں صرف دھوکے کا سودا ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ زندگی کا ایک جامع تصور ہے جو اسلام نے پیش کیا۔اسلام انسان کی توجہ آخرت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے۔اسلام کے نزدیک یہ زندگی ایک دھوکہ ہے،آخرت کی زندگی کا محض سایہ ہے۔اس زندگی میں انسان کو عمل کی کسوٹی پہ پرکھا جائے گا۔اگر اُس کا عمل خالق کی منشا کے مطابق ہوا تو موت کے بعد اُس پہ انعام واکرام کی بارش کر دی جائے گی اور اُسے ایسی جنتوں میں داخل کیا جائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اِن جنتوں کا حق دار قرار پائے گا۔زندگی کا یہ تصور اُس کے تقریباً برعکس ہے جو آج کے لوگوں کی اکثریت نے اپنا لیا ہے لوگوں کی اکثریت جو خطہ ارض پہ بستی ہے اسی دنیا میں اُس خوشی،اُس سکون،اُسی ابدی راحت کی متلاشی ہے جو جنت میں ملنے والی ہے۔تاہم یہ دنیا چونکہ جنت نہیں ہے بلکہ جنت کے حصول کی جدوجہد کا مقام ہے اس لیے انسان کو جب خوشی نہیں ملتی راحت نہیں ملتی تو وہ مایوسی کا شکار ہو جاتا ہے اگرچہ عقل اُس کی رہنمائی کے لیے موجود ہے لیکن انسان اپنی تمام مصیبتوں اور تمام دکھوں کا حل عقل سے دریافت کرتا ہے اور علم وحی سے گریزاں رہتا ہے۔چنانچہ وہ عقل جس کو خود منزل کا علم نہیں وہ انسان کو منزل پر کس طرح لے جاسکتی ہے عقل انسان کی رہبر ضرور ہے۔عقل انسان کو اللہ کی اطاعت اور خالق کی رحمت کی طرف لے جانا بھی چاہتی ہے مگر انسان کی تربیت جس ماحول اور جس پس منظر میں ہوتی ہے وہ ماحول اور اُس کا پس منظر اُسے حقیقت تک جانے ہی نہیں دیتا اس لیے کہ جن تعلیمی اداروں نے اُس کی

تربیت کی تھی جن اساتذہ نے اُسے پہلا لفظ پڑھایا تھا انھوں نے اُس کو بتایا تھا کہ یہ کائنات خود بخود ہی وجود میں آگئی تھی اور اِس کا کوئی خالق نہیں ہے انسان بندر کی اولاد ہے اور بندر سے ترقی کرتا کرتا وہ انسانی شکل تک پہنچا ہے۔لہٰذا وہ کسی خالق کے وجود پر یقین کرنے کو تیار ہی نہیں ہوتا اور جب اُس کا کوئی خالق نہیں ،کوئی معبود نہیں تب وہ اپنے دکھ اپنی پریشانیاں کس سے بیان کرے۔چنانچہ انسان بھری دنیا میں تنہا رہ جاتا ہے اور ناامیدی اور قنوطیت کا شکار ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں وہ خالق سے مزید دور ہو جاتا ہے۔انسان زندگی کی ہما ہمی میں صرف اور صرف مادی اہداف مقرر کرتا ہے اور انہی اہداف کے حصول کے لیے سرگرم رہتا ہے ،اُس کی زندگی کا بیشتر وقت انھی اہداف کے تعاقب میں گزر جاتا ہے اور بعض اوقات تو اسے کسی خالق کے وجود کا احساس تک نہیں ہوتا تاہم وقت چونکہ بدلتا رہتا ہے اور ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا اس لیے کسی تاریک رات میں کسی بھیانک منظر میں کسی انہونے واقعے سے اُسے خالق کی یاد ضرور آتی ہے۔آخر کسی خالق کی ضرورت محسوس ہوتی ہے مگر جونہی انسان اُس برے وقت سے باہر آتا ہے تو خالق کا شکر ادا کرنا بھول جاتا ہے۔مادیت کی سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ انسان کبھی بھی شکر کی راہ پہ نہیں جاتا اُسے زندگی میں جو بھی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں اور جن اہداف کو بھی حاصل کر پاتا ہے اُسے وہ اپنی محنت کا نتیجہ جانتا ہے اور اپنی کامیابی میں خالق کے کسی احسان کو یاد نہیں کرتا۔

چنانچہ جب وہ کسی کا احسان مند ہی نہیں تو اُسے کسی کا شکر ادا کرنے کی کیا ضرورت ہے اور انسان کی ساری زندگی خالق کی احسان مندی سے خالی گزر جاتی ہے۔مگر جلد ہی وہ وقت آجاتا ہے جب انسان کے اعضاء میں کمزوری آجاتی ہے، جب اُسے معاشرے کا جزوِ معطل قرار دے دیا جاتا ہے تب اُس کی اولاد اُس کا ساتھ چھوڑ جاتی ہے اُس کے ماتحت اُسے نظر نہیں آتے زندگی کی وہ رونقیں جنھیں وہ ہمیشہ رہنے والی سمجھ بیٹھا تھا اُس سے روٹھ جاتی ہیں اور انسان ایک دم سوچنے لگتا ہے کہ یہ اُس کے ساتھ کیا ہو گیا۔تب انھی راتوں میں اُسے موت کی

یاد آتی اور موت کا خوف اُسے گھیر لیتا ہے اُسے نیند نہیں آتی کھانا ہضم نہیں ہوتا اور اُس کی زندگی اس قدر بے مصرف اور بے زار ہو جاتی ہے کہ اُسے اپنا بد انجام نظر آنے لگتا ہے۔ مگر وہ وقت جب اُسے خالق کا شکر ادا کرنا چاہیے تھا اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے تھی وہ اسے پیچھے چھوڑ آیا ہوتا ہے اس لیے سوائے مایوسی کے اب اس کا کوئی ساتھی نہیں۔ یاد رہے کہ جب انسان اپنے خالق کی اطاعت میں زندگی گزارتا ہے تو کسی بھی قسم کی محرومی اور اذیت سے محفوظ رہتا ہے اس لیے کہ تب وہ مصیبت کو امتحان، دکھ اور پریشانی کو خالق کی آزمائش جانتا ہے اور اپنے رب سے دُعا کرتا ہے کہ اے میرے مالک مجھے اس مصیبت سے نجات عطا فرما، اگر فوری طور پہ اُس کی دُعا قبول نہ بھی کی جائے تب بھی اُس کی امید کا دامن ہرا رہتا ہے۔ چنانچہ اسلام دنیا کے مقابلے میں آخرت پہ زور دیتا ہے اور انسان کو آخروی کامیابی کے حصول کی جدوجہد کے لیے تیار کرتا ہے۔ اسلام انسان کو بتاتا ہے کہ یہ زندگی ہی آخروی زندگی میں کامیابی کی اصل ضمانت ہے اس لیے اس زندگی کے لمحہ لمحہ کو خالق کی اطاعت میں بسر کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔

پاک صاف رہنا چاہیے کہ کیا پتا کب بلاوا آجائے۔ اللہ کی اطاعت میں زندگی بسر کرنے سے انسان اس قدر محتاط ہو جاتا ہے کہ وہ کسی سے زیادتی نہیں کرتا کسی کا مال نہیں کھاتا اُس کے حلق سے کوئی لقمہ حرام نہیں اترتا۔ چنانچہ یہی وہ اعلیٰ اخلاقی خصائص ہیں جو اسلام کا مطلوب ہیں جن کے نتیجے میں انسان اس دنیا میں بھی معاشرے کا عمدہ اور سچا فرد ثابت ہوتا ہے اور سماج میں اُس کو نمونہ قرار دیا جاتا ہے جس کی پیروی کی خواہش کی جاتی ہے۔ چنانچہ اگر سماج کے اکثر لوگ خالق کی اطاعت میں زندگی بسر کرنے لگیں تو یہی دنیا جنت کا منظر پیش کرنے لگ جائے اور ہر طرف امن وسکون ہو جائے مگر آج کی دنیا جو ہماری نظروں کے سامنے ہے وہ اس قدر بھیانک منظروں سے پُر ہے کہ ہر منظر خالق سے بے اعتنائی کا مظہر ہے۔ اور اِن بھیانک منظروں کے پس منظر میں عقیدے کا بگاڑ ہی بنیادی بگاڑ ہے۔ چنانچہ عقیدے کے بگاڑ کی

درستگی کے لیے علم حاصل کرنا چاہیے، جہد وسعی کرنا چاہیے کہ جب عقیدہ صحیح ہوگا تو ہر قدم درست سمت کو ہی اٹھے گا۔اللہ ہماری رہنمائی فرمائے۔آمین

یہ وہ علمی معاملات ہیں جن سے عقلیت پسندوں اور روحانیت پسندوں کے مابین مقالمے کا آغاز ہوا۔ اس مقالمے میں بہت سے ایسے پہلو بھی زیر بحث آ گئے ہیں جو مادیت پسندوں اور روحانیت کے پیروکاروں میں مدتوں سے جاری و ساری ہیں۔

روح اور مادہ

آج کی جدید سائنس نے انسان کو اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے کہ انسان محض ایک مادی وجود ہے اور کائنات کی مادی تشریح کے بعد لوگوں کا ایک کثیر گروہ اس امر پہ ایمان بھی لے آیا ہے کہ انسان محض ایک مادی وجود ہے۔ کائنات کی مادی تشریح کی کمزوریاں کسی اور مقام پہ بیان کر دی گئی ہیں یہاں ہم صرف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ انسان محض ایک مادی وجود نہیں ہے بلکہ وہ روح و خاک کا امتزاج ہے۔ چنانچہ وہ نہ تو محض خاک ہے کہ اسے جمادات و حیوانات میں شمار کر دیا جائے اور نہ ہی وہ صرف روح ہے کہ فرشتوں میں مل جائے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خاک و روح کے امتزاج نے ہی اسے کائنات کی دیگر تمام مخلوقات سے ممتاز مقام فراہم کیا ہے۔ دراصل مغرب نے جب مذہب سے دوری اختیار کی تو ہر معاملے میں اُن کی یہی کوشش رہی کہ وہ مادیت کو روحانیت پر غالب کر دیں۔ اس لیے انھوں نے انسان کے اخلاقی وجود کا انکار کیا اور اسے محض مادی وجود قرار دینے کے درپے ہو گئے۔ اسلام کی نظر میں انسان ایک مربوط ہم آہنگ اور غیر منقسم وجود ہے۔ اس کے خاکی اور

اجزائے روحی میں کوئی انفصال نہیں ہے بلکہ اس کے فکر وعمل میں ہم آہنگی، عمل و اخلاق میں ارتباط، مثالیت و واقعیت میں پیوستگی ہے، عقیدہ وشریعت، دنیا اور آخرت میں تسلسل ہے۔ الغرض انسان جسم اور روح، فکر وعمل، عقیدہ وقانون، دنیا وآخرت ایک وحدت ہیں اور انسان اِن وحدتوں کا متوازن اور معتدل مجموعہ ہے۔ اس مجموعے میں نہ تو جسم کو روح پر غلبہ دیا گیا ہے اور نہ واقعیت کو خیال پر حاوی کیا گیا ہے، نہ انفرادیت پسندی کو اجتماعیت پر فوقیت دی گئی ہے بلکہ سلبیت کو ایجابیت پر اور دنیا پر آخرت کو ترجیح دی گئی ہے۔

انسان کے اسی متوازن تصور سے فرد اور معاشرہ متوازن ہوتے ہیں، اُن کے افکار واعمال میں ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام کا پیش کردہ یہ واضح اور روشن تصورِ انسان کے قلب وضمیر میں جگہ بنا لے تو اُس کی پوری زندگی جادۂ حق پر گامزن ہو جائے گی اور یہ احساس انسانی ضمیر کی متاعِ کُل ہے کہ وہ کائنات میں کسی خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اگر انسان کو محض ایک مادی وجود قرار دے لیا جائے اور اُس کے اخلاقی وجود کا انکار کر دیا جائے تو یہ متاعِ فخر اُس سے چھن جاتی ہے اور وہ مقامِ شرف سے ایک دم حیوانات کے مقام پہ اتر آتا ہے اور یہی آج کی جدید مادیت کی عطا ہے کہ انسان بندر کی اولاد ہے۔ اسی نظریہ نے انسان سے احساسِ شرف چھینا اور اُس کو حیوانی سطح پر لے آیا جہاں کوئی اخلاقی قانون، کوئی سماجی ضابطہ اُسے خواہش نفس پوری کرنے سے نہیں روکتا۔ اس لیے کہ اُس کے پاس رُک جانے کے لیے کوئی جواز نہیں ہے، نہ وہ کسی خالق کا قائل ہے کہ اُس سے ڈر جائے اُس سے خوف کھائے۔ اور نہ اُس کے سماج نے وہ اخلاقی قدریں وضع کی ہیں جن کی پیروی میں وہ ایک پاکیزہ اور حلال زندگی گزارے۔ چنانچہ خالق کی اس کائنات میں انسان کا حقیقی مقام کیا ہے اور اُس کی زندگی کے اعلیٰ مقاصد اُس کی رہنمائی عمل کی کن راہوں کی طرف کرتے ہیں اِن کا جواب الہٰامیات میں ہے اور اللہ کی واحد محفوظ الہٰامی کتاب جو اس وقت موجود ہے وہ صرف قرآن ہے، اس لیے انسان کی مجبوری ہے کہ ہدایت کے لیے وہ قرآن ہی کو حرف آخر جانے ورنہ وہ

ہدایت سے محروم رہے گا۔

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا○

القرآن الحکیم (سورۃ بنی اسرائیل 70/17)

ترجمہ:

''ہم نے بنی آدم کو بزرگی عطا کی، اور اُسے خشکی و تری میں سواریاں عطا کیں اور اُس کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا، اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فضلیت بخشی''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو کھول دیا کہ انسان زمین کی تمام مخلوقات سے برتر ہے اور اُسے عزت کا مقام عطا کیا گیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ عزت کا مقام اطاعت میں ہے اطاعت سے خارج ہونے کی صورت میں انسان اور حیوان کا فرق مٹ جائے گا اور ایسا انسان جانور قرار پائے گا بلکہ عقل کی موجودگی کے باوجود اگر وہ خالق تک نہیں پہنچ سکا تو وہ جانوروں سے بھی گیا گزرا ہے

۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ آذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغَافِلُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 178-179/7)

ترجمہ:

”اُن کے پاس دل ہیں مگر وہ سوچتے نہیں، اُن کے پاس کان ہیں مگر وہ سنتے نہیں اُن کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ اُن سے دیکھتے نہیں، یہ لوگ جانور ہیں بلکہ جانوروں سے بھی گئے گزرے ہیں اور اُس کی وجہ اُن کی غفلت ہے“۔

فیصلہ ہو گیا کہ اگر انسان نے حیوانی سطح سے انسانی سطح پر منتقل ہونا ہے اور شرف کی زندگی بسر کرنی ہے تو اُس کے لیے اُسے خالق کی اطاعت کرنا ہوگی، اُس کے احکامات کی تعمیل کرنا ہوگی، اُس کے رسولوں پر ایمان لانا ہوگا، اُس کی کتابوں پر عمل کرنا ہوگا یہی وہ واحد طریقہ ہے جس پر عمل کر کے انسان خود کو کائنات کی دیگر مخلوقات سے ممتاز کر سکتا ہے اور اس دنیا اور پھر آخرت کی دنیا میں عزت کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ لعنت ہو اہل مغرب پر جنھوں نے انسان کو محض لذت حاصل کرنے کی مشین قرار دیا ہے اور انسانی زندگی کا مقصد صرف لذت کا حصول بتایا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے بت میں اپنی روح پھونکی تو فرشتوں نے اُس کو سجدہ کیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ (30) وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَؤُلَاءِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (31) قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (32) قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ

بِأَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّا أَنبَأَهُمْ بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّي
أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا
كُنتُمْ تَكْتُمُونَ (33) وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلاَئِكَةِ اسْجُدُوا
لآدَمَ فَسَجَدُوا إِلاَّ إِبْلِيسَ أَبَى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ
الْكَافِرِينَ (34) وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ
الْجَنَّةَ وَكُلاَ مِنْهَا رَغَداً حَيْثُ شِئْتُمَا وَلاَ تَقْرَبَا هَذِهِ
الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الْظَّالِمِينَ (35) فَأَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ
عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى
حِينٍ O

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2/30-35)

ترجمہ؛

”اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں تو انھوں نے کہا! اے ہمارے رب کیا تو اُس کو زمین میں اپنا نائب بناتا ہے جو وہاں فساد پھیلائے گا، اور خونریزیاں کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح اور تیری تقدیس بیان کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، اور اُس نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے۔ پھر اُن کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور کہا، اگر تم سچے ہو تو مجھے اِن چیزوں کے نام بتاؤ؟ انھوں نے کہا' پاک ہے تیری ذات ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے جو تو نے ہم کو سکھایا ہے، اور تو ہی علم رکھنے والا ہے اور تو ہی حکمت کا مالک ہے۔ خدا نے کہا! اے آدم اِن فرشتوں کو اِن چیزوں کے نام بتاؤ۔ پس جب آدم نے فرشتوں کو اُن چیزوں کے نام بتا دیئے تو اللہ نے فرمایا' میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ میں آسمانوں اور زمینوں کی سب مخفی

باتیں جانتا ہوں اور جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو مجھے اُن سب کا علم ہے۔اور جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اُن سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے کہ اُس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور نافرمانوں میں سے ہو گیا۔اور ہم نے آدم سے کہا کہ اے آدم تو اور تیری بیوی دونوں جنت میں رہو اور اس میں جہاں سے چاہو با فراغت کھاؤ مگر اس درخت کے پاس بھی نہ پھٹکنا کہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ مگر شیطان نے اُن کو جنت سے اکھاڑ دیا اور وہ جس خوشحالی میں تھے اُس سے اُن کو نکلوا دیا‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات سے یہ بات کھل گئی کہ انسان بندر کی اولاد نہیں بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور اُس میں اپنی روح پھونکی ہے۔اُسے یہ شرف عطا فرمایا کہ اسے اُس علم سے مزین کیا جسے فرشتے تک نہ جانتے تھے۔اس کے بعد جب اللہ کے حکم سے انحراف کی بنا پر جنت انسان کے ہاتھ سے نکل گئی اور اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پہ اتار دیا تو اُس سے کہا میری رضا حاصل کرنے میں لگ جاؤ، میرے بھیجے ہوئے رسولوں کی پیروی کرنا تو میں تمہیں وہ مقام پھر سے عطا کردوں گا جس سے تمہیں نکالا گیا ہے۔چنانچہ انسان کو ایک اخلاقی محور عطا کر دیا گیا جس کے گرد اُس کی زندگی نے گھومنا تھا اور وہ تھا خالق کی رضا کا حصول۔تاہم چونکہ شیطان ایک زندہ حقیقت ہے اور ایک سائے کی طرح انسان کے ساتھ لگ گیا ہے اس لیے اُس نے انسان کو گمراہ کرنے کے نت نئے طریقے ایجاد کر لیے۔اُس نے دنیا کی خوشنمائی کو انسان کے سامنے اس قدر بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ انسان حق کی راہ سے بھٹکنے لگا۔تب اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لیے انبیاء و رسل کو زمین پر بھیجا جو لوگوں کو شیطان سے جال سے نکالنے میں منہمک ہو گئے۔انھوں نے لوگوں کو حق کی طرف دعوت دی۔لوگوں کو بتایا کہ ہم ہدایت پر

ہیں ہماری پیروی کرو۔ ہماری پیروی کرنے سے نہ صرف تمہاری دنیا سنور جائے گی بلکہ آخرت بھی سنور جائے گی اورتم لوگ روزِ محشر کی رسوائی سے بچ جاؤ گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

وَلَوْ تَرَى إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُو رُؤُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ
رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحاً إِنَّا مُوقِنُونَ
(12) وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَكِنْ حَقَّ
الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ
(13) فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا إِنَّا
نَسِينَاكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ
(14) إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا
سُجَّداً وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ۝

القرآن الحکیم(سورۃ سجدہ 12-15/32)

ترجمہ:

’’آپ فرما دیجئے کہ موت کا فرشتہ تمہاری جان قبض کرتا ہے جسے تم پر مقرر کردیا گیا ہے تاکہ تم لوٹ کر میری طرف آؤ۔کاش تم اُس وقت دیکھتے جب یہ مجرم اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ اے میرے پروردگار اب ہم نے دیکھ لیا اب ہم نے جان لیا تو ایک بار ہمیں پھر دنیا میں بھیج دے اور یقین رکھ کہ اس بار ہم اچھے عمل کریں گے مگر کہا جائے گا اب تم اپنے اُن اعمال کا مزہ چکھو کہ تم نے ہمارے پاس لوٹ آنے کو بھلا دیا تھا۔اب کے ہم نے تم کو بھلا دیا ہے پس ہمیشگی کے عذاب کا مزہ چکھواپنے اعمال کے بدلے میں جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو‘‘۔

اِن آیات میں اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے کہ انسان کو موت کی حقیقت کبھی نہ بھلانی چاہیے ورنہ اُس کو نہایت بدترین انجام کا سامنا کرنا پڑے گا۔اس حقیقت کو اجاگر کیا گیا ہے کہ یہ دنیا دارالعمل ہے، سعی اور کوشش کی جگہ ہے۔اور آخرت کی زندگی انعام حاصل ہونے کی جگہ ہے نیکی اور بدی کے پھل اور اعمال کے بدلے کا گھر ہے، انسان کو موت کی گھڑی تک اس دنیا میں عمل کی مہلت ہے۔موت کی گھڑی کے ساتھ ہی یہ مہلت ختم ہو جائے گی، لہٰذا اس عرصہ حیات میں انسان کا اٹھنے والا ہر قدم، اُس کا گزرنے والا ہر لمحہ، اُس کی زبان سے نکلنے والا ہر لفظ، غرض ہر انسان کا ہر عمل ہر بھلائی ہر برائی اپنا ایک اثر اپنا ایک وزن رکھتا ہے جس کو محشر کے روز تولا جائے گا اور انھی اعمال کی بنا پر نجات یا عذاب کا فیصلہ کیا جائے گا۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

فَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَيۡرًا يَرَهُۥ ○ وَمَن يَعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُۥ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الزلزال 99/8-6)

ترجمہ:

”تو جو شخص دنیا میں ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا وہ روز محشر اُسے دیکھ لے گا، اور جو شخص دنیا میں ذرا برابر بھی برائی کرے گا تو وہ اُسے بھی آخرت میں دیکھ لے گا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر ایک مزید احسان یہ کیا ہے کہ روزِ محشر اُس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ تمھارے باپ نے یہ گناہ کیا ہے، تمھارے بیٹے نے یہ گناہ کیا ہے، بلکہ اُس سے صرف یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے یہ گناہ کیوں کیا ہے؟ چنانچہ اس انفرادی حیثیت میں اُس کا حساب لینا اللہ کا احسان ہے اگر انسان سے پورے سماج کا حساب لیا جاتا تو انسان شدید دشواری کا شکار ہو

جاتا۔لیکن اسی امر کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے کہ انسان اپنی انفرادی حیثیت اور ذمہ داری کا بھی احساس رکھے اور اپنے ہر عمل سے پہلے سوچے اور جانے کہ اس عمل کا حساب بھی اُس نے اکیلے ہی دینا ہے اس سے احساس ذمہ داری بڑھ جاتا ہے اور انسان اپنے عمل کے نتائج کے بارے میں محتاط ہو جاتا ہے۔قرآن حکیم میں بار بار انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کیا گیا ہے کہ تمھارے گناہ کا بوجھ تمہیں پر ڈالا جائے گا لہٰذا محتاط ہو جاؤ۔نمونے کے طور پہ محض چند آیات تحریر کی جاتی ہیں تا کہ انسان کے اخلاقی وجود ہونے پہ ہمارا استدلال مستحکم ہو جائے۔اللہ غارت کرے مغرب کے اُن بے عقلوں کو جنھوں نے لوگوں کو اللہ سے دور کیا اور روزِ محشر سے بے پرواہ کر دیا۔انسان کو گناہ سے بچنا ہے کیونکہ اس کا بار بھی اُسی کے کندھوں پر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ!

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ۔

القرآن الحکیم(سورۃ فاطر 18/35)

ترجمہ؛

”کوئی شخص کسی دوسرے کا بار گناہ اپنے سر نہ لے گا اور اگر کسی پر بڑا بار ہوا اور وہ اپنا ہاتھ بٹانے کے لیے کسی کو بلائے تو کوئی اُس کا بوجھ اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوگا،خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں“۔

سورہ لقمان میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِي وَالِدٌ عَن وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَن وَالِدِهِ شَيْئًا۔

القرآن الحکیم (سورۃ لقمان 32/31)

ترجمہ؛

’’اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو اور اُس دن کا خوف کرو جب کہ نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کے کام آئے گا اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کے کام آئے گا‘‘۔

ⵙⵙⵙⵙⵙⵙⵙ

سورہ روم میں فرمایا کہ!

مَن كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهُ وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحاً فَلِأَنفُسِهِمۡ يَمۡهَدُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ روم 30/ 44)

ترجمہ؛

’’جس نے کفر کیا اُس کے کفر کا وبال اُسی کے سر ہے اور جس نے نیک عمل کیا تو ایسے لوگ اپنی بہتری کے لیے راستہ صاف کر رہے ہیں‘‘۔

ⵙⵙⵙⵙⵙⵙⵙ

سورہ المائدہ میں ارشاد ہوتا ہے!

عَلَيۡكُمۡ أَنفُسَكُمۡ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اِہۡتَدَيۡتُمۡ۔۔

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 105/5)

ترجمہ؛

’’تم پر تمھارے اپنے نفس کی ذمہ داری ہے اگر تم ہدایت پاؤ تو دوسرا گمراہ ہونے والا تم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قرآن حکیم کی اِن آیات سے یہ سبق حاصل ہو رہا ہے کہ دنیا میں ہر انسان پر فرداً فرداً اُس کے تمام اچھے اور برے اعمال کی ذمہ داری کا بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ نہ یہ امید رہنے دی گئی ہے کہ کوئی ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کا کفارہ ادا کرے، نہ اس توقع کے لیے کوئی گنجائش چھوڑی گئی ہے کہ کسی کے تعلق اور کسی کے واسطہ سے ہم اپنے جرائم کی پاداش سے بچ جائیں گے اور نہ اس خطرہ کا کوئی موقع باقی رکھا گیا ہے کہ کسی کا جرم ہمارے حسن اعمال پر اثر انداز ہوگا۔ اور نہ ہی اس بات کا کوئی امکان ہے کہ خدا کے سوا کسی کی خوشی کو ہمارے اعمال کی مقبولیت و نامقبولیت میں کوئی دخل ہوگا۔ چنانچہ جس طرح آگ میں ہاتھ ڈالنے والے کو جلنے سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی یا شہد کھانے والے کو شرینی کے احساس سے کوئی شے روک سکتی ہے۔ نہ جلنے کی مضرت میں کوئی شخص اُس کا شریک وسہیم ہوسکتا ہے نہ شرینی کی لذت سے کوئی دوسرا اُس کو محروم کر سکتا ہے۔ اسی طرح بدکاری کے نتیجہ بد اور نیکوکاری کے نیک انجام میں بھی ہر شخص بجائے خود منفرد ہے۔ لہٰذا دنیا کو برتنے میں ہر شخص کو اپنی پوری ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے اور دنیا و مافیہا سے قطع نظر کر کے یہ سمجھتے ہوئی زندگی بسر کرنی چاہئے کہ انسان اپنے ہر عمل کا ذمہ دار خود ہے۔ اُس کی برائی کا وبال بھی تنہا اُسی پر ہے اور اُس کی بھلائی کا فائدہ بھی وہ خود ہی اٹھانے والا ہے۔

یہ پختہ اصول ہی انسان کو ذمہ دار اور مفید شہری بناتا ہے انسان کا خلوص دل کے ساتھ نیک عمل کرنے کی جدوجہد ہی دراصل اُس کی اصل کامیابی ہے۔ تاہم حرص و ہوس، لالچ وطمع اور مسابقت انسان کے عمل کو راہ مستقیم سے ہٹا دیتے ہیں۔ انسان کی روحانی غذا کسی معبود کی عبادت ہے۔ تاہم جسمانی زندگی گزارنے کے لیے اُسے مادی وسائل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مگر انسان اِن دونوں پہلوؤں میں توازن قائم رکھنے میں عام طور پر کامیاب نہیں ہوتا۔

کبھی وہ عبادت میں اس طرح کا غلو کرتا ہے کہ دنیا چھوڑ کر جنگلوں اور ویرانوں میں نکل جاتا ہے، تو کبھی اپنے مادی تقاضوں کو اس حد تک بے لگام چھوڑ دیتا کہ زندگی کی ہر سانس ہر لمحہ مادی ترقیات کے حصول میں خرچ کر دیتا ہے۔ یاد رہے کہ عمل میں یہی عدم توازن اس دنیا میں اور آخرت میں انسان کے خسارے کا باعث بنتا ہے۔ دیکھیں کہ دنیا کے ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک اربوں انسان ہیں جو زندگی کو اس طرح بسر کر رہے ہیں کہ انھیں نہ موت یاد ہے یا نہ اللہ کے سامنے پیش ہونے کا ڈر ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ جہاں نفس نے انسان کو بہکایا ہے وہیں بہت سے صاحبِ دانش ہیں جنھوں نے اپنی تحریوں اپنی تقریروں اور اپنی تحقیقات سے اس بات کا واویلا کیا ہے کہ یہ کائنات بغیر کسی خالق کے یونہی محض ایک اتفاقی دھماکے کے نتیجے میں وجود میں آ گئی تھی اور اس کے بعد اسباب کا ایک تسلسل ہے جو نظام کائنات کو تھامے ہوئے ہے اور ایک سبب کی بنا پر دوسرا سبب معرض وجود میں آ جاتا ہے اور یوں سلسلہ کائنات اپنے روز و شب کی تکمیل کر رہی ہے اور یہ کہ دنیا لذت کے حصول کی جگہ ہے اور اس زندگی سے جس قدر ممکن ہو لذت کشید کر لینی چاہیے۔

چنانچہ انسانی زیست کے لیے کسی اخلاقی ضابطے کسی الہامی قانون کی پیروی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ جب یہ تخیل پختہ ہو جائے تو لوگ جوابدہی کے کسی بھی احساس سے تہی زندگی گزارتے ہیں اور مہلت عمل ختم ہونے کے بعد ردائے خاک اوڑھ لیتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ یہ لوگ بھی بے گناہ ہی جہنم کی آگ بن گئے ہیں اس لیے کہ انھیں تو کسی نے حقیقت سے آگاہ ہی نہ کیا تھا تو یہ ایک کھلا جھوٹ ہو گا اس لیے کہ انسان اپنے کاروبار کے پھیلاؤ، تعلقات کے فروغ دولت کے حصول اور معیارِ زندگی کے بارے میں کس قدر ہوشیار ہے اور اُس کے پاس کس قدر معلومات ہیں۔ اُس کے سامنے ایک سکرین کھلی ہے جس پر دنیا جہان کی معلومات اُس کی اضطرابِ انگشت کی منتظر ہیں تب وہ حق سے کس طرح ناآشنا رہ سکتا ہے حقیقت یہ ہے کہ انسان کی گمراہی میں اُس کی خواہش نفس ہی سب سے بڑی رکاوٹ ہے جس کی وجہ سے وہ

مضطرب ہے دولت اور دنیا بھر کی نعمتوں کو حاصل کرنے کے باوجود مضطرب ہے اس لیے کہ اگر انسانی روح تشنہ ہو تو جسم یقیناً مضطرب ہوگا تاہم اگر اُس کی روح مطمئن ہے تو جسم لاغر اور بوسیدہ ہونے کے باوجود مضطرب نہ ہوگا۔ اللہ ہماری رہنمائی فرمائے۔ آمین

الحکم الی اللہ

انسان بندہ ہے اور اللہ اُس کا معبود، تو عبدیت کا لازمی تقاضا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ بھی اللہ کی ہو اور لوگ اللہ کے بتائے ہوئے قوانین پر عمل کریں۔ مگر تاریخ کے دریچوں میں جھانک کر دیکھیں تو ہر دور میں لوگوں کی جاہلیت نے اللہ کی حاکمیت کا راستہ روکا۔ وہ لوگ بھی جو اللہ کی عبادت کرتے رہے اور وہ بھی جو غیر اللہ کی عبادت کرتے رہے۔ سب نے اس مسئلہ میں یکجائی دکھائی اور کہا کہ اللہ کی عبادت اپنی جگہ اور دنیا کا سیاسی نظام اپنی جگہ۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ خدا کی عبودیت تب تک ادھوری ہے جب تک کہ اُس کا حکم مکمل طور پر نہ مانا جائے۔ صاف اور سیدھی بات ہے اس کے باوجود بھی انسان کی کجی اُسے سمجھنے سے روکتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں سے کہتے کہ میری عبادت کرنا اور زندگی کا قانون خود بنانا تب تو کہا جا سکتا تھا کہ اللہ کا حکم ہے کہ انسان جس طرح چاہے زندگی گزارے مگر جب اللہ کہہ رہا ہے کہ اُس قانون کی پیروی کرنا جو میں نے تمھارے لیے اتارا ہے تو اس بات کی گنجائش کہاں سے نکلتی ہے کہ انسان زندگی کے مختلف پہلوؤں کے متعلق اُن احکامات کو نظر انداز کر دے جو خالق نے اُس کے لیے اتارے ہیں اور اپنی عقل سے زندگی کے قوانین وضع کرنے لگے اللہ نے تو اس کو ظلم قرار دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ!

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلَـٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 40/5)

ترجمہ؛

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی ظالم ہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ المائدہ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلَـٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 44/5)

ترجمہ؛

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی کافر ہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ مائدہ میں ہی مزید ارشاد ہوا کہ!

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّٰهُ فَأُوْلَـٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 47/5)

ترجمہ؛

”اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو ایسے لوگ ہی ظالم ہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ المائدہ میں ہی آگے فرمایا کہ!

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ وَلاَ تَتَّبِعْ أَهْوَاءهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللّهُ إِلَيْكَ فَإِن تَوَلَّوْاْ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يُرِيدُ اللّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيراً مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 49/5)

ترجمہ:

''اور ہم مقرر حکم دیتے ہیں کہ آپ اُن کے باہمی معاملات میں اِس بھیجی ہوئی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمایا کریں اور اُن کی خواہش پر عمل درآمد نہ کیجئے اور اُن سے احتیاط کریں کہ وہ آپ کو اللہ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بھلا دیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات کو پڑھنے کے بعد اُس انسان کے لیے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہو کس طرح جائز ہے کہ وہ عبادت تو اللہ کی کرے مگر اطاعت طاغوت کی کرے۔ قرآن حکیم میں بہت سی آیات ہیں جن میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ کے لیے ہے اور جس ذات کو الوہیت حاصل ہے، وہی شارح بھی ہے، اللہ ہی معبود ہے اور اللہ ہی صاحب شریعت ہے۔ اگر آپ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ الوہیت میں تنہا اور لاشریک ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اللہ حاکمیت میں بھی منفرد اور تنہا ہے اور یہاں بھی کوئی اُس کا شریک نہیں ہوسکتا اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اللہ کی حاکمیت کے ساتھ ساتھ اپنی حاکمیت کا بھی دعویدار ہو۔ یہ عظیم ترین گمراہی ہے اور اسی گمراہی کی وجہ سے لوگوں کے ایک گروہ نے شریعت کو عقیدہ سے اور حاکمیت کو

الوہیت سے علیحدہ کر دیا ہے یہی بنیادی گمراہی ہے جس کے نتیجے میں پوری انسانیت سرکشیوں میں مبتلا ہے اور فی الواقع اس گمراہی کا یہی نتیجہ بھی ہوتا ہے۔چنانچہ جب کوئی غیر اللہ انسانوں کے لیے قانون سازی کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو الہٰ نہ بھی سمجھے تب بھی چونکہ حلال وحرام اُس کے اختیار میں آجاتے ہیں اس لیے وہ طاغوت بن جاتا ہے۔کیونکہ اللہ کے حکم کے سوا ہر حکم طاغوت ہے خواہش نفس کی پیروی ہے خواہ یہ طاغوت فرد ہو یا جماعت یا حکمرانوں کا گروہ۔ اس لیے قرآنی نظام کے سوا ہر نظام طاغوت ہے چاہے وہ جمہوریت ہو، چاہے وہ آمریت ہر ایک نتائج کے حوالے سے یکساں ہیں۔اسلام الوہیت اور حاکمیت کے بارے میں صحیح صحیح تصور دیتا ہے اور اس تصور کو وسیع کر کے کائنات زندگی حتیٰ کہ پوری انسانیت پر پھیلا دیتا ہے۔اسلام کائنات کی غرض اور مقصدیت کو اجاگر کرتا ہے۔انسان کو زندگی کا واضح نصب العین عطا کرتا ہے۔یہ بات ذہن میں رہے کہ اگر انسان خالق کا مطیع وفرمانبردار نہ ہو اور وہ اپنی زندگی میں اللہ کے حکم سے انکاری ہو تو اُس کی زندگی کا نصب العین ہمیشہ غیر فطری قرار پائے گا۔

اسلام انسان کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدا کی غلامی میں دینے کے آیا ہے۔اللہ کا منشا یہ ہے کہ انسانیت حقیقی اور بھرپور آزادی سے ہمکنار ہو اور وہ آزادی جو انسانیت کو اپنے کسی بھی خودساختہ نظام سے نہیں مل سکتی کیونکہ انسانوں کے تراشے ہوئے کسی بھی نظام میں انسان طبقہ حاکمہ کے غلام ہی رہتے ہیں چاہے انھیں جمہوریت جیسے کتنے ہی لالی پاپ دے دیئے جائیں ۔اللہ تعالیٰ کے نظام حق میں بنی نوع انسان کو عزت وکرامت عطا کرنا مقصود تھی جو اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام انسان اللہ کی بندگی کریں اور ہر اُس طاغوت کا سر کچل دیں جو لوگوں سے کہے کہ میں تمھارا قانون ساز ہوں۔میں لوگوں پر غالب ہوں میں ہی اُن کی گردنوں کا مالک ہوں اور لوگ میرے ارادے کے سامنے ہی سر جھکائیں۔میں جس طرح چاہوں لوگوں کی زندگیوں کی تشکیل کروں کوئی مجھے روکنے والا نہیں ہے۔دوسری طرف جب لوگ اللہ کو اپنا حکم

جانیں گے اور اُس قانون کی پیروی کریں گے جو اللہ نے لوگوں کی طرف اتارا ہے تو معاشرے کا ہر فرد خود کو باعزت محسوس کرے گا وہ جانے گا کہ اُسے بھی قانون کا اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا کہ معاشرے کے دیگر افراد کو حاصل ہے۔انسان جس قدر خدا کے قریب ہو گا لوگ اُسی قدر اُس کی عزت کریں گے اس لیے کہ اللہ کے قانون میں برتری اُسی کو حاصل ہے جو اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔اور دنیا کے قانون میں جس کے پاس مال و دولت و حکومت واقتدار ہو قانون اُس کے لیے موم کی ناک بن کے رہ جاتا ہے وہ جس طرف چاہے اُسے موڑ دے۔اسلام کے منفرد اور بے مثل نظام قانون میں انسانیت کو عزت و کرامت مساوات اور آزادی ملتی ہے اور لوگوں کو اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے حاکم کے متعلق بھی فیصلے کو نافذ کر سکیں اگر وہ اللہ کے قانون سے انحراف کا مرتکب ہوا ہو۔اسلام میں حکمران قانون نہیں بنا سکتا بلکہ اللہ کے قانون کو نافذ کرتا ہے۔وہ لوگوں کی گردنوں کو اپنے سامنے نہیں بلکہ خالق کے سامنے جھکنے پر مجبور کرتا ہے۔خیر اور شر کا بیان قدرے طویل ہو گیا ہے اس لیے ہم اسے یہیں ختم کرتے ہیں اس سبق کے ساتھ کہ انسان کو جو بھی خیر حاصل ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو شر اُسے پہنچتا ہے وہ اس کے اپنے ہی ہاتھ کی کمائی ہے۔قرآن حکیم کا فیصلہ بھی یہی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

مَّا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ۔

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 79/4)

ترجمہ:

”تجھے جو بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھے جو برائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ روم میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِی النَّاسِ۔

القرآن الحکیم (سورۃ روم 41/30)

ترجمہ:

''یہ جو خشکی اور تری میں فساد نظر آتا ہے یہ تیرے اپنے ہی ہاتھ کی کمائی ہے''۔

پیام المزمل ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی دعوت خیر ہی خیر ہے۔صور پھونکے جانے تک جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا کامیاب و کامران ہوا اس لیے کہ حق صرف وہی ہے جسے آنحضرت محمد ﷺ نے بیان فرمایا اس کے علاوہ باقی سب دھوکا ہے۔نظری، عقلی، فہمی اور عقائدی دھوکے جو لوگوں نے اپنے پاس سے گھڑ رکھے ہیں لوگوں کی بہت بڑی اکثریت کو حق کے قریب جانے سے روکے ہوئے ہیں۔تاہم خلوص دل سے منزل کی تلاش میں نکلنے والوں کے لیے منزل ذرا بھی دور نہیں ۔خیر، فلاح، کامیابی، کامرانی اور منزل تک لے جانے والی رسول اللہ ﷺ کی کچھ احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں اللہ ہمیں ہدایت سے نوازے آمین۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ صحابہ کو اُسی بات کا حکم دیتے جس کی وہ استطاعت رکھتے ہوں۔صحابہ نے آپس میں کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی طرح تھوڑے ہیں جن کے سارے گناہ اللہ نے معاف فرما دیئے ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں‘‘۔ [*48]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی اُس نے ایمان کا مزہ پالیا، ایک یہ کہ میں اُسے دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے خالص اللہ کے لیے دوستی رکھے اور تیسرے یہ کہ ایمان لے آنے بعد واپس کفر میں جانے کو ایسا ہی خیال کرے جیسا کہ اُسے آگ میں ڈالا جارہا ہو"۔[*49]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

روز محشر لوگوں کا حساب کر دیا جائے گا دوزخ والے دوزخ میں ڈالے جا چکے ہوں گے اور جنت والے بھی جنت میں پہنچ چکے ہوں گے تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخ میں سے ایسے تمام لوگوں کو نکال لو جن کے دل میں رائی برابر ایمان بھی موجود ہو۔تب لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا وہ آگ میں جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے اُن کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا جہاں سے وہ نکلیں گے تب بھی اُن کے رنگ قدرے سیاہ ہی ہوں گے اس کے بعد اِن کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا جہاں اہل جنت اِن کو جہنم والے کہہ کر پکارا کریں گے"۔[*50]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ میرے سامنے

لائے جارہے ہیں اِن میں سے کسی کا کرتہ چھاتی تک ہے کسی کا اس سے بھی کم ہے پھر عمر آئے اور اُن کا کرتہ اس قدر لمبا تھا کہ اُن کے پیچھے گھسٹتا تھا۔لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دین"۔[*51]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ مدینہ کی ایک گلی سے گزرے، آپ ﷺ نے ایک انصاری کو دیکھا وہ اپنے بھائی سے کہہ رہا تھا تم اتنی شرم کیوں کرتے ہو، نبی اکرم ﷺ رُک گئے اور اُس انصاری شخص سے کہا، جانے دو شرم تو ایمان میں داخل ہے"۔[*52]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے سنا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ ایمان لانے کے بعد اسلام کی کون سی خصلت بہترین ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کھانا کھلانا اور سلام کرنا چاہے تو اُس کو جانتا ہوں یا نہ جانتا ہو"۔[*53]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دین آسان ہے تو جو کوئی دین کے معاملے میں خود پر سختی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر اپنے دین کو غالب کر دے گا اس لیے درمیانی چال چلو، اُس ہدف کو چھو نہ سکو جو تم نے اپنے لیے مقرر کیا ہے تو اُس کے قریب رہنے میں ہی عافیت

جانو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھ کر خوش ہو جاؤ، صبح کی چہل قدمی، شام کی چہل قدمی اور رات کو کچھ چلنے سے اللہ کی مدد حاصل کرو“۔[*54]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو ایمان لے آئے تو اس کے بعد وہ جو بھی نیکی کرے گا تو اللہ اُس کی ایک نیکی کو دس سے سات سو گنا تک بڑھا دے گا، اور جب وہ کوئی بدی کرے گا تو اُسے ایک ہی بدی لکھا جائے گا“۔[*55]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کہا لا الہٰ الا اللہ تو ایک نہ ایک روز وہ ضرور جنت میں داخل کیا جائے گا“۔[*56]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان کی حالت میں جو شخص ایک بھائی کی نماز جنازہ کے ساتھ جائے تو اُس کو ایک قیراط ثواب دیا جائے گا، اور جو دفن کرنے تک وہیں رُکے تو اُسے دو قیراط ثواب دیا جائے گا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قیراط کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جیسے اُحد کا پہاڑ ہو“۔[*57]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنے گھر والوں کو پر اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کرتا ہے تو اُس کو صدقے کا ثواب دیا جاتا ہے''۔[58*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا مومن جہاں بھی خرچ کرتا ہے اللہ اُس کو ثواب عطا کرتے ہیں شرط یہ ہے کہ اُس کے پیش نظر اللہ کی رضا ہو تب تو اُسے اُس لقمے کے بدلے میں بھی ثواب عطا کیا جائے گا جو اُس نے اپنی بیوی کے منہ میں ڈالا''۔[59*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

ہم رسول اللہ ﷺ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے سوال کیا مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے مومن کی مثال بھی ایسی ہی ہے۔لوگوں کا خیال جنگل کی طرف گیا مگر مجھے معلوم تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں چونکہ اس محفل میں سب سے چھوٹا تھا اس لیے شرم کے باعث خاموش رہا،صحابہ میں سے کوئی بھی نہ جان سکا کہ وہ کون سا درخت ہے تب نبی اکرم ﷺ نے خود ہی بتایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے''۔[60*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! رشک صرف دو آدمیوں پر کیا جا سکتا ہے ایک وہ جس کو اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہو، دوسرا وہ جس کو اللہ نے کتاب کا علم دیا اور وہ اسے لوگوں میں بانٹتا ہے اور اسی علم کے مطابق لوگوں کے بیچ فیصلہ کرتا ہے‘‘۔[*61]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور میرے لیے دُعا کی اے اللہ اِس کو قرآن یاد کرا دے‘‘۔[*62]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ایک روز میں سو رہا تھا میں نے خواب دیکھا کہ مجھے دودھ پیش کیا گیا، میں نے دودھ لیا اور خوب سیر ہو کر پیا اس کے بعد پیالہ عمر کو دے دیا۔ لوگوں کی عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس خواب کی تعبیر کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا علم‘‘۔[*63]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے رسول اللہ سے دریافت کیا یا رسول روز محشر آپ ﷺ کی شفاعت کا سب سے

زیادہ حقدار کون ہوگا، نبی اکرم ﷺ میرا سوال سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا مجھے یقین تھا کہ سب سے پہلے یہ سوال مجھ سے تمہیں کرو گے اس لیے کہ تمہیں حدیث جاننے کا بہت شوق ہے تو سن قیامت کے روز میری شفاعت کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہوگا جس نے خلوص دل کے ساتھ کہا لا الہٰ الا اللہ۔[*64]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے مسجد میں جاتا ہے نماز ادا کرتا ہے پھر نماز والی جگہ پہ ہی بیٹھا رہتا ہے تو اللہ کے فرشتے اُس وقت تک اُس کے لیے دُعا کرتے رہتے ہیں جب تک اُسے حدث نہ ہو‘‘۔[*65]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جب کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل ادا کر لیا کرے‘‘۔[*66]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی سے ملحق حجرے میں آرام فرما تھے کہ اچانک شور کی وجہ سے آپ ﷺ سے باہر تشریف لے آئے۔ معاملہ یہ تھا کہ میں نے ابی حدرد سے کچھ قرض لینا تھا میں نے اُن سے تقاضا کیا تو ہماری آوازیں بلند ہوگئیں۔ تب نبی اکرم ﷺ باہر

تشریف لائے معاملے کو جانا اور مجھ سے مخاطب ہوئے کعب اس کو آدھا قرض معاف کردو میں نے کہا جو حکم یارسول اللہ ﷺ اس کے بعد آپ ﷺ نے ابی حدرد کو حکم دیا اُٹھ اب اس کا قرض ادا کر"۔[*67]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کے لیے اس طرح ہے جس طرح عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو تھامے رکھتی ہے۔اس کے بعد نبی پاک ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں کے ساتھ ملا دیا اور صحابہ سے کہا ایسے"۔[*68]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا مجھے بتاؤ تم میں سے کسی کے گھر سامنے نہر بہتی ہو اور وہ شخص دن میں پانچ بار اس میں نہاتا تو ہو کیا اب بھی اُس کے جسم پر کچھ میل باقی رہ جائے گا صحابہ نے کہا بالکل نہیں یارسول اللہ ﷺ۔تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا نماز کی مثال تمہارے لیے اُس نہر کی سی ہے جو تمہارے گھر کے سامنے بہتی ہے"۔[*69]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا سنو جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے

پچیس گنا افضل ہے“۔[70*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حقیقت و سراب

بعض لوگوں کوگمان گزرا ہے کہ آتی جاتی سانسوں کا نام ہی زندگی ہے۔کچھ اور لوگوں کا خیال ہے کہ لذت کے زیادہ سے زیادہ لمحات کا حصول ہی اصل مقصدِ زیست ہے۔ایک گروہ نے کہا کہ دولت کا زیادہ سے زیادہ حصول ہی اصل زندگی ہے۔ زندگی کے بارے میں یہ پست اور شرمناک گمان انسانیت کا سر شرم سے جھکائے دیتے ہیں۔سراب منزلوں کے یہ راہی حقیقت کا سامنا کرنے سے کتراتے ہیں اور سایہ کو حقیقت قرار دینے پر مصر ہیں بلکہ دنیا بھر کے لوگوں کو اس کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے لوگوں کے اس گروہ کو دنیا کے دوسرے لوگوں پر کچھ سماجی، معاشی اور عسکری برتری بھی حاصل ہے جس کی بنا پر اِن لوگوں نے راہ حقیقت کے مسافروں کا مضحکہ اڑایا ہے اور اُن کے دکھ اور مصیبتوں کو اُن کی ناکامی کا سبب بتایا ہے۔حالانکہ حقیقت اُن کے گمان سے بہت دور کھڑی ہے اور خسارے کی جس منزل کے وہ راہی ہیں اُس کی طرف مراجعت سے بڑی بدقسمتی کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔حقیقت اور سراب میں بہت فرق ہے۔حقیقت آئینے کی طرح شفاف ہے مگر وہ آئینہ اپنی

روشنی اُنھی لوگوں تک منعکس کرتا ہے جو اُس کی جستجو میں سرگرمی دکھائیں۔ حقیقت چل کر انسان کے پاس نہیں آئے گی بلکہ انسان کو حقیقت تک چل کے جانا ہوگا۔ خدا کی تلاش اگر چہ کچھ مشکل نہیں مگر خدا کی تلاش کا ارادہ تو ہو۔ خدا لوگوں کے نزدیک مذاق بن کے رہ گیا ہے، خدا کی حقیقت سے لوگوں کا جو قلیل گروہ واقف ہے دنیا میں اُن کو اچھوت بنا کے رکھ دیا گیا ہے اور اُن کی زبان سے نکلا ہوا دعوت کا کوئی بھی لفظ دقیانوسی اور روایت پسندی قرار دے کے رد کر دیا جاتا ہے۔

چمک دمک، طاقت اور دولت، سائنس اور عسکریت کے میدانوں میں برتر انسانوں کے اس گروہ نے حقیقت کا انکار کیا ہے۔ خدا کی موجودگی کا انکار کیا ہے، خدا کی حاکمیت کا انکار کیا ہے، خدا کے احکامات سے منہ موڑا ہے، خدا کے رسولوں کو تکلیفیں پہنچائی ہیں، خدا کے رسولوں کی دعوت کو ٹھکرایا ہے، خدا کی رحمت کو وہمہ قرار دیا ہے، خدا کے عذاب سے انکار کیا ہے۔ اگر اُن کے بس میں ہوتا تو لوٹ کر خدا کے پاس جانے سے بھی انکاری ہو جاتے مگر خدا نے زندگی اور موت کا نظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اس لیے چاہے کوئی کتنا ہی غلیظ کیوں نہ ہو خدا کی رحمت سے زمین آخر کار اُسے ڈھانپ ہی لیتی ہے تاکہ اُس کو ایک روز خدا کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ خدا سے انکار کرنے والا گروہ اس جدوجہد میں مصروف ہے کہ وہ موت کو شکست دے کر خدا پرستوں کی آخری دلیل بھی ختم کر دے اور جیت ساری اُن کے لیے ہو جائے حالانکہ یہ ممکن نہیں اس لیے کہ باجود اپنی عظیم سائنسی رفعتوں کے انسان مچھر کا ٹوٹا ہوا پر بھی جوڑنے پہ قادر نہیں ہوسکا تاہم اس کا تکبر اپنی جگہ برقرار ہے اور وہ خدا سے دست و گریباں ہے حالانکہ یہ اُس کا مقام نہ تھا جس کو اپنی بدقسمتی اور تکبر کی بنا پر اُس نے چن لیا۔

خدا ہے یا نہیں؟

یہ صرف ایک مذہبی مسئلہ نہیں ہے اور نہ یہ کوئی فلسفیانہ سوال ہے۔ یہ اس کائنات کا سب سے بنیادی مسئلہ ہے اور پوری زندگی اور تمام انسانوں سے متعلق ہے۔

ہم کیا ہیں؟

ہم کیوں ہیں؟

ہم کہاں سے آئیں؟

ہم نے کہاں جانا ہے؟

زندگی کا مقصد کیا ہے؟

کامیابی کی راہ کون سی ہے؟

ناکامی کی راہ کون سی ہے؟

یہ انسانی زندگی کے چند بنیادی سوال ہیں جو شعوری ارتقا کے ساتھ ہی انسان کا تعاقب کرتے چلے آئے ہیں۔ جن لوگوں نے تو اللہ کے رسولوں کا اثبات کیا، اُس کے رسولوں کی پیروی کی اُس کے رسولوں کے احکامات کی تکمیل کی انھوں نے تو اِن سوالوں کے تشفی بخش جواب پالیے مگر ہمیشہ سے اور آج بھی دنیا کی کثیر آبادی کی آنکھوں اور دلوں پر پڑے پردے نے انھیں علم وحی سے بے نیاز کر رکھا ہے جس کی وجہ سے اربوں لوگ آج بھی اِن سوالوں کا جواب کھوج رہے ہیں۔

سب سے پہلے یہ اہم بات جان لیں کے زمین کے سینے پر صرف تین قسم کے لوگ بستے ہیں۔ دنیا کے تمام لوگ چاہے کسی بھی خطے میں رہتے ہوں، کوئی بھی زبان بولتے ہوں کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، کسی بھی قومیت کے حامل ہوں، کالے ہوں گورے ہوں گندمی ہوں یا زرد ہوں مندرجہ ذیل تین میں سے ایک قسم میں ضرور شامل ہوں گے کہ اِن تین قسموں کے سوا انسانوں کی کوئی اور قسم پائی ہی نہیں جاتی۔ اور وہ تین قسمیں یہ ہیں۔

۱۔ وہ جو ایک خدا کو مانتے ہیں۔

۲۔ وہ جو ایک سے زیادہ خداؤں کو مانتے ہیں۔

۳۔ وہ جو کسی خدا کو نہیں مانتے۔

ہم یہاں اِن تینوں قسم کے لوگوں کے تخیلات اور اُن کے تخیلات کے پس منظر میں موجود عقلی

دلائل سے بحث کریں گے۔اگرچہ آخر الذکر دونوں قسموں کے پاس کسی بھی قسم کی کوئی عقلی دلیل نہیں ہے اور وہ محض ضد پہ اڑے ہوئے ہیں۔تاہم یہ بات اس لحاظ سے قابل غور ہے کہ اُن کی مہیب تعداد خطہ ارض پہ سینہ تانے چلتی ہے اور اپنی جہالت پہ نازاں بھی ہے۔جب ہم اِن لوگوں کے تخیلات پہ نظر کرتے ہیں تو جانتے ہیں کہ اول انھوں نے کائنات کی غلط تشریح کی ،دوم انھوں نے انسان اور کائنات کے باہمی تعلق کو جاننے میں ٹھوکر کھائی جس کی وجہ سے اُن کا اٹھنے والا ہر قدم جاہلیت اور انکار کی طرف ہی بڑھتا رہا۔وہ کیا سوچتے ہیں اس سوال کو جاننے سے قبل اس بات کا جاننا ازحد ضروری ہے کہ وہ کائنات کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔کیا یہ کائنات اور نوع انسانی کسی خالق کی تخلیق ہے جس نے اسے کسی اعلیٰ مقصد اور منصوبے کے تحت بنایا ہے یا یہ سب کھیل تماشا ہے؟؟؟

مقصد کائنات کے تعین کے بغیر کامیابی اور ناکامی کا تعین بھی نہیں کیا جا سکتا۔چنانچہ اگر خالق نے یہ کائنات کسی منصوبے کے تحت بنائی ہے تو اُس کے منصوبے کا اصل علم بھی خالق ہی کے پاس ہوگا۔لیکن اسی سوال کا جواب اگر عقل سے تلاش کیا جائے تو وہ جواب یقیناً اُس جواب سے مختلف ہوگا جو خالق نے انسانوں کو بتایا ہے اس لیے کہ خالق کا علم اور انسانی عقل کے مابین کوئی نسبت نہیں۔حقیقت یہ ہے کہ عقل آج تک اس سوال کا کوئی جواب دے ہی نہیں سکی زیادہ سے زیادہ جو بات انسانی علم میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ کائنات ایک دھماکے سے وجود میں آئی تھی اور اسباب کا ایک سلسلہ ہے جو نظم کائنات کو تھامے ہوئے ہے۔تاہم علل واسباب کے اس کھیل میں پہلا سبب کیا تھا سائنس اور عقل اس کا جواب دینے سے قاصر ہیں چنانچہ اس کا جواب خالق ہی دیتا ہے کہ میں نے یہ کائنات اس لیے پیدا کی تاکہ جن اور انسان میری عبادت کریں۔حقیقت یہ ہے کہ خدا کے انکار یا اقرار کا مسئلہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے نظر انداز کر کے زندگی سے تعلق رکھنے والے کسی بھی سوال کا تشفی بخش جواب پایا جاسکے۔چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ بہت ہی ناگزیر سوال ہے کیونکہ اسی سوال کے جواب پر پوری انسانی زندگی کی

عمارت اٹھائی جاتی ہے۔کہا جاسکتا ہے کہ بہت سے لوگ اس سوال پر ایک لمحہ غور کیے بغیر پوری زندگی گزار دیتے ہیں۔تاہم اگر ذرا گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو صورتِ حال مختلف نظر آئے گی جس شخص کا ذہن کبھی اس طرف منتقل نہ ہوتا ہو کہ خدا اور اُس کی مرضی بھی کوئی شئے ہے اور کبھی اس کا خیال بھی آتا ہو تو اسے فضول اور لایعنی سمجھ کر دل و دماغ کے دریچے بند کر لیتا ہو، ایسا شخص خدا کو بہر حال نہیں مانتا اور غیر شعوری طور پہ ہی سہی لیکن وہ یہ بات طے کر چکا ہوتا ہے کہ یہ محسوس کائنات اور اس کے مادی مظاہر ہی اُس کے لیے کافی ہیں۔اس کائنات کے ماسوا کوئی اور ہستی ایسی نہیں ہے جس کی رضا اور غضب کے تصور نے اسے بے چین کیا ہو ایسے شخص کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ اُس نے علمی اور عقلی انداز میں مظاہر زیست کا مشاہدہ نہیں کیا مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ کتنے لوگ ہیں جو اپنے مسائل کو علمی اور عقلی انداز میں حل کرنا پسند کرتے ہیں لوگوں کی اکثریت کا معاملہ تو اُس ریوڑ کی مانند ہی رہا ہے جس کو چرواہا جس طرف چاہے ہانک دے۔

چنانچہ اٹھارویں انیسویں اور بیسویں صدی میں بہت سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جنھوں نے اپنا سارا علمی استدلال اس نقطے پر مرکوز کر دیا کہ لوگو کوئی خدا نہیں، کوئی آخرت نہیں۔کوئی جواب دہی نہیں، بس وہی کچھ ہے جو کچھ تمھاری نظروں کے سامنے ہے۔یہ لوگ دراصل یہ بھی کہنا چاہتے تھے کہ کوئی موت نہیں ہے مگر وہ یہ کہہ نہ سکے کہ کائنات کی دیگر حقیقتوں کو انھوں نے جس طرح لفظوں کے گورکھ دھندے، نظریات کے بند لفافوں اور عقلیات کے دھوکے میں لوگوں تک منتقل کیا موت کو وہ اس طرح شکست دے نہیں سکتے تھے چنانچہ انھوں نے سکوت اختیار کیا۔مگر اُن کا یہ سکوت نقصان کا باعث نہ ہوا اس لیے کہ لوگوں کی اکثریت اُن کے مادی نظریات کو قبول کرنے کے لیے پہلے ہی تیار بیٹھی تھی اس لیے بھی کہ اس نظام زیست میں نفس کے لطف و لذت کا بہت وافر سامان موجود تھا اور شیطان انسانوں کی کثیر آبادیوں کو پہلے ہی لطف و لذت کے اِن جہانوں کی طرف متوجہ کر چکا تھا۔بعض لوگ زندگی کے اِن بنیادی سوالوں سے

کتراتے ہیں اور زندگی کے مسائل کو درمیان سے حل کرنا چاہتے ہیں اُن کا خیال ہے کہ انسانی زندگی کو درپیش مسائل میں معاشیات اور سیاسیات جیسے اہم مسائل حل کرنے کی ضرورت ہے ۔اس کے بعد وہ اِن مسائل کا عقلی حل بھی بیان کرتے ہیں اگرچہ وہ بھی کچھ زیادہ تشفی بخش نہیں ہوتا۔تاہم ذہن میں رہے کہ یہ حد درجہ خطرناک رہنمائی ہے، سیاست یا معاشیات کی خواہ کچھ بھی اہمیت ہو بہر حال وہ کُل زندگی نہیں بلکہ کُل زندگی کے اہم اجزا ہیں اور ہمیں کُل زندگی کا حل تلاش کرنا ہے۔لوگوں کی اس قسم کی یہ نشانی یاد رکھیں کہ یہ بار بار سائنس کو خدا ثابت کرنے کی کوشش کریں گے ۔بات بات میں سائنسی ترقیات کا حوالہ دیں گے سائنسی دریافتوں پر اٹھلاتے پھریں گے حالانکہ وہ خود سائنس کی اصل حقیقت سے ناواقف ہوں گے۔

وہ سائنس کی اس حقیقت سے بھی نا آشنا ہوں گے کہ سائنس تو کائنات کو ایک وحدت تسلیم کر چکی ہے اور اس بات کا اظہار بھی کیا جا چکا ہے کہ کائنات کا یہ عظیم اور پیچیدہ تر نظام بجائے خود کسی خالق کے وجود پر شہادت پیش کر رہا ہے۔دوسری طرف بعض نادانوں نے دولت کے ارتکاز اس کے صحیح استعمال اور معاشی آسودگی میں ہی انسان کی نجات تلاش کی ہے۔عام طور پر اِن لوگوں کو اشتراکی کہا جاتا ہے۔اشتراکیت کے علمبردار لوگوں کو دوہرا دھوکا دیتے ہیں۔عوام کے غم وغصہ سے بچنے کے لیے یہ لوگوں سے کہتے ہیں ہمیں تمھارے خدا سے کوئی غرض نہیں تم چاہے ایک خدا کی پوجا کرو چاہے سو خدا بنالو ہم تو تمھارے معاشی مسائل حل کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔وہ لوگوں سے کہتے ہیں بے شک خدا کو مانتے رہو مگر کیمونزم اختیار کرلو۔اب کوئی اُن سے پوچھے کہ جس نظام کی پہلی اینٹ ہی خدا کے انکار پہ رکھی ہوا سے اپنا کر کوئی کیونکر کسی خدا کا احسان مند رہ سکتا ہے۔جب کوئی اُن سے پوچھے کہ تمام اساطین اشتراکیت چاہے وہ مارکس ہو، لینن ہو، اینجلز ہو یا سٹالن ہو سب کے سب خدا کے منکر تھے تو وہ کہتے ہیں یہ اُن کا ذاتی مسئلہ ہے ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔حقیقت یہ ہے کہ اشتراکیت کے لیے انکارِ خدا کی وہی حیثیت ہے جو کسی عمارت کے لیے اُس کی بنیاد کی ہوسکتی ہے۔اس میں شک

نہیں کہ اشتراکیت کے نقطہ نظر سے انسان کا معاشی مسئلہ ہی وہ مرکزی مسئلہ ہے جس کے گرد پوری انسانی زندگی گردش کرتی ہے۔اس کے نزدیک سماج کے عقائد ونظریات معاشی حالات و واقعات کے تابع ہیں اس لیے اشتراکیت وقت کے غلط معاشی نظام یعنی سرمایہ داری کے خلاف جدوجہد میں مصروف رہے اور دنیا میں موجود لوگوں کی اکثریت کو اُن کا معاون بن جانا چاہیے عام طور پہ وہ لوگوں کو مزدور کہہ کے بلاتے ہیں۔چنانچہ بظاہر اشتراکی نظریات سے بعض سطح بین افراد کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ اشتراکیت کا دائرہ کار معاشیات تک محدود ہے ۔اشتراکیت کا پروپیگنڈہ کرنے والے بھی اس غلط بیانی سے پردہ نہیں اٹھاتے بلکہ اس معاملے کو جوں کا توں چھوڑ دیتے ہیں کہ اسی میں اُن کا مفاد پوشیدہ ہے۔

اشتراکیت کا بنیادی تصور یہ ہے کہ چونکہ کائنات مادہ سے وجود میں آئی ہے اور یہاں جو کچھ بھی ہے وہ مادہ ہے اور مادہ سے ماوراء یہاں کوئی حقیقت نہیں یعنی کوئی خدا نہیں اس لیے مادی و معاشی مسائل کے حل میں ہی انسانیت کی نجات اور خوشی پوشیدہ ہے۔یہاں نجات سے مراد غربت ہے اس سے کوئی آخرت کی نجات مراد نہ لے کہ اُن کے نزدیک جب کوئی خدا نہیں تو آخرت کا کیا مطلب؟؟؟

حقیقت یہی ہے کہ اشتراکی فلسفے کو مادہ پرستی اور الحاد سے الگ رکھ کے نہیں دیکھا جا سکتا۔چنانچہ کھلی ہوئی بات یہ ہے کہ اگر خدا ہے تو مادہ اور مادی مسائل بنیادی اہمیت کے حامل نہیں رہتے اس کے بجائے خدا کو اور خدا کی مرضی کو خدا کے قانون کو اہمیت حاصل ہوگی اس صورت میں کسی نظریہ یا کسی عمل کے حق ہونے کا معیار یہ نہیں ہوگا کہ وہ وقت کے معاشی مسائل سے ہم آہنگ ہو جیسا کہ اشتراکی فلسفہ میں سمجھا جاتا ہے بلکہ تب ہدایت الٰہی ہی حق کا واحد معیار قرار پائے گی کہ جو امر خالق کی منشا سے ہم آہنگ ہے وہ حق ہے اور جو اُن کی منشا کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔اگر اس تخیل کو اپنا لیا جائے تو اشتراکیت کی ساری عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے اس لیے اشتراکیت کو بغیر کسی تکلف کے فلسفہ الحاد قرار دیا جا سکتا ہے اور الحاد

محض ایک معاشی مسئلہ نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں نے کہا۔

اسی تحلیل کو ایک دوسرے منظر میں دیکھئے جسے عرف میں جمہوری نظام کہا جاتا ہے۔غور کرنے سے یہ بات جلد ہی کھل جاتی ہے کہ لادین جمہوریت کا معاملہ بھی اشتراکیت سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ یہ نظام افراد کو اس بات کا حق تو دیتا ہے کہ وہ چاہیں تو خدا کی پرستش کریں چاہیں تو نہ کریں مگر وہ خدا کے اس حق کو خدا سے چھین لیتا ہے کہ وہ بندوں کے معاملے میں دخل دے۔وہ خدا کا یہ حق خدا کے بجائے پارلیمنٹ کو سونپ دیتا ہے جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ یہ نظام بحیثیت ایک نظام کے خدا کو نہیں مانتا۔جیسا کہ 1928ء میں امریکہ کی دستور ساز اسمبلی نے شراب پینے کو جائز قرار دے دیا کہ یہ انسان کا حق ہے۔چنانچہ اس نظام کے حق میں جو زیادہ سے زیادہ نرم بات کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ نظام انسان کو ایک ایسے خدا کی پرستش کی اجازت دیتا ہے جو انسان کی رہنمائی کرنے سے عاری ہے یا اس منصب سے معزول یا دستبردار ہو چکا ہے (معاذ اللہ)۔

حقیقت یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت جہالت کے اندھیروں میں ہے۔خدا کو اگر مانتی بھی ہے تو اس طرح کہ ماننے کا حق ادا نہ ہو۔دنیا میں قائم اُن نظاموں پہ نگاہ دوڑائیں جن کے زیر سایہ انسانوں کی اکثریت اپنی زندگیاں گزار رہی ہے تو آپ جانیں گے مسلمان مغلوب ہونے، منتشر ہونے، سیاسی انارکی کا شکار ہونے، معاشی طور پہ بدحال ہونے اور مغرب کی تقلید کے باعث اس قابل ہی نہیں رہے کہ اُس نسخہ کیمیا کو اپنے ہاتھوں پہ اٹھا کر لوگوں سے کہہ سکیں کہ یہ ہے انسانیت کی فلاح کا واحد حل۔اور وہ یہ اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ وہ خود قرآن پہ عمل کرنے سے گریزاں ہیں۔58 مسلمان ممالک میں کوئی ایسا ملک نہیں جہاں براہ راست غیر سودی معیشت کا نعرہ اس بنا پہ لگایا گیا ہو کہ خدا سود سے روکتا ہے اس لیے ہم نہ سود لیں گے نہ سود دیں گے۔ بلکہ اس کے برعکس مسلم ممالک کہتے ہیں کہ چونکہ عالمی نظام معیشت سودی ہے اس لیے مجبوراً ہمیں بھی اُس نظام کا حصہ بننا پڑ رہا ہے۔نہ شریعت کا نفاذ کسی مسلم حکمران کا مطمع

نظر ہے نہ اللہ کی رضا اُن کے نزدیک کوئی اہمیت رکھتی ہے۔ چنانچہ ایک خدا کو ماننے والے اس گروہ کا تذکرہ یہاں عارضی طور پہ موقوف کیا جاتا ہے کہ آنے والے مضامین امت مسلمہ کے زوال پر کچھ مباحث تحریر کرنے مقصود ہیں جہاں اِن امور کا تفصیل سے جائزہ لیا جائے گا کہ حامل قرآن ہونے کے باوجود ہم لوگوں کو کیوں نہ بتا سکے کہ انسانیت کے ہر دکھ، ہر مصیبت، ہر پریشانی، ہر آفت، ہر دِقت، ہر مشکل، ہر مسئلے کا حل اس کتاب میں موجود ہے؟؟؟

یہاں ہم اشتراکیت اور لادین جمہوریت پر بحث کر رہے ہیں۔ دیکھیں کہ اشتراکیت اور لادین جمہوریت کا تعلق بھی براہ راست خدا کے انکار یا اقرار سے جڑا ہوا ہے اور اِن نظاموں کے حق یا باطل ہونے کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنے سے قبل یہ امر ناگزیر ہے کہ انسان کا ذہن خدا کے معاملے میں یکسو ہو چکا ہو۔ کیونکہ اگر آپ واقعتاً خدا کو مانتے ہیں تو آپ اشتراکیت سے انکار کر دیں گے اس لیے کہ اشتراکیت کی بنیاد ہی خدا کے انکار پہ رکھی ہے۔ اسی طرح اگر آپ خدا کے سچے پرستار ہیں تو آپ لادین جمہوریت سے بھی انکار کر دیں گے اس لیے کہ آپ کسی ایسے خدا کو ماننے کے لیے قطعی تیار نہ ہوں گے جو آپ سے اپنی پرستش تو کراتا ہو مگر زندگی کی پر پیچ راہوں میں آپ کی مدد کو نہ لپکے، مصیبت اور دکھ میں آپ کی دُعا پہ کان نہ دھرے، چنانچہ اس تقسیم سے یہ بات تو ظاہر ہوگئی کہ یا تو آپ خدا کو ماننے والے ہیں یا پھر آپ خدا کے انکار کرنے والے ہیں اور یہی دو گروہ ہیں جو خطہ ارض کی مہیب آبادیوں میں بستے ہیں۔ چنانچہ ہم یہاں انھی انسانی نظریات پہ بحث کر رہے ہے جن کی بنا پر اُس نے کائنات کی عقلی اور مادی تشریح کو اپنا لیا ہے اور کائنات کے کسی خالق کو نظر انداز کر دیا ہے جس سے اُن کی زندگیوں میں اُس خلا نے جنم لیا ہے جو نہ اشتراکیت کے مادی فلسفے سے پر ہوا اور نہ لادین جمہوریت اس کی تشفی کر سکی۔ تو آخر اس تشنگی کا حل کیا ہے۔ کیا یہ سوچ کی غلطی ہے موقف کی کوتاہی ہے یا شیطان کا دھوکا ہے۔ منکرین خدا جب خدا کو نہیں مانتے تو یقیناً وہ کسی شیطان کو بھی نہیں مانتے حالانکہ دراصل وہ اسی کے پجاری ہیں۔ تاہم چونکہ شیطان کوئی مادی وجود نہیں

رکھتا اس لیے وہ شیطان کا بھی انکار کرتے چنانچہ باقی صرف موقف کی غلطی رہ جاتی ہے۔یاد رہے کہ موقف کی غلطی یا اس کے اشتباہ سے سائنس کے عظیم میدان میں بھی غلط نتائج نکل سکتے ہیں اور یہ نتائج دوررس یا عظیم بھی ہوسکتے ہیں مگر ضروری نہیں کہ کسی سائنسی غلطی کی سزا پوری انسانیت کو بھگتنی پڑے۔لیکن اگر یہی غلطی خدا کے ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ میں ہوجائے تو اس کے نتائج کس قدر ہولناک ، کتنے دوررس اور کس قدر عظیم ہوں گے اس کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔تاہم اس کے کچھ عکس ضرور دیکھے جاسکتے ہیں جیسا کہ گذشتہ چند سالوں میں صرف امریکی ڈالر ایمپریل ازم کو برقرار رکھنے میں کس قدر انسانی خون بہا اس کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔اخباری رپوٹوں کے مطابق امریکہ کی عراق پر فوج کشی کے نتیجے میں وہاں دس لاکھ سے زیادہ لوگ ہلاک ہوئے جن میں چار لاکھ وہ بچے بھی شامل ہیں جن کی عمریں نو سال سے کم تھیں اور وہ نہیں جانتے تھے کہ ڈالر ایمپریل ازم کیا ہے نہ وہ یہ جانتے تھے کہ اُن کے گرم خون سے کس ملک کی معاشیات کو استحکام پہنچ رہا ہے، کس کے سامان تعیش میں اضافہ ہو رہا ہے کس نجس ذہن نے اُس کے خون کو اپنی خواہشوں کی آبیاری کے لیے استعمال کیا ہے اور افغانستان میں بھی تو وہی عفریت گھوم رہا ہے جو انسانی خون کا پیاسا ہے جس کی پیاس بجھنے میں ہی نہیں آتی اس لیے کہ اُس کی پیاس اُس کے جسم کی پیاس نہیں ہے بلکہ اُس کی پیاس اُس کی روح کی پیاس ہے جسے وہ خون سے بھی نہیں بجھا سکتا اگرچہ وہ اس کا تجربہ کرتا رہتا ہے۔خیر ہم ذکر کر رہے تھے اُن لوگوں کا جنھوں نے کہا کہ خدا نہیں ہے اور وہ اس پر بضد ہیں۔خدا ہے یا نہیں یہ انسانی زندگی کا بنیادی مسئلہ ہے اور اس کے اثرات پوری زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔اس گمان میں غلطی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ پوری انسانی زندگی غلط ہو کے رہ جائے۔زندگی کا ہر شعبہ غلط رخ اختیار کرلے اور تمام تر مادی ترقیات کے باوجود نوع انسانی ہلاکت وخسران کی قربان گاہ پہ بھینٹ چڑھا دی جائے۔موجودہ دور میں ہم اسی مصیبت عظمیٰ سے دوچار ہیں اس لیے کہ بد قسمتی سے دنیا کی زمام کار انھی بدبختوں کے ہاتھ میں ہے جو خدا کے انکاری ہیں اور وہ خدا کے

انکار کی اساس پہ ہی پوری دنیا اور کل جہان کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور اس پہ بضد بھی ہیں۔اس غلط روش کے جو مہلک نتائج نکل رہے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں ہم اُن سے بحث نہیں کرتے تاہم اتنا حق تو ضرور رکھتے ہیں کہ اُن بنیادوں کی تلاش میں نکلیں جن پہ الحاد کی یہ عمارت کھڑی ہے۔

اہل مغرب اور اشتراکیت پسندوں کے آپسی اختلاف کے باوجود الحادی رویوں میں وہ بہت حد تک مشترک ہیں اور اُن کے جوش وخروش کو دیکھ کر کبھی کبھی تو یوں گمان ہوتا ہے کہ اُن کے پاس خدا کے نہ ہونے کے بہت سے قطعی اور عقلی دلائل ضرور ہوں گے جن کی بنا پر وہ الحاد کی عظیم ذمہ داری اپنے سر لینے کو تیار ہو گئے ہیں اور اسی قطعیت اور وثوق کے ساتھ دنیا کے دیگر لوگوں کو بھی اپنے نظریات کی طرف بلا رہے ہیں۔کیا واقعی انھوں نے اسرارِ کائنات میں سے کچھ ایسا کھوج نکالا ہے جس کی بنا پر وہ خود کو خدا کے انکار کا حقدار قرار دینے میں حق بجانب ہیں۔کیا واقعی خدا کا انکار کر دینے سے اُن کے تمام مسائل حل ہو گئے ہیں اور کیا خدا کا انکار کر دینے سے اُن کو کوئی ایسا فائدہ ملا ہے جس سے اُن کے مادی اور روحانی مسائل حل ہو گئے ہیں۔اسی کا سوال کا جواب کھوجنے کے لیے ہم پہلے اُس گروہ کا تخیل پیش کریں گے جو کہتے ہیں کوئی خدا نہیں،ازاں بعد اُن لوگوں کو تذکرہ کیا جائے گا جو ایک سے زیادہ خداؤں کو مانتے ہیں اور آخر میں موحدین کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے گا ایمان اور انکار کی تذکیر کی جائے گی۔

انشاءاللہ!

دور دور تک جہاں تک نظر جاتی ہے الحاد کے سائے نظر آتے ہیں روس کے ایک ارب چین کے ایک ارب اور دیگر بہت سی انسانی بستیاں ہیں جن کی زندگیوں میں کسی خدا کی کوئی گنجائش نہیں ، حیرت ہے اس کے باوجود کچھ لوگ جہنم کے وجود پہ نقطہ چینی کرتے ہیں۔

ملحدین

تاریخ کے ایوانوں میں بھی اگرچہ لوگوں کے ایسے گروہوں کا سراغ ملتا رہا ہے جن کے خیال میں کوئی خدا نہیں سمایا' تاہم اُن کے الحاد اور آج کے ملحدین کے نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے گزرے کل میں انسان نے جہالت میں خدا کا انکار کیا' آج لوگوں نے علم کی بنا پہ خدا کا انکار کیا' کل کے لوگوں نے بغیر کسی دلیل کے خدا کا انکار کیا' آج کے لوگوں نے خدا کے انکار پہ دلیل بھی دی' کل کے لوگوں نے کسی ذاتی منفعت کی خاطر خدا سے انکار نہ کیا' مگر آج کے لوگوں نے ذاتی منفعت کے لیے خدا کا انکار کیا۔کل کے لوگوں نے کائنات اور انسان کے مابین باہمی تعلق کی تشریح نہ کی بلکہ اپنی شعوری پستی شاید اُن کے الحاد کا باعث بنی ۔آج کے انسان کا دعویٰ ہے کہ اُس نے انسان اور کائنات کے مابین باہمی تعلق کو کھوج لیا ہے جو ایک مادی تعلق ہے۔اس لیے کائنات کے مادی وجود کی وجہ سے کائنات کی مادی تشریح ہی مناسب ہے اور کائنات کی مادی تشریح میں کسی خدا کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی ۔منکریں خدا کے پاس کوئی عقلی دلیل نہیں وہ محض ایک ضد پہ قائم ہیں شاید اللہ کی

مشیت بھی اسی میں ہے آخر جہنم کا پیٹ بھی تو بھرنا ہے۔ منکرین خدا کے دلائل لایعنی ہیں عام طور پہ اُن کا کہنا ہے کہ چونکہ خدا کا کوئی ظاہری اور مادی وجود نہیں ہے جسے وہ آلاتِ محسوسات سے محسوس کر سکیں اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں۔

انھیں خدا کے وجود کا علم نہیں اور وہ اپنے حواس سے خدا کو نہ پا سکے یہ موقف واضح طور پر عدم علم کا موقف ہے مگر انھوں نے عدم علم کو عدم وجود کا مترادف سمجھ لیا ہے اور قطعیت کے ساتھ خدا کا انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ عقلی طور پر خدا کو نہ جاننے کی صورت میں خدا کے ہونے کا بھی اتنا ہی قوی امکان ہے جتنا کے اس کے نہ ہونے کا ہے۔ تاہم انسان غور کرنے کے لیے تیار نہیں اور ہدایت چل کر کسی کے پاس نہیں جاتی ہدایت کو خلوص دل کے ساتھ اپنانا پڑتا ہے انسان اگر کسی خالق کو نہیں مانتا اُس کی اعبادت نہیں کرتا تو اس سے بھی خالق کی عظمت و رفعت میں کوئی فرق نہ آئے گا صرف انسان راہ سے بھٹک جائے گا اور جو انسان خالق کے وجود سے بے اعتناء ہو خالق کو اُس کے بھٹکنے کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔

خطہ ارض پہ بسنے والے اربوں لوگ شیطان کی پیروی میں اس طرح منہمک ہیں کہ خدا نے انھیں اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے خود کو خدا سے دور کر لیا ہے حالانکہ وہ اس پر قادر نہیں ہیں۔ اُن کی اخلاقی پستی کی انتہا ہے یہ ہے کہ وہ نہ صرف خدا کا مذاق اڑاتے ہیں بلکہ خدا کے ماننے والوں کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ حالانکہ ایک سطحی عقل رکھنے والا شخص بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ کسی چیز کا علم نہ ہونا اور بات ہے اور کسی چیز کا نہ ہونا اور بات ہے۔ اس بات میں فرق کرنا ہی علم کی کلید ہے۔ علم اور سائنس کا سارا ارتقاء اسی فرق کو ملحوظ رکھنے کی بدولت ہوا ہے اگر انسان اس فرق کو ملحوظ نہ رکھتا تو انسان جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکیوں سے نکل کر علم اور سائنس کی دنیا میں کبھی قدم نہ رکھ سکتا۔ مگر سائنس خدا نہیں جیسا کہ بہت سے خدا ناشناس لوگوں کا خیال ہے سائنس تو محض ایک علم ہے جس میں دوسرے علوم کی سی

کوتاہیاں اور کمیاں بھی ہیں۔ سائنس نے کائنات کی جو مادی تشریح کی ہے دراصل تو اُسے عقلی تشریح ہی کہا جائے گا اس لیے کہ عقل کے سوا اور کون سا ذریعہ علم تھا جس کی مدد سے انسان نے کائنات کی مادی تشریح کی ہے۔ مقصدیت اور معنویت تو بہت دور کی بات ہے سائنس کے پاس اس بات کا بھی کوئی جواب نہیں کہ یہ کائنات اور کیوں کر اور کیسے وجود میں آئی۔ دیکھیں کہ سائنس کے ذریعے کائنات کے حقیر ترین اجزا کے بارے میں بھی ہم صرف یہ جان سکتے ہیں کہ اُن اجزا کی صفات اور اجزائے ترکیبی کیا ہیں ہم یہ کبھی نہیں جان سکتے کہ یہ صفات اور اجزائے ترکیبی کیوں ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ ہائیڈروجن اور آکسیجن کے امتزاج سے پانی بنتا ہے لیکن اِن دونوں گیسوں کے یکجا ہونے سے پانی کیوں بنتا ہے اور پانی میں وہ خصوصیات کیوں نہیں ہیں جو اِن دونوں گیسوں کی بنیادی خاصیت ہے یعنی کہ ہائیڈروجن جلنے والی گیس اور آکسیجن جلانے والی گیس ہے مگر جب یہ ملتی ہیں تو پانی بنتا ہے اور پانی نہ جلتا ہے نہ جلایا جا سکتا ہے بلکہ پانی سے جلتے ہوئے وجود کو بجھایا جا سکتا ہے یعنی یکجائی کے بعد یہ دونوں گیسیں اپنی اصلیت کے الٹ ہو جاتی ہیں۔ آگ جلتی ہے پانی اسے بجھاتا ہے۔ یہ کیوں ہے؟ روزمرہ کی بات ہے کہ سوڈیم اور کلورین کے ملنے سے نمک بنتا ہے جسے ہم کھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ سوڈیم ہاتھ لگتے ہی جل اٹھتا ہے اور کلورین ایک زہریلی گیس ہے مگر جب یہ ملتے ہیں تو نمک بن جاتے ہیں تب کلورین کا زہر کہاں جاتا ہے سوڈیم کی آگ سینے کو کیوں نہیں جلاتی۔ یہ محض دو مثالیں ہیں۔ ہر چند کہ سائنس کے ساتھ یہ معاملہ قدم قدم پہ پیش آنے والا معاملہ ہے۔ مگر سائنس اس کیوں اور کیسے کا جواب دینے سے عاجز ہے اس لیے کہ سائنس وجودات کا علم نہیں ہے وجوادت کی ماہیت کو معلوم کرنے کا علم ہے اور یہ ایک محدود علم ہے۔ سائنس کا دامن اس قدر محدود ہے کہ اتنے چھوٹے چھوٹے کیوں کا جواب بھی نہیں دے سکتی تو کائنات کے سب سے بڑے کیوں کا جواب کیونکر دے سکتی ہے۔ مگر اللہ کی لعنت ہو انسانوں کے اُس جم غفیر پر جنھوں

نے قادرِ مطلق کے مقام پر سائنس کو بٹھا دیا ہے۔ دیکھیں کہ کائنات کی تشریح کے معاملے میں جب یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ یہ کائنات آیا کسی قادرِ مطلق کی نشانی ہے یا محض اتفاق سے وجود میں آ گئی ہے کہ اس اتفاق پہ ایمان لانے والے بھی کثرت سے موجود ہیں حالانکہ اُن کا استدلال بھی محض جہالت ہے اور وہ اس کو عقلی استدلال گردانتے ہیں۔ یہ سوال کہ کائنات کیوں وجود میں آئی کیسے وجود میں آئی اور کیونکر اُس کا عظیم نظم رواں دواں ہے اس کیوں کا جواب کانوں سے ڈھونڈھنا، ہاتھوں سے تلاشنا، آنکھوں سے کھوجنا، یعنی حواس سے رازِ کائنات تک پہنچنا کیونکر ممکن ہے جب کہ وہ حقیر حقیر سے سوالوں کے جواب دینے سے بھی عاجز ہے اور لوگ ہیں کہ سائنس کے محدود دائرے میں اور حواس کے مختصر احساس میں کائنات کے سب سے بڑے کیوں کو تلاش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات کس قدر آسان ہے کہ کسی چیز کو اُس کے خالق کے ذریعے سے ہی جانا جائے کہ اُس سے بڑھ کے اور کون ہوگا جو اس چیز کے متعلق جانتا ہوگا جس نے وہ چیز بنائی ہے۔

مگر عقل کے اِن اندھوں نے جب یہ کہا کہ کائنات کسی نے نہیں بنائی بلکہ خود سے وجود میں آ گئی ہے تو اب وہ اس بات کے سزاوار ہونے سے تو رہے کہ وہ کائنات کے خالق سے کائنات کے بارے میں جانیں۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا اقرار ہو یا خدا کا انکار ہو یہ دونوں عقلی نظریے ہیں اور عقلی دلائل کی بنا پہ ہی انھیں صحیح یا غلط ثابت کیا جا سکتا ہے حواس یا آلات کے ذریعے نہ خدا کے وجود کا اثبات کیا جا سکتا ہے اور نہ الحاد کو ثابت کیا جا سکتا ہے اور یہی کمی تھی جسے خدا ناشناسوں نے محسوس نہ کیا اور اُس منزل کی طرف سفر کرنے لگے جس کا نام تک وہ نہ جانتے تھے ۔خدا کا انکار کرنے والے کبھی یکسو نہیں ہو سکتے اس لیے کائنات کے بارے میں بھی خدا ناشناس کبھی کسی نظریے، کسی نقطے، کسی اجتماعی تخیل تک کبھی نہ پہنچ سکے بلکہ صحرا میں گم اونٹوں کی طرح بے منزل ہی بے مقصد محور کے گرد گھومتے رہے اسی لیے الحاد کے کسی گوشے سے تو یہ آواز آتی ہے کہ!

وہم وخیال سے زیادہ کائنات کی کوئی حقیقت نہیں!

تو کوئی دوسرا کہتا ہے۔کائنات کبھی پیدا نہیں ہوئی اور نہ کبھی مرے گی!

پھر کسی نے اپنے عقل کی پٹاری کھولی تو آواز آئی،کائنات خود ہی پیدا ہوگئی تھی اور خود ہی چل رہی ہے۔

کائنات کے بارے صاف سیدھا اور سچا نظریہ جو خود خالق کائنات نے انسان کو بتایا وہ یہ ہے کہ کائنات کو اللہ نے پیدا کیا ہے جو قادر مطلق ہے ہر چیز کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور وہی ہے جو اپنی قدرت وحکمت سے اس کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے،کوئی نہیں جو اُس کے کاموں میں دخل دے سکے،کوئی نہیں جو اُس کی خدائی میں سر اٹھا سکے،کوئی نہیں جو اس کی قدرت میں دخیل ہو۔وہ لوگ جو خدا کی قدرت قاہرہ کے قائل نہیں اُن کی عقل پہ ماتم کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔کائنات پر صرف ایک نظر ڈال لینے سے ہی خالق کے استدلال پر مہر تصدیق ثبت ہوجاتی ہے۔

دیکھیں کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی مطیع وفرمانبردار ہے،دریا اُس کے حکم کے مطابق بہتے ہیں، ستارے اُس کی مرضی سے چمکتے ہیں،بادل اُس کے حکم سے برستے ہیں کائنات میں ہر طرف نشو نما کا پورا سامان موجود ہے،پیدائش سے لے کر موت تک یہاں کی بے حد ونہایت اشیاء کو انسانی زندگی اور اُس کے ارتقاء کے لیے معاون بنایا گیا۔ہوا،روشنی،پانی نمکیات ومعدنیات کے بے حد وحساب ذخیرے ہیں جو اللہ نے انسان کی خدمت کے لیے مخصوص کر دیئے ہیں اس لیے کہ وہ لوگ جو اللہ کی واحدنیت پر یقین رکھتے ہیں،جن کو اُس شرف کا احساس ہے جو انھیں خالق کی طرف سے عطا کیا گیا ہے یعنی وہ جو رب کے حقیقی نائب ہیں اور اللہ کی زمین پر فساد نہیں پھیلاتے بلکہ اُس کی اطاعت کرتے ہیں انھی کی بدولت دراصل اللہ کے انکار کرنے والوں پہ عذاب نہیں آتا،اللہ نے انھیں مہلت دے دی ہے اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ مجھ سے بھاگ کے کہیں بھی نہیں جاسکتے اور ایک روز اِن بدبختوں کو اللہ کے حضور پیش کر دیا جائے

گا۔اور اللہ نے اس کائنات کو ہرگز ہرگز عبث نہیں بنایا اس لیے کہ خالق کوئی بھی کام عبث نہیں کرتا چنانچہ قرآن حکیم ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لآيَاتٍ لِّأُوْلِي الألْبَابِ (190) الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّهَ قِيَاماً وَقُعُوداً وَعَلَىَ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ O

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 3/190-191)

ترجمہ:

''بلاشبہ آسمانوں اور زمینوں کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔جن کی حالت یہ ہے کہ وہ یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے بھی اور وہ غور کرتے ہیں زمین و آسمان کی پیدائش میں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس زمین کو یونہی بلا مقصد پیدا نہیں فرمایا اس لیے کہ آپ عبث کاموں سے پاک ہیں''۔

مشرکین

مشرکین میں سرفہرست نصاریٰ ہیں ۔نصرانیت اسلام کے بعد دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہے۔بنیادی طو پہ نصرانیت ایک الہامی مذہب ہے جسے لوگوں نے اپنی خواہشات کی بھینٹ چڑھادیا۔قرآن حکیم میں انھیں اہل کتاب کہہ کر پکارا گیا ہے اس لیے کہ اللہ نے اُن کی طرف بہت سے رسول اور کتابیں بھیجیں اس کے باوجود بھی ہدایت اُن کے نصیب میں نہ تھی۔انھوں نے اللہ کی واحدنیت پہ تثلیث کا اضافہ کردیا اور کہا کہ اللہ ایک نہیں بلکہ تین ہیں۔اب کوئی تین الہٰ بنائے جیسے کہ نصاریٰ نے بنائے یا تین کروڑ الہٰ بنائے جیسے کہ ہندوؤں نے بنائے اس سے جرم کی ماہیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اس لیے کہ اللہ ایک ہے اور وہی انسانوں کا معبود ہے۔تو جس نے کہا الہٰ ایک سے زیادہ ہیں اصطلاح میں اسے مشرک کہا جائے گا۔چنانچہ نصاریٰ کا شمار بھی بغیر کسی ادنی تامل کے مشرکین میں کیا جائے گا اس لیے کہ انھوں نے ایک کے بجائے تین الہٰ بنا لیے حالانکہ اُن کے دین کی اساس توحید پہ رکھی گئی تھی۔عہد نامہ عتیق(Old Testament)کے سرسری مطالعہ سے بھی یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل کے لائے ہوئے دین کی اولین اساس توحید تھی اور اُن کے نزدیک عبادت کے لائق صرف اللہ رب العزت کی ذات تھی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام سمیت تمام انبیاء نے اپنی اپنی قوم کے

سامنے توحید کو ہی پیش کیا۔ انھوں نے لوگوں کو شرک کے ادنیٰ سے ادنیٰ شائبہ سے بھی دور رکھنے کی کوشش کی۔ آج بھی بائیل کی بہت سی آیات اس بات کی شہادت پیش کرتی ہیں کہ توحید ہی اہل کتاب کی حقیقی میراث تھی تاہم انھوں نے اپنی کتاب کا جو حشر کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ بنی اسرائیل میں انبیاء کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری رہا جس کی وجہ سے بہت عرصے تک اُن کے اندر توحید کا تصور زندہ رہا۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ انبیاء ورسل کی بے پناہ کوشش کے باوجود قوم بنی اسرائیل اخلاقی انحطاط کی طرف مائل رہی۔ اُن کے عوام وخواص نہ صرف یہ کہ بد اخلاقی اور بدعملی کی ناپاک گہرائیوں میں اترتے چلے گئے بلکہ انھوں نے اپنے عقائد بھی بدل لیے اور اپنی کتابوں میں بھی من پسند تبدیلیاں کر لیں۔ اُن میں سے بہت علماء پرستی، مشائخ پرستی اور روایت پرستی کا شکار ہو گئے۔ خود اُن کی کتابیں اور اُن کے انبیاء کے وعظ اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ اپنی قوم کی بدعملی سے کس حد تک پریشان تھے۔

چنانچہ اُن کے ایک نبی یسعیاہ علیہ السلام قوم کو پکارتے ہوئے کہتے ہیں:

''اسی طرح تم اپنی روایات کے لیے خدا کے حکم کو باطل کرتے ہو۔ اے مکارو یسعیاہ نبی نے تمھارے حق میں کیا خوب پیش گوئی کی تھی کہ یہ لوگ زبان سے میری تعظیم کرتے ہیں ہونٹوں سے میری تعریف کرتے ہیں لیکن اِن کے دل مجھ سے دور ہیں وہ آدمیوں کے حکم کو ضرورت سمجھ کر میری پرستش باطل کرتے ہیں''۔

(متی۔ باب6-5 تا9)

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ لوگ خدا کی کھلی نافرمانی کرتے اور اپنے اس عمل پہ ذرا بھی پشیمان نہ ہوتے۔ اُن کے ہاں اگر کوئی شخص کسی فقہی اصول یا رائج الوقت کسی معمولی سے رواج یا روایت کے خلاف کوئی عمل کر

بیٹھتا تو اُن کے علماء و مشائخ آسمان سر پہ اٹھا لیتے ۔قرآن حکیم میں اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی کج روی پہ جا بجا تنقید کی گئی ہے۔بطور مثال یہاں چند آیات سے رہنمائی لی جاتی ہے تا کہ آج کے نام نہاد مہذب مغرب کی تاریخ سے کچھ آشنائی حاصل ہو سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (40) وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ (41) وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2/42-40)

ترجمہ:

”اے بنی اسرائیل ! ذرا خیال کرو میری اس نعمت کا جو میں نے تمہیں عطا کی تھی ۔میرے ساتھ تمھارا جو عہد تھا اسے پورا کرو تب میں اپنے عہد کو پورا کروں گا جو میں نے تمھارے ساتھ کیا تھا۔میں اُسے ضرور پورا کروں گا اگر تم مجھ سے ہی ڈرو۔میں نے جو کتاب بھیجی ہے اس پر ایمان لاؤ۔یہ کتاب اُس کتاب کی تائید کرتی ہے جو تمھارے پاس پہلے سے موجود ہے۔لہٰذا سب سے پہلے تم ہی منکر نہ بن جاؤ۔تھوڑی قیمت پر میری آیات کو مت بیچو اور میرے غضب سے بچو۔باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جانتے بوجھتے حق چھپانے کی کوشش مت کرو“۔

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَO

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 44/2)

ترجمہ؛

”تم لوگوں کو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو مگر خود اس سے گریزاں ہو حالانکہ تمھارے پاس کتاب ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قوم بنی اسرائیل کے بگاڑ کی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ تکبر میں مبتلا ہوگئی کیونکہ ایک وقت میں زمین کے سینے پر وہ دنیا کی واحد قوم تھی جن کے پاس الہامی روشنی تھی باقی ہر طرف اندھیرا تھا۔قوم بنی اسرائیل ہی کو تمام عالم کا امام اور رہنما بنا دیا گیا تھا تا کہ وہ دوسرے لوگوں کو اللہ کی بندگی کی طرف بلائے ۔ پھر رفتہ رفتہ اُن کے عقیدہ آخرت میں بھی خرابی آ گئی ۔ وہ اس قسم کے خام خیالات کے اسیر ہو کے رہ گئے کہ چونکہ وہ جلیل القدر پیغمبروں کی اولاد ہیں، بڑے بڑے صلحاو زہاد سے نسبت رکھتے ہیں اس لیے ہماری بخشش تو انھی بزرگوں کے صدقے ہو جائے گی کہ اُن کا دامن گرفتہ ہو کر بھلا کوئی کیسے سزا پا سکتا ہے۔انھی جھوٹے بھروسوں نے اُن کو دین سے غافل کر دیا اور وہ گناہوں اور تکبر میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔قرآن حکیم میں نہایت تفصیل کے ساتھ قوم بنی اسرائیل کی گمراہی کے مراحل کو بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِيَ الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ (47) وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا

تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئاً وَلاَ يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلاَ
يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلاَ هُمْ يُنصَرُونَ (48) وَإِذْ نَجَّيْنَاكُم
مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوَءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ
أَبْنَاءكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءكُمْ وَفِي ذَلِكُم بَلاءٌ
مِّن رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ (49) وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ
فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ (50)
وَإِذْ وَاعَدْنَا مُوسَى أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن
بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ (51) ثُمَّ عَفَوْنَا عَنكُم مِّن بَعْدِ
ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (52) وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَى
الْكِتَابَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (53) وَإِذْ قَالَ
مُوسَى لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُمْ
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُواْ إِلَى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُواْ
أَنفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ
عَلَيْكُمْ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (54) وَإِذْ قُلْتُمْ يَا
مُوسَى لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ
الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ (55) ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ
مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (56) وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ
الْغَمَامَ وَأَنزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُواْ مِن
طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِن كَانُواْ
أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (57) وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُواْ هَذِهِ الْقَرْيَةَ
فَكُلُواْ مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَداً وَادْخُلُواْ الْبَابَ سُجَّداً

وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ
الْمُحْسِنِينَ (58) فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلاً غَيْرَ الَّذِي
قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزاً مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا
كَانُوا يَفْسُقُونَ (59) وَإِذِ اسْتَسْقَى مُوسَى لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا
اضْرِب بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
عَيْناً قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن
رِّزْقِ اللَّهِ وَلاَ تَعْثَوْا فِي الأَرْضِ مُفْسِدِينَ (60) وَإِذْ قُلْتُمْ
يَا مُوسَى لَن نَّصْبِرَ عَلَىَ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ
يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنبِتُ الأَرْضُ مِن بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُومِهَا
وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَى بِالَّذِي
هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْراً فَإِنَّ لَكُم مَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ
عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآؤُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكَ
بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ
بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ O

(القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2/46-61)

ترجمہ؛

”اے قوم بنی اسرائیل! یاد کرو میری اُس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اوراس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں پر فضیلت عطا کی تھی اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی کسی کے ذرا کام نہ آئے گا۔ نہ کسی کی سفارش قبول کی جائے گی نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی۔ یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم کو فرعونیوں سے نجات بخشی تھی جب کہ انھوں نے تم کو سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا۔ وہ تمھارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتے

تھےاوراس حالت میں تمھارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔یاد کرو وہ وقت جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمھارے لیے راستہ بنایا پھر اس میں سے تمھیں بخریت گزار دیا پھر وہیں تمھاری آنکھوں کے سامنے فرعونیوں کو ہلاک کر دیا گیا۔یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو چالیس شبانہ روز کی قرارداد پر بلایا تو اس کے پیچھے تم بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے۔اُس وقت تم نے بڑی زیادتی کی تھی مگر اس پر بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا کہ شاید اب تم شکر گزار بن جاؤ۔یاد کرو کہ (ٹھیک اُس وقت جب تم یہ ظلم کر رہے تھے) ہم نے موسیٰ کو کتاب اور فرقان عطا کی تا کہ اس کے ذریعے سے تم سیدھا رستہ تلاش کر سکو۔یاد کرو جب موسیٰ (یہ نعمت لیے ہوئے پلٹا تو اُس نے) اپنی قوم سے کہا کہ لوگو تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سخت ظلم کیا ہے لہٰذا تم لوگ اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک کرو اسی میں تمھارے خالق کے نزدیک تمھاری بہتری ہے۔اُس وقت تمھارے خالق نے تمھاری توبہ قبول فرمالی کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ جب تک کہ ہم اپنی آنکھوں سے اعلانیہ خدا کو (تم سے کلام) کرتے نہ دیکھ لیں اُس وقت تمھارے دیکھتے دیکھتے ایک صاعقہ نے تم کو آلیا تم بے جان ہو کر گر چکے تھے مگر ہم نے تم کو جلا اٹھا کہ شاید اسی احسان کے بدلے تم شکر گزار بن جاؤ۔ہم نے تم پر ابر کا سایہ کیا من وسلویٰ کی غذا تمھارے لیے فراہم کی اور تم سے کہا کہ جو پاک چیزیں ہم نے تمھیں بخشی ہیں انھیں کھاؤ،مگر تمھارے اسلاف نے جو کچھ کیا وہ ہم پر ظلم نہ تھا بلکہ انھوں نے خود اپنے آپ پر ہی ظلم کیا تھا۔پھر یاد کرو کہ جب ہم نے کہا تھا کہ یہ بستی جو تمھارے سامنے ہے اس میں داخل ہو جاؤ اور اس کی پیداوار جس طرح چاہو مزے سے کھاؤ،مگر بستی کے دروازے میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے داخل ہونا اور کہتے جانا حِطَّةٌ حِطَّةٌ ہم تمھاری خطاؤں سے درگزر کریں گے اور نیکو کاروں کو مزید فضل وکرم سے نوازیں گے مگر جو

بات کہی گئی تھی ظالموں نے اُسے بدل کر کچھ کا کچھ کر دیا آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا یہ سزا تھی اُن کی نافرمانیوں کی جو وہ کررہے تھے۔ یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دُعا کی تو ہم نے کہا فلاں چٹان پہ اپنا عصا مارو چنانچہ اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اور ہر قبیلے نے جان لیا کہ اُس کے پانی لینے کی جگہ کون سی ہے اُس وقت یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ یاد کرو جب ہم نے تم سے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے اپنے رب سے دُعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری کھیرا، ککڑی گیہوں لہسن پیاز اودالیں پیدا کرے تو موسیٰ نے کہا کیا ایک بہتر چیز کے بدلے تم ادنیٰ درجے کی چیزیں لینا چاہتے ہو۔ اچھا کسی شہری آبادی میں جا رہو جو کچھ مانگتے ہو وہاں تمھیں مل جائے گا۔ آخر کار نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ذلت وخواری اور پستی و بدحالی اُن پر مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے یہ نتیجہ تھا اُن کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدودِ شرح سے نکل نکل جاتے ہیں۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ اُن کی تاریخ ہے جو نافرمانیوں کا ایک تسلسل ہے، اللہ کے احکامات سے منہ موڑنے پر جس قدر یہ قوم دلیر ہوئی اس قدر اور کوئی قوم نہ تھی۔ انھوں نے اللہ کے احکامات کو بدل کے رکھ دیا بلکہ اللہ کے احکامات کو خواہش نفس کے تابع کر دیا۔ سینٹ پال اور اُس کے متبعین نے لوگوں سے کہا کہ تورات کی شریعت اب منسوخ ہو چکی ہے اور وہ ہر چیز جو پہلے حرام تھی اب حلال ہے ۔ حالانکہ حضرت مسیح کا پورا زور اس بات پہ تھا کہ خود ساختہ روایات اور قوانین کے بجائے احکامات الٰہی کی پیروی کی جائے۔ احکام خداوندی سے اُن کی مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لائی

ہوئی شریعت ہی تھی ۔مگر یہودی خدا کی نافرمانی اور اخلاق باختہ زندگی کے اس قدر عادی ہو چکے تھے کہ جو کوئی انھیں اُن کی حرکات شنیعہ سے روکتا وہ اُس کے دشمن بن جاتے اور بس چلتا تو انھیں قتل بھی کر دیتے چاہے مقتول اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہی کیوں نہ ہو۔اسی لیے یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احکامات سے انکار کیا بلکہ اُن کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام پر بھی بہتان تراشے ۔ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس امر کی کچھ تفصیل بیان کر دی جائے کہ یہودی اور عیسائیوں کے راستے کب جدا ہوئے حالانکہ قبل ازیں یہ ایک ہی قوم تھے ایک ہی امت تھے اور انھیں قوم بنی اسرائیل کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

تب بنو اسرائیل اللہ کی سب سے محبوب قوم تھی ۔فلسطین پر وہ حاکم تھے بیت المقدس اللہ کا مقدس گھر تھا۔حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد نے جب دیکھا کہ اُن کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں تو انھوں نے انتظامی معاملات چلانے کے لیے حکومت کو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے بارہ قبیلوں پر تقسیم کر دیا۔مگر حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنا گھرانا جس کو بنی لاوی کہا جاتا تھا اُس نے حکومت میں شامل ہونے سے انکار کیا بلکہ پہلے ہی وہ دینی معاملات کی نگہداشت کا فریضہ ادا کرتا تھا۔پھر قبیلہ بنی لاوی کے چوبیس خاندانوں میں حضرت ہارون علیہ السلام کا خاندان وہ خاص گھرانہ تھا جس کو انتہائی زیادہ تقدس حاصل تھا اور وہی مقدس کے اندر جا سکتے تھے، وہی خداوند خدا کے سامنے بخور کی آگ جلاتے اور وہی پاک ترین چیزوں کی حفاظت و تقدیس کا اہتمام کرتے ۔حتیٰ کہ خود بنی لاوی کے خاندان میں سے بھی کوئی مقدس کے اندر نہ جا سکتا تھا ۔مگر وہ مقدس یعنی بیت المقدس کے صحن اور اُس کی کوٹھریوں میں کام کرتے اور سبت کے دن اور عیدوں کے موقع پر سوختنی قربانیاں چڑھاتے اور مقدس کی حفاظت کے سلسلے میں بنی ہارون کا ہاتھ بٹاتے ۔بنی ہارون کے چوبیس خاندانوں میں ایک خاندان بنی ابیاہ کا بھی تھا جس کے سردار حضرت زکریا علیہ السلام تھے جو اللہ کے نبی تھے اور مقدس کے اندر جا سکتے تھے انھوں نے اپنی ساری زندگی لوگوں کو نیکی کا راستہ دکھاتے ہوئے گزاری مگر جب وہ بوڑھے ہو گئے تو انھیں اس

بات کا شدت سے احساس ہونے لگا کہ کاش اُن کے بیٹے ہوتے جو مقدس کی حفاظت میں اُن کا ہاتھ بٹاتے تب ایک روز انھوں نے اپنی اس تمنا کا اظہار رب العزت کیا تو اللہ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی قرآن کی زبان سے اس واقعہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا (2) إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاء خَفِيّاً (3) قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْباً وَلَمْ أَكُن بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيّاً (4) وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِراً فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً (5) يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيّاً (6) يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيّاً (7) قَالَ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِراً وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيّاً (8) قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِن قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئاً (9) قَالَ رَبِّ اجْعَل لِّي آيَةً قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيّاً (10) فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَن سَبِّحُوا بُكْرَةً وَعَشِيّاًO

القرآن الحکیم (سورۃ مریم 19/11-2)

ترجمہ؛

”اس میں ذکر ہے اُس رحمت کا جو تیرے رب نے اپنے بندے زکریا پر کی جب اُس نے اپنے رب کو چپکے چپکے پکارا۔ اُس نے عرض کی: اے میرے پروردگار میری ہڈیاں

تک گھل گئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے اے پروردگار میں تجھ سے مانگ کر کبھی نامراد نہیں رہا مجھے اپنے پیچھے اپنے بھائی بندوں کی برائیوں کا خوف ہے اور میری بیوی بانجھ ہے تو مجھے اپنے فضل خاص سے ایک وارث عطا کر دے جو میرا وارث بھی ہو اور آل یعقوب کی میراث بھی پالے، اور اے میرے پروردگار اُس کو ایک پسندیدہ انسان بنانا۔

اللہ کی طرف سے جواب آیا:

اے زکریا! ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اور ہم نے اس نام کا کوئی شخص اس سے پہلے پیدا نہیں کیا۔

حضرت زکریا نے عرض کی:

اے میرے رب بھلا میرے ہاں بیٹا کیسے ہوگا جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو کر سوکھ چکا ہوں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ایسا ہی ہوگا جیسا کہا گیا ہے تیرا رب فرماتا ہے یہ تو میرے لیے ذرا سی بات ہے آخر اس سے پہلے میں تجھے بھی تو پیدا کر چکا ہوں جب کہ تو کچھ بھی نہ تھا۔

حضرت زکریا نے کہا!

اے پروردگار میرے لیے کوئی نشانی مقرر فرما:

اللہ نے فرمایا: تیرے لیے نشانی یہ ہے کہ تو پیہم تین دن تک کچھ بول نہ سکے گا۔

چنانچہ حضرت زکریا محراب سے نکل کر قوم کے پاس آئے اور اشارے سے اُن کو ہدایت کی کہ اللہ کی تعریف میں صبح و شام مصروف رہو"۔

قرآن حکیم نے حضرت زکریاعَلَیْہِ السَّلَام کا جو واقعہ یہاں بیان کیا ہے اُس کی تصدیق نصاریٰ کی کتابیں بھی کرتی ہیں۔ چنانچہ انجیل سے ایک بیان یہاں تحریر کردیا جاتا ہے تاکہ یہود و نصاریٰ کے انکار کی گنجائش نہ رہے۔ کیونکہ وہ اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ وہ انبیاء کو قتل کرتے رہے ہیں حالانکہ انھوں نے حضرت یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو قتل کرادیا تھا۔

”یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس کے زمانے میں ابیاہ کے فریق سے زکریا نام کا ایک کاہن تھا اور اُس کی بیوی ہارون کی اولاد سے تھی اور اُس کا نام الیشبع تھا اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند خدا کے سب احکام وقوانین پر بے عیب چلنے والے تھے۔ اور اُن کے اولاد نہ تھی کیونکہ الیشبع بانجھ تھی اور وہ دونوں عمر رسیدہ تھے۔ جب وہ خدا کے حضور اپنے فریق کی باری پر کہانت کا کام انجام دیتا تھا تو ایسا ہوا کہ کہانت کے دستور کے موافق اُس کے نام کا قرعہ نکلا کہ وہ خداوند کے مقدس میں آگ جلائے۔ اور لوگوں کی ساری جماعت خوشبو جلاتے وقت باہر دُعا کر رہی تھی کہ خداوند کا فرشتہ خوشبو کے مذبح کی داہنی طرف کھڑا ہوا اُس کو دکھائی دیا۔ زکریا اُسے دیکھ کر گھبرایا اور اُس پر دہشت چھا گئی۔ مگر فرشتے نے اُس سے کہا اے زکریا: خوف نہ کر تیری دُعا قبول کرلی گئی ہے اور تیری بیوی الیشبع کے ہاں بیٹا ہوگا تو اُس کا نام یوحنا (یحییٰ) رکھنا تو خوش وخرم ہوگا اور بہت سے لوگ اُس کی پیدائش پر خوش ہوں گے کیونکہ وہ خدا کے حضور میں وہ بزرگ ہوگا وہ ہرگز شراب نہ پئے گا اور اپنی ماں کے پیٹ سے ہی روح القدس سے بھرا جائے گا۔ اور بہت سے بنو اسرائیلیوں کو خداوند خدا کی طرف جو اُن کا خدا ہے پھیرے گا۔ اور وہ ایلیا (حضرت الیاس عَلَیْہِ السَّلَام) کی روح اور قوت میں اس سے آگے آگے چلے گا کہ والدوں کے دل کی اولاد کی طرف اور نافرمانوں کو راستبازوں کی دانائی پر چلنے کی طرف پھیرے گا اور خداوند خدا کے لیے ایک مستعد قوم

تیار کرے گا۔ زکریا نے فرشتے سے کہا میں اس بات کو کس طرح جانوں؟ کیونکہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ اور عمر رسیدہ ہے۔ فرشتے نے اس سے کہا میں جبرائیل ہوں جو خدا کے حضور کھڑا رہتا ہوں اور اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھ سے کلام کروں اور تجھے اِن باتوں کی خوشخبری دوں۔ اور دیکھ جس دن تک یہ باتیں واضح نہ ہولیں تو چپکا رہے گا اس لیے کہ تو نے میری باتوں کا جو اپنے وقت پر پوری ہوں گی پر یقین نہ کیا۔ اور لوگ زکریا کی راہ دیکھتے اور تعجب کرتے کہ اسے مقدس میں رویا دیکھی ہے اور وہ اُن سے اشارہ کرتا ہے اور وہ گونگا ہی رہا"۔

(لوقا۔ باب ا۔ آیت 22-5)

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حالات زندگی کی تفصیلات نصاریٰ کی کتابوں کے تضادات کی وجہ سے بکھر سی گئی ہیں۔ تاہم اُن کی کتابوں اور قرآن حکیم سے جو اشارات ملتے ہیں اُن کے مطابق حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ بڑے تھے اور اُن کی والدہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ آپس میں رشتے دار تھیں۔ 30 سال کی عمر میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو نبوت عطا کر دی گئی اور یوحنا کی ایک روایت کے مطابق انھوں نے شرق اردن کے علاقے میں دعوت الیٰ اللہ کا کام شروع ہو کیا اور لوگوں کو راہ ہدایت کی طرف بلایا۔ جیسا کہ یوحنا میں بیان کیا گیا کہ!

میں بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند خدا کی راہ کو سیدھا کرو"۔

(یوحنا۔ باب ا۔ آیت 23-1)

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مرقس کا بیان ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام لوگوں کو گناہوں سے توبہ کراتے اور توبہ کرنے والوں کو بپتسمہ دیتے۔یعنی توبہ کے بعد غسل کراتے تا کہ روح اور جسم دونوں پاک ہو جائیں۔ چنانچہ یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ اُن کے معتقد ہو گئے اور اُن کے پاس جا کر بپتسمہ لیتے تھے۔ اسی بنا پر اُن کا نام یوحنا بپتسمہ دینے والا مشہور ہو گیا تھا۔عام طور پر بنواسرائیل اُن کی نبوت کو تسلیم کر چکے تھے۔حضرت یحییٰ علیہ السلام اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنتے اور چمڑے کا پٹکا کمر سے لٹکائے پھرتے اُن کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔وہ لوگوں کو روزے نماز کی تلقین کرتے وہ لوگوں سے کہتے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں ہو وہ ایک کرتہ اپنے بھائی کو دے دے اور جس کے پاس دو لوگوں کا کھانا ہو وہ اُس میں اپنے بھائی کو شامل کرے۔وہ فقیرانہ زندگی گزارتے اور نگر نگر کوچہ کوچہ گھومتے رہتے اور لوگوں کو دین حق کی طرف بلاتے رہتے۔وہ لوگوں سے کہتے کہ توبہ کر لو اس لیے کہ آسمانی بادشاہت کا وقت قریب آچکا ہے۔یعنی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد سے مطلع کر رہے تھے۔متی میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ عام لوگوں کو بپتسمہ دیتے۔لوگوں کو نصیحت اور دانش کی باتیں بتاتے۔پھر جب اُن کے پاس حکمران طبقہ بپتسمہ لینے کے لیے آنے لگا تو وہ بپتسمہ دینے سے رُک گئے۔

”اور انھوں نے اِن لوگوں سے کہا:اے سانپ کے بچو تم کو کس نے جتا دیا کہ آنے والے غضب سے بھاگو۔اپنے دل میں یہ کہنے سے خیال نہ کرو کہ ابراہم ہمارا باپ ہے۔اب درختوں کی جڑوں میں کلہاڑا رکھا ہوا ہے پس جو درخت پھل نہیں لاتا اور اُسے کاٹا جاتا ہے جلایا جاتا ہے“۔

(متی۔باب 1۔آیت 7-10)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے دور میں یہودیوں کے حکمران کا نام ''ہیرو اینٹی پاس'' تھا۔اور اُسی کی ریاست میں حضرت یحییٰ علیہ السلام لوگوں کو دعوت حق کا پیغام دیتے پھر رہے تھے۔ یہودیہ کے لوگ سرتاپا رومی تہذیب میں غرق ہو چکے تھے جس کی وجہ سے سارا ملک فسق و فجور میں مبتلا ہو چکا تھا۔بادشاہ نے اپنے بھائی فلپ کی حسین بیوی کو اُس سے چھین کر اپنے گھر میں ڈال رکھا تھا ۔جب یہ بات حضرت یحییٰ علیہ السلام تک پہنچی تو انھوں نے اس کی بہت مذمت کی اور لوگوں کو بادشاہ کے اس گناہ کی طرف متوجہ کیا۔انھوں نے بادشاہ کی فسق و فجور کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سرعام بادشاہ کے اس عمل ملامت کی اور بادشاہ کے خلاف اپنی آواز بلند کی۔ ہیرو بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جیل میں ڈال دیا حالانکہ وہ اُن کو ایک راست باز اور مقدس آدمی کے طور پہ جانتے تھے اور اُن کی عزت بھی کرتے تھے۔

تاہم وہ اس بات سے بھی آگاہ تھا کہ لوگ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بہت تعظیم کرتے ہیں اور ممکن ہے وہ اُن کے لیے کوئی مسئلہ پیدا کر دیں۔ دوسری طرف بادشاہ کی داشتہ ہیرو یاس یہ سمجھتی تھی کہ یحییٰ علیہ السلام نے جو اخلاقی روح اپنی قوم میں پھونکی ہے اُس کی وجہ سے لوگوں کی نظر میں ہیرو یاس جیسی عورتیں ذلیل ہو کر رہ گئی ہیں۔ چنانچہ اپنے دل میں وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے خلاف بغض پالتی رہی۔ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی جان کی دشمن بن گئی تھی اور اُس کی خواہش تھی کہ وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قتل کرا دے۔ آخر بادشاہ کی سالگرہ کے دن اُن نے وہ موقع پا ہی لیا۔

اُس دن ہیرو یاس کی بیٹی نے دربار میں خوب رقص کیا جس پر خوش ہو کر بادشاہ نے کہا مانگ کیا مانگتی ہے۔لڑکی نے ماں سے پوچھا اور اس کے بعد اُس نے بادشاہ سے یحییٰ علیہ السلام کا سر مانگ لیا۔ بادشاہ یہ سن کر قدرے غمگین ہوا کہ دل میں وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی قدر کرتا تھا تاہم اُسے اپنے وعدے کا پاس بھی تھا اس لیے ایک رقاصہ کی خواہش پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر محل میں لے جایا گیا اور رقاصہ کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ بنی اسرائیل کی کتابوں میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کو ایک عام آدمی کہا گیا بلکہ بعض اوقات تو اُن کی مضحکہ بھی اڑایا گیا ہے

حالانکہ وہ اللہ کے جلیل القدر پیغمبر تھے۔

چنانچہ قرآن حکیم میں اُن کے متعلق ارشاد فرمایا گیا کہ!

يَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا (12) وَحَنَانًا مِّن لَّدُنَّا وَزَكَاةً وَكَانَ تَقِيًّا (13) وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُن جَبَّارًا عَصِيًّا (14) وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا O

القرآن الحکیم (سورۃ مریم 11-15/19)

ترجمہ:

”اے یحییٰ کتاب الٰہی کو مضبوطی سے تھام لو۔اور ہم نے اسے بچپن سے ہی حکم سے نوازا اور اپنی طرف سے اُس کو نرم دلی اور پاکیزگی عطا کی،اور وہ بہت پرہیزگار اور اپنے والدین کا حق شناس تھا،وہ جبار نہ تھا اور نہ ہی وہ نافرمان تھا۔سلام اُس پر جس روز وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس روز وہ زندہ کر کے اٹھایا جائے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

دوسری طرف حضرت مریم علیہا السلام تھیں جن کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جنم لیا اور یہودیوں نے اُن کا انکار کیا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق جو کچھ یہود ونصاریٰ کی کتابوں میں لکھا ہے قلم اُسے لکھنے سے گریزاں ہے اس لیے کہ جب اُن کے اخلاق اس قدر پست ہو چکے تھے کہ وہ ایک رقاصہ کی خواہش پر اللہ کے نبی کا سر کاٹ کر اُس کے قدموں میں رکھ دیتے تھے تو اُن کے نزدیک حضرت مریم علیہا السلام کی کیا حیثیت تھی۔چنانچہ انھوں نے اپنی اخلاقی پستی کا ثبوت دیا اور انھیں فاحشہ لکھا۔حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُن کے ہاں پیدا ہونا صرف اور صرف اللہ کی قدرت سے تھا۔اُن کی کتابوں اور اُن کے علماء کی طرف سے حضرت مریم علیہا السلام کی جس طرح کردارکشی کی گئی ہے ہم اُسے بیان کرنے سے قاصر

ہیں اور صرف اُس حقیقت کو ہی بیان کریں گے جسے قرآن نے بیان کیا ہے اس لیے کہ قرآن میں صرف سچ بیان کیا جاتا ہے اور وہ کلام الٰہی ہے۔ قرآن یہود و نصاریٰ کی کتابوں کی طرح نہیں ہے جو لوگوں کے خیالات پر مشتمل ہیں اور نہ اس میں تحریف کی گئی ہے جیسا کہ یہود ونصاریٰ کی کتابوں کے ساتھ ہوا ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم میں بیان کیا گیا کہ!

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا
مَكَانًا شَرْقِيًّا (16) فَاتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا
فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (17) قَالَتْ
إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَن مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا (18) قَالَ إِنَّمَا
أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا (19) قَالَتْ أَنَّى
يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا (20)
قَالَ كَذَلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً
لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا (21) فَحَمَلَتْهُ
فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا (22) فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَى
جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَذَا وَكُنتُ
نَسْيًا مَّنسِيًّا (23) فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ
رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا (24) وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ
تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (25) فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي
عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ
لِلرَّحْمَنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا (26) فَأَتَتْ بِهِ

قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا (27)
يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ
أُمُّكِ بَغِيًّا (28) فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن
كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا (29) قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ
الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا (30) وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا
كُنتُ وَأَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا
(31) وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا (32)
وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا
(33) ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ
يَمْتَرُونَ (34) مَا كَانَ لِلَّهِ أَن يَتَّخِذَ مِن وَلَدٍ سُبْحَانَهُ
إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ (35) وَإِنَّ
اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (36)
فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن
مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيمٍ (37) أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا
لَٰكِنِ الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (38) وَأَنذِرْهُمْ
يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا
يُؤْمِنُونَ (39) إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا
يُرْجَعُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ مریم 19/40-15)

ترجمہ:

''اور اے محمد: اس کتاب میں مریم کا حال بیان کرو جب کہ وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر شرقی جانب گوشہ نشیں ہوگئی تھی اور پردہ ڈال کر وہ اُن سے چھپ بیٹھی تھی۔ اس

حالت میں ہم نے اس کے پاس اپنی روح کو (یعنی فرشتے کو) بھیجا اور وہ اُن کے سامنے پورے انسان کی شکل میں رونما ہوا۔

مریم یکا یک بول اٹھی کہ: اگر تو کوئی خدا ترس انسان ہے تو میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں،

فرشتے نے جواب دیا: میں تو تیرے رب کا فرستادہ ہوں اور اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

حضرت مریم نے کہا: میرے ہاں لڑکا کس طرح ہوسکتا ہے جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور نہ میں کوئی بدکار عورت ہوں۔ فرشتے نے کہا! ایسا ہی ہوگا، تیرا رب فرماتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لیے بہت آسان ہے اور یہ ہم اس لیے کریں گے کہ اُس لڑکے کو لوگوں کے لیے نشانی بنادیں اور اپنی طرف سے ایک رحمت۔ اور یہ کام ہو کے رہنا ہے۔ پھر مریم کو حمل رہ گیا اور وہ اس حمل کو لیے ہوئے ایک دور کے مقام پر چلی گئی ۔پھر زچگی کی تکلیف نے اُسے ایک کھجور کے درخت کے نیچے پہنچادیا۔

وہ خود سے کہنے لگی: کاش میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور میرا نام ونشان مٹ جاتا۔

(پھر فرشتہ حاضر ہوا) اور حضرت مریم کو پائنتی کی طرف سے پکارا:

غم نہ کر تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمے کو رواں کر دیا ہے اور تو ذرا اس درخت کے تنے کو تو ہلا تیرے اوپر تازہ کھجوریں گریں گی۔ پس تو کھا پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر پھر اگر کوئی آدمی تجھے نظر آئے تو اس سے کہہ دے کہ میں نے رحمان کے لیے روزے کی نظر مانی ہے اس لیے میں کسی سے نہ بولوں گی۔

پھر وہ اپنے بچے کو لیے ہوئے اپنی قوم میں آئی تو لوگ کہنے لگے اے مریم یہ تو نے کیا گناہ کر ڈالا اے ہارون کی بیٹی نہ تیرا باپ کوئی برا آدمی ہے اور نہ تیری ماں کوئی بدکار عورت تھی۔ مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا:

لوگوں نے کہا! ہم اس سے کیا بات کریں جو گھوارے میں پڑا ہوا ہے اور بچہ ہے۔ (مگر بچہ گھوارے سے) بول اٹھا اور کہا میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور بابرکت کیا ہے کہ جہاں بھی میں رہوں۔ اور مجھے نماز وزکواۃ کی پابندی کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں اور اپنی والدہ کا حق ادا کرنے والا بنایا اور مجھ کو جبار اور شقی نہیں بنایا۔ سلام ہے مجھ پر جب کہ میں پیدا ہوا اور جب کہ میں مروں اور جبکہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں۔ یہ عیسیٰؑ ابن مریم ہے اور یہ ہے اُس کے بارے میں وہ سچی بات جس میں لوگ شک کر رہے ہیں اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ذات ہے، جب وہ کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہوجا اور بس وہ ہوجاتی ہے۔ اور (حضرت عیسیٰؑ نے کہا تھا کہ) اللہ میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے پس تم اُس کی بندگی کرو کہ یہی سیدھی راہ ہے۔ مگر وہ مختلف گروہ باہم اختلاف کرنے لگے سو جن لوگوں نے کفر کیا اُن کے لیے وہ وقت بڑی تباہی کا ہوگا جب وہ ایک بڑا دن دیکھیں گے جب وہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے اُس روز اُن کے کان بھی خوب سن رہے ہوں گے اور اُن کی آنکھیں بھی خوب دیکھتی ہوں گی مگر آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اے محمد! اس حالت میں جب کہ یہ لوگ غافل ہیں اور ایمان نہیں لا رہے تو انھیں اُس دن سے ڈراؤ جس دن فیصلہ کر دیا جائے گا اور پچھتاوے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہوگا۔ آخر کار ہم زمین اور اُس کی ساری چیزوں کے وارث ہوں گے اور سب ہماری طرف ہی پلٹائے جائیں گے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ وہ حقیقت ہے جس سے یہ امر ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہ تھے بلکہ وہ تو ایک جلیل القدر پیغمبر تھے جنھوں نے لوگوں کو حق کی طرف بلایا اور برائی سے رُک جانے کی

تلقین کی۔ دراصل انبیاء کی پیہم آمد کے باوجود بھی جب یہودی انکار وانحراف کی راہ پہ ہی جمے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اُن کے جرموں کی سزا دینا چاہی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں انھیں ایک موقع اور دیا تا کہ اللہ کی حجت تمام ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے یہ تدبیر فرمائی کہ بنی ہارون کی ایک زاہدہ عابدہ لڑکی کو جو بیت المقدس میں معتکف تھی اور زکریا علیہ السلام کے زیر تربیت تھی اُسے اللہ نے اپنی قدرت سے دوشیزگی کی حالت میں حاملہ کر دیا تا کہ جب وہ بچہ لیے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئے تو ساری قوم ہیجان میں مبتلا ہو جائے اور لوگوں کی توجہات یکلخت اس پر مرکوز ہو جائیں پھر اسی تدبیر کے نتیجے میں جب ایک ہجوم حضرت مریم علیہ السلام پر ٹوٹ پڑا تو اللہ کی قدرت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے سے ہی لوگوں کو خطاب کیا اور اُن کو بتایا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور انھیں کتاب عطا کی گئی ہے۔اس کا مقصد یہ تھا کہ جب وہ بڑے ہوں اور لوگوں میں اپنی نبوت کا اعلان کریں تو اُس وقت سینکڑوں لوگ اس امر کی شہادت دیں کہ وہ اس بچے کی شخصیت میں اللہ تعالیٰ کا حیرت انگیز معجزہ دیکھ چکے ہیں۔

مگر اُن کی قوم نے اُن کے ساتھ کیا کیا اُن کی دعوت کے جواب میں وہ اُن کی دشمن ہوگئی انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں پر تہمت لگائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا اگر چہ اللہ تعالیٰ نے انھیں محفوظ رکھا اور آسمانوں پہ اٹھا لیا جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے مگر نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے سولی پہ چڑھ گئے۔ بعد میں انھی لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں غلو کیا اور اُن کے متعلق ابن اللہ ہونے کا عقیدہ اپنا لیا۔حالانکہ قرآن اس بات کا شاہد ہے کہ جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش یک معجزہ تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی ایک معجزہ ہے۔ تو کیا لوگوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو خدا بیٹا بنا لیا تھا۔مگر عیسائیوں نے آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا لیا اور اسی عقیدے پر جم گئے۔قرآن حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور

اُن کے قوم کے انکار کا احوال بیان کیا گیا ہے

ارشاد ہوتا ہے کہ!

قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ
كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ
كُن فَيَكُونُ (47) وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ (48) وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي
قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ
الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ
اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ
وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ
فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (49) وَمُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي
حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ
وَأَطِيعُونِ (50) إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (51) فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ
الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ
أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (52) رَبَّنَا آمَنَّا
بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ
(53) وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ
(54) إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَىٰ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ
وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ

فَوقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَومِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ
مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ
تَخْتَلِفُونَ (55) فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَاباً
شَدِيداً فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ
(56) وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ
أُجُورَهُمْ وَاللّهُ لاَ يُحِبُّ الظَّالِمِينَ (57) ذَلِكَ نَتْلُوهُ
عَلَيْكَ مِنَ الآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ (58) إِنَّ مَثَلَ
عِيسَى عِندَ اللّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثِمَّ قَالَ لَهُ
كُن فَيَكُونُ (59) الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلاَ تَكُن مِّن
الْمُمْتَرِينَ O

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 3/60-47)

ترجمہ:

’’اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی خوشخبری دیتا ہے۔ اُس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا، اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا لوگوں سے گہوارے میں بھی کلام کرے گا اور بڑی عمر کو پہنچ کر بھی۔ اور وہ ایک صالح مرد ہوگا۔ یہ سن کر مریم بولی! پروردگار میرے ہاں بچہ کہاں سے ہوگا مجھے تو کسی شخص نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جواب ملا’’ ایسا ہی ہوگا اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہوجا اور بس وہ ہوجاتا ہے۔ (فرشتوں نے پھر اپنے سلسلہ کلام میں کہا) اور اللہ اُسے کتاب وحکمت کی تعلیم دے گا، تورات وانجیل کا علم سکھائے گا اور بنی اسرائیل کی طرف اپنا رسول مقرر کرے گا۔ (اور جب وہ بحیثیت رسول بنی اسرئیل کے پاس آیا تو اس نے کہا) میں تمہارے رب کی طرف سے تمھارے پاس نشانی لے کر آیا تھا، میں تمھارے سامنے

مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور مردے کو زندہ کرتا ہوں۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ تم کیا کھاتے ہو اور کیا اپنے گھروں میں ذخیرہ کر کے رکھتے ہو۔ اور اس میں تمھارے لیے کافی نشانی ہے اگر تم ایمان لانے والے ہو اور میں اُس تعلیم و ہدایت کی تصدیق کرنے والا بن کے آیا ہوں جو تورات میں سے اس وقت میرے زمانہ میں موجود ہے۔ اور میں اس لیے آیا ہوں کہ تمھارے لیے بعض اُن چیزوں کو حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی ہیں۔ دیکھو میں تمھارے رب کی طرف سے تمھارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں لہٰذا اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے لہٰذا تم اُسی کی بندگی اختیار کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔ مگر جب عیسیٰ نے محسوس کیا کہ بنی اسرائیل کفر و انکار پر آمادہ ہیں تو اُس نے کہا: کون اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہوتا ہے؟ حواریون نے کہا ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں ۔مالک تو نے جو فرمان نازل کیا ہے ہم نے اسے مان لیا ہے اور تیرے رسول کی پیروی اختیار کی ہے ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔ پھر قوم بنی اسرائیل (مسیح کے خلاف) خفیہ تدبیریں کرنے لگے جواب میں اللہ نے بھی اپنی خفیہ تدبیر کی اور ایسی تدبیروں میں اللہ سب سے بڑھ کر ہے۔ جب اُس نے کہا کہ اے عیسیٰ اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور جنھوں نے تیرا انکار کیا اُن سے تجھے پاک کر دوں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک ان لوگوں پر بالا دست رکھوں گا جنھوں نے تیرا انکار کیا ہے۔ پھر تم سب کو آخر کار میرے پہ پاس آنا ہے اُس وقت میں اُن باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تمھارے مابین اختلاف ہوا ہے ۔جن لوگوں نے کفر و انکار کی روش اختیار کی ہے انھیں دنیا اور آخرت دونوں میں سخت

سزادوں گا اور وہ کوئی مددگار نہ پائیں گے، اور جنھوں نے ایمان اور نیک عملی کا رویہ اختیار کیا انھیں ان کے پورے پورے اجر دیئے جائیں گے اور خوب جان لو کہ اللہ ظالموں سے ہرگز محبت نہیں کرتا۔ یہ آیات اور حکمت سے لبریز تذکرے ہیں جو ہم تمہیں (محمد ﷺ) کو سنا رہے ہیں۔ اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے کہ اللہ نے اسے مٹی سے پیدا کیا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔ یہ اصل حقیقت ہے جو تمھارے رب کی طرف سے بتائی جا رہی ہے اور تم اُن لوگوں میں شامل نہ ہو جو اس میں شک کرتے ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

جب نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تب یہودی اور نصاریٰ اپنی الہامی کتابوں میں تحریف کر چکے تھے۔ اپنے دین کی اساس کھو چکے تھے۔ توحید سے منہ موڑ چکے تھے۔ اس لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے دین کی تجدید کرتے مگر انھوں نے انکار کیا اور رسول اللہ ﷺ سے دشمنی کی جس کی وجہ سے نہ صرف اُن کو دنیا میں ذلت کا سامنا کرنا پڑا بلکہ اُن کی آخرت بھی برباد ہو گئی۔ پھر اسلام دنیا پر غالب ہو گیا۔ یہودیوں کو خطہ عرب سے نکال دیا گیا اور وہ دربدر ہو گئے۔ نصاریٰ کی سب سے بڑی ریاست روم پہ مسلمانوں نے قبضہ کر لیا اور نصاریٰ پناہ کے لیے جگہ ڈھونڈنے لگے۔ ہزار سال تک مسلمان ہی دنیا پر حکومت کرتے رہے۔ پھر اول اول اسپین میں مسلمانوں کی عظیم ریاست کو زوال کا سامنا کرنا پڑا اس لیے کہ تب مسلمانوں نے بھی اپنی بنیادی ذمہ داریوں سے تساہل کا راستہ اختیار کیا۔ قرآن سے منہ موڑا اور دنیا کی تیزی سے بدلتے ہوئے حالات کو نگاہ میں نہ رکھا۔ اس دوران وہ کلیسا کے جبر کا سامنا کرتے رہے اور کلیسا نے اُن کے لیے جینا دشوار کر دیا تھا۔ چنانچہ جب یورپ میں صنعتی انقلاب اور آیا اور جاگیرداری کا نظام ختم ہو گیا تو رفتہ رفتہ کلیسا کی طاقت بھی کم ہوتی چلی گئی اور لوگوں نے کلیسا کے مطالبات پر سر جھکانا چھوڑ دیا

۔صنعتی دور سائنسی کی ترویج کے ساتھ ملحق تھا اس لیے جب سائنس نے ترقی کی تو لوگوں نے کسی خدا کے آگے جھکنے کو فضول جانا۔اس لیے کہ اب اُن کا معاشرتی نظام اُن کو زندگی کی بنیادی ضروریات فراہم کرنے لگا تھا۔اگرچہ یہ بے دینی کی ابتدا تھی اور لوگوں کی اکثریت کے دل میں ابھی اپنے دین کی محبت موجود تھی مگر جب انھوں نے نئے صنعتی دور کا موازنہ کلیسا کے دور سے کیا تو انھوں نے جانا کہ کلیسا تو اُن کے منہ سے خوراک وہ لقمہ بھی چھین لیتا تھا جو انھوں نے بہت محنت سے کمایا ہوتا جبکہ صنعت وحرفت نے انھیں نہ صرف روزگار مہیا کیا بلکہ اُن کی عزت نفس کو بھی بحال کیا ہے۔

چنانچہ مغرب سے دین رخصت ہونے لگا اور مادی تہذیب کا آغاز ہو گیا۔اُن کی مادی رفعتوں کا سفر آج تک جاری ہے مگر اُن اخلاقی اور روحانی تنزلی کا سفر بھی جاری ہے اس لیے کہ خدا سے انکار کے بعد انسان زندگی کے اُس ارفع مقصد کو کھو دیتا ہے جس کے لیے اُسے پیدا کیا گیا ہوتا ہے۔چنانچہ آج کا مغرب بہت سی مادی منازل عبور کر چکا ہے اور ایک ایسا استحصالی نظام کرنے میں کامیاب ہو چکا ہے جس سے دولت کا بہاؤ مشرق سے مغرب کی طرف ہو گیا ہے مگر اس کے باوجود ایک تشنگی ہے ایک بے چینی ہے ایک اضطراب ہے جو مغرب میں ہر جگہ دکھائی دیتا ہے۔اُن کی سودی معیشت نے اگرچہ اُن کی طرز معیشت کو فائدہ پہنچایا ہے مگر اُن کے ذرا سے فائدے کی وجہ سے تیسری دنیا کے چار ارب لوگوں کا معاشی استحصال ہو رہا ہے۔

یہ معاشی عدم توازن دنیا میں جنگوں اور انارکی کا باعث بن رہا ہے اور زمین کا چہرہ انسان کے خون سے ہی سرخ ہو رہا ہے۔سچ تو یہ ہے خدا کا انکار کر کے مغرب نے کچھ بھی نہیں پایا اُن کی زندگی کی اساس ایک کھوکھلے تصور پہ رکھی ہے اور کوئی دن جاتا ہے کہ اُن کا نظام معیشت بھی زمین پر آنے والا ہے جیسا کہ کبھی لوگ کیمونزم یعنی دولت کی مساوی تقسیم کو انسانیت کی وجہ نجات قرار دیتے تھے مگر اسی زمین اور اسی آسمان نے دیکھا کہ انسانوں کے بنائے ہوئے اس معاشی نظام کا کیا حشر ہوا اور کیمونزم کو خود ماسکو میں بھی سر چھپانے کی جگہ نہ ملی اور وہ دن دور

نہیں جب سرمایہ داری نظام کو نیویارک میں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی اس لیے کہ یہ ایک ابدی اصول ہے کہ خدا کی نفی کے بل پر کوئی نظام زیست زیادہ دیر سر اٹھائے نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

پیام المزمل ﷺ

اللہ تعالیٰ نے ہدایت اگر چہ ہر شخص پر اتاری ہے مگر ہدایت کو ہر شخص کے لیے مقدر نہیں کیا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں خدا کو ماننے والے بھی، خدا کا انکار کرنے والے بھی، خدا کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے بھی۔ انھی لوگوں کا تذکرہ اِن صفحات میں کیا جارہا ہے جن کو اُن کے اعمال کے بدلے گمراہی کے اندھے غار کی طرف دھکیل دیا گیا اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی گمراہی اور جہالت سے بچائے۔ انکار کرنے والے گمراہوں کے بارے میں کچھ احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں کہ شاید کوئی دل ہدایت کے لیے آمادہ ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں انکار کرنے والوں سے اُس وقت تک لڑوں جب کہ وہ اللہ پر ایمان نہ لے آئیں۔ جب وہ ایمان لے آئے تب انھوں نے اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو مجھ سے بچا لیا''۔[*71]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

سورۃ الانعام میں جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو گناہ سے آلودہ نہ کیا تو ہم لوگ بہت پریشان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کون ہوگا جس سے گناہ نہ ہوا ہو، تب سورۃ لقمان میں آیت اتاری گئی کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے تو رسول اللہ ﷺ سے ہم نے فرمایا دیکھو یہاں گناہ سے مراد عام گناہ نہیں بلکہ شرک ہے''۔[*72]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں اللہ تعالیٰ لوگوں سے علم چھین کے نہیں لے گا بلکہ اُن کے اندر سے عالموں کو اٹھا لیا جائے گا جس کی وجہ سے علم اُن سے اُٹھ جائے گا اب وہ جاہل کے پاس جائیں گے جو انھیں جاہلیت کی بات بتائے گا بے علم اور جاہل بھی فتوہ دینے لگیں گے اور نا اہل لوگ حکمران بن جائیں گے''۔[*72]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی آیا اور اُس نے دہائی دی اے ابوالقاسم آپ کے ایک صحابی نے مجھے بازار میں تھپڑ مارا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے کہا اُس شخص کو حاضر کرو جس نے اس یہودی سے زیادتی کی ہے۔ جب وہ صحابی حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تجھے کس بات نے اکسایا کہ اس شخص کے ساتھ زیادتی کرے۔ صحابی نے بیان کیا یا رسول اللہ ﷺ نے اس نے مجھ سے جھگڑا

کیا کہ اِن کے نبی حضرت موسیٰ آپ ﷺ سے برتر ہیں مجھے اس کی بات پہ غصہ آ گیا اور میں نے اسے تھپڑ مار دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دیکھو اللہ کے پیغمبروں کو ایک دوسرے پر اس طرح برتری نہ دیا کرو۔ قیامت کے روز ایسا ہو گا کہ سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے تب سب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا اور میں دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کے ایک پائے کو تھامے ہوئے ہیں میں نہیں جانتا کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا وہ بیہوش ہی نہ ہوئے تھے"۔[*73]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

مدینہ کے یہودیوں میں سے ایک نوجوان لڑکی ملی جو مرنے والی تھی کسی نے اُس کا سر پتھروں سے کچل ڈالا تھا جب ہم اُس کے پاس پہنچے تو اُس کے کچھ سانس باقی تھے ہم نے اُس سے پوچھا اُس کو کس نے مارا ہے تو اُس نے ایک یہودی لڑکے کا نام لیا اس کے بعد وہ مر گئی۔ ہم نے معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اس لڑکے کو پکڑ کر لاؤ اور اُسے اسی طرح قتل کرو جس طرح اُس نے اِس لڑکی کو قتل کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کیا گیا اور اُس یہودی لڑکے کو پتھروں سے قتل کیا گیا"۔[*74]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ!

ہم مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت قیس بن اشعث اور ایک یہودی مجلس میں آئے اُن کے مابین زمین کے ایک ٹکڑے کا کچھ جھگڑا تھا۔

نبی اکرم ﷺ نے حضرت قیس بن اشعث سے کہا اشعث گواہ پیش کرو ورنہ میں یہودی کے حق میں فیصلہ کر دوں گا۔حضرت قیس بن اشعث گواہ پیش نہ کر سکے تو رسول اللہ ﷺ نے یہودی سے کہا کیا تم اس بات پر قسم اٹھاتے ہو کہ تم حق پر ہو۔اس پر حضرت اشعث نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا مال ہضم کرنے کے لیے یہ یہودی قسم اٹھا لے گا ۔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اٹھانے دو تھوڑے دنوں کا نفع ہے پھر عذاب ہی عذاب ہے مگر وہ یہودی ذرا نہ ڈرا اور قسم اٹھا گیا"۔[*75]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا لوگو سن لو قیامت اُس وقت تک قائم نہ ہو گی جب تک کہ تمھارے مابین عیسی ابن مریم منصف بن کے نہ اتر لیں، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے ۔سور کو مار دیں گے، جذیہ موقوف کر دیں گے، تب پیسے کی اس قدر کثرت ہو گی کہ کوئی اسے لینے کو تیار نہ ہو گا"۔[*76]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

حیرہ کے ایک یہودی نے مجھ سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ موسیٰ نے دونوں میعادوں میں سے کون سی معیاد پوری کی تھی، میں نے کہا مجھے عربوں کے عالم ابن عباس نے بتایا کہ انھوں نے دس سال کی مدت پوری کی تھی اس لیے اللہ کے پیغمبر جو عہد کرتے ہیں اُسے پورا کرتے ہیں"۔[*77]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہا تم اہل کتاب سے دین کی باتیں کیوں پوچھتے ہو حالانکہ اللہ کی کتاب تو تمھارے پاس ہے جس میں یہودیوں کی کتاب کی طرح کوئی ملاوٹ بھی نہیں کی گئی''۔[*78]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ!

جب خیبر فتح ہوا تو یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ خیبر کی زمین کاشت کرنے کے لیے آپ کو کاشت کاروں کی ضرورت ہو گی اگر آپ سے خدمت ہم سے لیں تو ہم آدھی پیداوار آپ کو دینے کے لیے تیار ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے یہودیوں کی اس گزارش کو قبول فرمالیا''۔[*78]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے کہ میری امت سے جو پہلا لشکر سمندر پہ سوار ہو کے جہاد کرے گا اللہ اُس کے لیے جنت واجب کر دے گا۔اُم حرام نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اُن میں شامل ہوں گی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں تو اُن میں شامل ہے''۔[*79]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا آخر زمانے میں تم یہودیوں سے لڑو گے، اُن میں سے کوئی پتھر کی اوٹ میں چھپے گا تو پتھر بولے گا یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے مسلمانوں اس کو پکڑو اور قتل کرو۔[*80]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت اُس وقت تک نہ آئے گی جب تک کہ تم یہود سے نہ لڑو گے"۔[*81]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

احزاب والے روز نبی اکرم ﷺ نے مشرکین کے خلاف بددعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میرے اللہ کتاب اتارنے والے، جلد حساب لینے والے، اِن کافروں کے گروہ کو شکست دے اِن کے قدم اکھیڑ دے"۔[*82]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے روز فرمایا کہ ہم جس قوم کے آنگن میں اترتے ہیں اُن کو ڈرا دیا جاتا ہے اور اُن کی صبح منحوس ہو جاتی ہے"۔[*83]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

جو کوئی دنیا میں ناحق قتل کیا جاتا ہے اُس قتل کے گناہ کا ایک حصہ آدم کے بیٹے قابیل کو پہنچتا ہے کیونکہ اسی نے ناحق خون کی روایت ڈالی''۔[84*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ جب یہودیوں کے پاس سے گزرتے تو وہ السلام کے بجائے السام علیکم (یعنی کہ تم مرو) کہتے۔تب نبی اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا جب وہ تم کو ایسا کہیں تو تم اُن کو صرف وعلیکم کہہ دیا کرو''۔[86*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

ایک روز رسول اللہ ﷺ یہودیوں کے محلے میں تشریف لے گئے اور انھیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی انھوں نے انکار کر دیا،تب نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا اپنی جائیدادیں بیچ ڈالو اس سے قبل کہ میں تمہیں جلاوطن کروں اس لیے کہ زمین تو اللہ اور اُس کے رسول کی ہے''۔[87*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ہر دغاباز کے لیے ایک جھنڈا ہوگا۔[88*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بے ضرورت پانی کو اس لیے نہ روکا کرو کہ بے ضرورت گھاس بھی بچی رہے''۔[89*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

توحید و شرک

کائنات کی رونق ہمہ گیر ہے، زندگی کا شور ہفت پہلو ہے، سانسوں کے آہنگ سے آرزو کا وجود ہے عقل کی وسعت لامحدود ہے، منزلیں اور فاصلے زیست کا محرک ہیں، زندگی کی راہیں کٹھن ہیں مگر حضرت انسان کا استقلال اُن پر حاوی ہے، کسی حدف کے حصول نے انسان کو سکون سے آشنا نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ اگلی منزل کا متلاشی ہی رہا۔ رونق ارض کے پس منظر میں تلاش و سعی کی ہزاروں صدیاں ہیں، حرف ولفظ کے پیرہن نے اُس کو معتبر مقام عطا کیا۔ فکر و نظر کے جہان نے اُسے توحید و شرک میں امتیاز سکھایا۔ صدیوں انسان کسی ان دیکھی اور پر ہیبت مخلوق کی تلاش میں رہا جس کی وہ پیروی کر سکے۔ جس کے آگے سر جھکا سکے، جس کے آگے اپنی ضرورت کو پیش کر سکے جس کے آگے اپنے دکھ کو بیان کر سکے۔ مگر اُسے خالق کے تعین میں اکثر و بیشتر ٹھوکر لگی اس لیے کہ اگر چہ اُن کا خالق اُن کے بالکل سامنے اور بہت قریب تھا اس کے باوجود انھوں نے اس کو پہچاننے میں تساہل سے کام لیا۔ انبیاء آتے رہے لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے لوگ اُن کی بات سنتے اور منہ پھیر لیتے اس

لیے کہ اللہ کے پیغمبر اُن کو جن باتوں کی دعوت دیتے اُن کے نفس انھیں قبول نہ کرتے۔ وہ کہتے کہ اس طرح تو ہمارے باپ دادا جھوٹے ثابت ہو جائیں گے۔ ایک خدا سے اتنی بڑی کائنات کیسے سنبھالی جائے گی اور اس جیسے بہت سے اعتراضات تھے جو انھوں نے اپنے انبیاء و رسل کے سامنے رکھے اگرچہ اللہ کے پیامبروں نے اُن کے ہر سوال کا تسلی بخش جواب دیا اس کے باوجود اُن کے نفس قبول حق سے گریزاں رہے اور انسان توحید کی بجائے شرک کے راستے پر چلتا رہا۔

بعض لوگوں کو یہ شبہ گزرا ہے کہ آج کا انسان تہذیب وتمدن کے جس مقام پر متمکن ہو چکا ہے وہاں یا تو الحاد ہے یا توحید، شرک مٹ گیا ہے در اصل اسی غلط فہمی کے ازالے کے لیے یہ صفحات تحریر کیے جا رہے ہیں کہ وہ لوگ جو در اصل تو شرک کیے جا رہے مگر خود کو توحید پر سمجھتے ہیں اُن کی علمی اور عقلی اصلاح ممکن ہو سکے۔ دیکھیں کہ مسلم معاشروں کا عام آدمی جو قرآن وسنت کا واجبی سا علم رکھتا ہے اُس کو توحید کا دعویٰ کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی اگرچہ وہ شرک کی حقیقت یا ماہیت سے آگاہ ہو یا نہ ہو۔ در اصل وہ خیال کرتا ہے کہ چونکہ وہ اسلام کا پیروکار ہے اور اسلام تو شرک کو جڑ سے کاٹ پھینکنے کا نام ہے اس لیے اب یہ ممکن نہیں کہ اُس سے کوئی عمل سرزد ہو جسے شرک کہا جا سکے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر شرک سے بیزاری اور توحید کے لیے جو عصبیت موجود ہے اُس کے پیچھے علم وشعور کے کوئی درجے نہیں ہیں بلکہ وہ محض ایک پندار ہے جو مسلمانوں کی مذہبی وتاریخی روایات پر قائم ہے اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ہی تو وہ گروہ ہیں جنھوں نے دنیا سے شرک کو مٹا کے رکھ دیا تھا تو اب یہ کیسے ممکن ہے ہم شرک میں مبتلا ہو جائیں۔ یہ محض ایک خوش فہمی ہے کہ کوئی ملحد یا عیسائی یا ہندو ایک عمل کرتا ہے تو وہ مشرک ہے اور ایک مسلم وہی عمل کرتا ہے تو اُسے مشرک نہ کہا جائے گا۔ یہ صرف خوش فہمی ہی نہیں یہ تو بے عدلی بھی ہے کہ انسان خود کو مسلمان بھی کہے اور دوہرے معیارِ تعزیر کا بھی قائل ہو۔ شرک ظلم عظیم ہے اور یہ انسان کے خالق کا قول ہے اس لیے انسان کو احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا

چاہیے اس لیے بھی کہ شیطان اپنی پوری ذریت کے ساتھ اُسے بہکانے کے لیے گھات لگائے بیٹھا ہے۔ تو اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ جدید سائنسی ایجادات وآلات کی وجہ سے، یا صنعت وحرفت میں بے پناہ ترقی کی وجہ سے یا متمدن اور مہذب شہری تہذیب ومعاشرت کی وجہ سے، یا لوگوں کی مادیت والحاد کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے شرک مٹ گیا ہے تو وہ شخص پاگل ہے اس لیے کہ جس طرح جنت ایک حقیقت ہے اسی طرح جہنم بھی ایک حقیقت ہے۔ جس طرح جنت اپنے مہمانوں کی منتظر ہے اسی طرح جہنم کی آگ بھی انسانوں کی بھوکی ہے اور انسانوں کی منتظر بھی۔ اس لیے کوئی یہ دعویٰ نہ کرے کہ آج دنیا سے شرک مٹ گیا ہے بلکہ ذرا سا غور کریں تو قوموں کی قومیں، ملکوں کے ملک، انبوہ کے انبوہ شرک میں مبتلا ہیں، اللہ کے انکار میں مبتلا ہیں اور انسانی نفس کی اس بیماری نے کسی عہد کسی دور میں انسان کا پیچھا نہیں چھوڑا اور وہ اپنے خالق کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتا ہی رہا ہے۔

شرک نجاست ہے شرک انسان کے اخلاقی وجود کی نفی ہے، شرک ظلم ہے جو انسان خود پہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اس بات کو کھول دیا ہے کہ روز محشر میں جس کو چاہوں گا بخش دوں گا مگر شرک کرنے والے کو کبھی نہ بخشوں گا۔ چنانچہ اس بات کو جانے بغیر کہ شرک کیا ہے کیسے کہا جا سکتا ہے انسان شرک سے پاک ہے۔ شرک موجود ہے اگرچہ توحید بھی موجود ہے مگر توحید خالص اس بات کی متقاضی ہے کہ انسان اپنے عمل وتخیل میں اللہ کی الوہیت اور واحدنیت کا اس حد تک قائل ہو کہ شرک کو اُس کی ماہیت کے مطابق جاننے کے بعد توحید پہ کاربند ہو جائے۔ شرک کیا ہے یہ ایک اہم سوال ہے اور دنیا سے شرک مٹ گیا ہے یہ دوسرا سوال ہے ہم ان سوالوں کو جواب دیں گے۔ شرک کو پہلے بیان کریں گے اس لیے کہ پہلے بیماری ہے بعد میں علاج۔ اس کے بعد توحید خالص کی طرف متوجہ ہوں گے۔ انشاءاللہ

شرک کی حقیقت

اضداد کا علم اشیاء کی ماہیت کو جاننے کے لیے ضروری ہے۔ چنانچہ روشنی کی اہمیت اندھیرے سے جانی جاتی ہے، خزاں کی افسردگی کو بہار کی سرخوشی سے جانا جاتا ہے۔ گرم موسم میں جاڑے کی راتیں یاد آتی ہیں، غم میں خوشی کی اہمیت کا احساس اجاگر ہوتا ہے۔ اس لیے توحید کے درجات کو سمجھنے کے لیے شرک کی نجاست سے واقفیت ضروری ہے۔ شرک کی بہت سی قسمیں ہیں۔ شرک میں مبتلا لوگوں کی مختلف قومیں ہیں جو مختلف قسم کے شرکیہ افعال میں ملوث ہیں۔ چاہے وہ اس کو شرک سمجھ کے کریں یا عادتاً، اُن کی معاشرت اس کے نجس ہونے سے آگاہ ہو یا نہ ہو۔ قرآن مجید اور احادیثِ رسول سے شرک کی جو شکل سامنے آتی ہے اُس کے مطابق "خدا کی ذات یا اس کی صفات میں کسی اور کو شامل کرنا شرک ہے"۔ چنانچہ کہا جائے گا کہ خدا کی ذات میں کسی کو شریک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کو کسی سے یا کسی کو خدا سے تشبیہ دینا شرک ہے۔ کسی کو خدا کی اولاد سمجھنا۔ کسی کو خدا کا بیٹا قرار دینا یا خدا کو کسی کا باپ سمجھ لینا، یا کسی کو خدا کی بیوی قرار دے لینا یا خدا کو کسی کا شوہر سمجھ لینا جیسا کہ نصاریٰ کے ہاں مروّج ہے شرک ہے۔ کسی کو خدا کی برادری قرار دے لینا شرک ہے۔ یا کہنا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ

عربوں میں مروّج تھا شرک ہے۔ چونکہ یہ سب امور اللہ کی ذات کے قدیم وازلی وابدی ہونے کی نفی کرتی ہیں اس لیے اِن امور کو شرک فی الذات کہا جائے گا۔اور شرک فی الصفات یہ ہے کہ جو کمال ذات الٰہی کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے کہ خلق کرنا، تدبیر قدرت، علم وحکمت وغیرہ اُن میں کسی دوسرے کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا بھی شرک ہے لیکن یہ مہین فرق ذہن میں رہے کہ بعض اوقات ہم کسی شخص کو بھی حکیم بولتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس شخص کے پاس اُس درجہ کی حکمت ہے جس سے اللہ کی ذات مزین ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حکمت کا لفظ جب اللہ کے استعمال کیا جائے گا تو اُس کا مفہوم بالکل مختلف ہوگا اور جب یہ لفظ آدمی کے لیے بولا جائے گا تو اس کا مطلب محدود ومختلف ہوگا اور حقوق میں شریک کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ خدا کی صفاتِ کمال میں جو باتیں لازم آتی ہیں یا جو حقوق ہم پہ عائد ہوتے ہیں اُن میں کسی اور کو شریک ٹھہرایا جائے۔ جیسا کہ خالق کا کام خلق کرنا ہے اور اُس نے کائنات خلق کی ہے تو اب لازم ہے کہ کائنات کا انتظام وانصرام بھی اُسی کے ہاتھ میں ہو ۔چنانچہ اگر یہ کہا جائے گا کہ زمین وآسمان پر تو اللہ کا حکم چلتا ہے مگر پہاڑوں اور سمندروں پر فلاں دیوتا کا تصرف ہے تو یہ بھی شرک ہوگا۔اس غلط فہمی کو قرآن حکیم نے دور کر دیا ہے۔

ارشاد فرمایا گیا کہ!

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 54/7)

ترجمہ؛

”بے شک اللہ ہی ہے جس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا چھ دنوں میں اور پھر عرش پہ قائم ہوا۔وہی ہے جو ڈھانپ لیتا ہے رات کو دن سے اور دن کو رات سے اور اُسی نے پیدا

کیا ہے سورج چاند اور ستاروں کو اور یہ سب اُسی کے حکم کے تابع ہیں اور اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے خالق ہونا اور حکم بھی اسی کا ہے وہ بڑی خوبیوں والا اور تمام جہانوں کا رب ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ جب تمام کائنات کی تدبیر اسی کے ہاتھ میں ہے تو لازم آتا ہے کہ حکم بھی صرف اُسی کا ہو اور اطاعت اور بندگی بھی صرف اُسی کی ہو۔ اللہ ہی حقیقی محبتوں کا محور ہو، اللہ ہی کے لیے عبادت اور اطاعت ہو۔ دیکھیں کہ اگر محبت اللہ کے لیے ہو اور عقیدت کسی اور کے لیے ہو، عبادت اللہ کی کی جائے اور حاجت کسی اور کے آگے رکھی جائے تو یہ امر کس قدر نامناسب ہوگا اسی لیے تو اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے اور یہی حقیقی شرک ہے۔ قرآن حکیم کا بھی انسان سے یہی مطالبہ ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ!

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِO

القرآن الحکیم (سورۃ البنیۃ 5/98)

ترجمہ؛

''اُن کو یہی حکم ہوا تھا کہ وہ اللہ ہی کی بندگی کریں اور عبادت کو اسی کے لیے خاص کر دیں اور یکسو ہو کر نماز پڑھیں، زکواۃ دیں یہی طریقہ ہے جو دین حق نے بتایا ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّهِ أَندَاداً يُحِبُّونَهُمْ

كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔۔

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 165/2)

ترجمہ:

''اور وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں اور اُن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ کے ساتھ ہونی چاہیے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات میں بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اپنی محبت کو خالق کے ساتھ مختص کردو اس لیے کہ حاجت روا وہی ہے، اُس کے سوا کوئی نہیں جو مصیبت اور دکھ میں تمھارے کام آئے گا۔ اللہ ہی ہے جو عبادت کے لائق ہے اللہ ہی نے کائنات کو بنایا ہے اور اللہ ہی کائنات کا نظم و نسق سنبھالے ہوئے ہے اور زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اُس کے بیچ اُسی کا حکم اترتا ہے۔ دیکھیں جب ہم کالج و یونیورسٹی میں پڑھتے تھے تو ایک فقرہ عام طور پہ سننے میں آجاتا تھا کہ پرچہ اوٹ ہوگیا ہے۔ اس سے طالب علم خوش ہوجاتے کہ انھیں آسانی میسر آگئی ہے اور امتحان سے قبل ہی علم ہوگیا ہے کہ امتحان میں کیا پوچھا جانے والا ہے۔ حالانکہ یہ امر کسی کی مہربانی سے نہیں بلکہ کسی کی غلطی کی وجہ سے پیش آتا مگر اس کے باوجود طلبا کو جو آسانی میسر آتی اُس کا کیا کہنا۔ اللہ کا کرم دیکھیں کہ اُس نے انسان کو یہ تو کہا کہ میں نے تمھیں دنیا میں امتحان کے لیے اتارا ہے مگر پرچہ اوٹ کردیا تاکہ اُس کے بندوں کو آسانی ہو۔ اب پرچہ دیکھیں انھی امتحانوں کی طرح جو ہم کالج و یونیورسٹی میں دیتے ہیں یہاں بھی لکھا گیا کہ پہلا سوال لازمی ہے باقی سوالات میں سے کوئی سے نو سوال حل کریں۔ اور جو لازمی سوال ہے وہ یہ ہے کہ آج ہی جان لو کہ جس نے شرک کیا وہ میرے غضب سے کبھی نہ بچ سکے گا اور جس نے شرک نہ کیا وہ کسی درجے میں میری رحمت کی امید ضرور رکھے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں یہ پرچہ تفصیل کے ساتھ اور جابجا اوٹ کیا گیا ہے آیئے کچھ آیات پر نگاہ ڈالتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○

القرآن الحکیم (سورۃ لقمان 13/31)

ترجمہ؛

''بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر ارشاد ہوا کہ!

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ..

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 48/4)

ترجمہ؛

''یقیناً اللہ اُس کو کبھی معاف نہ کرے گا جس نے شرک کیا اُس کے سوا جس کے چاہے گا گناہ بخش دے گا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ المائدہ میں فرمایا کہ!

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 5/ 72)

ترجمہ؛

تو جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کردی اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہاں ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ الزمر میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الزمر 65/39)

ترجمہ؛

''یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے (پیغمبروں کی طرف) یہ وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمھارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اسی سورہ میں آگے فرمایا کہ!

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الزمر 88/6)

ترجمہ؛

''اور اگر ان سے شرک کا ارتکاب ہو جاتا تو اُن کے سارے اعمال اکارت جاتے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ لقمان میں فرمایا کہ:

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○

القرآن الحکیم (سورۃ لقمان 31/13)

ترجمہ:

''اورلقمان نے اپنے بیٹوں سے کہا خبردار کبھی شرک نہ کرنا کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اگر یہ کہا جائے کہ قرآن دعوت توحید کی کتاب ہے اور اسلام دین توحید ہے تو یہ بات بالکل درست ہوگی۔اس لیے کہ حقیقت یہی ہے کہ اسلام شرک کو مٹانے کے لیے آیا ہے اور قرآن توحید کے پھیلانے کو نازل کیا گیا۔اوپر کی آیات میں یہ بات کھول کے بیان کردی گئی ہے کہ اصل میں اللہ کا انسان پر یہی حق ہے کہ وہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور انسان کا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ اُس کو آگ کے عذاب سے نجات عطا فرمائے۔انسان اپنی جہالت سے بہت سی اُن باتوں کو اپنے عقائد اور نظریات میں شامل کرلیتا ہے جو صریحاً شرک ہوتی ہیں اور انسان کو اس بات کا علم تک نہیں ہوتا کہ اُس کے تمام اعمال غارت جارہے ہیں۔ ہر عمارت کو کسی بنیاد پہ اٹھایا جاتا ہے اور دین حق کی بنیاد توحید ہے جب انسان توحید سے ہٹ جائے تو نہ اُس کا کوئی عمل قبول ہوگا اور نہ ہی اُس کی کوئی عبادت اللہ کے ہاں پسندیدہ سمجھی جائے گی اس لیے کہ جب عمارت کی بنیاد ہی نہیں تو عمارت کا کیا تصور۔اس لیے عقیدے کی درستگی پر بہت زور دیا گیا ہے اور یہ بات کھول دی گئی ہے کہ زبان سے اس بات کا اقرار کافی نہیں کہ اللہ ایک ہے بلکہ انسان کے عمل میں اُس کے عقیدے کی جھلک موجود ہونی چاہیے۔اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ شرک کی اصل کیا ہے۔شرک کی اصل یہی ہے کہ اللہ کی ذات اور صفات کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا

جائے۔اسی شرک کو ظلم قرار دیا گیا اب ہم بعض وہ باتیں بیان کرنا چاہتے ہیں جو اصل میں تو شرک نہیں ہیں مگر اُن کو اپنانے سے شرک کا دروازہ کھل جاتا ہے جیسا کہ کسی کو سجدہ کرنا یا غیر اللہ کی قسم کھانا وغیرہ۔اسلامی شریعت کا اصول یہ ہے کہ وہ اصلی گناہ کے ساتھ ساتھ اُن ذرائع کا سد باب بھی کرتی ہے جو گناہوں کے محرک ہوں اور شرک تو اس قدر شدید گناہ ہے کہ اُس کے سائے سے بھی بچ کر رہنے کی تلقین کی گئی ہے۔نبی اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا سنو ہرگز شرک مت کرنا چاہے تمہیں قتل کیا جائے یا تمہیں آگ میں جلا دیا جائے ۔چنانچہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اُن امور سے دور رہیں جو مشتبہ ہوں اور جن سے غیر اللہ سے معاونت کی بو آتی ہو۔قرآن حکیم کے نزول کے وقت جن گروہوں کو براہ راست مخاطب کیا گیا اور اُن کو شرک سے رُک جانے کا حکم دیا گیا وہ تین ہیں اول اہل عرب یعنی بنو اسمائیل جو حضرت ابرہیم علیہ السلام کے دین کی اصل اساس کو کھو چکے تھے اور بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے جو کہ ایک کھلا شرک تھا۔دوسرا گروہ اہل کتاب کا تھا جن کو مشرک نہیں کہا گیا اگرچہ بالفعل وہ شرک میں ملوث تھے۔اہل عرب اور اہل کتاب میں فرق یہ تھا کہ اہل عرب کو مشرک اس لیے کہا کہ وہ بطور علم اور صفت اُس کو اپنائے ہوئے تھے۔اور اہل کتاب چونکہ توحید کو دین کی اساس اور بنیاد کی حیثیت سے تسلیم کرتے تھے اس لیے اُن کو مشرک نہیں کہا گیا اگرچہ اُن کو اُن کے افعال سے بد سے رُک جانے کی بارہا تلقین کی گئی۔تیسرا گروہ منافقین کا تھا جو اپنے ظاہری اعمال و اعترافات میں تو گویا مسلمان ہی تھے مگر اُن کے دل مشرکوں کے ساتھ تھے اس لیے اُن کو بھی اپنے عمل سے رجوع کرنے کا حکم دیا گیا۔قرآن حکیم میں بنو اسماعیل کو اولیت دی گئی اور انھیں ہی سب سے پہلے مخاطب کیا گیا اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ کو اُن کے درمیان اٹھایا گیا تھا ۔ہم یہاں اِن تینوں گروہوں کا کچھ احوال بیان کرنا چاہتے ہیں تا کہ بات ذرا کھل جائے اور شرک و توحید کی ماہیت کو سمجھنے میں آسانی ہو۔اللہ ہمارا مددگار و حامی ہو۔

ملحدین کے تذکرے کے بعداب لوگوں کے اُس عظیم گروہ کا ذکر پیش نظر ہے جو اللہ کو بطور خالق تو مانتے ہیں مگر انھوں نے اللہ کا حق ادا نہ کیا اور شرک میں مبتلا ہو گئے ۔انھوں نے شرک کو رواج دینے والے امور کی حوصلہ شکنی نہ کی اور معاشرہ رفتہ رفتہ توحید سے دور ہوتا رہا۔

بنو اسماعیل

رسول اللہ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام سے ایک جلیل القدر امت نکلی جس کو بنی اسرائیل کہا گیا اور دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نسب سے اہل عرب کی نمو ہوئی جن میں آنحضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا اور اُن کو امت محمدی کہا گیا۔ بنو اسماعیل شروع سے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پہ تھے اور مدتوں وہ اس پر قائم بھی رہے حتیٰ کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اُن کے ہاں مبعوث کیا تب بھی اُن کا دعویٰ یہی تھا کہ وہ ملت ابراہیم ہیں اور دین ابراہیم کے پیرو ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا تعلق قریش سے تھا اور قریش بیت اللہ کے متولی تھے اور دین ابراہیم کے محافظ بھی۔ اس لیے سارے عرب میں اُن کی حیثیت مسلّمہ تھی اور عرب بالعموم انھی کو اپنا رہبر جانتے تھے۔ تاہم اس امر میں بھی کوئی شک نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو عربوں کے بیچ مبعوث کیا گیا تو وہ دین ابراہیمی کی اساس توحید کو کھو چکے تھے اگرچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں بنائے ہوئے اللہ کے گھر میں حج کیا جاتا مگر اللہ کے گھر میں بھی بتوں کا ایک اژدہام تھا جن کی پرستش کی جاتی۔ یاد رہے کہ اہل عرب خدا کے منکر نہ تھے اور نہ ہی وہ خدا کی بنیادی صفات میں سے کسی صفت کے انکاری تھے۔ بلکہ وہ تو زمین و آسمان، چاند اور سورج ابر و ہوا، زندگی اور موت کا خالق اللہ

ہی کو جانتے تھے۔وہ کہتے کہ زندگی بخشنے والا، روزی دینے والا، مصیبت میں کام آنے والا اللہ ہی ہے، وہ اپنی تمام قابلیتوں اور قوتوں کو اسی رب کا عطیہ جانتے تھے جو زمین و آسمان کا مالک ہے، کائنات کے بارے میں بھی اُن کا نظریہ واضح تھا کہ یہ کائنات اللہ نے بنائی ہے اور اس کا نظام اور انصرام بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی کل جہانوں کا مالک ہے۔

مگر اُن کا عمل اِن زبانی دعوؤں کا ساتھ نہ دیتا تھا۔عملی طور پہ وہ بعض اُن امور میں مبتلا تھے جن میں یا تو خدا کی صفات و مقتضیات کا انکار لازم آتا ہے جو کفر ہے یا پھر وہ خدا کی صفات اور حقوق میں اپنے بتوں کو شامل کر دیتے جو شرک ہے۔

قرآن حکیم میں اُن کے اس تناقص کو جگہ جگہ بیان کیا ہے مثال کے طور دیکھیں کہ!

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (31) فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ یونس 10/32-31)

ترجمہ؛

''اُن سے پوچھیں کہ کون ہے جو تم کو زمین و آسمان سے روزی دیتا ہے یا کون ہے جو سمع و بصر پر اختیار رکھتا ہے اور کون ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور کون ہے جو ساری کائنات کے نظام کو تھامے ہوئے ہے تو وہ جواب دیں گے کہ اللہ، تو اُن سے کہو کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ؟ پس وہی اللہ تمھارا حقیقی رب ہے تو حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے تو تمھاری عقل کیوں الٹ گئی ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ لقمان میں ارشاد ہوا کہ!

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ..

القرآن الحکیم (سورۃ لقمان 25/31)

ترجمہ:

''اگر آپ اُن سے سوال کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہیں گے کہ ''اللہ نے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ زخرف میں فرمایا کہ!

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ زخرف 87/43)

ترجمہ؛

''اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ خود انھیں کس نے پیدا کیا ہے تو کہیں گے کہ ''اللہ نے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ یونس میں ارشاد ہوتا ہے!

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ

السَّمْعَ والأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ
وَيُخْرِجُ الْمَيَّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ
اللّٰهُ ..

القرآن الحکیم (سورۃ یونس 31/10)

ترجمہ؛

”آپ فرمادیجئے کہ تمہیں آسمانوں اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ کیا وہ کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ کیا وہی ہے جو مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو کائنات کا انتظام کرتا ہے تو وہ یقیناً کہیں گے کہ ”اللہ“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ المومنون میں فرمایا گیا!

قُل لِّمَنِ الأَرْضُ وَمَن فِيهَا إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (84)
سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلا تَذَكَّرُونَ (85) قُلْ مَن رَّبُّ
السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (86)
سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ (87) قُلْ مَن بِيَدِهِ
مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِن
كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (88) سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ
O

القرآن الحکیم (سورۃ المومنون 23/89-84)

ترجمہ؛

”آپ فرمادیجئے کہ زمین اور اس کی تمام اشیاء کس کی ملکیت ہیں تو وہ کہیں گے یقیناً اللہ کی۔ تو آپ اُن سے فرمایئے کہ پھر تم نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے۔ آپ اُن

سے پوچھیں کہ ساتوں آسمان اور عرش عظیم کا مالک کون ہے تو یقیناً وہ کہیں گے اللہ ۔تب آپ اُن سے کہیں پھر تم اپنے رب سے ڈرتے کیوں نہیں؟ پھر فرمایئے کہ بتاؤ کس کے قبضہ قدرت ہیں ہے ہر چیز کہ وہ بدلہ دیتا ہے لیکن اُس کو بدلہ نہیں دیا جاسکتا اگر تم جانتے ہو؟ تو یقیناً وہ کہیں گے کہ اللہ۔تب آپ اُن سے کہیں پھر تم کہاں بھٹکتے پھر رہے ہو"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن تمام آیات سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اہل عرب اللہ کے انکاری نہ تھے بلکہ وہ اللہ کے ساتھ اپنے بتوں کو شریک کرتے تھے۔اپنے اس قولی و عملی تناقص نے انھیں اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ بہت سے دیگر خداؤں کی پرستش میں مبتلا کر دیا تھا جس سے خدا کی ذات و صفات اور اس کے حقوق میں شرک کی کئی قسمیں وضع ہو گئیں تھیں جن کو اہل عرب نے عادتاً اپنا لیا تھا ۔قرآن حکیم نے اُن کے مشرکانہ افعال پہ تنقید کرتے ہوئے اُن کے جن مشرکانہ رجحانات کی طرف اشارہ کیا ہے اُن کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

⊖⊖⊖

ملائکہ پرستی

اول یہ کہ اہل عرب ملائکہ پرستی میں مبتلا تھے۔وہ فرشتوں کو خدا کی اولاد قرار دیتے اور کہتے کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔یہ شرک فی الذات ہے جس کا تدارک یقینی تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا کہ!

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَانٍ بِهَذَا أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ مریم 68/10

ترجمہ؛

”یہ کہتے ہیں کہ خدا کے اولاد ہے وہ ایسی باتوں سے پاک ہے بے نیاز ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے تمہارے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کیا تم اللہ کے متعلق وہ بات کہتے ہو جس کا تم کو علم نہیں“۔

اہل عرب فرشتوں کے متعلق خیال کرتے تھے کہ وہ خدا سے قریب تر ہیں اس لیے وہ ملائکہ کو وہ مقام دے دیتے جو صرف خالق کا حق ہے۔ وہ فرشتوں کو خدا سے قربت کا وہ مقام دیتے جو عبدیت و بندگی کے مقام سے بالاتر ہے اور الوہیت کے مقام سے قریب تر ہے یہ اللہ کی صفات میں ملائکہ کو شامل کرنے کے مترادف تھا جسے شرک فی الصفات کہا جائے گا قرآن حکیم نے اُن کی اس عادت کی بھی تردید فرمائی۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ!

وَلِلّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مِن دَآبَّةٍ وَالْمَلآئِكَةُ وَهُمْ لاَ يَسْتَكْبِرُونَ (49) يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ النحل 49-50/16)

ترجمہ؛

''اور اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں جاندار ہیں اور فرشتے بھی وہ سرتابی نہیں کرتے، وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کا اُن کو حکم دیا جاتا ہے''۔

اِن آیات میں اس بات کو کھول دیا گیا کہ فرشتے تو محض اللہ کی ایک مخلوق ہیں اور اُن کی عبادت و پرستش کسی بھی صورت مناسب نہیں۔ یہ ٹھیک ہے وہ اللہ کے قریب رہتے ہیں مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ وہ اللہ کے معاملات میں دخل اندازی کی جرأت بھی کر سکتے ہیں بلکہ وہ تو اللہ سے حد درجہ ڈرتے ہیں اس لیے کہ وہ اللہ کی قدرت سے پورے طور پہ آگاہ ہیں اور اُن کا ہر عمل خالق کی اطاعت میں اٹھتا ہے وہ اپنے خالق کی مخالفت نہیں کر سکتے اور نہ انھیں اس کی قدرت ہے وہ تو خود اپنے رب کی قربت اور خوشنودی کے حصول میں سرگرم رہتے ہیں۔

چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوا کہ!

أُولَـئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوراً ○

القرآن الحکیم (سورۃ بنی اسرائیل 57/17)

ترجمہ؛

''یہ مشرکین جن (ملائکہ) کو پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی قربت تلاش کرنے میں محو رہتے ہیں کہ کون اُن میں سے اللہ کا زیادہ مقرب بنتا ہے، وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اللہ کا عذاب ہے ہی اس قابل کہ اُس سے ڈرا جائے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اہل عرب کا تخیل یہ تھا کہ چونکہ رب العزت کی ذات بہت بلند و بالا اور عظیم تر ہے اس لیے ضروری ہے کہ اُس تک اپنی عرضی پہنچانے کے لیے کوئی وسیلہ تلاش کیا جائے اور اس کے لیے انھوں نے ملائکہ کو چنا کہ وہ رب کے قریب ہیں اس لیے اُن کی بات رب تک پہنچا سکتے ہیں اور اسی لیے انھوں نے ملائکہ کی پرستش بھی شروع کر دی جس سے شرک فی العبادت کی بدعت شروع ہوئی، قرآن حکیم نے خود انھی کی زبان سے اُن کی ملائکہ پرستی کی یہی توجیہ بیان کی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى○

القرآن الحکیم (سورۃ زمر 3/39)

ترجمہ؛

''اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں، کہتے ہیں کہ ہم تو اُن کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تا کہ وہ ہمیں خدا سے قریب تر کردیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

بلکہ وہ تو اولاد کو بھی فرشتوں کی عطا سمجھتے چنانچہ اُن کے اس باطل خیال کی تردید میں ارشاد فرمایا گیا کہ!

فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحاً جَعَلاَ لَهُ شُرَكَاء فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (190) أَيُشْرِكُونَ مَا لاَ يَخْلُقُ شَيْئاً وَهُمْ يُخْلَقُونَO

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 190.191/7)

ترجمہ؛

''تو جب اللہ اُن کو تندرست اولاد دیتا ہے تو اُس کی بخشی ہوئی چیز میں وہ اس کے لیے دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں کیا وہ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی کو پیدا نہیں کرسکتیں بلکہ خود پیدا کی گئیں ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور وہ سوچتے کہ انھیں روزی بھی فرشتوں ہی کی وجہ سے پہنچ رہی ہے چنانچہ فرمایا گیا کہ!

إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقاً فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَO

القرآن الحکیم (سورۃ العنکبوت 17/29)

ترجمہ؛

”جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو یہ تمھارے لیے رزق پر کوئی اختیار نہیں رکھتے تو اللہ ہی کے پاس سے رزق کے طالب بنو اور اسی کی بندگی کرو اور اسی کے شکر گزار رہو کہ آخر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آخرت کے متعلق اگرچہ اہل عرب کا تصور کچھ بہت زیادہ واضح نہ تھا اس کے باجود وہ خیال کرتے اگر موت کے بعد انھیں رب کے سامنے پیش بھی کیا گیا تو فرشتے اُن کی مدد کریں گے اور اُن پر کوئی آنچ نہ آنے دیں گے اُن کا یہ خیال بھی باطل تھا اس لیے اس کی تردید بھی ضروری خیال کی گئی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ (35) مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (36) أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ (37) إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ (38) أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ (39) سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَلِكَ زَعِيمٌ (40) أَمْ لَهُمْ شُرَكَاء فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ O

القرآن الحکیم (سورۃ القلم 68 35.41/68)

ترجمہ؛

”کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں گے! تمھیں کیا ہوا ہے، تم کیسا فیصلہ کرتے ہو، کیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں سے تم پڑھتے ہو، اس میں تمھارے لیے وہی کچھ ہے جو تم پسند کرو گے! کیا تمھارے لیے ہمارے اوپر قسمیں ہیں

قیامت تک باقی رہنے والی کہ تمہارے لیے وہی کچھ ہے جو تم فیصلہ کرو گے! اِن سے پوچھو اِن میں سے کون ان کا ضامن بنتا ہے! کیا اُن کے کچھ شرکاء ہیں؟ تو لائیں اپنے شریکوں کو اگر وہ سچے ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ نجم میں اللہ تعالیٰ نے اِن فرشتوں کے نام بھی بیان کیے ہیں جن کی شفاعت پر اہل عرب کو یقین تھا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ!

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى (19) وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى (20) أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَى (21) تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى (22) إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّن رَّبِّهِمُ الْهُدَى O

القرآن الحکیم (سورۃ النجم 53/23-19)

ترجمہ؛

"بھلا کبھی غور کیا ہے لات اور عزہ اور منات پر جو تیسری مگر درجہ کے اعتبار سے دوسری ہے! تم اپنے لیے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اس کے لیے بیٹیاں! یہ تو بڑی ہی بھونڈی تقسیم ہے، یہ محض نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ چھوڑے ہیں، اللہ نے اِن کے حق میں کوئی دلیل نہیں اتاری یہ لوگ محض گمان اور نفس کی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں حالانکہ اُن کے پاس اُن کے رب کی جانب سے نہایت واضح دلیل

آچکی ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اہل عرب چونکہ فرشتوں کی عبادت کرتے تھے اس لیے ضروری تھا کہ وہ اُن سے محبت بھی کرتے چنانچہ اُن کی اس محبت کا تذکرہ بھی قرآن حکیم میں کیا گیا ہے"۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ○

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 165/2)

ترجمہ؛

"اور لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خدا کے ہم سر ٹھہراتے ہیں جن سے وہ اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح خدا سے محبت کرنی چاہیے، لیکن جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں وہ سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھنے والے ہیں اور اگر یہ اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے اس وقت کو دیکھ سکتے جب یہ عذاب سے دوچار ہوں گے تو اُن پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جاتی کہ سارا زور اور اختیار اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ بڑا ہی سخت عذاب دینے والا ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اہل عرب کا خیال تھا کہ روز محشر فرشتے اُن کی شفاعت بھی کریں گے اُن کے اس باطل خیال کی تردید بھی قرآن حکیم میں موجود ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ!

أَمْ لِلْإِنسَانِ مَا تَمَنَّى (24) فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَى (25)
وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا
إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَى (26) إِنَّ
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ
الْأُنثَى ۝

القرآن الحکیم (سورۃ النجم 42.27/53)

ترجمہ:

''کیا انسان وہ سب کچھ پالے گا جس کی وہ تمنا رکھتا ہے! سو یاد رکھو کہ آخرت اور دنیا سب خدا ہی کے اختیار میں ہے اور آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں جن کی سفارش ذرا بھی کام آنے والی نہیں مگر بعد اس کے کہ اللہ اجازت دے جس کو چاہے اور جس کے لیے پسند کرے جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے انھی نے فرشتوں کے نام عورتوں کے نام پر رکھ چھوڑے ہیں''۔

چونکہ فرشتوں کو خدا کی جگہ دینا صریحاً جہالت کا کام تھا جس سے اہل عرب کو روکا اور اُن کی تمام غلط فہمیوں اور خوش فہمیوں کا ابطال کیا گیا۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ پرستی کی مذمت میں ایسا استدلالی نقطہ نظر اختیار کیا ہے کہ اُن کے ہر تخیل کی نفی ہو کے رہ جاتی ہے۔

جنوں کی پرستش

اہل عرب کے جاہلی معاشرے میں ملائکہ کی طرح جنوں کی پرستش کا رواج بھی موجود تھا اور ملائکہ ہی کی طرح وہ جنوں کو بھی بندگی سے ارفع اور زمرۂ الوہیت سے نسبت رکھنے والی مخلوق تصور کرتے تھے۔چنانچہ جس طرح اللہ رب العزت انسانوں کی زندگی میں دخیل ہوتا ہے اُسی طرح اُن کے خیال میں جن بھی انسان کے لیے نفع ونقصان کو موجب بن سکتے ہیں یہ اللہ کی ذات کے ساتھ کھلا ہوا شرک تھا جس کی بیخ کنی ضروری تھی۔اہل عرب جنوں کے غصہ وغضب سے بہت ڈرتے تھے بلکہ اُن کے بعض قبائل تو خود کو جنوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے انسانوں تک کی قربانی دیتے تھے۔عرب معاشرے میں چونکہ کہانت کا عام رواج تھا اور لوگ کاہن کی بات کو حرف آخر قرار دیتے تھے۔وہ اس لیے بھی جنوں کی تکریم کرتے تھے کہ جن اُن کے کاہنوں تک آسمان کی خبریں پہنچاتے ہیں ۔چنانچہ قرآن حکیم میں اُن کے اِن باطل خیالات کی جابجا تردید کی گئی، مثال کے طور پہ محض چند آیات پیشِ خدمت ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ:

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ (6) وَحِفْظاً مِّن كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ (7) لَا يَسَّمَّعُونَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلَى

وَيُقْذَفُونَ مِن كُلِّ جَانِبٍ (8) دُحُوراً وَلَهُمْ عَذَابٌ
وَاصِبٌ (9) إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهُ شِهَابٌ
ثَاقِبٌ O

القرآن الحکیم (سورۃ الصافات 6-10/37)

ترجمہ:

"بے شک ہم نے ہی سجایا ہے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے اور اُس کو محفوظ کیا ،اچھی طرح ہر سرکش شیطان کی دراندازی سے اور وہ ملاء اعلیٰ کی طرف کان نہیں لگانے پاتے اور ہر جانب سے دھتکارے جاتے ہیں، انھیں کھدیڑنے کے لیے اُن کے لیے ایک دائمی عذاب ہے، مگر یہ کہ کوئی اچک لے کوئی بات تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اُس کا تعاقب کرتا ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اہل عرب چونکہ جنوں کو خدا کی جگہ دینے لگے تھے اس لیے وہ اپنے مصائب اور آفت کے دنوں میں بھی اُن کو پکارنے لگے تھے جو کہ جاہلیت کی ایک بات تھی چنانچہ اُن لوگوں کے متعلق فرمایا گیا کہ!

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ
O

القرآن الحکیم (سورۃ جن 6/72)

ترجمہ:

"اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو جنوں میں سے بعض کی دہائی دیتے تھے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اہل عرب کے کاہن کہتے کہ اُن کے جن اُن کو آسمان کی تمام خبریں پہنچاتے ہیں مگر قرآن حکیم میں بیان کر دیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل ہی اس امر کا اہتمام کر لیا گیا تھا کہ اب جن آسمانوں کی کوئی بات کاہنوں تک نہ پہنچا سکیں۔ چنانچہ اہل عرب کی تواریخ میں بھی یہ تذکرہ موجود ہے کہ عرب کاہن اچانک ہی بلبلا اٹھے اس لیے کہ اُن کے جن اندھے اور بہرے ہو گئے تھے اور انھوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا تھا ضرور کوئی اہم واقعہ پیش آنے والا ہے اسی لیے تو اُن کے جنوں کو آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا اور آگ سے اُن کا تعاقب کیا جانے لگا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ!

وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَن يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ○

القرآن الحکیم (سورۃ جن 9/72)

ترجمہ:

”اور اُن میں سے بعض ٹھکانوں میں کچھ گن سن لینے کے لیے بیٹھا کرتے تھے مگر اب جو بیٹھے گا وہ ایک شہاب کو اپنی گھات میں پائے گا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قرآن حکیم چونکہ مسجّع اور مقفّٰی ہے اور کاہنوں کا کلام بھی مسجّع اور مقفّٰی ہوتا تھا نیز قرآن حکیم میں پیش گوئیاں ہوتی ہیں اور کاہنوں کے کلام میں بھی پیش گوئیاں ہوتی ہیں چنانچہ اس ظاہری مشابہت کی بنا پر اول اول جب نبی اکرم ﷺ نے اپنی قوم کو حق کی ہدایت دی تو قریش کے کچھ لوگوں نے کہا فکر مت کرو رسول اللہ ﷺ بھی کاہن ہیں اور کاہنوں کی کہانت کو ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ محمد ﷺ پر بھی جن اُسی طرح وحی کرتے ہیں جس طرح دوسرے کاہنوں کو

اُن کے جن خبر دیتے ہیں۔مگر اُن کے اس باطل خیال کی سختی سے تردید کی گئی اور فرمایا گیا کہ یہ بات تو اُس سے بہت ہی بلند و بالا ہے جس کا خیال تمھارے دل میں آیا ہے اور جن تو اس بات کی قوت ہی نہیں رکھتے کہ اس کلام کو منتقل کر سکیں یہ کام تو اُن کی بساط سے باہر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو یہ کام اپنے جلیل القدر فرشتوں سے لیتا ہے۔ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا کہ اللہ کا کلام کسی بھی قسم کی شیطانی آمیزش سے پاک ہے۔رہا جنوں کا معاملہ تو یہ کلام اُن کی حد استطاعت سے دور ہے اور بہت ارفع ہے۔

اس ضمن میں ارشاد ہوا کہ!

مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ (210) وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ (211) إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ٥

القرآن الحکیم (سورۃ لشعرا210.212/26)

ترجمہ؛

"اور اس کو شیاطین لے کر نہیں اترتے نہ یہ ان کے لائق ہے اور نہ یہ ان کے بس کا کام ہے بلکہ وہ تو کَن سن لینے سے بھی معزول کیے جا چکے ہیں"۔

اہل عرب میں جنوں کی پوجا کا تصور بھی جاہلیت کی ایک بات تھی اس لیے قرآن حکیم میں اُن کے اس باطل عقیدے کی بھی خوب تردید کی گئی اور متعدد مقامات پر اُن کے جاہلانہ تصورات کو رد کیا گیا۔سورۃ نجم،سورہ تکویر،سورہ جن،سورہ نجم،سورہ واقعہ،سورہ حاقہ اور سورہ شعرا میں بھی جنوں کی پوجا پر تنقید کی گئی ہے۔

کواکب پرستی

علاوہ ازیں اہل عرب ستاروں کی پرستش میں بھی ملوث تھے۔ یوں بھی وہ عہد سورج چانداور ستاروں کی پرستش کا عہد تھا۔ وہ بارش کو ستاروں کی رحمت ہی تصور کرتے تھے اور عرب کے بعض قبائل ایک ستارے شعری کی پرستش کرتے تھے۔ زمین کی خوشحالی کو بھی وہ بعض ستاروں کی مہربانی خیال کرتے۔ اگرچہ خطہ عرب میں زیادہ سردی نہ پڑتی تھی اس کے باوجود بعض علاقوں میں کافی سردی پڑتی تھی، جب سردی پڑتی تو اُن کے تمام کام ٹھپ ہوجاتے قافلے رُک جاتے اور تجارت بیٹھ جاتی اس لیے وہ شعری ستارے کے طلوع ہونے کا انتظار کرتے کیونکہ اس کے طلوع ہوتے ہی گرمیوں کا موسم شروع ہوجاتا اور اُن کے خیال میں اُن پر خیر و برکت بھی شروع ہوجاتی۔

چنانچہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا کہ!

وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَى وَأَقْنَىO وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشِّعْرَى O

القرآن الحکیم (سورۃ النجم 53 /48.49)

ترجمہ:

”اور اُسی نے غنی اور سرمایہ دار کیا اور شعری کا رب بھی وہی ہے“۔

اہل عرب کے تخیلات پہ نگاہ ڈالیں تو وہ خدا کو سب سے بڑا باشاہ جانتے تھے مگر وہ غلطی یہ کرتے کہ خدا کی بادشاہی کو بھی دنیاوی بادشاہوں کی طرح خیال کرتے۔ وہ سوچتے کہ زمین کا معمولی سا بادشاہ بھی اپنے کام دوسروں کے سپرد کر دیتا ہے، اپنی ذمہ داریاں دوسروں پر ڈال دیتا ہے، اپنے اختیارات میں دوسروں کو شریک کر لیتا ہے اسی طرح آسمانوں کا بادشاہ بھی اپنے اختیارات دوسروں میں بانٹ دیتا ہے اور یہ کہ وہ اتنی بڑی کائنات کا نظام اکیلا سنبھالنے کے قابل نہیں اور یہی وہ بنیاد تھی جس پر انھوں نے بتوں کی پوجا کی عمارت اٹھائی اور شرک میں ملوث ہو گئے۔

آبا پرستی

اِن تمام بدعات کے ساتھ ساتھ وہ آباء پرستی میں بھی ملوث تھے۔انھوں نے اپنے گزرے ہوئے مختلف لوگوں کے متعلق عقیدت کا تاثر پھیلایا ہوا تھا،اول اول اُن کے تذکرے فخر کے لیے کئے جاتے، کچھ وقت گزر جاتا تو اُن کی قبروں کو حصول برکت کی جگہ بنالیا جاتا، کچھ مزید وقت گزرتا تو انھی بزرگوں کے بت تراش لیے جاتے اور اُن کو حاجت روا بنالیا جاتا۔رفتہ رفتہ انھوں نے اپنے بزرگوں کو بھی وہی مقام عطا کر دیا جو اُن کے نزدیک فرشتوں اور جنوں کا مقام تھا جن کا تذکرہ ابھی اوپر گذرا ہے۔چنانچہ قرآن حکیم میں اُن کی اس عادت بد پر تنقید کی گئی اور انھیں اس کھلے ہوئے شرک سے رُک جانے کا حکم دیا گیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَالَّذِيْنَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئاً وَہُمْ يُخْلَقُونَ ○ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ النحل 20.21/16)

ترجمہ؛

”اور جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کرتے ،وہ تو خود مخلوق ہیں مردہ ہیں اور اُن کو احساس بھی نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِس آباء پرستی کی سب سے زیادہ منحوس شکل یہ تھی کہ آباء واجداد کے رواج اور چلن کو انھوں نے دین وشریعت کی حیثیت دے دی تھی، چنانچہ پیغمبر ﷺ کی دعوت کی مخالفت میں اُن کے پاس سب سے زیادہ قوی محرک یہی آباء پرستی کا خبط تھا۔ جب اُن کو اللہ کے راستے پر چلنے کی دعوت دی جاتی اور خدا کے احکام وقوانین بتائے جاتے تو وہ کہتے کیا ایک مجنون شاعر کے کہنے سے ہم اپنے آباء واجداد کا طریقہ چھوڑ دیں، یہ نہیں ہوسکتا۔ قرآن حکیم میں اُن کی اسی ضد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ!

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُواْ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لاَ يَعْلَمُونَ شَيْئاً وَلاَ يَهْتَدُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 104/5)

ترجمہ:

”اور جب اُن کو دعوت دی جاتی ہے کہ اِس چیز کی طرف آؤ جو اللہ نے اتاری ہے اور رسول کی طرف آؤ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہمارے لیے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا کیا اس صورت میں بھی جب کہ اُن کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ ہی وہ ہدایت پر ہوں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

انسانی تاریخ میں اس بات کی اہمیت بہرحال موجود رہی ہے کہ انسان اپنے باپ دادا سے ایک اُنس محسوس کرتا ہے اور اُن کے طریقے اختیار کرنے پر فخر کرتا ہے، مگر کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ وہ

اس بات کی تحقیق بھی کرے کہ کیا اُس کے باپ دادا رہ راست پہ تھے۔ اکثر و بیشتر وہ اس بات کو نظر انداز کرتا ہے اور باپ دادا کے طریقہ کو ہی کسی اور طریقہ زندگی پر ترجیح دیتا ہے۔ مگر جب کوئی بتانے والا اُن کو بتائے کہ اُن کے باپ دادا گمراہ تھے تو انسان کو اس بات پہ غور کرنا چاہیے مگر اُس کی غیرت اُس کے آڑے آتی ہے اور اس غیرت کے باعث وہ اللہ اور اُس کے بھیجے ہوئے رسولوں کے پیغام کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔ یہی طرز عمل رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے خلاف اہل عرب نے اپنایا تھا اور اپنے آباء کی عظمت کو سینے سے لگائے ایک مدت تک وہ ہدایت سے دور رہے اگر چہ آخر میں انھیں ہدایت کے سامنے سر جھکانا ہی پڑا۔ چنانچہ جب کوئی پیغمبر کسی قوم کے سامنے اس بات کو کھول دے کہ اس سے قبل تم جہالت کے اندھیروں میں تھے اور میں تمھیں اِن اندھیروں سے نکالنے کے لیے آیا ہوں تو سب سے پہلے وہی سوال سامنے آتا ہے کہ کیا ہمارے آباء جو گزر گئے ہیں وہ جہالت کی موت مرے ہیں؟ تو اس کا جواب ہاں میں ہوگا اور یہی جواب لوگوں کی حق سے ناپسندیدگی کا باعث بنتا ہے اور بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو شیطان کے اس الجھاوے سے باہر نکل کے حق و سچ کو پہچانتے ہیں اور اپنے بزرگوں کی راہ کو چھوڑ کر ایک نئی راہ اختیار کرتے ہیں جو بتانے والے نے انھیں بتائی ہو۔ یہی لوگ ہیں جن کو کامیابی کی نوید دی گئی ہے اور جنھوں نے اول اول حق کو پہچانا اُن کے درجات کو اُن لوگوں سے بلند رکھا گیا ہے جنھوں نے دیر سے حق کے سامنے سر جھکائے۔

خود پسندی

اہل عرب منجملہ دوسری بہت سی خرابیوں کے ساتھ ساتھ خود پسندی میں بھی مبتلا تھے جس کی وجہ سے اُن کے عقائد اور نظریات میں بڑے بگاڑ نے جنم لیا اور اولاد ابراہیم ہونے کے باوجود بیت اللہ کے متولی ہونے کے باوجود وہ شیطان کی عیاری سے محفوظ نہ رہ سکے اور انھوں نے اُن بہت سے امور کو اپنا لیا جنھیں آسانی سے حق کی ضد قرار دیا جا سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے قبل جس طرح انھیں اپنے بہت سے اُن اعمال و اعادات کا شعور نہ تھا کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں۔ اسی طرح وہ اس بات سے بھی غافل تھے کہ اپنے آپ کو صرف زبان سے خدا کا بندہ قرار دے لینا کافی نہیں بلکہ اس عہد کے کچھ مقتضیات ہیں جن پر ایمان لائے بغیر انسان اللہ کی اطاعت کرنے سے عاجز ہے۔ اپنے انھی جاہلی اعمال و افعال کی وجہ سے بعض اوقات وہ حدود بندگی سے تجاوز کرتے ہوئے حدود الوہیت میں داخل ہو جاتے اور انھیں اس شدید جرم کا ذرا بھی احساس نہ ہوتا۔ اہل عرب کی معاشرت و عقائد کے مباحث میں اس بات کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ اہل عرب اللہ کی ذات سے انکاری نہ تھے۔ بلکہ وہ صرف اللہ کی بندگی اور لوازم بندگی سے آگاہ نہ تھے اس لیے گمراہی اور جہالت کے امور اپنائے ہوئے تھے ۔ وہ اللہ کی عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے اور اطاعت اُن کے نزدیک محض رسم و رواج کا نام تھا جن پر عمل کر کے وہ سمجھتے کہ انھوں نے اطاعت و بندگی کا حق ادا کر دیا ہے۔ وہ اللہ کی

ہدایت کی بجائے اپنے نفس کے پجاری تھے،اپنے آباء کی وراثت کو سینے سے لگائے ہوئے تھے چاہے وہ صریحاً جہالت ہولیکن قرآن نے انھیں متنبہ کیا کہ خدا کی بندگی کا حق صرف اس طرح ادا ہوسکتا ہے کہ صرف اُسی کی اطاعت کی جائے اوراس اطاعت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ!

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصاً لَّهُ الدِّينَ (2) أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاء مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ الزمر 2.3/39)

ترجمہ؛

”بے شک ہم نے یہ کتاب تمھاری طرف قول فیصل کے ساتھ اتاری ہے تو تم اللہ ہی کی بندگی کرو اسی کی خالص اطاعت کے ساتھ،یادرکھو کہ خالص اطاعت کا حق دار صرف اللہ ہے۔اورجن لوگوں نے خدا کے شریک تجویز کرر کھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو اِن کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا سے قریب کردیں تو اُن میں اور اہل ایمان میں جو اختلاف ہے اُس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ فرمادیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت مطلوب نہیں بلکہ خالص اطاعت مطلوب ہے اور یہی وہ مقام ہے جہاں پر موحدین اور مشرکین کے مابین اصلی نزاع پایا جاتا ہے کہ خدا کی طاعت محض پوجا پاٹھ اور چند مخصوص رسم ورواج تک محدود نہیں ہے بلکہ حقیقی اطاعت یہ ہے کہ اللہ ہی

کو اپنی عبادتوں اپنی عقیدتوں اپنی تہذیب و معاشرت اور قانون کا محور قرار دیا جائے۔ اسی بنیاد پر قرآن حکیم نے قانون وضع کرنے کا حق اللہ کے لیے خاص کر دیا ہے اور اس میں کسی ادنیٰ شراکت کو بھی انکار کے مترادف قرار دیا ہے۔ چنانچہ غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جب جب لوگوں کو توحید کی دعوت دی ہے تو ساتھ ہی اس امر کو بھی بیان کیا ہے کہ کسی چیز کو حرام یا کسی چیز کو حلال قرار دینا صرف اللہ کا حق ہے اور وہی بادشاہ ہے اُسی کو اس بات کا حق ہے کہ وہ اپنی رعیت اور مملکت کے لیے قانون اتارے لوگوں کا حق صرف یہ ہے کہ وہ اس کی پیروی کریں۔

چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَـٰنُ الرَّحِيمُ
(163) إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ
وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ
وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
يَعْقِلُونَ (164) وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا
يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ وَلَوْ
يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا
وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ (165) إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ
الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ
(166) وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ

كَمَا تَبَرَّؤُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللّهُ أَعْمَالَهُمْ
حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ (167) يَا
أَيُّهَا النَّاسُ كُلُواْ مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلاَلاً طَيِّباً وَلاَ
تَتَّبِعُواْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ (168)
إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوءِ وَالْفَحْشَاء وَأَن تَقُولُواْ عَلَى اللّهِ
مَا لاَ تَعْلَمُونَ (169) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللّهُ
قَالُواْ بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لاَ
يَعْقِلُونَ شَيْئاً وَلاَ يَهْتَدُونَ (170) وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُواْ
كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لاَ يَسْمَعُ إِلاَّ دُعَاء وَنِدَاء صُمٌّ
بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لاَ يَعْقِلُونَ (171) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ
كُلُواْ مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُواْ لِلّهِ إِن
كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ (172) إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ
وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ
غَيْرَ بَاغٍ وَلاَ عَادٍ فَلا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ
(173) إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللّهُ مِنَ الْكِتَابِ
وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ
إِلاَّ النَّارَ وَلاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (174) أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُاْ الضَّلاَلَةَ
بِالْهُدَى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ
(175) ذَلِكَ بِأَنَّ اللّهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ الَّذِينَ
اخْتَلَفُواْ فِي الْكِتَابِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍO

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2/176-162)

ترجمہ؛

’’تمھارا خدا تو ایک ہی خدا ہے، اُس رحمان و رحیم کے سوا کوئی خدا نہیں، جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں اُن کے لیے آسمانوں اور زمین کی ساخت میں، رات اور دن کے پیہم ایک دوسرے کے بعد آنے میں، اُن کی کشتیوں میں جو انسان کے نفع کی چیزیں لیے ہوئے دریاؤں اور سمندروں میں چلتی پھرتی ہیں، بارش کے اُس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعے سے زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اپنے اسی انتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے ہواؤں کی گردش میں، اور اُن بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان تابع فرما بنا کے رکھے گئے ہیں بے شمار نشانیاں ہیں (توحید کی)۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اور اُن کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی گرویدگی اللہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔ کاش جو کچھ عذاب کو اپنے سامنے دیکھ کر اُن کو سوجھنے والا ہے وہ آج ہی اِن ظالموں کو سوجھ جائے کہ ساری طاقتیں اور سارے اختیار اللہ ہی کے قبضے میں ہیں اور یہ کہ اللہ سزا دینے میں بھی بہت سخت ہے۔ جب وہ سزا دے گا تو اس وقت کیفیت یہ ہوگی کہ وہی پیشوا اور رہنما جن کی دنیا میں پیروی کی گئی تھی اپنے پیروؤں سے لاتعلق ہو جائیں گے مگر سزا پا کر رہیں گے اس لیے کہ اُن کے سارے اسباب و وسائل کا سلسلہ کٹ جائے گا اور وہ لوگ جو دنیا میں اُن کی پیروی کرتے ہیں کہیں گے کہ کاش ہم کو ایک موقع اور دیا جاتا تو جس طرح آج یہ ہم سے بیزاری اور لاتعلقی کا اظہار کر رہے ہیں ہم بھی اِن سے بیزار ہو کر دکھا دیتے۔ یوں اللہ اِن لوگوں کے وہ اعمال جو یہ دنیا میں کر رہے ہیں اُن کے سامنے اس طرح لائے گا کہ یہ حسرتوں اور پشیمانیوں کے ساتھ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے مگر آگ سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائیں گے۔ لوگو! زمین

میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلو کہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے تمہیں بدی اور فحش کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ وہ اللہ نے فرمائی ہیں۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اُن احکام کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ۔اچھا اگر اُن کے باپ دادا نے عقل سے کچھ کام نہ لیا اور راہ راست نہ پائی ہو تو کیا یہ پھر بھی انھی کی پیروی کیے جائیں گے؟ یہ لوگ جنھوں نے خدا کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنے سے انکار کر دیا ہے اِن کی حالت جانوروں کی سی ہے جنھیں اُن کا چرواہا ہانکتا ہے اور وہ اپنے چرواہے کے ہانکنے پکارنے کے سوا کوئی صدا نہیں سنتے ۔ یہ بہرے ہیں، گونگے ہیں، اندھے ہیں اس لیے کوئی بات اِن کی سمجھ میں نہیں آتی۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اگر تم حقیقت میں اللہ کی بندگی کرنے والے ہو تو جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں انھیں بے تکلف کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ اللہ کی طرف سے اگر کوئی پابندی تم پر ہے تو وہ یہ ہے کہ تم مردار نہ کھاؤ، خون سے اور سور کے گوشت سے دور رہو۔ اور کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔ ہاں جو شخص مجبور ہو وہ اِن میں سے کوئی چیز کھا لے بغیر اس کے کہ وہ اپنے دل میں اللہ کے قانون کو توڑنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور وہ حد سے تجاوز نہ کرے تو اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ جو لوگ اُن احکام کو چھپاتے ہیں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں اور تھوڑے سے دینوی فائدے پر انھیں بھینٹ چڑھاتے ہیں وہ دراصل اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ قیامت کے روز اللہ اُن سے ہرگز بات نہ کرے گا، نہ انھیں پاکیزہ ٹھیرائے گا، اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے ضلالت خریدی اور مغفرت کے بدلے

عذاب مول لیا۔ کیسا عجیب ہے اِن کا حوصلہ کہ وہ جہنم کا عذاب برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں! یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ اللہ نے تو ٹھیک ٹھیک حق کے مطابق کتاب نازل کی تھی مگر جن لوگوں نے کتاب میں اختلافات نکالے وہ اپنے جھگڑوں میں حق سے بہت دور نکل گئے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اہل قریش مدتوں سے عربوں کی عقیدتوں کا مرکز چلے آرہے تھے بایں ہمہ اُن کی تجارت بھی تمام عربوں سے بڑھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے اُن میں خود پسندی اور خودسری در آئی تھی۔ تاریخ کے مسلّمہ اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ جو لوگ مدتوں سے فارغ البالی اور خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہوں، دولت وثروت اور اکتساب علم وفن کے وسائل پر قابض چلے آئے ہوں جب وہ کچھ مدت اسی حال میں گزار لیں تو اس حالت امن وآسودگی کو وہ اپنا ذاتی استحقاق تصور کرنے لگتے ہیں، اپنے علم وقابلیت کا ثمرہ جاننے لگتے ہیں، یہ ذہنی حالت ایک فرد کی ہو یا ایک معاشرے کی بگاڑ ضرور پیدا کرتی ہے اور اس بگاڑ کے ذیلی مفاسد بے انتہا ہیں جس کی تہہ میں شرک کا شائبہ پایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس دنیا میں جو کچھ ہے اُس کا حقیقی مالک تو اللہ ہی ہے تمام ذرائع وسائل اُسی نے پیدا کیے ہیں اور انسان اپنی طاقت وغرور کے زعم میں انھیں اپنے ہاتھ کی کمائی قرار دیتا ہے حالانکہ یہ ہاتھ بھی تو اُسی کے عطا کردہ ہیں مگر جب تخیلات میں بگاڑ ہو، عقائد میں کجی ہو تو انسان اسی طرح کی باتیں سوچتا ہے اور شکر کی راہ سے بھٹک جاتا ہے حالانکہ کتاب مقدس میں فرما دیا گیا ہے کہ!

قُلۡ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡشَاَکُمۡ وَ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَۃَ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الملک 67/ 23)

ترجمہ؛

’’کہہ دو کہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تمھارے لیے کان آنکھیں اور دل بنائے مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ انسانی عروج وکمال کا کوئی درجہ، انسانی علم ومرتبہ کا کوئی مقام اور انسانی عظمت وسطوت کا کوئی نشان ایسا نہیں ہے کہ انسان خالق کی بندگی سے بے نیاز ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے جب انسان گہری مصیبت اور بڑے دکھ کا سامنا کرتا ہے تو اپنے ہاتھوں سے بنائے خداؤں کو بھول جاتا ہے اور اُسی رب العزت کے سامنے دہائی دیتا ہے جو انسانوں کا حقیقی رب ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ!

فَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الزمر 49/39)

ترجمہ؛

’’پس جب انسان کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اس پر اپنی جانب سے فضل فرما دیتے ہیں تو کہتا ہے یہ تو میری تدبیر کی وجہ سے ہوا ہے بلکہ یہ ایک آزمائش ہے مگر اکثر لوگوں کو اس کا شعور نہیں ہے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور یہ برائی تو ہر معاشرے میں موجود ہے کہ وہ اپنے اعمال کو اپنی تدبیروں کا بدلہ تصور کرتا ہے

حالانکہ حقیقت میں تو سب اللہ ہی کی عطا ہے مگر انسان کم ہی شکر ادا کرتا ہے اکثر و بیشتر کامیاب لوگ متکبرانہ ذہنیت کے حامل ہی پائے جاتے ہیں اگر چہ یہ ایک آزمائش ہے جس میں انسان بری طرح ناکام رہا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِن بَعْدِ ضَرَّاء مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَى O

القرآن الحکیم (سورۃ حم سجدہ41 /50)

ترجمہ:

”اور اگر ہم اس کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں اس تکلیف کے بعد جو اُس کو پہنچی ہے تو وہ کہتا ہے یہ تو میرا حق ہے اور میں قیامت کے ہونے کا گمان نہیں رکھتا اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا ہی گیا تو وہاں بھی میرے لیے بہتری ہی ہوگی“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ مدثر میں بھی اسی ذہنیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وَجَعَلْتُ لَهُ مَالاً مَّمْدُوداً (12) وَبَنِينَ شُهُوداً (13) وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيداً (14) ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ۔

القرآن الحکیم (سورۃ مدثر 12.15/72)

ترجمہ؛

”اور ہم نے اس کو فراواں مال بخشا، اور بیٹے دیئے حاضر باش، اور اس کے لیے خوب راہ ہموار کی پھر یہ توقع رکھتا ہے کہ میں اس کے لیے اور زیادہ کروں گا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

انسان کے لیے یہ بات کس طرح جائز ہو سکتی ہے کہ وہ خود کو اللہ کی بندگی سے الگ کر لے حالانکہ سب کچھ تو اسی کے ہاتھ میں ہے۔

ارشاد ہوا کہ!

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِن بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفاً وَشَيْبَةً يَخلُقُ مَا يَشَاءُ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ○

القرآن الحکیم (سورۃ روم 54/30)

ترجمہ؛

''اللہ ہی ہے جس نے تم کو ناتوانی سے پیدا کیا، پھر ناتوانی کے بعد قوت بخشی پھر قوت کے بعد ضعف اور بڑھاپا طاری کر دیا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ نجم میں مزید ارشاد ہوا کہ!

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاؤُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى (31) الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى○

القرآن الحکیم (سورۃ النجم 31.32/53)

ترجمہ؛

''اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے جو کچھ زمینوں میں ہے اور جو کچھ آسمانوں میں ہے کہ وہ بدلہ دے اُن لوگوں کو جنھوں نے اچھے کام کیے۔یعنی اُن لوگوں کو جو بڑے گناہوں اور کھلی بے حیائیوں سے بچتے رہے۔مگر یہ کہ اگر کبھی اُن کا پاؤں برائی میں پڑ بھی گیا تو تیرے رب کا دامن بڑا وسیع ہے وہ تم کو خوب جانتا ہے جب کہ اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور جب کہ تم ابھی اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے تو تم اپنے آپ کو پاکیزہ نہ ٹھہراؤ اس لیے کہ وہ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا''۔

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ روزِ محشر ملائکہ ہوں یا جن ہوں کوئی بھی تمھاری شفاعت کی جرأت نہ کرے گا اور فرمایا کہ یہ صرف میرا حق ہے کہ میں کسی کو معاف کروں یا سزا دوں۔اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں اُن لوگوں کو تو بخش دوں گا جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور اگر کہیں اُن سے کوئی بھول چوک ہو جاتی ہے تو اُن کے اشک ندامت اس داغ کو اس گناہ کو دھوڈالتے ہیں مگر بہت سے وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں آسانی عطا کر رکھی ہے اور وہ لوگ کہتے ہیں اگر چہ ہمیں روز محشر کا کوئی خاص یقین نہیں مگر اس کے باوجود اگر ہمارا حساب لیا گیا تو ہمارے ساتھ اسی طرح آسانی برتی جائے گی جس طرح کہ ہمیں دنیا میں آسانی دے دی گئی تھی جو لوگ اس گھمنڈ میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس خوش فہمی کو دور کر دیا ہے بلکہ اُن کو عذاب آخرت کا حقدار قرار دیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا بِنَخْلٍ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا (32)

كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ آتَتْ أُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئاً
وَفَجَّرْنَا خِلَالَهُمَا نَهَراً (33) وَكَانَ لَهُ ثَمَرٌ فَقَالَ
لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنكَ مَالاً وَأَعَزُّ نَفَراً
(34) وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَن تَبِيدَ
هَذِهِ أَبَداً (35) وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِن رُّدِدتُّ إِلَى
رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْراً مِّنْهَا مُنقَلَباً (36) قَالَ لَهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ
يُحَاوِرُهُ أَكَفَرْتَ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِن تُرَابٍ ثُمَّ مِن
نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوَّاكَ رَجُلاً (37) لَّكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا
أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَداً (38) وَلَوْلَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا
شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ إِن تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنكَ مَالاً وَوَلَداً
(39) فَعَسَى رَبِّي أَن يُؤْتِيَنِ خَيْراً مِّن جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ
عَلَيْهَا حُسْبَاناً مِّنَ السَّمَاءِ فَتُصْبِحَ صَعِيداً زَلَقاً (40) أَوْ
يُصْبِحَ مَاؤُهَا غَوْراً فَلَن تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَباً (41) وَأُحِيطَ
بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَى مَا أَنفَقَ فِيهَا وَهِيَ
خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي لَمْ أُشْرِكْ بِرَبِّي
أَحَداً O

القرآن الحکیم (سورۃ الکھف 32.38/18)

ترجمہ:

''اور اِن کو اُن دو شخصوں کی تمثیل سناؤ اِن میں سے ایک کے لیے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنائے، اُن کو کھجوروں کی قطاروں سے گھیرا اور اُن کے درمیان کھیتی کے قطعات بھی رکھے۔ دونوں باغ خوب پھل لائے، اُن میں ذرا کمی نہیں کی اور اُن کے بیچوں بیچ ہم نے نہر بھی دوڑا دی۔ اور جب اُس کے پھلوں کا موسم ہوا تو اس نے اپنے ساتھی

سے کہا: میں تم سے مال میں بھی زیادہ اور تعداد کے اعتبار سے بھی زیادہ طاقتور ہوں اور وہ اپنے باغ میں اس حال میں داخل ہوا کہ وہ اپنی جان پر آفت ڈھا رہا تھا، اُس نے کہا میں گمان کرتا ہوں کہ یہ سب کبھی برباد نہ ہوگا اور میں قیامت کے آنے کا بھی گمان نہیں رکھتا اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹا یا ہی گیا تو اس سے بہتر مرجع پاؤں گا ۔اس کے ساتھی نے اُس سے بحث کرتے ہوئے کہا، کیا تم نے اس ذات کا انکار کیا جس نے تم کو مٹی سے بنایا، پھر پانی کی ایک بوند سے، پھر تم کو ایک مرد بنا کے کھڑا کیا لیکن میرا رب تو وہی اللہ ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں ٹھہراتا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مخاطب اگرچہ اہل عرب ہیں مگر آیت کے احکامات قیامت تک تمام انسانوں کے لیے یکساں ہدایت کا موجب ہیں۔ یہ ایک مخصوص ذہنیت سے خطاب ہے جو اگرچہ عرب میں بھی پائی جاتی تھی مگر اس کا وجود ہمیشہ کے لیے محسوس کیا جا سکتا ہے۔آج بھی ہمارے اردگرد اس کے قسم کے کرداروں کی کوئی کمی نہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قوت و اقتدار سے نوازتو وہ بغاوت پر اتر آئے ۔انھوں نے کہا ہمیں جو عزت ملی ہے ہم اس کا استحقاق رکھتے ہیں اور یہ عزت ہم پہ کسی کا احسان نہیں ہے۔ یہ شرک کی ایک قسم ہے جس میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے اور اُسے پتہ بھی نہیں چلتا کہ اُس کے وہ تمام اعمال جو اُس نے لوگوں کو دکھانے کے لیے کیے تھے کب کے غارت ہو چکے ہیں اور جب وہ اپنے خالق کے سامنے پیش ہوگا تو خالی ہاتھ ہوگا۔اور ایسے لوگوں کو قرآن حکیم میں جا بجا دردناک عذاب کی بشارت دی گئی ہے اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا فرمائی ہے اگر وہ اس کا درست استعمال کرے گا تو وہ خالق تک جا پہنچے گا اور اگر وہ خالق تک جا پہنچا تو خالق کے قہر سے بھی آگاہ ہو جائے گا اور ڈرے گا اور یہی مقصود بالذات ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں شرک و تکبر سے محفوظ رکھے۔

⊖⊖⊖

یہاں اگرچہ قوم بنی اسرائیل کے گزرے کل کا ذکر ہو رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ہزاروں سال گزرنے کے باوجود یہ قوم اللہ کی باغی ہی رہی ہے آج یہی قوم فلسطین کی سڑکوں پر بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا رہی ہے۔ وہ مجبور اور بے بس ہیں اور یہ طاقتور!!!

قوم بنی اسرائیل

بنو اسماعیل کے اُن بعض مفاسد کو بیان کر دیا گیا ہے جن کی بنا پر وہ شرک جیسی نجاست کا شکار ہو گئے تھے۔اب ہم اہل کتاب کا ذکر کریں گے کہ وہ کب اور کیوں کتاب وحکم کی موجودگی کے باوجود شیطان کے الجھاوے کا شکار بن گئے۔ یہ انبیاء کی اولاد تھے تورات وانجیل کے وارث تھے۔اول اول صرف یہودی تھے جن کو قوم بنی اسرائیل کہا گیا۔ جب یہودی اپنے دین کی اساس کو بھلا چکے تو دین موسوٰی کی تجدید کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے یہودیوں نے اُن کا مذاق اڑایا، اُن کی نبوت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔خلاف واقعہ پیدا ہونے پر اُن کی ماں حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان تراشا، ہر چند کہ وہ اللہ کی برگزیدہ خواتین میں شامل تھیں اور قرآن نے اس امر کی گواہی پیش کی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف یہودیوں نے سازشوں کا جال بچھا دیا اور آخر انھیں سولی پر چڑھا دیا گیا۔اگر چہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اس سے محفوظ رکھا اور آسمانوں کی طرف اُٹھا لیا یہ قرآنی عقیدہ ہے۔عیسائیوں کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کے لیے سولی پر چڑھ گئے۔جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پہ چڑھایا گیا اُس وقت پوری قوم بنی اسرائیل میں سے صرف بارہ لوگوں نے اُن کا اثبات کیا۔انھی لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا حواری قرار دیا اور انھی لوگوں کی

دعوت ودلجمعی کی وجہ سے جلد ہی لوگ دین عیسوی کی طرف متوجہ ہوئے پھر غول درغول اس میں شامل ہونے لگے حتیٰ کہ ایک وقت آیا کہ وہ یہودیوں سے بڑھ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو عربوں میں معبوث کیا گیا تو مخاطبین میں یہودی اور عیسائی بھی شامل تھے۔ مدینہ میں تو قدیمی طور پہ بہت سے یہودی آباد تھے اور عرب کے طول وعرض میں عیسائیوں کی بہت سی بستیاں بھی تھیں۔ یمن سے لے کر تبوک تک اور مملکت رومہ میں ہر طرف عیسائی ہی تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اُن کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن حکیم میں انھیں مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ تم تو حامل کتاب ہو تمھیں تو سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اختیار کرنی چاہیے۔ یادرہے کہ یہود ونصاریٰ کا گروہ آنحضرت محمد ﷺ کی رسالت کے سوا اُن تمام اساسات دین کو تسلیم کرتے تھے جو الہامی ادیان کی بنیاد رہی ہیں۔ وہ عقیدہ توحید پر قائم تھے اور تورات وانجیل کی موجودگی میں اس سے انحراف کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ اگرچہ عملی طور پر وہ کئی برائیوں میں ملوث ہو چکے تھے۔ یہود ونصاریٰ اصولی اور عقائدی طور پہ مواحد تھے وہ اپنے انبیاء کی کتابوں کے احکامات کی تعمیل کرتے تھے، اپنی شریعت پر کاربند تھے اگرچہ عملی طور پہ انحراف کی راہ پر تھے اور دین ودنیا کی دوئی کے قائل تھے۔ انھوں نے اپنی کتابوں اور شریعت کو بدل کے رکھ دیا تھا اور اُس میں من پسند تبدیلیاں کر لی تھیں۔ تاہم صاحبِ کتاب اور صاحبِ شریعت ہونے کی بنا پر قرآن حکیم نے انھیں اس امر کی طرف متوجہ کیا کہ تم لوگ تو حامل کتاب ہو حامل شریعت ہو تم لوگوں کی کتابوں میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ دین کی تکمیل کے لیے آنحضرت محمد ﷺ تشریف لانے والے ہیں اس لیے تمھیں تو آگے بڑھ دوسروں سے پہلے اسلام قبول کرنا چاہیے تھا۔

ارشاد ہوا کہ!

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ

بَعْضُنَا بَعْضاً أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُواْ اشْهَدُواْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 64/3)

ترجمہ:

''کہہ دو کہ اے اہل کتاب آؤ اس چیز کی طرف جو ہمارے اور تمھارے درمیان مشترک ہے یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شرک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اللہ کے سوا رب ٹھہرائے اور اگر وہ اس چیز سے اعراض کریں تو کہہ دو کہ گواہ رہو کہ ہم تو مسلم ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ اللہ کی بندگی کرنا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اہل کتاب اور مسلمانوں کے درمیان مشترک تھا اور اس میں نہ یہود کو اختلاف تھا نہ نصاریٰ کو لیکن کسی کو رب نہ ماننے کا مفہوم وہ صرف یہ سمجھتے تھے کہ خدا کے سوا کسی اور کو نہ پکارا جائے اُن کے نزدیک کی خدا کی ربوبیت میں اس بات سے کوئی فرق نہ آتا تھا کہ جو حقوق وصفات خدا کے لیے مخصوص ہیں اُن میں دوسروں کو بھی شریک کر دیا جائے۔ مگر اصل اس سے مختلف ہے اس لیے کہ اگر روزی رب دیتا ہے زمین و آسمانوں کو اُسی نے پیدا کیا ہے زندگی اور موت کا وہی مالک ہے تو قانون وشریعت اتارنا بھی اسی کا حق ہے یہود ونصاریٰ یہاں بہک گئے تھے اور انھوں نے اللہ کے اس حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اسی بنا پر قرآن حکیم نے یہود ونصاریٰ دونوں کو مجرم قرار دے دیا۔

ارشاد ہوا ہے کہ!

اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُدُواْ إِلَـهاً وَاحِداً لاَّ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ

سُبۡحَانَهٗ عَمَّا يُشۡرِكُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ توبہ 31/3)

ترجمہ:

"انھوں نے اللہ کے سوا اپنے فقیہوں، راہبوں کو بھی رب بنا ڈالا اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انھیں صرف ایک ہی معبود کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے اِن چیزوں سے جن کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہود و نصاریٰ کی انھی کوتاہیوں اور دینِ حق سے انحراف کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو مجرم ٹھہرایا ہے کہ وہ ذرا ذرا سے فائدے کے لیے اللہ کی آیات کو بیچ دیتے اور اللہ سے ذرا نہیں ڈرتے، چنانچہ قرآن حکیم میں اُن کی اس عادتِ بد کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

ارشاد ہوا کہ!

يَا بَنِي إِسۡرَائِيلَ اذۡكُرُوا نِعۡمَتِيَ الَّتِي أَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ
وَأَوۡفُوا بِعَهۡدِي أُوفِ بِعَهۡدِكُمۡ وَإِيَّايَ فَارۡهَبُونِ (40)
وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ
كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشۡتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ
(41) وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَكۡتُمُوا الۡحَقَّ وَأَنتُمۡ
تَعۡلَمُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2/42-40)

ترجمہ:

"اے بنی اسرائیل! ذرا خیال کرو میری اس نعمت کا جو میں نے تمھیں عطا کی تھی۔ میرے ساتھ تمھارا جو عہد تھا اسے پورا کرو تب میں اپنے عہد کو پورا کروں گا جو

میں نے تمھارے ساتھ کیا تھا۔میں اُسے ضرور پورا کروں گا اگر تم مجھ سے ہی ڈرو۔میں نے جو کتاب بھیجی ہے اس پر ایمان لاؤ۔یہ کتاب اُس کتاب کی تائید کرتی ہے جو تمھارے پاس پہلے سے موجود ہے۔لہٰذا سب سے پہلے تم ہی منکر نہ بن جاؤ۔تھوڑی قیمت پر میری آیات کو مت بیچو اور میرے غضب سے بچو۔باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور جانتے بوجھتے حق چھپانے کی کوشش مت کرو"۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قوم یہود و نصاریٰ کے انحراف کی کچھ تفصیل بیان کر دی جائے تا کہ اُس حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو کہ وہ قوم جس کی طرف اللہ کے بارہ ہزار سے زائد پیغمبر اترے اور جنھیں اس زمین پر عظیم الشان اقتدار عطا کیا گیا وہ کیونکر اللہ سے انکار کے راستے پہ چل دی۔

یہود کا انحراف

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قوم بنی اسرائیل نے اللہ کی کتابوں کو بدل دیا بلکہ اپنے نفس کے تابع کر دیا اور اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔انھوں نے اپنی کتاب میں بہت سے مقامات کو بدل ڈالا۔اور بہت سے احکامات کو لوگوں سے چھپا دیا جنھیں رفتہ رفتہ لوگ بھول گئے ،یاد رہے کہ مسلمانوں کے ہاں ہر مسلمان کے پاس ذاتی قرآن ہوتا ہے یہودیوں میں ایسا نہ تھا بلکہ اُن کی کتاب صرف احبار اور ربیوں کے پاس موجود ہوتی تھی اور عام لوگوں کی رسائی میں بالکل نہ تھی اس لیے مذہبی اجارہ دار کتاب میں جس طرح کی چاہتے تحریف کر دیتے۔مثلاً جہاں جہاں اس بات کا تذکرہ تھا رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں انھوں نے اپنی کتاب سے اِن آیات کو مٹا دیا۔اُن آیات کو بھی مٹا دیا جن میں مقام ابراہیم کو اُن کا قبلہ بتایا اور اُن آیات کو بھی حذف کر دیا جن میں مقام قربانی وغیرہ کی آیات تھیں۔علاوہ بریں انھوں نے فائدہ اٹھانے کے لیے زنا،قتل اور چوری کی سزائیں بھی بدل ڈالی تھیں۔بہت سے احکامات الٰہی کی انھوں نے ایسی تاویلات کر لی تھیں جن کا اصل حکم سے کوئی تعلق نہ تھا۔اور اُن کے علماء واحبار بہت سے ایسے فتوے دیتے تھے جو منشا الٰہی کی مخالفت میں تھے اور وہ اپنے اس ظلم وجور سے آگاہ بھی تھے۔یہ ساری باتیں قرآن حکیم نے کھول کر بیان کی ہیں اِن میں سے بہت سی آیات لکھی جا چکی ہیں اور کچھ کا تذکرہ آگے آئے گا۔قوم بنی اسرائیل کے ہاں اجتہاد کا کوئی تصور موجود نہ تھا۔اُن کے قاضی مقدمات کا فیصلہ کرتے ہوئے اس بات کا اہتمام نہ کرتے کہ

فیصلہ کرتے وقت وہ اس بات کا اہتمام کریں کہ فیصلہ کلام الٰہی کی موافقت میں ہو بلکہ اس معاملے میں وہ اپنی عقل کو ترجیح دیتے جس سے اُن کے ہاں بڑا بگاڑ پیدا ہوا۔ اجتہاد کے برعکس جو مسلمانوں کی روایت ہے یہودیوں نے معاملات کا فیصلہ کرنے کے عجیب وغریب طریقے اختیار کررکھے تھے جن کا کوئی ثبوت اُن کی کتاب میں نہیں ملتا نہ ہی اُن کے انبیاء نے انھیں اس طریقہ کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ کسی معاملے میں خدا کی منشا کو جاننے کے لیے وہ کاہن اعظم کی طرف رجوع کرتے اس لیے کہ کاہن اعظم کو وہ خدا کی مرضی معلوم کرنے کا قدرتی ذریعہ جانتے تھے۔ کاہن اعظم یہ کرتا کہ وہ خیمہ عبادت یعنی قدس الاقداس کے اندر چلا جاتا جہاں اُن کا مقدس تابوت ایک پردے کے پیچھے رکھا ہوتا اور اس مقام کو الہام ربانی کا مرکز خیال کیا جاتا، وہاں پہنچ کر کاہن اعظم پر خدا کے احکام الہام ہو تے۔ پھر وہ باہر آتا اور نازل ہونے والے احکام سے لوگوں کو آگاہ کرتا اور لوگوں پر اُس کے بتائے ہوئے احکامات کی تعمیل کرنا واجب ہوجاتی۔ دور درزا کے یہودی قبائل میں جو قاضی شریعت کی تنفیذ پر معمور ہوتے وہ یہ کام خدا کے نام سے انجام دیتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ قانون سازی صرف اللہ کا حق ہے اگر اُن کے سامنے کوئی ایسا معاملہ آجاتا جس کا فیصلہ کرنا اُن کے لیے مشکل ہوتا تو اُن پر لازم ہوتا کہ اس معاملے کو بنی لاوی کی طرف منتقل کردیں جو کاہن اعظم سے اس بارے میں رائے حاصل کریں۔ یہ طریقہ ٹھیک بتوں کی پرستش کی نقالی تھا جس کو قوم یہود نے اپنے بگاڑ کے زمانے میں اختیار کرلیا تھا۔ اُس زمانے میں جس طرح اُن کے ہم عصر معاشروں میں بت پرستی اور شرک کا رواج عام تھا یہودی بھی اس سے متاثر ہوگئے تھے۔ جس طرح مصر، عراق بابل اور نینوا وغیرہ کے بت خانوں میں بتوں کی پوجا پوتی تھی اسی طرح یہودیوں نے ایک تابوت کو اپنا معبود بنالیا تھا اور کاہن اعظم اُس بت یا تابوت کے سامنے جاکر احکام الٰہی معلوم کرتا تھا جس کی کوئی دلیل اُن کے پاس نہ تھی۔

نصاریٰ کا انحراف

یہودی جن خرافات کا شکار تھے نصاریٰ کا بگاڑ اُن سے بڑھ کے تھا۔ نصاریٰ ایک مستقل امت نہ تھے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا دعویٰ ہی کیا تھا، بلکہ انھوں نے تو کہا تھا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو اکٹھا کرنے آیا ہوں، میں تورات میں اضافہ یا کمی نہ کروں گا بلکہ صرف اُس کو بحال کروں گا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوئی شریعت لے کر نہ اترے تھے اور نہ انھوں نے لوگوں کو کسی نئی بات کی طرف بلایا اور نہ انھوں نے بنی اسرائیل کے سوا دیگر لوگوں کو دین حق کی دعوت دی اس لیے یہ بات ظاہر ہے کہ وہ صرف اُن بدعات کی تردید کے لیے اترے تھے جن کو یہودیوں نے اپنے دین میں شامل کرلیا تھا۔ نصاریٰ کی ابتدائی تاریخ سے اسی بات کا اظہار ہوتا ہے کہ اس لیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیے جانے کے بعد اُن کے خلفاء لوگوں کو تورات ہی کی طرف بلاتے رہے۔ چنانچہ اب اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ قوم بنی اسرائیل کو پال نامی شخص نے ہی خراب کیا اُسی نے قوم بنی اسرائیل کو یہود و نصاریٰ میں تقسیم کیا، اُسی نے اُس دین کو جو بنی اسرائیل کا دین تھا کو تہ و بالا کر ڈالا ۔اسی نے ایک گروہ کو نصاریٰ کا نام دیا اور اسی نے نصرانیت کو ایک نئی امت قرار دیا۔ پال نے دین کی اصل صورت کو اس حد تک مسخ کر دیا کہ اُسے پہچاننا تک دشوار ہو گیا۔ اُس نے لوگوں سے کہا کہ مجھے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے اور میں اُن کے ان پڑھ اور جاہل خلفاء سے اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ دین کی تشریح کروں۔ اُس نے لوگوں سے کہا کہ نصرانیت ایک

عالمگیر دین ہے اس لیے اسے بنی اسرائیل تک محدود نہیں کیا جاسکتا، دین مسیحیت میں شامل ہونے والے دیگر لوگوں کے لیے اُس نے پرکشش مراعات کا اظہار کیا اور کہا کہ وہ لوگ جو غیر اسرائیلی ہیں اور عیسائی ہیں اُن کے لیے تورات پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے اور اُس نے اِن لوگوں کے لیے شراب اور سور کو بھی حلال قرار دے دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلفاء نے مقدور بھر مزاحمت کی اور پال کی شدید مخالفت کی انھوں نے لوگوں کو پال کی عیاریوں کی طرف متوجہ کیا اور انھیں بتایا کہ کیا تم لوگ بھول گئے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں پال اُن کا بدترین دشمن ثابت ہوا تھا۔مگر لوگوں کے لیے پال کے نظریات وعقائد میں کسی قدر کشش تھی اس لیے لوگ پال کی طرف متوجہ رہے۔اس طرح مسیحیت نے ایک مستقل امت کی شکل اختیار کر لی اگرچہ اس کو پال کی امت کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔مگر پال کی امت ایک ایسی امت تھی اور ہے جس کے پاس کوئی شریعت نہ تھی اس لیے کہ انجیل احکامات سے بالکل خالی ہے اور تورات کی پیروی سے پال نے اپنی امت کو پہلے ہی روک دیا تھا۔چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نصاریٰ اپنے ہر معاملے میں خدا کے حکم کی بجائے پال کے حکم کو ترجیح دینے لگے اور یوں بدعات وذلالت کا ایک سلسلہ شروع ہوا جو روز موجود تک جاری ہے۔سلطنت رومہ نے جب اس مذہب کو اختیار کیا تو خدا کے احکامات کو قطعی طور پر وہ اہمیت حاصل نہ تھی جو پوپ کے احکامات کو حاصل تھی۔

عیسائیوں میں علم کلام کا ایک طویل سلسلہ ہے، مذہبی مباحث، منافرت اور حتیٰ کہ فرقہ ورانہ قتل و غارت گری سے اُن کی تاریخ بھری پڑی ہے اور اس فتنے کا آغاز بھی پال کے عہد سے ہی شروع ہوا۔بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ان پڑھ تھے جبکہ پال ایک عیار اور پڑھا لکھا شخص تھا، وہ یونانی فلسفہ اور اسلوبِ تصوف کا بھی ماہر تھا، چنانچہ اُس نے حضرت مسیح کے شاگردوں کی ایک نہ چلنے دی اور انجیل کی شرح ایسے ڈھنگ سے کی کہ دین مسیحیت کا حلیہ ہی بدل ڈالا۔لطف کی بات تو یہ ہے کہ پال عبرانی زبان سے ناواقف تھا جس میں انجیل نازل کی گئی اس کے باجود اُس کا دعویٰ تھا کہ اُس سے زیادہ انجیل کو کوئی نہیں جانتا۔پال نے دین مسیحیت کو رومیوں میں مقبول بنانے

کے لیے انجیل میں اس قدر تحریف کی کہ وہ رومیوں کے مزاج سے ہم آہنگ ہو جائے۔ پال کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور طریقہ کی بھی کوئی پرواہ نہ تھی بلکہ اُس کی رغبت صرف اُن امور تک محدود تھی جن کو اپنانے سے باطنیت کا فلسفہ مستحکم ہو جاتا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہا۔

چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ بھی سب سے پہلے اُسی نے کہا۔ پال 64ء میں مرا۔ اُس کی وفات کے بعد اگلی چار صدیاں دین مسیحیت میں انتہائی انتشار کی صدیاں تھیں۔ قوم سینکڑوں فرقوں میں بٹ گئی تھی اور وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے سے بھی نہ کتراتے۔ اِن چار صدیوں میں دین مسیحیت کے ساتھ کیا کیا ہوا اور لوگوں نے کیا کیا نظریات و عقائد اختیار کیے اور کس طرح ایک دوسرے کو کافر کہتے اور قتل کرتے رہے اُس کی تفصیل بہت دردناک اور طویل ہے اور ہمارے موضوع سے مناسبت بھی نہیں رکھتی اس لیے اِن تمام تفصیلات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم چوتھی صدی میں پہنچتے ہیں اور چوتھی صدی عیسوی میں اُن کے اہم فرقوں میں آریوس، سابیلی اور تثلیثی شامل ہیں جن کی کچھ تفصیلات بیان کرنا یہاں مقصود ہے۔

آریوس وہ فرقہ تھا جس میں دین مسیحیت کی کچھ اصل باقی تھی اگر کہا جائے کہ یہ لوگ باقی فرقوں میں حق سے زیادہ قریب تھے تو درست ہوگا اگرچہ یہ لوگ بھی دوسرے فرقوں کے بے پناہ دباؤ اور عمومی رجحان کی وجہ سے حضرت مسیح کو بشریت سے کچھ بلند مقام دینے پر ضرور رضامند ہو گئے تھے تاہم انھوں نے حلول کا سختی سے انکار کیا اور توحید پر قائم رہنے کو ترجیح دی۔

سابیلی حلول کے قائل تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا اوتار قرار دیتے تھے۔

اہل تثلیث ظاہر ہے کہ نظریہ تثلیث کے داعی تھے اور حضرت مریم علیہا السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ رب العزت کو ایک تکون قرار دیتے تھے اور اسی کو تثلیث کہا جاتا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا اور حضرت مریم علیہا السلام کو اللہ کی بیوی بتاتے اور یہ ظلم دین مسیحیت کے ساتھ پال نے کیا تھا جو ایک یہودی النسل تھا۔ چوتھی صدی کے آغاز میں مسیحیت کی یہی شکل تھی اور تمام فرقے ایک دوسرے کو قتل کر رہے تھے۔ مملکت روم میں دین مسیحیت دور دور تک پھیل چکا تھا مگر فرقوں کی باہمی چپقلش نے

ملک کے عمومی نظم کو متاثر کر کے رکھ دیا تھا اور اس سے قبل کہ ملک سیاسی انارکی کا شکار ہو جاتا حکمرانوں نے اپنی قوت کو استعمال کرتے ہوئے تمام فرقوں کو مذاکرات کی میز تک لے آئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس باہمی فرقہ ورانہ جنگ میں اُن کی ریاست کو کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے اگر کچھ حاصل ہوگا تو وہ مملکت رومہ کے دشمنوں کو ہی حاصل ہوگا۔ چنانچہ 314ء کو دین مسیح کی پہلی کونسل منعقد ہوئی مگر اس سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا، تمام فرقے اپنے اپنے تخیلات پر بضدر رہے اور ملک میں بدستور انارکی رہی۔ حکومت کی کوششوں سے 325ء کو ایک اور کانفرنس نیس (NICEA) کے مقام پر منعقد ہوئی۔ نصاریٰ کی تاریخ میں اس کانفرنس کی بہت اہمیت ہے۔ اس کانفرنس میں عیسائیوں کے تمام فرقوں کو مدعو کیا گیا۔ کلیسا کے تمام اہم ذمہ دار اس اجلاس میں شامل ہوئے۔ کونسل کی اکثریت آریوس کے نظریات کی مخالف تھی اس لیے حکومت کو بھی آریوس مخالف لوگوں سے ہمدردی تھی بلکہ وہ تو محض یہ چاہتے تھے کہ تمام نصاریٰ کسی ایک نقطے پر یکجا ہو جائیں اور رومی حکومت اس میں کامیاب رہی۔ علماء نے باہمی بحث و تمحیص کے بعد کثرت رائے سے مسیحی عقیدہ مرتب کر لیا جسے (NICEAN CREED) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ مسیحی علماء کس عقیدے پر متفق ہوئے اُسے ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے۔

”ہم ایک خدا پر ایمان لاتے ہیں جو باپ ہے اور قادر مطلق، تمام چیزوں کا خالق حاضر و غائب کا، اور ایک خدا یسوع مسیح پر ایمان لاتے ہیں، ابن اللہ خدا کا اکلوتا بیٹا، باپ کے جوہر سے، خداوند خدا، نور النور، عین خدا، جنا ہوا، بنایا ہوا نہیں، باپ ہی کے جوہر سے، جس نے تمام چیزیں بنائیں آسمان اور زمین میں جو ہم آدمیوں کے لیے اور ہماری نجات کے لیے اترا، مجسم بشکل انسان، اُس نے دکھ اٹھایا، پھر تیسرے دن جی اٹھا اور آسمان پر چڑھ گیا، مردوں اور زندوں کی عدالت کے لیے پھر آئے گا اور ہم روح القدس پر ایمان لاتے ہیں پر وہ جو کہتے ہیں کہ پہلے وہ نہ تھا اور جنے جانے سے

پہلے وہ معدوم تھا اور عدم سے وجود میں آیا یا وہ جو کہتے ہیں کہ خدا کا بیٹا دوسری شئے یا دوسرے جوہر سے ہے یا مخلوق ہے یا بشر ہے وہ کیتھولک اور سولی چرچ کی طرف سے مردود ہے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ ہے وہ مسیحی عقیدہ جس کی پیروی آج زمین کے طول وعرض میں کی جارہی ہے۔اٹھارہ سو سال گزر گئے پھر اس عقیدے میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ چنانچہ برطانیہ ہو یا امریکہ، فرانس ہو یا جرمنی آسٹریلیا ہو یا ناروے، سویزرلینڈ ہو یا اسپین، ہالینڈ ہو یا **بیلجئم** ہر جگہ ہر شہر مغرب میں کے ہر کوچے ہر گاؤں میں اسی عقیدے پر ایمان رکھنے والے لوگ بستے ہیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج کی عقلی تہذیب میں آج کے سائنسی عہد میں ایک ارب ستر کروڑ سے زائد لوگ کس طرح بے عقلی کی اس دستاویز کی پیروی پر جمے ہوئے ہیں۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ مغرب کا کوئی شہر کوئی تنظیم کوئی ملک کوئی معاشرہ کوئی ادارہ، کوئی گروہ، کوئی حکمران کوئی رعایا کوئی بھی تو نہیں جو اپنے مذہب اپنے عقیدے کے بارے میں سنجیدہ ہو، کوئی بھی تو نہیں جس نے اس امر میں تردد کا اظہار کیا ہو کہ اُن کے آباء کس چیز کی پوجا کرتے ہیں کس چیز پر ایمان لائے تھے کس کتاب کس شریعت کے مدعی ہیں۔ دراصل مذہب اُن کی زندگی کا ایک ایسا معاملہ ہے جیسے راہ چلتے کافی پی لینا یا برگر کھالینا اس سے زیادہ انھیں نہ مذہب کی پرواہ ہے نہ ضرورت ہے اور نہ ہی اُن کے پاس اتنا وقت ہے کہ وہ لذت پرستی کے حصار سے باہر جھانک کر دیکھ سکیں کہ وہ کس قدر بے وقوف ہیں کس قدر احمق ہیں اور کس قدر احمقانہ گمان کی پیروی کے دعویدار ہیں۔مادیت اُن کی منزل ہے، حصول لذت اُن کی جدوجہد کا مرکز ہے اور معاشی برتری اُن کا سب سے بڑا خواب ہے جسے اگرچہ وہ حاصل کر چکے ہیں مگر اُن کی ہوس اُن کو کسی پل چین نہیں لینے دیتی۔ بظاہر اس بات کے دعویدار کہ وہ مہذب ہیں پڑھے لکھے ہیں اپنی تاریخ اپنی تہذیب اپنے عقائد میں اس قدر بودے ہیں کہ انھیں تو عام انسان کہنا بھی مشکل ہے کجا

کہ انھیں مہذب انسان کہا جائے۔نیس کونسل کے بعد یہی عقیدہ مسیحی دنیا کا اصل عقیدہ ہے اس میں آریوس اوراس کے ساتھیوں کی علانیہ تکفیر کی گئی،اس کونسل کے بعد یہ صرف چرچ ہی کا نہیں بلکہ ریاست کا مذہب بھی بن گیا اوراس کی تائید کے لیے حکومت کی تلوار بھی بے نیام ہوگئی اس وجہ سے آریوس کے بہت سے ساتھیوں نے بھی اس کی تائید ہی میں امان دیکھی۔کس قدر حیرت اور عبرت کا مقام ہے کہ جن عیسائیوں نے پوری تین صدیاں انسانوں کی خدائی کے انکار کے جرم میں سلاطین روم کے دل ہلا دینے والے مظالم وشدائد کے شکنجہ میں گزاریں،تلواروں سے قیمہ کیے گئے آگ میں بھونے گئے،درندوں سے نچوائے گئے،لیکن انسان کی خدائی سے برابر انکار کرتے رہے وہی عیسائی نیس میں جمع ہوکر ایک کافر بادشاہ کی رہنمائی میں مسیح کے خدا ہونے پر کس طرح راضی ہوگئے ۔نیس کونسل کے بعد کونسلوں پر کونسلیں منعقد کی گئیں اور بعد کی صدیوں میں بھی برابر منعقد ہوتی رہیں، بہت سے جزئی اختلافات بھی پیش آئے کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ آریوس کے حامیوں نے زور پکڑ لیا، لیکن یہ سب عارضی اور وقتی تھا مرکزیت اسی عقیدے کو حاصل رہی جو نیس کونسل میں طے پا گیا تھا اس لیے آج بھی مسیحی دنیا کم وبیش اسی عقیدے کی پیرو ہے جس کو (NICEAN CREED) کہا جاتا ہے۔چنانچہ یہ طے شدہ امر ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ سراسر شرک پہ مبنی ہے اور انسانوں کی ایک مہیب تعداد اس عقیدے کی پیروکار ہے قرآن حکیم نے نصاریٰ کے عقائد پہ جا بجا تنقید کی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّهِ وَقَالَتْ النَّصَارَى الْمَسِيحُ
ابْنُ اللّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِينَ
كَفَرُواْ مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ O اتَّخَذُواْ
أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ
مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُدُواْ إِلَـهاً وَاحِداً لاَّ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ
سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (31) يُرِيدُونَ أَن يُطْفِؤُواْ نُورَ

اللّـهِ بِـأَفْـوَاہِہِمْ وَيَـأْبَى اللّـهُ إِلاَّ أَن يُتِمَّ نُورَہُ وَلَوْ كَـرِہَ
الْـكَافِرُونَ (32) ہُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْہُدَى وَدِيْنِ
الْـحَـقِّ لِيُـظْـہِـرَہُ عَـلَى الـدِّيْـنِ كُـلِّـهِ وَلَـوْ كَـرِہَ
الْمُشْرِكُونَ (33) يَا أَيُّہَا الَّذِيْنَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيْراً مِّنَ
الأَحْبَـارِ وَالرُّہْبَـانِ لَيَـأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ
وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيْلِ اللّهِ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُونَ الذَّہَبَ
وَالْفِضَّةَ وَلاَ يُنفِقُونَہَا فِیْ سَبِيْلِ اللّهِ فَبَشِّرْہُم بِعَذَابٍ
أَلِيْمٍ (34) يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْہَا فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ فَتُكْوَى بِہَا
جِبَاہُہُمْ وَجُنوبُہُمْ وَظُہُورُہُمْ ہَـذَا مَـا كَنَزْتُمْ
لأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ (35) إِنَّ عِدَّةَ
الشُّہُورِ عِندَ اللّهِ اثْنَا عَشَرَ شَہْراً فِیْ كِتَابِ اللّهِ يَوْمَ
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ مِنْہَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذَلِكَ الدِّيْنُ
الْقَيِّمُ فَلاَ تَظْلِمُواْ فِيْہِنَّ أَنفُسَكُمْ وَقَاتِلُواْ الْمُشْرِكِيْنَ
كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ مَعَ
الْمُتَّقِيْنَ O

القرآن الحكيم (سورة توبه 30.35/9)

ترجمہ:

’’یہود عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور نصاریٰ مسیح کو اللہ کا بیٹا کہتے ہیں یہ سب اُن کے اپنے منہ کی باتیں ہیں یہ اُن لوگوں کی بات نقل کر رہے ہیں جو اُن سے پہلے کفر میں مبتلا تھے اللہ اِن کو غارت کرے ان کی عقل ماری گئی ہے۔انھوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو خدا بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ اُن کو صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ معبود صرف ایک ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ اُن کے

شرک سے بے نیاز ہے، وہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کو بام عروج تک پہنچائے گا چاہے یہ کافر اُس سے کیسے ہی نالاں ہوں اللہ نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے گو مشرک کیسے ہی ناخوش کیوں نہ ہوں۔اے ایمان والو یہ اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں، وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں اور سونا چاندی جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں اور اللہ کی راہ میں ذرا بھی خرچ نہیں کرتے سو آپ اُن کو ایک بڑی دردناک سزا کی خوشخبری سنا دیں کہ ایک روز اُن کے مال کو آگ میں تپایا جائے گا جس سے اِن لوگوں کی پیشانیوں، اُن کے پہلوؤں اور اُن کی پشتوں کو داغا جائے گا کہ یہ ہے وہ جس کو تم جمع کرتے رہے ہو"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

انھی لوگوں کو مخاطب کرکے ایک اور جگہ فرمایا گیا کہ!

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ (72) لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِن لَّمْ يَنتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (73) أَفَلَا يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (74) مَّا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ

الطَّعَامَ انظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الآيَاتِ ثُمَّ انظُرْ أَنَّى
يُؤْفَكُونَ (75) قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّهِ مَا لاَ يَمْلِكُ
لَكُمْ ضَرّاً وَلاَ نَفْعاً وَاللّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (76) قُلْ يَا
أَهْلَ الْكِتَابِ لاَ تَغْلُواْ فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلاَ
تَتَّبِعُواْ أَهْوَاء قَوْمٍ قَدْ ضَلُّواْ مِن قَبْلُ وَأَضَلُّواْ كَثِيراً
وَضَلُّواْ عَن سَوَاء السَّبِيلِ (77) لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِن
بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ
بِمَا عَصَوا وَّكَانُواْ يَعْتَدُونَ (78) كَانُواْ لاَ يَتَنَاهَوْنَ
عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُواْ يَفْعَلُونَ (79) تَرَى
كَثِيراً مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُواْ لَبِئْسَ مَا
قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنفُسُهُمْ أَن سَخِطَ اللّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ
هُمْ خَالِدُونَ (80) وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِالله والنَّبِيِّ وَمَا
أُنزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاء وَلَـكِنَّ كَثِيراً مِّنْهُمْ
فَاسِقُونَ (81

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 72.81/5)

ترجمہ؛

''بے شک وہ لوگ کافر ہوگئے جنھوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم اللہ ہے۔حالانکہ مسیح نے انھیں خود فرمایا تھا اے بنی اسرائیل تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے، بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا اللہ اُس پہ جنت حرام کردے گا اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اللہ ایسے لوگوں پر کوئی رحم نہ کرے گا۔ بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہوگئے جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں۔اور اگر یہ لوگ اس خیال سے باز نہ آئے تو اُن پر دردناک

عذاب نازل کیا جائے کیا پھر یہ لوگ توبہ نہیں کرتے اپنے رب سے معافی نہیں مانگتے حالانکہ اللہ بڑی مغفرت والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے، مسیح ابن مریم تو کچھ بھی نہیں صرف ایک پیغمبر ہیں اور اُن سے پہلے بھی پیغمبر گزر چکے ہیں اور اُن کی والدہ ایک نیک بی بی ہیں اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھو کہ ہم کیونکر دلائل بیان کرتے ہیں پھر دیکھئے کہ وہ الٹے کدھر جا رہے ہیں۔آپ فرمایئے کہ کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ایسوں کی عبادت کرتے ہو جو تم کو نفع ونقصان پہنچانے پر قادر نہیں ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ سب سنتا ہیں سب جانتا ہے۔آپ فرمایئے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور نہ اُن لوگوں کو پیروی کرو جو تم سے پہلے غلطی کر چکے ہیں اور بہت سے دوسروں کو بھی غلطی پر ڈال چکے ہیں اور بہت سے لوگوں کو راہ راست سے ہٹا چکے ہیں، بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر تھے اُن پر لعنت کی گئی تھی داؤد وابراہیم کی زبان سے اور اُن پر یہ لعنت اس لیے کی گئی کہ انھوں نے حکم کی مخالفت کی اور حد سے گزر گئے۔جو برے کام انھوں نے اختیار کر رکھے تھے اُن سے وہ ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے واقعی اُن کا یہ فعل بہت ہی برا ہے۔آپ اُن میں سے بہت سے ایسے آدمی دیکھیں گے جو کافروں سے دوستی رکھنا پسند کرتے ہیں، جو کام انھوں نے آگے بھیجے بے شک وہ برے ہیں اس لیے اللہ اُن سے خوش نہیں اور وہ دائمی عذاب میں رہیں گے۔اگر یہ لوگ اللہ پر ایمان لاتے اور پیغمبر پر اور کتاب پر جو اُن کے پاس بھیجی گئی تو کبھی کافروں کو دوست نہ بناتے مگر اُن میں سے اکثر فاسق ہیں۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوا کہ!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا

مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهاً فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا
أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللّهِ
مَفْعُولاً ○ إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ
ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ وَمَن يُشْرِكْ بِاللّهِ فَقَدِ افْتَرَى إِثْماً
عَظِيماً ○ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُزَكُّونَ أَنفُسَهُمْ بَلِ اللّهُ
يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلاَ يُظْلَمُونَ فَتِيلاً ○ انظُرْ كَيفَ
يَفْتَرُونَ عَلَى اللّهِ الكَذِبَ وَكَفَى بِهِ إِثْماً مُّبِيناً ○
أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُواْ نَصِيباً مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ
بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُواْ هَؤُلاء
أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُواْ سَبِيلاً ○

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 47.51/4)

ترجمہ:

''اے وہ لوگو جن کو کتاب دی گئی اس چیز پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتاری ہے، مصداق اِن پیش گوئیوں کے جو خود تمھارے پاس موجود ہیں قبل اس سے قبل کہ ہم چہروں کو بگاڑ دیں اور اُن کو اُن کے پیچھے کی جانب الٹ دیں یا اِن پر بھی اسی طرح لعنت کر دیں جس طرح ہم نے سبت والوں پہ کی تھی اور خدا کی بات شدنی ہے، اللہ اس بات کو نہیں بخشے گا کہ اُس کے ساتھ شریک ٹھیرایا جائے، اس کے سوا جو کچھ ہے جس کے لیے چاہے گا وہ بخش دے گا اور جو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے وہ ایک بہت بڑے گناہ کا افترا کرتا ہے ذرا اِن کو تو دیکھو جو اپنے آپ کو پاکیزہ ٹھہراتے ہیں، بلکہ اللہ ہی ہے جو پاک کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ان پر ذرا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا، دیکھو یہ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں اور صریح گناہ ہونے کے لیے تو یہی کافی ہے، ذرا اِن کو دیکھو جنھیں کتاب الٰہی کا ایک حصہ ملا، یہ جبت اور طاغوت پر عقیدہ رکھتے ہیں اور کافروں

کے متعلق کہتے ہیں کہ ایمان والوں سے زیادہ تو یہ ہدایت پر ہیں‘‘۔

نصاریٰ نے ٹھوکر کھائی اور اللہ کے نبی کو اللہ کا بیٹا بنا دیا، یہودیوں نے ٹھوکر کھائی اور حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا دیا، اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں اہل کتاب کو شرک سے رُک جانے کا حکم دیا ہے، دوسری طرف اُن کو دھمکی بھی دی کہ اپنی اس سرشت سے باز آجاؤ ورنہ تمھارے چہرے بدل دیئے جائیں گے، اللہ کے غضب سے ڈرو کہ اس سے ڈرنا ہی دانشمندی ہے ۔انھی آیات میں ایک بار پھر اس بات کو کھول دیا گیا کہ شرک ایسا گناہ ہے جس کو کبھی معاف نہیں کیا جائے گا اگرچہ دوسرے گناہوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا بخش دے گا جس کو چاہے گا سزا دے گا۔اللہ کی توحید کے وارث اب مسلمان ہیں یہود و نصاریٰ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کردیا بلکہ اس کے برعکس اُن کے جرموں کی فہرست بہت طویل ہے،ہم صرف اُن نقاط کو یہاں بیان کریں گے جن کی طرف قرآن حکیم میں اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۔پاکی اور برتری کا دعویٰ

۲۔ایمان بالجبت والطاغوت،

۳۔حمیت شرک

مشرکین خود پرست تھے اور اُن کی اس عادتِ بد کا ذکر قرآن حکیم نے بھی کیا ہے یہ بھی اُسی قبیل کی بیماری ہے جس میں اہل عرب مبتلا تھے، بیت اللہ کے والی ہونے کی وجہ سے قریش کو عربوں میں عزت و وقار کا جو مقام حاصل تھا قریش اس کو اللہ کا فضل قرار دینے کے بجائے اپنا ذاتی استحقاق جانتے تھے، اسی طرح قوم بنی اسرائیل بھی ایک عرصہ تک عزت و مسندِ وقار پر فائز رہنے کی وجہ سے رعونت کا شکار ہوگئی تھی، وہ سمجھنے لگے تھے کہ قوموں کی سربراہی اور قیادت اُن کا فطری منصب ہے جس پر وہ اس لیے سرفراز کیے گئے ہیں کہ وہ خدا کی برگزیدہ مخلوق ہیں

اس کے محبوب اور چہیتے ہیں اور اس کے محبوبوں اور برگزیدہ بندوں کی اولاد ہیں حالانکہ اُن کے یہ سب خیال باطل تھے اور قرآن حکیم میں انھیں اس کی حقیقت بتا بھی دی گئی تھی۔

چنانچہ ارشاد ہوا کہ!

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ جمعہ 6/62)

ترجمہ؛

"اُن سے کہو کہ اے وہ لوگو جو یہودی ہوئے اگر تمھارا گمان ہے کہ دوسروں کے مقابلے میں تم اللہ کے زیادہ محبوب ہو تو موت کی خواہش کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

ان کے باطل خیالات اور توہمات پر قرآن حکیم میں جا بجا تنقید کی گئی ہے اور اُن کو حق کی طرف آجانے کی رغبت دلائی گئی ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

قُوْلُوْا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوْتِيَ مُوْسَى وَعِيْسَى وَمَا أُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُوْنَ (136) فَإِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (137) صِبْغَةَ

اللّٰہِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً وَنَحْنُ لَہُ عَابِدونَ (138)
قُلْ أَتُحَآجُّونَنَا فِی اللّٰہِ وَہُوَ رَبُّنَا وَرَبُّکُمْ وَلَنَا أَعْمَالُنَا
وَلَکُمْ أَعْمَالُکُمْ وَنَحْنُ لَہُ مُخْلِصُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃا لبقرۃ 136,139/2)

ترجمہ:

"کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر ایمان لائے جو ہماری طرف اتاری گئی اور ابراہیم واسماعیل، اسحاق و یعقوب اور اُن کی اولاد کی طرف اتاری گئی اور اس چیز پر ایمان لائے جو موسیٰ وعیسیٰ اور دیگر نبیوں کو اُن کے رب کی طرف سے عطا کی گئی، ہم اِن میں سے کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے اور ہم صرف اسی کے فرمانبردار ہیں اور اگر وہ اس طرح ایمان لاتے جس طرح تم لائے ہو تو وہ راہ یاب ہوئے اور اگر وہ اعراض کریں تو پھر وہ درپئے مخالفت ہیں اُن کے مقابلے میں تمھارے لیے اللہ کافی ہوگا وہ سننے والا اور جاننے والا ہے، کہہ دو کہ اللہ کا رنگ اختیار کرو اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ اچھا ہے اور ہم اسی کی بندگی کرتے ہیں کہہ دو کہ کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں حجت کر رہے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی رب ہے وہی تمھارا بھی رب ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمھارے لیے تمھارے اعمال ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اب اُن کے طاغوت وجبت کے متعلق جانئے کہ یہودیوں نے کلدانیوں سے تمام سفلیہ علوم سیکھ لیے تھے اور اسی کو جبت کہتے ہیں، جبت سے مراد سحر، شعبدے، گنڈے ٹونے، ٹوٹکے اور رمل وجفر شامل ہیں۔ اسی لیے تو اللہ پر اُن کا یقین کمزور پڑتا رہا اور وہ شرک کی گمراہی کا شکار ہوئے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ جبت ہی وہ عادتِ بد ہے جس سے مذہب کی اصل روح معدوم ہوجاتی ہے اور لوگ تعویز گھنڈوں اور دیگر مشرکانہ امور میں مشغول ہو کے رہ

جاتے ہیں۔ جو لوگ اِن شیطانی امور میں مشغول ہو جاتے ہیں اُن کا تعلق کلام الٰہی سے ختم ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے نبیوں کی تعلیمات کو بھول جاتے ہیں اللہ کی کتاب کے احکامات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور یہیں سے اُس قوم کا مذہبی زوال شروع ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں انھیں اِن بدعات سے بھی دور رہنے کی بارہا تلقین کی گئی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللّٰهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (101) وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَـٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُم بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 101.103/2)

ترجمہ؛

”اور جب اُن کے پاس اللہ کی طرف سے ایک رسول اُن پیش گوئیوں کا مصداق بن کر آیا جو اُن کے پاس موجود ہیں تو اُن لوگوں نے جن کو کتاب دی گئی تھی، اللہ کی اس

کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا گویا وہ اس سے آشنا ہی نہیں اور وہ اُن چیزوں کے پیچھے پڑ گئے جو سلیمان کے عہد حکومت میں شیاطین پڑھتے پڑھاتے تھے حالانکہ سلیمان نے کوئی کفر نہیں کیا تھا بلکہ شیطانوں نے ہی کفر کیا یہی لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور اس چیز میں پڑ گئے جو بابل میں دونوں فرشتوں ہاروت وماروت پر اتاری گئی تھی، حالانکہ وہ دونوں کسی کو کچھ نہ بتاتے اس سے قبل کہ وہ لوگوں کو آگاہ کر دیں کہ ہمارا وجود تو سراسر آزمائش ہے سو کہیں کافر مت بن جانا، مگر بعض لوگ اُن سے جادو سیکھ لیتے اور اُس سے میاں بیوی میں جدائی ڈال دیتے، مگر وہ اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو ضرر نہیں پہنچا سکتے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ جو اس کام میں پڑ گیا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں بیشک وہ بہت ہی بری چیز (سحر) تھی جس کو انھوں نے اختیار کر لیا اور اگر اُن کو عقل ہوتی تو وہ اس کی بجائے خدا کو اختیار کرتے کہ اُس کے ہاں بہتر معاوضہ ہے اچھے کاموں کا مگر اُن میں عقل نہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

جبت کی طرح وہ طاغوت میں بھی مبتلا تھے، طاغوت طغی سے ہے جس کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ اگرچہ اس کا استعمال کثیر ہے مگر یہاں ہم اسے اِن معنی میں دیکھیں گے جس کے مطابق یہ اصطلاح خدا کی بندگی وعبودیت سے نکل جانے کے معنی میں استعمال ہوئی ہے۔ قرآن میں اکثر وبیشتر یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے جس کی مثالیں ذیل کی آیات میں دیکھی جاسکتی ہیں،

سورۃ بقرہ میں ارشاد فرمایا گیا کہ!

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّٰهِ۔۔

تو جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ پہ ایمان لایا۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اسی طرح سورۃ النحل میں ہے کہ!

أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ۔

اللہ ہی کی بندگی کرو اور طاغوت سے بچو۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور سورۃ نساء میں ہے کہ!

الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ۔۔

جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور جنھوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات سے یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ اللہ کی مخالفت میں حد سے گزر جانے کو طاغوت کہا جائے گا اور جو چیز یا ذریعہ انسانوں کو اللہ کی راہ سے بھٹکانے میں معاون ہو اُس کو بھی طاغوت کہیں گے، پس شیطان، ساحر، کاہن، اصنام و اوثان، فرعون و نمرود، اللہ کی ہدایت سے ہٹانے والے حکمران، اللہ کے احکامات سے منہ موڑنے والے حکمران، غیر الٰہی حکومتیں، غیر الٰہی عدالتیں، غیر الٰہی درسگاہیں، غیر الٰہی خانقاہیں سب طاغوت میں شامل ہیں اور اہل کتاب انھی باتوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے شرک جیسے بڑے گناہ کا شکار ہو گئے۔ قرآن حکیم میں اِن ظالموں کو اپنے اِن اعمال سے رُک جانے کی طرف رغبت دلائی گئی اور نہ رکنے

کی صورت میں انھیں اللہ کی لعنت کا مستحق قرار دیا گیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا (60) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا ○

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 60.61/4)

ترجمہ؛

''اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ اس چیز پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر اتاری گئی ہے اور اس پر بھی جو تم سے پہلے اتاری گئی ہیں، لیکن چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات فیصلہ کے لیے طاغوت کے پاس لے جائیں، حالانکہ انھیں اس سے انکار کا حکم دیا گیا ہے، شیطان چاہتا ہے کہ انھیں نہایت دور کی گمراہی میں ڈال دے، اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم منافقین کو دیکھتے ہو کہ وہ کترا جاتے ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اسی ضمن میں ایک اور جگہ فرمایا گیا کہ!

مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ

عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ (60)

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 60/5)

ترجمہ؛

''یہ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، جن پر اُس کا غضب ہوا اور جن کے اندر سے اس نے بندر اور سور بنائے اور جنھوں نے طاغوت کی پرستش کی، یہ ٹھکانے کے لحاظ سے بد تر اور اصل راستے سے بہت دور ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہود و نصاریٰ نہ صرف خود شرک جیسی قبیح عادت میں ملوث تھے بلکہ کئی پہلوؤں سے وہ حمایت شرک میں بھی مبتلا تھے۔ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ نے کتاب عطا کی تھی، اللہ کے نبی اُن کے پاس شریعت لیکر آئے تھے، اس لیے اُن کو زیبا نہ تھا کہ وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے۔ یہودیوں کی کتاب میں اُن پر واضح کر دیا گیا تھا کہ انھیں آنے والے نبی کی حمایت کرنی ہے اُس کی اطاعت کرنی ہے مگر انھوں نے آنحضرت محمد ﷺ کا انکار کیا اور اپنی کتاب سے منہ موڑا۔

یہود سے کہا گیا تھا کہ!

میں اُن کی رہنمائی کے لیے اُن بھائیوں میں تیری مانند ہی ایک نبی بپا کروں گا جو کچھ میں اُن کو حکم دوں گا وہی وہ اُن سے کہے گا''۔

(بائبل: استثناء۔ باب۔ 18:18-19)

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت مسیح نے ایک جگہ آنحضرت محمد ﷺ کی آمد کی پیش گوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ:

مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم اُن کو برداشت نہیں کر سکتے، لیکن

جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا“۔
(انجیل یوحنا۔باب۔16:12-13)

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت محمد ﷺ کی آمد سے قبل یہود بھی آپ ﷺ کے منتظر تھے اور نصاریٰ بھی آپ ﷺ کے منتظر تھے اس لیے اُن کی کتابوں اور رسولوں نے اُن کو اچھی طرح اس طرف متوجہ کیا تھا۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَمَّا جَاءهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُواْ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُواْ فَلَمَّا جَاءهُم مَّا عَرَفُواْ كَفَرُواْ بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّه عَلَى الْكَافِرِينَ (89) بِئْسَمَا اشْتَرَوْاْ بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُواْ بِمَا أنَزَلَ اللّهُ بَغْياً أَن يُنَزِّلُ اللّهُ مِن فَضْلِهِ عَلَى مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَآؤُواْ بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ (90) وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُواْ بِمَا أَنزَلَ اللّهُ قَالُواْ نُؤْمِنُ بِمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرونَ بِمَا وَرَاءهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقاً لِّمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنبِيَاءَ اللّهِ مِن قَبْلُ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (91) وَلَقَدْ جَاءكُم مُّوسَى بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ وَأَنتُمْ ظَالِمُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2/89.92)

ترجمہ؛

''اوراب جوایک کتاب اللہ کی طرف سے اُن کے پاس آئی ہے اُس کے ساتھ اُن کا برتاؤ کیا ہے، باجوداس کے کہ یہ کتاب اُس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو پہلے سے اُن کے پاس ہے۔ باوجوداس کے کہ اس کی آمد سے قبل وہ خود کفار سے مقابلے کے دوران فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ مگر جب وہ چیز آگئی جسے وہ پہنچانتے بھی تھے توانھوں نے اسے ماننے سے انکارکردیا۔خدا کی لعنت ہو اِن منکرین پر کیسا برا ذریعہ ہے جس سے یہ اپنے نفس کی تسلی حاصل کرتے ہیں کہ جو ہدایت اللہ نے نازل کی ہے اُس کو قبول کرنے سے صرف اس لیے انکار کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے جس کو چاہاوحی سے نوازدیا۔لہٰذا اب یہ غضب بالائے غضب کے مستحق ہوگئے ہیں اور ایسے کافروں کے لیے سخت ذلت آمیز سزا ہے۔ جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں ہم تو صرف اُس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہمارے ہاں اتری ہے اس سے باہر جو کچھ ہے وہ اسے ماننے سے انکار کرتے ہیں، حالانکہ وہ حق ہے اوراُس تعلیم کی تصدیق وتائید کررہا ہے جو اُن کے ہاں پہلے سے موجود تھی، اچھا اُن سے کہو: اگر تم اس تعلیم پر ہی ایمان لانے والے ہو جو پہلے سے تمھارے پاس موجود ہے تو تم اپنے اُن پیغمبروں کو قتل کیوں کرتے رہے ہو جو تمھاری طرف اللہ کی جانب سے اترے تھے، موسیٰؑ تمھارے پاس کیسی کیسی روشن نشانیوں کے ساتھ اترے تھے مگر تم اس قدر ظالم تھے کہ اُن کے منہ موڑتے ہی تم نے بچھڑے کواپنا معبود بنالیا''۔

یہ اس قوم کی حالت تھی جس کا آئینہ انھیں قرآن نے دکھایا، مگراُن کے انکار میں کوئی فرق نہ پڑا اور وہ اپنی ضد پہ اڑے ہی رہے۔ حالانکہ اُن کا اصل فرض تو یہ تھا کہ حامل کتاب ہونے کی

حیثیت سے وہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا جائزہ لیتے اگر وہ انھیں اپنے رسولوں کی تعلیم کے مطابق پاتے ،اپنی کتاب کی پیش گوئیوں کا مصداق جانتے تو آگے بڑھ کر اس کتاب پر ایمان لاتے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف متوجہ کرتے۔اہل مکہ اور دیگر عرب تو مدتوں سے کسی الہامی شریعت سے دور رہے تھے اس لیے اُن کا انکار کچھ سمجھ میں بھی آتا ہے مگر اس قوم کی طرف تو مسلسل اللہ کے نبی اترتے رہے ہیں اور وہ کتاب وشریعت سے پورے طور پہ آگاہ تھے اس لیے اُن کا انکار سمجھ سے بالاتر ہے۔مگر حقیقت وہی ہے جس کا ذکر اِن آیات میں بھی کیا گیا ہے جو اوپر تحریر کی گئیں ہیں کہ یہ اُن کے اندر کا حسد تھا کہ نبوت قوم بنی اسرائیل کا استحقاق ہے اور آنحضرت محمد ﷺ کو بنو اسماعیل سے ہیں اس لیے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا انکار کر دیا۔

حالانکہ اس سے قبل وہ اپنے انبیاء کا بھی انکار کر چکے تھے اُن کی لائی ہوئی شریعت میں اپنے نفس کے بھلاوے کی خاطر ردوبدل کر چکے تھے حتیٰ کہ اُن ظالموں نے تو اپنی کتابوں تک کو اپنے نفس کے تابع بنا دیا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ شرک کی نجس وادی میں اتر گئے۔قرآن کے نازل ہونے کے بعد اُن کے پاس ایک موقع تھا کہ وہ اس غلاظت سے باہر آجاتے مگر انھوں نے پھر انکار کیا اور اپنی دنیا اور آخرت دونوں میں ذلت کا سودا کر لیا۔شرک اُن کے ہاں معمول کی بات تھی جسے اللہ نے سب سے بڑا جرم قرار دیا ہے اور اپنی آخری کتاب قرآن حکیم میں توحید کو حرف آخر کے طور پہ بیان کر دیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (1) اللَّهُ الصَّمَدُ (2) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (3) وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4)

القرآن الحکیم (سورۃ اخلاص 112/1.4)

ترجمہ؛

اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اُس کی کوئی اولاد ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں''۔

شرک ہی شرک

دنیا کی ہمہ جہت رونق، بازاروں اور سڑکوں پر گاڑیوں کا ہجوم، چمکتے دمکتے رنگ رنگ کے طیارے، فضاؤں میں بلند ہوتے ہوئے۔ رفیع الشان تعلیمی ادارے، وسیع و عریض سڑکیں اور اُن پہ ٹریفک کا اژدھام، آسمان کو چھوتی بلند و بالا عمارتیں، عالمی سیمینار اور صاحب دانش کی مجلسیں، معاشی طور پہ آسودہ اور عسکری طور پہ مستحکم حکومتیں، لوگوں کی بے نیازی اور مسکراتے چہرے، حسن اور رنگ و نور کی اس بارش سے بہت سے کم فہموں کو یہ شبہ گزرا ہے کہ انسان مہذب ہو گیا ہے اُس نے انتہائے تمدن کو چھو لیا ہے اس لیے اب یا تو خالق کا انکار ہے یا خالق کا اقرار ہے شرک کا کہیں وجود نہیں۔ اس بات کو جاننے کے لیے کہ کیا یہ بات عقلی اور واقعی طور پر اس قابل ہے کہ اس پر یقین کیا جائے اور اس کو سچ قرار دیا جائے کہ دنیا سے شرک مٹ گیا ہے؟ ذیل میں ہم اپنی تحقیق بیان کرتے ہیں۔ جب شیطان موجود ہے تو یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ شرک مٹ جائے۔ حق بات یہی ہے کہ شرک نہ صرف موجود ہے بلکہ اپنی انتہاؤں کو چھو رہا ہے، دراصل اس قسم کی غلط فہمیاں پھیلانے والے لوگوں کا تعلق اُس قبیلے سے ہے جو لذت پرستی میں مگن ہیں اور ساون کے اندھے کی طرح انھیں ہر طرف ہرا ہرا ہی

نظر آتا ہے۔ یہ لوگ اپنی بنیاد اپنے مقصد، اپنے خالق حتیٰ کہ اُس عہد تک کو بھول چکے ہیں جو اُن کی پیدائش سے قبل خالق نے اُن سے لیا تھا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَن تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 172/7)

ترجمہ؛

”اور یاد کرو جب نکالا تمھارے رب نے بنو آدم کو اُن کی پیٹھوں سے اُن کی ذریت کو اور گواہ ٹھہرایا خود اُن کے اوپر اور پوچھا: کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ وہ بولے ہاں، تو ہی ہمارا رب ہے، ہم اس کے گواہ ہیں، یہ ہم نے اس لیے کیا کہ مبادا قیامت کے دن تم اس امر سے مکر جاؤ اور کہو کہ ہم تو بے خبر ہی مارے گئے“۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل عطا فرمائی کہ وہ اپنے خالق کو جانے اور اُس کی رضا تلاش کرے مگر انسان نے عقل کو غلط استعمال کیا اور خالق کا باغی ہو گیا۔ ظاہر بات ہے کہ باغی سے کوئی بادشاہ محبت نہیں کرے گا بلکہ اس سے عناد ہی پالے گا۔ ذرا چند لمحے اپنا منہ اپنے گریبان میں ڈالیں اور سوچیں کہ انسان کے لیے مناسب ہے کہ وہ خالق سے شرک کرے، خالق نے انسان کو پیدا کیا اور ابتدا میں وہ کیا تھا اچھلتے ہوئے گندے پانی کا ایک قطرہ، اس کے بعد اُس کی ماں نے جانے کتنے دکھ سہے کتنے درد برداشت کیے اور اپنے رحم میں اسے اٹھائے پھری اور پانی کے اُس قطرے کو اپنا خون پلا پلا کر بچہ بنا دیا پھر ایک شدید درد کے ساتھ اُسے دنیا میں منتقل کر دیا، اب اُس کی ماں نے اُسے اپنے سینے سے لگا لیا جہاں وہ امرت دھارا تھا جہاں اس ننھی

سی جان کو زندہ رکھنے کا اہتمام کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد بچے نے دیکھا کہ اُس کی ماں کے سوا کوئی اور بھی ہے جو اُس سے شدید محبت کرتا ہے، وہ خود نہیں کھاتا بلکہ اس کو کھلاتا ہے، اُسے خود کھانے سے زیادہ اس بات میں لذت آتی ہے کہ وہ لقمہ اُس کا بیٹا کھائے۔ وہ اُس کا باپ ہے جو اُسے ہر خطرے سے بچاتا ہے اور اُسے زندگی کرنے کے گُر سکھاتا ہے پھر وہ بڑا ہو جاتا ہے، اور اُس کا باپ بوڑھا ہو جاتا ہے اُس کی ماں کو کم دکھائی دینے لگتا ہے تو وہ بیٹا جو کل تک انھی کے سہارے تھا آج اُن سے مستغنی ہو جائے اور کہے میں نہیں جانتا کہ والدین کے حقوق بھی کوئی چیز ہیں۔ مجھ پر اِن دونوں بوڑھوں کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے مجھے علم نہیں کہ اُن کے کچھ حقوق ہے جو میرے اوپر واجب ہیں تب آپ اُس بیٹے کو کیا کہیں گے۔

یہ غیر تحریر شدہ وہ نوشتہ ہے جو بغیر کسی گواہی کے ثابت ہے اور بغیر کسی مطالبہ کے مسلّم ہے اس لیے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ میں بوڑھے والدین کی خدمت کروں۔ غور کریں کہ جب ماں باپ کا حق اس قدر مسلّم ہے کہ اُس کا انکار ممکن نہیں تو اُس کے حقوق فرائض کا انکار کیسے ممکن ہے جس نے نہ صرف یہ کہ اِن والدین کو پیدا کیا بلکہ اس نوجوان کو بھی تو اُسی نے پیدا کیا ہے اور وہی خالق ہے، جس نے مرد کی سکنیت کے لیے عورت کو وجود بخشا، جس نے خاندان اور قبیلہ کی عصبیت پیدا کی تا کہ انسان اپنی حفاظت کر سکے، جس نے انسان کے اندر اجتماعی شعور کو پیدا کیا تا کہ حکومت و ریاست کا وجود برقرار رہے، جس نے انسان کے اندر خالق کی تلاش و عبودیت کا داعیہ پیدا کیا تا کہ وہ اپنی روحانی تعمیر کر سکے۔ دیکھیں کہ جب ہم ایک گھوڑا خریدتے ہیں اور اُس پہ سواری کرتے ہیں ہم گھوڑے سے کوئی تحریری معاہدہ تو نہیں کرتے کہ جب ہم تجھ پر سواری کریں تو ہمیں منزل مقصود تک پہنچا دینا، یہ ایک غیر تحریری معاہدہ ہوتا ہے کہ ہم جانتے ہیں اگر گھوڑے کو چارہ نہ دیا گیا تو وہ ہمیں منزل مقصود تک پہنچانے کے قابل ہی نہ رہے گا۔ اسی طرح جب ہم گھوڑے مرغی اور بلی تک کا حق مانتے ہیں، گائے، گھوڑے اور گدھے تک سے ایک خاموش اور غیر تحریری معاہدہ کرتے

ہیں اُن کے استحقاق اور اپنی ذمہ داری کا اعتراف کرتے ہیں تو اس عہد سے ہی ہمیں کیوں انکار ہے جو ہم نے خالق کے ساتھ کیا ہے اور اُس کی تحریر (قرآن) موجود بھی ہے۔یعنی کس قدر بودی اور بعید از قیاس بات ہے کہ ہم گائے اور گھوڑے کی ذمہ داری سے خود کو بری الذمہ قرار نہیں دیتے مگر وہ خالق نے جس نے گائے بنائی، گھوڑا بنایا، دشت و چمن بنائے، زمین و آسمان بنائے، دریا اور پہاڑ بنائے، ستارے اور سیارے بنائے، سورج اور چاند بنائے، دن اور رات بنائے، ہوا اور پانی بنائے، آگ اور مٹی بنائی اور سب سے بڑھ کر انسان کو بھی تو اُسی نے بنایا ہے اور انسان اس قدر بے عقل ہو جائے کہ وہ خدا کے وجود کا ہی انکار کر دے اور خود کو اُس سے بری الذمہ سمجھے۔

پس بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ انھیں تو علم ہی نہیں کہ انھوں نے خالق کے ساتھ کوئی عہد بھی کیا تھا یہ لاعلمی نہیں بلکہ حجت بازی ہے اور جو انسان خواہش کا بندہ ہو نفس کا اسیر ہو وہ یہی کہے گا اس لیے کہ وہ جانتا ہے اللہ تک جو راہ جاتی ہے وہ دشوار ہے اور اُس سے عہدہ برا ہونا کوئی آسان کام نہیں۔اگرچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنی محبت اور طلب کا جذبہ دے کر اس کی راہ میں خوف اور طمع، رغبت و رہبت کے بہت سے عقبات ڈال دیئے ہیں تاکہ اس کے اختیار و آزادی کا امتحان ہو جائے اور ہر شخص اپنی ہمت اور قابلیت کے ساتھ خدا کے یہاں درجہ اور عزت حاصل کر سکے۔یہیں عقبات ہیں جو ایک طالب صادق اور ایک بوالہوس کے درمیان امتیاز کی کسوٹی ہیں، جو اہل ہمت ہوتے ہیں وہ تو ہر پست و بلند، ہر سہل وصعب کو طے کرتے ہوئے خدا تک پہنچ کے ہی دم لیتے ہیں، وہ نہ راہ کے کسی خطرہ کی پرواہ کرتے ہیں نہ کسی طمع کی طرف ملتفت ہوتے ہیں وہ اپنی فطرت کی صدا برابر سنتے ہیں اور اس کی کشش انھیں اتنی مہلت ہی نہیں دیتی کہ وہ تلوے کے آبلوں اور کانٹوں کی جلن اور چبھن کا خیال کر سکیں۔لیکن جو پست ہمت اور دنی الفطرت ہوتے ہیں وہ انھی عقبات میں سے کسی عقبہ کے پاس ہمت ہار کے بیٹھ جاتے ہیں، بس یہی دنائت اور پست ہمتی ہے جو در حقیقت غیر اللہ کی بندگی اور شرک کا اصلی

سبب ہے۔اب نظریں گما کر ذرا اس دنیا میں جھانکیں اور ہمیں بتائیں کہ اس دنیا میں دنی الفطرت لوگوں کی اکثریت ہے یا صاحب ہمت لوگ اکثریت میں ہیں اسی سے یہ فیصلہ ہو جائے گا کہ دنیا میں شرک کا پھیلاؤ کس خطرناک حد کو چھو رہا ہے اور اربوں لوگ جہنم کی بھڑکتی آگ کا ایندھن بننے والے ہیں۔آیئے دنیا کا ایک سرسری جائزہ لیں۔

اہل مغرب

اس میں یورپ امریکہ اور انگلستان کے لوگ شامل ہیں جنھیں اصطلاح میں اہل مغرب کہا جاتا ہے، یہاں جغرافیاں سمتوں سے قطع نظر ہم اُن کی عقائدی جہالت کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں ۔نیس کانفرس کے متعلق ہم لکھ چکے ہیں اہل نصاریٰ کی باہمی چپقلش کو ختم کرنے کے لیے مملکت رومہ نے کس طرح ایک الٰہی دین کی سیاسی تعبیر کی اور اُس کو اُس کی اصل بنیادوں سے اکھاڑ کے رکھ دیا۔ وہ دین جو توحید کا دین تھا اُسے شرک یا تثلیث کا لبادہ اوڑھا دیا گیا۔ حیرت انگیز امر تو یہ ہے کہ اٹھارہ صدیاں بیت گئیں ،کلیسا کے پیروکاروں نے اپنے عقائد کی اصلاح کی ذرا بھی کوشش نہیں کی۔ اگر کوئی کوشش کی بھی گئی تو اس کی راہ حق کی بجائے باطل کی طرف جاتی تھی۔ چنانچہ نصاریٰ کی تاریخ پر مختصر نظر ڈال لیتے ہیں تا کہ لوگوں کی ایک مہیب تعداد کی وجہ شرک کو جانا جا سکے۔ (NAICE) کانفرنس کے بعد تثلیث کے عقیدہ کو ریاست کا باضابطہ مذہب قرار دے دیا گیا، پوپ اور کلیسا کی خدائی کا دور شروع ہوا۔ آریوس جو حق سے قدرے قریب تھے اور مسیح کے سچے حواری پیٹر شمعون کے پیرو تھے وہ حلول سے انکاری اور عقیدہ توحید سے وابستہ تھے مگر جب روم نے تثلیث کو باضابطہ عقیدہ قرار دے دیا تو حق پرستوں کا یہ گروہ مغلوب ہو گیا اور اِن پر مظالم ڈھائے جانے لگے اس لیے کہ یہ لوگ اقلیت میں تھے۔ پال کی باطنیت اور تحریفات کی بدولت کلیسا کی رسوم و عقائد کی عمارت کھڑی

ہوئی اور جلد ہی اس نے طاقت اور مقبولیت حاصل کر لی۔ پال کے عہد میں ہی کلیسا نے سیاسی معاملات میں دخل اندازی شروع کر دی مگر اُس کی موت کے بعد تو کلیسا کو اس قدر ہمہ گیر اور غالب اقتدار حاصل ہوا کہ چھوٹی موٹی ریاستیں کلیسا کے سامنے دم مارنے کی جرأت بھی نہ کر سکتی تھیں۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ کلیسا کے اقتدار کے سامنے رومی شہنشاہیت کا جاہ و جلال بھی ماند پڑ گیا۔

تب کلیسا کے پاس موقع تھا کہ وہ وقت کی نبضوں کو پہچانتی اور خود کو لوگوں کی رہنمائی اور تعمیر و ترقی کے لیے وقف کر دیتی مگر کلیسا نے اس کے بالکل الٹ کیا اور طاقت کے نشے میں مسلمانوں سے برسر پیکار ہو گیا جو کہ وقت کی غالب قوت تھے، یعنی اُس نے صلیبی جنگوں کا سلسلہ چھیڑ دیا جو دو سو سال پر محیط ہے۔ اس جنگ نے پورے یورپ کو زیر وزبر کر دیا خلق خدا کا بے پناہ خون بہا اور جنگ کے اختتام پر کلیسا کو مسلمانوں کے ہاتھوں ایک بدترین شکست کا سامنا تھا۔ تب پہلی بار کلیسا کے خلاف ردعمل سامنے آیا اور لوگ کلیسا کے اقتدار سے اکتانے لگے مگر وہ وقت ابھی دور تھا جب کلیسا کو شکست دی جا سکتی۔ تاہم یہ ضرور ہوا کہ جنگ کی ناکامیوں اور تباہ کاریوں نے اہل فکر کے دماغوں میں ایک بحران پیدا کر دیا تھا اور ڈھکے چھپے لفظوں میں لوگ کہنے لگے تھے کہ کلیسا کی حکمرانی دنیا کو تباہ کر کے رکھ دے گی، علم و تحقیق کے شیدائیوں کو محسوس ہونے لگا تھا کہ کلیسا نے اُن کے ذہن و فکر پر جمود طاری کر رکھا ہے اس لیے کہ کلیسا کسی نئے نظریہ فکر کے کسی نئے زاویے کے ساتھ متفق ہونے کے لیے راضی نہ تھا اور اُس نے نہ صرف فکر و نظر کی تمام راہیں مسدود کر رکھی تھیں بلکہ کلیسا ایسے لوگوں کو مذہبی عدالت میں پیش کرتا جس کی کم سے کم سزا موت تھی۔ ادھر ارباب سیاست بھی سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ حکومتی معاملات میں کلیسا کی اس قدر مداخلت خلاف عقل و خلاف فطرت ہے۔ چنانچہ اسی دوران پہلی دفعہ یہ صدا سننے میں آئی کہ مذہب کو سیاست سے بے تعلق ہونا چاہیے اور سیاست کو مذہب سے دور ہونا چاہیے۔ یورپ کی مختلف قوتیں محسوس کر رہی تھیں کہ رومن

کیتھولک چرچ کی طاقت دنیا پر رومی اقتدار کو مستحکم کرنا ہے اس لیے انھیں کلیسا کے اختیارات کم کرنا ہوں گے ۔ پھر وہ وقت بھی آیا کہ خود اہل کلیسا سے ایک جماعت اُٹھ کھڑی ہوئی اور اصلاح کلیسا کا بیڑہ اٹھایا۔انھوں نے کہا کہ ہم مسیح کی زندگی سے ہٹ کر دنیا کی شیطانیت میں ملوث ہو چکے ہیں ،کلیسا کا مقصد صرف دولت کے انبار اکٹھا کرنا رہ گیا ہے کلیسا اب صرف عظمت کی نمائش رہ گیا ہے اور وہ دنیا کو تباہ کرنے کے درپئے ہے۔اِن مختلف امور کے سطح عام پر آنے سے یورپ میں وہ بحران پیدا ہو گیا جس کو ہم نشاۃ ثانیہ (RENAISSANCE) کے نام سے جانتے ہیں۔بیکن وغیرہ جیسے اہل علم، میکاولی، ہیوگو گرویٹس جیسے ارباب سیاست اور گارڈینو برونو جیسے آزاد خیال مفکر اسی بحرانی دور کی پیداوار ہیں ،کلیسا نے اِن لوگوں کی مخالفت کا جواب مذہبی جرائم کا فیصلہ کرنے والی عدالتوں (INQUISITIONS) سے دیا اور مذہبی و سیاسی اصلاح کے داعیوں اور علم کی راہ کے مسافروں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ بہت سے لوگوں کو آگ میں جلایا گیا اور ہزاروں کو قید و بند کی صعوبتوں سے گزارا گیا مگر کلیسا اور پاپ کی خدائی کی مخالفت کم ہونے کے بجائے بڑھتی رہی۔دوسری طرف یورپ میں بعض صاحب دانش نے قومیت کا جھنڈا لوگوں کے ہاتھ میں تھما دیا جو کلیسا کے توڑ کا بڑا سبب ثابت ہوا۔ارباب علم نے بھی تمام سزاؤں کے باوجود راہ علم کا سفر ترک نہ کیا بلکہ ارباب علم کا جوش و تحقیق و عمل اکتشافات قوی سے قوی تر ہوتا گیا اور اہل فلسفہ نے تو گویا کلیسا کے ظلم کی بیخ کنی کا عہد کر لیا تھا۔

اصلاح کلیسا کو جب مارٹن لوتھر اور وائی کلف ہس جیسے زبردست لوگ مل گئے تو اس تحریک میں بھی جیسے جان پڑ گئی ہو۔چنانچہ اسی دوران یعنی سولہویں صدی عیسوی میں متحدہ کرسچین چرچ کو توڑنے کا باضابطہ اعلان کر دیا گیا او کیتھولک چرچ کے مقابلے پر پروٹسٹنٹ کھڑے ہو گئے ۔ پروٹسٹنٹ نے کہا کہ مسیح اور خدا کے درمیان کسی واسطے کی ضرورت نہیں ،انجیل کے سمجھنے اور مراسم مذہبی ادا کرنے کا اتنا ہی حق ایک آدمی بھی رکھتا ہے جتنا کہ پاپائے روم کو ہے۔قومی

عصبیت بھی پروان چڑھتی رہی اگر چہ اُس کی رفتار سست رہی اور قوم پرستی کی اس تحریک نے تین صدیاں لے لیں۔ چنانچہ سترہویں صدی عیسوی میں متحدہ قومیت، مذہب اور سیاست میں علیحدگی اور مذہبی رواداری کا زور اس قدر بڑھ چکا تھا کہ کلیسا کو اپنا کاروبار سمیٹنا پڑا۔ کلیسا کے انحطاط کے ساتھ ہی مغرب میں علم وسیاست، معاش ومعیشت ہر جگہ ایک ایسی آزادی محسوس کی جانے لگی جس کی بنا پر یورپ میں صنعتی دور کا آغاز عمل میں آیا، اٹھارویں اور انیسویں صدی میں اہل مغرب نے دین کو خیر باد کہہ دیا اور اسے اجتماعی معاملہ قرار دے کر پہلے چرچ سے نکالا گیا ازاں بعد اسے شخصی معاملہ قرار دے کر سماج اور معاشرے سے بھی نکال باہر کیا۔ اب جمہوریت کا راگ الاپا جانے لگا، اور خدا سے باغی اُس حکومت کا تصور جاری کیا گیا جس میں کلیسا کی جگہ پارلیمنٹ نے لے لی اور خدا کا حق جو پہلے کلیسا نے ضبط کر رکھا تھا اُسے اب جمہوری پارلیمنٹ کے حوالے کر دیا گیا۔

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات ظاہر ہورہی ہے کہ عیسائیوں کو خالص خدا پرستی کی سعادت تو کبھی بھی حاصل نہ ہوسکی۔ پال نے اُن کو مسیح، مریم، کاہن اعظم اور پاپائے روم کی عبادت کی طرف متوجہ کیا تو گنگ لوتھر مارٹن نے اصلاحات کلیسا کو معاشرے کے اجتماعی نظم سے خارج کر کے پارلیمانی جمہوریت کا خدا گھڑ لیا۔ اسے خدا اس لیے کہا جائے گا کہ قانون بنانے کے حوالے سے مغربی جمہوریت کسی ضابطہ اخلاق کسی الہامی نظریے کے تحت نہیں بلکہ یکسر آزاد ہے اسی لیے تو 1928ء میں امریکہ نے شراب کو حلال کر دیا حالانکہ خدا نے اسے حرام کیا تھا۔ یورپ کے بہت سے ممالک نے ہم جنس پرستی کے فروغ کے لیے قوانین بنائے اور جنسی آزادی کو انسان کا پیدائشی حق قرار دیا۔

1914ء میں پہلی جنگ عظیم کے بعد مروّج جمہوری نظام کی بہت سی کمزوریاں ظاہر ہوئیں تو کئی ممالک میں ڈکٹیٹر شپ کے تجربے کیے گئے مگر معاملے کی مجموعی ماہیت میں کوئی جوہری فرق وضع نہ ہوا اس لیے کہ پہلے خدا سے بے نیاز کئی لوگ مل کر قانون بناتے تھے اور ڈکٹیٹر شپ

میں صرف ایک شخص کا حکم قانون بن کے رہ جاتا۔روس کو دیکھیں تو اس کی حالت بھی اسی طرح کی ہے حالانکہ وہاں بھی لوگوں کی کثیر تعداد بستی ہے میرے خیال میں تو وہ بھی تثلیث کے پجاری ہیں اگرچہ اُن کی تثلیث میں اللہ مریم اور عیسی کی بجائے ،مارکس ،لینن اور سٹالن کی تثلیث ہے۔حقیقت یہ ہے کہ مغرب کے دو ارب اور روس کے ایک ارب لوگ خدا سے باغیانہ زندگی بسر کر رہے ہیں انھیں اپنے مذہب،نظریات اور عقائد پہ نظر ثانی کی ضرورت ہے مگر لذت پرستی اور شہوت کے جس اندھے غار میں وہ گر چکے ہیں اس سے واپسی ناممکن سی بات لگتی ہے اگر اللہ انھیں ہدایت دینا چاہے تو یہ الگ بات ہے ورنہ اُن کے نظام زندگی ،نظام سیاست اور نظام معیشت میں فی الاوقت کسی خدا کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی اور ظاہراً ایسا لگ رہا ہے کہ مغرب اپنے انجام بد کے بہت قریب پہنچ چکا ہے اس لیے کہ اللہ کا عذاب ہمیشہ سخت ہوتا ہے اور اہل مغرب اس عذاب کو آواز دے رہے ہیں ۔حضرت عیسٰی کی پیرو اس قوم کو اللہ ہدایت سے نوازے اور انھیں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائے کہ نجات تو اسی میں ہے۔

مشرق بعید (جاپان)

مشرق کا حال بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے اگر چہ یہاں کچھ خطوں میں مسلمان آباد ہیں مگر مشرق بعید میں دور دور تک انسانوں کی آبادیاں فسق و فجور اور کفر و شرک میں مبتلا ہیں۔ ہندوستان اور روس اور چین میں انسانوں کی نصف آبادی بستی ہے اور یہ لوگ بھی کفر و شرک میں مبتلا ہیں مگر مغرب کی طرح یہ کسی ایک نظریے، کسی ایک مذہب، کسی ایک تصورِ زندگی کے قائل نہیں ہیں بلکہ حد درجہ متفرق ہیں اور سینکڑوں مذاہب کی پیروی کر رہے ہیں۔ اس لیے اِن کی تفصیل بھی الگ الگ بیان کی جائے گی۔ یہاں ہم مشرق بعید کے ممالک کی عقائدی اور فکری گمراہی کا کچھ احوال بیان کرنا چاہتے ہیں۔ مشرق بعید کی اقوام عموماً چار مذاہب کی پیروکار ہیں۔

۱۔ شنٹو مذہب

۲۔ تاوی مذہب

۳۔ کنفوشزم

۴۔ بدھ مت

سب سے پہلے جاپان کو دیکھیں جس نے دنیا کو حیرت انگیز ٹیکنالوجی سے نوازا۔ اِن ہنر مند ہاتھوں کے عقائد نہایت پسند اور بوسیدہ ہیں جن سے خالق سے دوری کی بو آتی ہے۔ یوں تو جاپان میں

سینکڑوں مختلف مذاہب کی بات کی جاتی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔لوگ مختلف ادوار میں مختلف مذاہب کو اختیار کرتے رہے مگر یاد رہے کہ یہ تمام مذاہب توہم پرستی اور باطل نظریات کے حامل تھے اور اُن میں کوئی بھی دین حق نہ تھا۔اُن کا سب سے قدیمی مذہب شنٹو ہے چھٹی صدی عیسوی میں اگر چہ بدھ مت بھی جاپان میں داخل ہو گیا تھا اور آج بھی اُن کی ایک قلیل تعداد وہاں موجود ہے ،تاہم نویں صدی عیسوی میں جاپان میں قومیت کی جو زبردست تحریک اٹھی اُس نے جاپان کے قدیمی مذہب کو پھر سے زندہ کر دیا اور اس کے بعد سے اب شنٹوازم ہی جاپان کا سرکاری اور قومی مذہب ہے۔اس مذہب کا خاص اصول نیچر اور بزرگوں کی پرستش ہے۔شنٹوازم میں یہی کوئی اسی لاکھ کے قریب دیوتا و دیویاں ہیں جن کی مختلف تہواروں پر پوجا کی جاتی ہے۔اُن کا سب سے بڑا دیوتا سورج ہے چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ جاپانی سورج کی پرستش کرتے ہیں۔اُن کے خیال کے مطابق سورج کا پوتا جاپانیوں کا پہلا حکمران تھا۔اسی سے جاپان کا تخت یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا ہے اور حکمرانی مستقل ایک ہی خاندانی میں چلی آئی ہے جو دراصل تو سورج دیوتا کے اوتار تھے۔ چنانچہ سورج دیوتا ہی کئی ہزار سال سے اہل جاپان کی پرستش کا مرکز چلے آرہے ہیں۔اگر چہ شنٹوازم میں سمندروں،ندیوں، پہاڑوں، درختوں،اور آگ کی پوجا بھی مروّج ہے مگر شنٹو مذہب کی اصل یہ ہے کہ اُس خاندان سے وفاداری کی جائے جو سورج دیوتا کا اوتار ہے۔مجھے حیرت ہے جاپانیوں کی سوچ پر کہ انھوں نے حق کو پہچاننے میں کس قدر بڑی ٹھوکر کھائی ہے۔ہزاروں سال بیت جائیں اور قوم کا کوئی طبقہ حق کی تلاش میں نہ نکلے اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے۔جاپانی مصنوعات دنیا میں کس قدر اعلیٰ جانی جاتی ہیں مگر اُن کے افکار اس قدر پست ہوں گے یقین نہیں آتا حق تو یہ ہے کہ جس قوم کو خدا ہدایت نہ دینا چاہے اُس کو کون ہدایت دے سکتا ہے اللہ ہمیں معاف فرمائے۔آمین

اہل چین

ایک ارب سے زائد یہ لوگ بھی گمراہ ہیں،حق کی وادیوں سے دورتو ہم پرستی میں ملوث اس قوم کا بنیادی مسئلہ آبادی اور بھوک رہی ہے۔وہ دنیا میں سب سے تیزی کے ساتھ بڑھنے والی قوم ہے۔صدیوں وہ بھوک کا شکار رہے ایک زمانہ تھا جب دو چینی آپس میں ملتے تو حال احوال جاننے کا اُن کے ہاں یہ طریقہ مروّج تھا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھتے اُس نے کھانا کھا لیا ہے۔یہی اہل چین آج دنیا کی بڑی بڑی صنعتی طاقتوں کے لیے کھلا چیلنج بن گئے ہیں اس لیے کہ ماؤزے تنگ نے اُن کو کام پہ لگا دیا اور انھیں ایک منزل کی طرف متوجہ کر دیا۔آزادی کے بعد اس قوم نے جس قدر تیزی سے ترقی کی ہے دنیا اُس کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے ۔کائنات اور خالق کائنات کے بارے میں اُن کا نقطہ نظر دقیانوسی اور توہمات پر مبنی ہے۔مختصر اتنی سی بات جان لیں کہ وہ خالق کے انکاری اور باغی ہیں۔اُن کے ہاں زندگی کا تصور بہت پست ہے اور اُن کے مذاہب تمام تر خرافات کا پلندہ ہیں۔چین میں تین مذاہب کی متوازی طور پر رائج ہیں۔جن میں تاوی مذہب،کنفیوشزم اور بدھ مت شامل ہیں۔چین میں قدیم زمانوں سے آباءواجداد اور بھوتوں اور شیطانوں کی پرستش مروّج رہی ہے۔

بدھ مت اگرچہ آباء پرستی کا مذہب نہیں تھا لیکن جب وہ چین میں پہنچا تو وہاں کے قدیم مذاہب نے اسے بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا۔چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ اہل چین کے تینوں مذاہب یعنی آباء پرستی،مظاہر پرستی اور شیطان پرستی کے مذاہب ہیں،جادو منتر،سحر اور شعبدے اِن مذاہب

کی مشترک خصوصیات ہیں، چینی مذاہب کے اوہام وخرافات کی داستان اس قدر طویل ہے کہ پڑھنے والا تھک جائے مگروہ ختم ہونے میں نہ آئیں۔تاوی مذہب کا بانی لاتزوے ہے۔اس کا اصل فلسفہ نفی کا فلسفہ ہے۔تاوی فقراء 100 قبل مسیح سے مشرقی سمندر میں پریوں کے ایک جزیرے کے سراغ میں سرگرداں ہیں جہاں شجرۃ الخلد اگتا ہے۔چینیوں نے سارے آسمان کو دیویوں اور دیوتاؤں سے بھر دیا اور زمین کو شعبدہ بازوں اور جادوگروں کے حوالے کر دیا۔تاوی مذہب کا بنیادی تخیل یہ ہے کہ انسان اگر اپنے احساسات کی نفی کرے تو جاوداں زندگی کا راز پا جائے گا اور آسمانی دیوتاؤں میں شامل ہو جائے گا۔اُن کی آسمانی دیویوں میں ''آسمان کی ملکہ'' یا ''مقدس ماں'' کو سب سے زیادہ عظمت واہمیت حاصل ہے۔یہی سمندروں کی دیوی اور موجوں اور طوفانوں کی ملکہ ہے، ہر چینی ملاح، ہر ماہی گیر، ہر جہاز ران اور ہر بحری سیاح کی محافظ یہی دیوی ہے، جب سمندروں میں اُن کو کوئی مصیبت پیش آتی تو یہ دیوی آسمانوں سے نمودار ہو کر بڑے بڑے طوفانوں کو اپنی تلوار سے کاٹ دیتی اور سمندروں میں راہ گم کردہ جہازوں کو چراغ سے راستہ دکھانا بھی اسی دیوی کی ذمہ داری تھی۔چین کا تیسرا بڑا مذہب کنفیوشس ازم ہے، چین کا اصلی مذہب آباء پرستی ہے اور کنفیوشزم کی حقیقت بھی اس سے زیادہ دور نہیں ہے بلکہ کنفیوشزم آباء پرستی کو سند جواز فراہم کرتا ہے۔

آباء پرستی چینی مذاہب کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے تاہم اُن کے ہاں سب سے زیادہ عظمت واہمیت مردوں کی ارواح کو حاصل ہے، چین کی اصلی خدائی انھی کے ہاتھ میں ہے۔یوں تو چینی سارے دیوی دیوتاؤں کو ہی قربانی اور چڑھاوے پیش کرتے ،لیکن سب سے زیادہ صدق دل کے ساتھ وہ اپنے باپ دادا کی ارواح کی عبادت کرتے۔اس لیے کہ اُن کے خیال میں اُن کے آباء کی روحیں زمین پر باقی رہتی ہیں اور اگر اِن کو کھلایا پلایا نہ جائے، اُن کو راضی نہ رکھا جائے تو یہ ارواح خفا ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے اُن پر آفتیں ٹوٹ پڑتی ہیں۔وہ کہتے کہ جس روح کی اولاد اپنے آباء کی ارواح کی تعظیم و پرستش نہیں کرتی وہ روح ایک ابدی

شقاوت کا شکار ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس تصور سے چین میں انفرادی ہستی کا تصور معدوم ہو گیا اب ہر فرد اپنے آباء واجداد کے اُس طویل سلسلے کے ساتھ مربوط سمجھا جاتا ہے جو ابتدائے آفرینش سے لے کر خود فرد کے وجود تک پھیلا ہوا ہے۔

ہزار ہا برس گزر چکے ہیں، چینیوں کے آباء واجداد کے دور حجری کی بدویانہ زندگی سے نکل کر دور جدید کی حضروی زندگی میں داخل ہو چکے ہیں، پچیس شاہی خاندان ملک پر حکومت کر چکے ہیں ،خوفناک جنگوں اور عظیم الشان انقلابات نے ملک کے زمین وآسمان بدل دیئے ہیں لیکن چین کی آباء پرستی روزِ اول سے آج تک بدستور قائم ہے اس میں سر مو تغیر نہیں ہوا۔کنفیوشس نے اگرچہ لوگوں کو بہت سے اخلاقی اصولوں کی بھی تعلیم دی ،لیکن تمام تعلیمات کی بنیاد میں آباء پرستی کو محسوس کیا جا سکتا ہے،کنفیوشس نے کہا کہ ہمیں اپنے آباء واجداد کو حاضر ناظر جان کر اُن کی پرستش کرنی چاہیے اور اروح کو قربانی پیش کرتے وقت ہمیں یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ ہمیں دیکھ رہی ہیں۔کنفیوشس نے تو لوگوں کو کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ خدا ہے یا کوئی دیوتا ہے مگر اُس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اُسے بھی دیوتا بنا لیا اور آج چین میں اس کی بھی ایک بڑے دیوتا کے طور پر پرستش کی جاتی ہے۔

بدھ مت کی جائے پیدائش ہندوستان کی سرزمین ہے،ایک وقت آیا جب بدھ مت نے برہمن راج کو دیوار سے لگا دیا مگر اس کشمکش میں آخری فتح برہمن راج کو ہوئی اور انھوں نے بدھ مت کو ہندوستان سے نکال دیا۔بدھ کے پیروکار مارے مارے پھرتے رہے پھر وہ چین ،مشرقی جزائر، برما، جاپان اور تبت وغیرہ میں پھیل گئے۔آج بھی چین میں بدھ کے پیروکار موجود ہیں ،اگرچہ جاپان میں شنٹوازم نے بدھ مت کو پیچھے دھکیل دیا مگر اس کے باوجود بدھ کے پیرو آج بھی جاپان میں پائے جاتے ہیں برما اور تبت میں تو اُن کی اکثریت ہے بلکہ تبت میں تو صرف بدھ ہی پائے جاتے ہیں اور وہیں اُن کا دالائی لامہ رہتا ہے۔گوتم بدھ کے متعلق عام خیال یہ ہے کہ وہ خدا کا قائل نہیں تھا لیکن یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی، گوتم بدھ جیسے فلسفی کے

متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ خدا منکر ہوگا ذرا دشوار محسوس ہوتا ہے۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ گوتم وحدت الوجود کا قائل تھا اور وحدت الاوجود کے قائلین کے لیے خدا سے انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اِن لوگوں کے نزدیک "انا" کے سوا پوری کائنات وہم وفریب ہے۔ یوگی کا کام یہ ہے کہ وہ زندگی اور موت کے چکر سے بے نیاز اور مایا ولالچ کے جال سے دور روح کائنات میں ضم ہو جائے۔ گوتم بدھ کے دور سے پہلے ہندو جوگیوں کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ وہ طرح طرح کی خوفناک ریاضتوں کے ذریعے مایا کے جال سے نکلنے اور روح کائنات میں ضم ہونے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ جب گوتم بدھ کی آنکھیں کھلیں اور نجات کے لیے اس کے دل میں تڑپ پیدا ہوئی تو اس کے سامنے بھی یہی فلسفہ آیا اور اس نے برہمنوں کے ہی طریقے پر زندگی اور موت کی کشاکش اور خواہشوں کے جال سے نکلنے کے لیے جدو جہد کی تاہم جلد ہی اُس پر یہ امر واضح ہوگیا کہ مادیت کے غلاف سے نکلنے کے لیے یہ ہولناک ریاضتیں غیر ضروری ہیں اصل شئے نفس کا خواہشوں کے وجود سے پاک ہونا اور روح ودل کا محسوسات کی محبت سے آزاد ہونا ہے۔

چنانچہ جہاں تک تکلیف دہ ریاضتوں کا تعلق ہے اس نے برہمنوں کے طریقے کی اصلاح کر دی اور تزکیہ نفس اور تجرد کے حصول کے لیے ضابطے بنائے جن میں ظاہری ترک کے بجائے باطنی ترک پر زیادہ زور دیا گیا۔ بدھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مادیت کا جامہ اتار کر روح کائنات میں ضم ہونے میں کامیاب ہوگیا تھا۔ بدھ کے مرنے کے بعد اس کے معتقدین نے اس کو خدا بنا دیا اور اس کی ولادت کے متعلق بے سروپا افسانے پھیلا دیئے۔ انھوں نے بدھ کو اوتار قرار دے دیا اور اس کی پرستش خدا کی حیثیت سے ہونے لگی۔ چین جاپان برما اور تبت میں بدھ کی پرستش ایک خدا یا خدا کے اوتار کے طور پہ ہی کی جاتی ہے۔ بدھ کے شاندار مندر اور عظیم الشان عبادت گاہیں دیکھنے والوں پر حیرت طاری کر دیتے ہیں۔ تبت میں دلائی لامہ کو بدھ کا اوتار خیال کیا جاتا ہے۔ جب وہ مرجاتا ہے تو ساری حاملہ عورتیں اس امید میں رہتی ہیں کہ شاید

اگلے لامہ کو وہ جنم دیں اس لیے کہ اُن ہاں خیال کیا جاتا ہے کہ اس دور میں جو بچے پیدا ہوں گے انھی میں سے ایک لامہ ہوگا جسے وہ اس کی مخصوص علامات کی بنا پر پہچان لیں گے۔اسی طرح اُن میں ایک نئے الٰہ کا انتخاب ہوتا ہے۔چین کے دوارب ہاتھوں نے صنعت اور تجارت کے ذریعے تو دنیا کو حیران کیا مگر خالق کی تلاش میں وہ بری طرح ناکام رہے اور غیر اللہ کی پرستش ہی میں ہزاروں سال سے مگن چلے آرہے ہیں انسان کی عقل پر حیرت ہوتی ہے!!!

ہندوستان

ہندوستان کی سرزمین پر قدم رکھنے سے دل ڈرتا ہے اس لیے کہ ہر لمحہ یہ گمان رہتا ہے کہ کوئی جھوٹا خدا پاؤں کے نیچے آکر کچلا نہ جائے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں کے خداؤں کی تعداد تین کروڑ سے زائد ہے۔ چیونٹی سے لے کر ہاتھی تک، مکھی سے لے کر مچھر تک، سورج سے لے کر چاند تک اور بندر سے لے کر گائے تک سبھی اُن کے معبود ہیں۔اللہ اُن پہ لعنت کرے جنھوں نے خدا کا اس قدر پست تصور پیش کیا۔ یہ دریاؤں اور سمندروں کی پوجا بھی کرتے ہیں اور درندوں پرندوں کو بھی پوجتے ہیں حتیٰ کہ عضو تناسل تک اُن کے معبودوں میں شامل ہے۔اور یہ دنیا کی واحد قوم ہے جو اکیسویں صدی میں بھی بت پرستی پہ بضد ہے۔ یہ عریانی اور فحاشی کا مذہب ہے اور ڈانس اور موسیقی اُن کے مذہب کے لازمی اجزا ہیں اور جسم کی نمائش سے ہندو عورتیں اپنے دیوتاؤں کو خوش کرتی ہیں۔ ویدوں میں سب سے پہلے ہمارے سامنے ''ہزار چشم'' آتا ہے۔ جس کو وہ ''اِندر'' کہہ کے پکارتے ہیں ۔اِندر نے اپنے عمل سے لوگوں کو نشے اور جنسی بے راہ روی کی تعلیم دی۔اس کے بعد برہما وشنو اور شیو کی تثلیث ہے، برہما خالق ہے، وشنو محافظ ہے شیو مارنے والا ہے۔ برہما جس نے دنیا کو فنا ہونے کے بعد از سرِ نو وجود بخشا اُس کا مندر راجپوتانہ میں ہے۔

جب دنیا پر کوئی آفت آتی ہے تو وشنو خلق کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لیے آسمانوں سے اترتا ہے۔ وہ بار بار مختلف اوتاروں کی شکل میں اترتا ہے، مشہور ہے کہ وہ دس مختلف شکلوں

میں اتر چکا ہے آخری بار وہ کرشن بھگوان کی شکل میں اترا۔ ہندو اپنے اس دیوتا کو جس طرح پیش کرتے ہیں، وہ جس طرح اخلاقی پستی کا شکار ہے اور جو مذہبی روایات ہندوؤں میں پھیلی ہوئی ہیں اُس کی تفصیل میں جانا فضول ہے اور اخلاق اس بات کی اجازت بھی نہیں دیتا۔ ہندو ازم ایک عجیب گورکھ دھندا ہے جس کا نہ کوئی سر ہے نہ کوئی پیر۔ ایک دیوتا دوسرے سے لڑ رہا ہے، ایک دیوتا دوسرے کی بیوی اٹھا کے لے آیا ہے دوسرا دیوتا اُس کو چھڑانے کی جدوجہد میں مصروف ہے، کسی دیوی کا کسی دوسرے دیوتا سے ناجائز تعلق ہے تو کوئی دیوتا آسمانوں سے اترتا ہی اس لیے ہے کہ عورتوں کے جسم کو غور سے دیکھے اور لطف حاصل کرے۔

اُن کے بعض دیوتا تو ایسے ہیں جو وقت پڑنے پر مرد بن جاتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر عورت بن جاتے ہیں جیسا کہ وشنو ہے۔ ساری دنیا میں جس قدر مذاہب رائج ہیں ہندو ازم کو اُن میں سب سے پست قرار دیا جا سکتا ہے۔ اب ایک نگاہ ہندوؤں کے فلسفہ تصوف پہ ڈال لیتے ہیں جس کی بنیاد وحدت الوجود پر رکھی ہے اور اس کی بنیادی غایت یہ ہے کہ ذرہ جدوجہد کرے اور آفتاب بن جائے، قطرہ دریا بن جائے اور بندہ خدا بن جائے۔ اسی منزل کو انھوں نے ''انا'' کا نام دے رکھا ہے۔ اس منزل تک جو راستہ جاتا ہے اُس کا مقصد روح کو مادہ سے جدا کرنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہندو یوگیوں نے جو طریقے اختیار کیے ہیں اُن کی تفصیل پڑھ کے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یوگ حاصل کرنے کے لیے انسان خوفناک حد تک گیا ہے اُس نے اذیت کی آخری حد پہ جا کے دیکھا ہے ظاہر ہے کہ اُسے کچھ حاصل نہیں ہوا اس لیے کہ کچھ حاصل کرنے کا یہ غلط راستہ تھا اور شرف انسانی سے متصادم بھی تھا۔ لیکن انسان اللہ کی عجیب وغریب مخلوق ہے اُس نے حقیر سے مقاصد کے حصول کے لیے بھی اکثر و بیشتر جان کی بازی لگا دی ہے تو پھر خدا بننے کے لیے وہ جان کی بازی کیوں نہ لگاتا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں ہندو یوگیوں نے اپنے مقصد کے حصول کے لیے جس قدر کٹھن راہ کا انتخاب کیا اور جس قدر اذیتیں برداشت کیں اُن کا مقابل مذاہب عالم میں تلاش کرنا

مشکل ہے۔مگر یاد رہے کہ انھوں نے یہ اذیت خدا کی رضا حاصل کرنے کے لیے نہیں کی بلکہ خود خدا بن جانے کے لیے کی ہے جو کہ ایک لا حاصل تخلیل ہے اور حالات و واقعات نے ثابت بھی کیا ہے کہ انسان کبھی خدا نہیں بن سکتا جہاں تک اُس کے دعووں کا تعلق ہے تو یہ محض عقل کا فتور ہے۔

انسان کے ہاتھ کبھی خالق کے گریبان تک نہیں پہنچ سکے مغرب نے اس کا تجربہ کر کے دیکھ لیا ہے کہ وہ تخلیق میں خالق کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے مگر سینکڑوں سال کی جدوجہد کے بعد آج بھی وہ مکھی کا ٹوٹا ہوا پر بنانے پر بھی قدرت حاصل نہیں کر سکے۔بات ہو رہی تھی ہندوؤں کہ انھوں نے کس قدر پست نظریہ حیات اختیار کیا ہے اور عقائد و اعمال میں وہ کس قدر پست ہیں۔ ہندومت میں جس قدر دیوتا کی تکریم ہے اُس سے بڑھ کے اُن کے ہاں انت گنت دیویوں کا تصور بھی موجود ہے۔اُن کی دیویوں کی تعداد اور اُن کے ساتھ خود ساختہ نظریات کی تفصیل کے لیے تو ہزاروں صفحات بھی کم پڑ جائیں اس لیے ہم صرف یہ بیان کر دینا چاہتے ہیں کہ ہندومت میں کبھی بھی کوئی نئی دیوی جنم لے سکتی ہے کسی وقت بھی کسی بوسیدہ اور پرانی دیوی کو متروک قرار دیا جا سکتا ہے اس لیے کہ اُن کے ہاں نہ دیویوں کی کمی ہے نہ دیوتاؤں کی کمی ہے اور یہ واحد چیز ہے جس میں ہندوستان خود کفیل ہے ورنہ تو باوجود دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کے دعوے کے وہ اپنے چالیس فیصد لوگوں کو چھت بھی مہیا نہیں کر سکا تو وہ قوم کو روٹی اور زندگی کی دوسری بنیادی ضروریات کہاں سے فراہم کرے گا۔ہندوؤں میں فرقہ پرستی بھی عروج پر ہے اور اُن کے ہاں انسان کے مختلف درجات بھی ہندوازم کو دیگر مذاہب سے الگ کرتے ہیں ہندوازم کے مطابق برہمن ہی اصل انسان کہلانے کا حقدار ہے اس لیے کہ وہ برہما کے سر سے پیدا ہوا، کھتری اُن کے ہاں دوسرے درجے کا شہری ہے جسے کچھ بنیادی حقوق حاصل ہیں اور شودر جن کی وہاں اکثریت ہے وہ برہما کے پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں اس لیے وہ نیچ ہیں اور نہ تو ہندو معاشرے میں وہ انسان کہلانے کے مستحق ہیں اور نہ ہی ہندو

معاشرے نے انھیں انسانی حقوق دیئے ہی ہیں۔ ہندو میں تین فرقے اہم ہیں اگرچہ اُن کا اختلاف محض ظاہری ہے حقیقت اور مغز کے اعتبار سے اُن میں کوئی فرق نہیں، اِن میں اول آریا سماج ہیں جو مسلمانوں کے نظریات سے کسی قدر متاثر ہیں اور بت پرستی کو ترک کیے ہوئے ہیں۔ دوسرے سکھ ہیں جن کو توحید کا دعویٰ ہے اگرچہ وہ اب بھی توحید سے کوسوں دور ہیں۔ مگر بت پرستی سے انحراف نے انھیں بہرحال ہندوؤں سے تو ممتاز کر دیا ہے اور وہ ہندومت سے الگ ایک مذہب کا دعویٰ کرتے ہیں جو کسی حد تک درست بھی ہے۔ ہندوستان کے ایک ارب کے قریب لوگ بھی گمراہ ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہندوستان میں بسنے والے بیس کروڑ مسلمان بھی گمراہ ہیں۔ ہم یہاں صرف ہندوؤں کا تذکرہ ہندومت کے حوالے سے کر رہے ہیں۔ ہندوؤں نے کئی میدانوں میں ترقی کی ہے، سائنس معیشت، ریاضی ادب اور دیگر فنون میں اُن کی ترقی دیکھی جاسکتی ہے مگر مذہب کے حوالے سے وہ اس قدر پست کیوں ہیں؟؟؟

زندگی کے بارے میں اُن کا نظریہ اس قدر پست کیوں ہے؟؟؟

مذہب اور عقائد کے معاملے میں اُن کا رویہ اس قدر لاابالی کیوں ہے؟؟؟

مسلمانوں کے اس قدر قریب رہنے اور صدیوں مسلمانوں کے محکوم رہنے کے باوجود حق اُن سے پوشیدہ کیوں رہا؟؟؟

یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب سمجھ میں نہیں آتا سوائے اس کے کہ اللہ کو آخر جہنم کے لیے بھی تو لوگوں کی ضرورت ہے۔ شاید اِن لوگوں کی گمراہی میں خالق کی کوئی مصلحت پوشیدہ ہے یا شاید یہ اُن کے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے کہ آخر عقل تو اُن کے پاس بھی ہے پھر وہ خالق کو تلاش کیوں نہیں کرتے۔

مسلمان اور شرک

سیرت المزملؐ کے ہزاروں صفحات لکھتے ہوئے میرا قلم کبھی نہیں لرزا، دنیا بھر کی اقوام کی عقائدی پستی ،اخلاقی گمراہی اوراہداف کی پستی کا اظہار کرتے ہوئے کبھی میرے ہاتھوں میں پسینہ نہیں آیا،لوگ چاہے چوہے بلی کے پجاری ہوں یا چاند سورج کی پوجا کریں میں نے انھیں صرف عقل کو استعمال نہ کرنے کا مجرم جانا ہے،مگر مسلمانوں کو کیا ہوا،وہ اپنی منزل اپنے ہدف اپنی عاقبت سے اس قدر تساہل کا شکار کیسے ہوگیا،مسلمان جن کے پاس کتاب ہے وہ کیسے شرک کرسکتے ہیں۔اور مسلمانوں کا ایک گروہ ایسا سمجھتا بھی ہے کہ مسلمان شرک نہیں کرسکتا مگر یہ ایک خوش فہمی ہے جس سے نہ نکلنا فلاح کی ہر منزل کو کھوٹا کردے گا۔یہ لفظ جو میں لکھنے جارہا ہوں یہ دکھ کے وہ آنسو ہیں جو میرے سینے میں لگی آگ کو شاید ہی بجھاسکیں۔اس لیے کہ اقوام عالم کے حالات لکھنے کے بعد میں لکھنا چاہتا تھا کہ ہم مسلمان ہیں،ہم صاحب کتاب ہیں،ہم ہی راہ حق پر ہیں ہماری کامیابی یقینی ہے،ہمارا غلبہ مسلّم ہے،ہماری جیت طے شدہ ہے،ہمارا ہدف سامنے ہے،ہم اللہ کی رضا کی طرف گامزن ہیں،ہم

دشمن (شیطان) کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائیں گے، ہم جنت کو جیت لیں گے، ہم اللہ کے دردناک عذاب سے بچ جائیں گے، ہم توحید کے داعی ہیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں، ہم صاحب قرآن ہیں، ہمیں آگ میں نہیں ڈالا جائے گا، ہم حق پر ہیں، حق صرف ہمارے پاس ہے، جسے حق چاہیے وہ ہمارے پاس آئے، زندگی کی حقیقت اور مقصدیت سے ہم سے زیادہ کوئی آگاہ نہیں، ہم سیدھے راستے پر ہیں جس نے سیدھا راستہ جاننا ہو وہ ہمارے پاس آئے، ہم نے دنیا کی حقیقت کو سمجھ لیا ہے ہم اس کو پرکاہ جتنی بھی اہمیت نہیں دیتے، ہم اللہ سے وفادار رہیں گے، ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں، ہم اللہ کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے، ہم جھوٹ نہیں بولتے کہ ہم سچ کے دعویدار ہیں، ہم بے ایمانی نہیں کرتے کہ ہم صاحب ایمان ہیں ہمارے پاس نسخہ کیمیا ہے اور ہم نے اسے پوری دنیا تک پہنچانا ہے، ہم حق کی آواز کو بلند کریں گے ہم اللہ کے کلمہ کو ساری دنیا تک منتقل کریں گے، ہم حق سے ناشناس لوگوں کو رہنمائی کریں گے، ہم داعی ہیں اور ہماری دعوت سے ہی دنیا نے سنورنا ہے، ہم دنیا کو بدل ڈالیں گے اندھیروں کو دور کر دیں گے اس لیے کہ روشنی ہمارے پاس ہے اس لیے کہ ہم مسلمان ہیں!!!

ہم مسلمان ہیں!!!

ہم مسلمان ہیں!!!

مگر افسوس کہ میں یہ سب نہیں لکھ سکتا اس لیے کہ اگر میں یہ سب لکھوں تو یہ جھوٹ ہوگا اس لیے ہماری اکثریت حقیقت حق کو فراموش کر چکی ہے منزل کے خدوخال کھو چکی ہے حتیٰ کہ توحید سے بھی دور ہو رہی ہے اور جب توحید ہی نہ رہی تو کہاں کا اسلام کہاں کی مسلمانی!!!

امت مسلمہ نے دنیا پر ہزار سال سے زیادہ حکومت کی، دنیا کے گوشے گوشے تک اسلام کے پیغام کو پہنچایا، دنیا کے بیشتر خطوں پہ حکمرانی کی، یاد رہے کہ یہ تبھی ممکن ہے جب اللہ کی رضا اُن کے ہمراہ رہی ہو اگر وہ گمراہ ہوتے تو کبھی دنیا کو اس حد تک متاثر نہ کر سکتے اور نہ ہی دنیا پر اپنی حکومت کو صدیوں تک قائم رکھ سکتے حقیقت یہی ہے کہ تب مسلمان عقیدے اور عمل میں بہت

بہتر حالت میں تھے اور اپنے دین کی اساس کو سختی سے تھامے ہوئے تھے۔ عقیدہ توحید پر قائم تھے اور اللہ کے کلمے کو بلند رکھنے کے لیے اور اسے دور دراز کے لوگوں تک منتقل کرنے کے لیے ہتھیار اٹھائے ہوئے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ انھوں نے دین کے احکامات کو نظر انداز کرنا شروع کر دیا، ایک حکمران دوسرے حکمران کا دشمن ہو گیا مرکزی خلافت زوال پذیر ہو گئی امت مختلف حکمرانوں میں منقسم ہو کر کمزور ہو گئی تو مغرب نے اُن پر غلبہ اختیار کر لیا اور یہ تاریخ کی جبریت ہے کہ جس قوم نے بھی اپنی بنیادوں کو چھوڑا زمین نے اُسے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ اب آج کے مسلمانوں کی عقائدی اور اخلاقی حالت جانتے ہیں تب سب سے زیادہ جو چیز فرق کرنے والی ظاہر ہوتی ہے وہ زبان ہے۔ چنانچہ جن مسلمان ملکوں کی زبان عربی تھی یعنی قرآن کی زبان اُن کے اندر تو بگاڑ نے کم راہ پائی مگر جو مسلمان عجمی تھے اور دنیا کے مختلف خطوں میں آباد تھے اُن کے ہاں علمی، عقلی، اخلاقی، عقائدی اور عملی بگاڑ نے بہت راہ پائی۔

دین کا پیغام عربی زبان میں ہے، قرآن عربی زبان میں ہے، سنت یعنی احادیث عربی میں تحریر کی گئیں، شریعت یعنی آئمہ نے جو قوانین قرآن و سنت کی روشنی میں وضع کیے وہ بھی عربی میں ہیں اس لیے اُن ممالک کی عقائدی اور عملی حالت عجمی ممالک کے مسلمانوں سے بہت بہتر ہے اس لیے کہ انھیں قرآن و حدیث کو سمجھنے اور اس کی تاویل کرنے میں زیادہ مشکل پیش نہ آئی ۔ چنانچہ دیکھیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وطن مکہ و مدینہ میں آج تقریباً پندرہ سو سال گزرنے کے باجود بھی شرک کا ادنیٰ سا شائبہ بھی محسوس نہیں جا سکتا تھا۔ یہی حال دیگر عرب ممالک کا ہے جن میں عقائد و عمل میں بگاڑ کم سے کم ہے۔ سعودی عرب، کویت، اردن، مصر، شام، لیبیا، سوڈان، الجزائر، مسقط، قطر، تیونس اور متحدہ عرب امارات وغیرہ میں عقائد و عمل کی حالت بہت بہتر ہے اور وہ ہم سے اچھے مسلمان ہیں۔ اُن کے مقابلے میں عجمی ممالک میں دیکھیں تو یہاں عمل و عقائد کا بگاڑ بہت زیادہ ہے۔ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش اور ایران و عراق میں صورت حال قدرے مختلف ہے اور یہاں کے مسلمان بہت سے فرقوں بہت سے مسالک اور بہت

سے نظریہ ہائے دین کے پیروکار ہیں اگرچہ وہ سب اپنے آپ کو دائرہ اسلام کے اندر جانتے ہیں اور یہ بات ہے بھی درست اس لیے کہ جو شخص کلمہ توحید پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو اس کو مسلمان تسلیم کیا جائے گا یہ ایک اصولی بات ہے۔اِن صفحات میں ہم صرف پاک و ہند کے مسلمانوں کی عملی اور عقائدی کوتائیاں بیان کریں گے اور مسلمانوں کو اس بات کی دعوت دیں گے کہ وہ دین حق کو اُس کی اصل کے مطابق جانیں اور اس پر عمل کریں۔

چنانچہ سب سے پہلے پاک و ہند کی تاریخ پہ نگاہ ڈالتے ہیں۔دیکھیں کہ محمد بن قاسم جب یہاں اترے تو وہ اسلام کی پہلی صدی تھی مگر مرکز کی باہمی چپقلش کی وجہ سے اُن کو بہت جلد واپس بلا لیا گیا اگرچہ محمد بن قاسم کی فوجیں ملتان تک گئیں مگر وہ اسلام کے نقوش مسلمانوں تک منتقل کر نہ سکیں اور جلدی میں واپس ہو گئیں۔اگرچہ عرب تاجروں کی وجہ سے ملک کے ساحلی علاقوں کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا مگر اُن کی تعداد بہت محدود تھی اور عام طور پر ایک غلط تصور اس ضمن میں یہ پیش کیا جاتا ہے کہ پاک و ہند میں صوفیا نے اسلام پھیلایا۔یہ ایک بڑی غلط فہمی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں اس لیے کہ تب اُن خطوں میں جہاں مسلمان بستے تھے تصوف کا کوئی رجحان تھا بلکہ تصوف اور رہبانیت تو ہندو جوگیوں کی میراث تھی جس سے بعض مسلمان بھی متاثر ہوئے اور انھوں نے تصوف کے نام سے مسلمانوں میں بہت سی بدعات کا اجرا کیا اور دین کے اصل تصور کو مسخ کیا۔

پھر تین صدیوں تک کوئی مسلمان فاتح ہندوستان میں نہ اترا اس کے بعد اگرچہ ایک تسلسل کے ساتھ مسلمان فاتح ہندوستان کی سرزمین پر اترنے لگے اور سلطان محمود غزنوی کے بعد مسلمانوں کی آمد کا بے پناہ سلسلہ شروع ہو گیا اور مسلمانوں نے سارے ہندوستان پر قبضہ بھی کر لیا مگر وہ مسلمان خاندان جنھوں نے سات صدیاں ہندوستان پر حکومت کی وہ اسلام کے داعی نہ تھے بلکہ محض حکمران تھے جن میں سے بیشتر کا تعلق شمال سے تھا جو قدیمی مسلمانوں میں شمار ہوتے ہیں۔تاہم مسلمانوں کے وہ ہراول لشکر جنھوں نے روم کو الٹا تو لوگوں کے دلوں میں

اسلام ڈال دیا، ایران کو شکست دی تو خود ایرانیوں نے اپنے آتش کدے بجھائے اور مسلمان ہو گئے، مصر میں فرعونوں کی کئی ہزار سالہ تہذیب کو مسلمانوں نے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا اور نہ صرف وہاں کے لوگوں کے دلوں میں اسلام اتر گیا بلکہ اِن ممالک کے در و دیوار تک سے اسلام کی خوشبو آنے لگی۔ ہندوستان پر قبضہ کرنے والے مسلمان حکمرانوں کو مسلمانوں کے اُس ہراول دستے سے کوئی مناسبت نہ تھی اس لیے مسلمان ہندوستان پر قابض تو ہو گئے مگر اُن کی آپسی لڑائیاں ہی اس قدر تھیں کہ انھوں نے ہندوستان کے لوگوں کو اسلام کی طرف متوجہ کرنے کا کوئی اہتمام نہ کیا۔

اس کے بعد اگرچہ ہندوستان کی بہت بڑی آبادیوں نے اسلام قبول کر لیا تھا کہ تب بادشاہ کا مذہب ہی رعایا کا مذہب ہوا کرتا تھا مگر اس کے باوجود اِن مسلمان حکمرانوں نے اپنی مسلمان رعایا کے عقائد و اخلاق کی تربیت کا کوئی اہتمام نہ کیا۔ مسلمان حکمرانوں خاص طور پہ مغل خاندان کی اس غفلت کی قیمت مسلمانوں نے ادا کی اور اُن کی اکثریت اسلام کے حقیقی تصور سے آشنا نہ ہو سکی۔ انفرادی طور پہ اگرچہ اس خطہ نے بہت سے مسلمان علماء کو جنم دیا اور انھوں نے لوگوں کے سامنے اسلام کی اصلی اور سچی تصویر بھی رکھی جس کے بعد صورت حال کچھ بہتر ہو گئی اور مسلمان دین توحید کو سمجھنے لگے۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ہاں آج جس اسلام کو پریکٹس کیا جا رہا ہے وہ اسلام کا ہندی ایڈیشن ہے اور اس میں ہندوؤں کے ساتھ طویل تعامل کے بے پناہ اثرات محسوس کیے جا سکتے ہیں حتیٰ کہ ہمارے عقائد تک پہ ہندوازم کے اثرات موجود ہیں۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ نے شرک کو سب سے بڑا جرم قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جس نے شرک کیا اُس کی معافی کی کوئی امید نہیں۔

ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ○

القرآن الحکیم (سورۃ لقمان 13/31)

ترجمہ؛

”بے شک شرک سب سے بڑا ظلم ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوا کہ!

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ..

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 48/4)

ترجمہ؛

”یقیناً اللہ اُس کو کبھی معاف نہ کرے گا جس نے شرک کیا اُس کے سوا جس کے چاہے گا گناہ بخش دے گا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے!

إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ۝

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 5/ 72)

ترجمہ؛

”تو جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہاں ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الزمر 65/39)

ترجمہ؛

”یقیناً آپ کی طرف اور آپ سے پہلے (پیغمبروں کی طرف) یہ وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کا ارتکاب کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الزمر 88/6)

ترجمہ؛

”اور اگر ان سے شرک کا ارتکاب ہو جاتا تو اُن کے سارے اعمال اکارت جاتے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن تمام آیات کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ اِن میں اس بات کا کوئی تذکرہ نہیں کہ اگر اہل کتاب شرک کریں گے تو پکڑیں جائیں، مشرکین شرک کریں گے تو اللہ اُن کو عذاب دے گا اور اگر مسلمان شرک کریں گے تو اللہ اِن کو معاف کر دے گا۔ بلکہ سورۃ الزمر کی آیت جو اوپر تحریر کی گئی ہے اُس میں انبیاء کو مخاطب کیا گیا کہ اگر اُن سے بھی شرک سرزد ہو جائے تب اُن کے

اعمال بھی ضائع ہو جائیں اور وہ بھی اللہ کی پکڑ سے بچ نہ سکیں گے۔ اس لیے اس بات کو بھول جائیں کہ مسلمان شرک سے بری ہیں یا مسلمانوں کو شرک کی سزا نہیں دی جائے گی یا مسلمان شرک کر ہی نہیں سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ امر بالکل قطعی ہے کہ محل کے بدل جانے سے کسی شے کی حقیقت نہیں بدل سکتی جو چیز مشرکین کے اندر شرک ہے، اہل کتاب کے اندر شرک ہے، منافقین کے اندر شرک ہے وہی چیز اگر مسلمانوں کے ہاں پائی جائے تو وہاں بھی وہ شرک ہی رہے گی توحید نہیں بن جائے گی۔ دیکھیں کہ نجاست اگر کسی ٹھیکرے میں پڑی ہو یا اسے سونے چاندی کے کسی خوشنما ظروف میں ڈال دیا جائے وہ نجاست ہی رہے گی۔ نجاست کو اگر ایک ملک سے دوسرے ملک لے جائیں تب بھی وہ نجاست ہی رہے گی اس کی حقیقت اور ماہیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

چنانچہ اگر میں پاک و ہند کے مسلمانوں کا تذکرہ کروں تو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اِن ممالک کے رہنے والے مسلمانوں کی عظیم اکثریت دین حق کی حقیقت سے پوری طرح آشنا نہیں، نہ انھیں عقائد کا پتا ہے نہ انھیں توحید کی خبر ہے نہ انھیں علم دین کی طلب ہے۔ ہمارے ہاں جو نظام تعلیم رائج ہے اُس میں اس بات کا کوئی اہتمام نہیں کہ اپنے بچوں میں دین کی سچی لگن اور دین کے بنیادی عقائد کا شعور پیدا کیا جائے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اِن یونیورسٹیوں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان کو غسل کے فرائض اور سنتوں تک کا علم نہیں ہوتا، شرک اور توحید تو بعد کی بات ہے، ہمارے نوجوان بس اس بات پہ خوش ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور ایک مسلمان کے گھر پیدا ہوئے ہیں، اُن کے عقائد کی تعمیر اور اُن کے تخیلات کی تطہیر کا معاشرے میں کوئی اہتمام نہیں بلکہ معاشرہ خود اصل کو چھوڑ کر فرع میں الجھا ہوا ہے۔ چنانچہ ہمارے علماء جن پر منبر رسول کی بڑی ذمہ داری ہے وہ بھی لوگوں کو نور بشر اور حاضر غائب کے متعلق بتاتے ہیں مگر کوئی یہ بتانے کے لیے تیار نہیں نماز کے بغیر ایمان کی کیفیت، ایمان کا مزہ کبھی نہیں چکھا جا سکتا۔ چنانچہ ہمارے ہاں لوگ عام طور پہ آسان راستہ اختیار کرتے ہیں کسی پیر قبلہ کے مرید

ہو لیے سال چھ مہینے میں اُن کی کوئی خدمت کر لی اور سمجھا کہ وہ بہت مذہبی ہیں اور اللہ کی رضا اِن کو یقیناً حاصل ہو جائے گی۔ چنانچہ تربیت کے اسی فقدان نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو دین کے معاملے میں لا اُبالی بنا دیا۔ چار سو بالغ مردوں والی مسجد میں بعض اوقات چار نمازی ہی نماز میں شرکت کرتے ہیں۔ باقی لوگ جانے کس کے سہارے اپنے دین کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے کہ!

الم (1) ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (2) الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (3) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (4) أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (5) إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (6) خَتَمَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ (7) وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُم بِمُؤْمِنِينَ (8) يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (9) فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَO

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 1.10/2)

ترجمہ؛

”الف، لام، میم۔ یہ اللہ کی کتاب ہے اُن پرہیزگار لوگوں کے لیے جو غیب پر ایمان

لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، جو رزق ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں، جو کتاب تم پر نازل کی گئی ہے (قرآن) اور جو کتابیں تم پر پہلے نازل کی گئی تھیں اُن سب پر ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے راہ راست پر ہیں اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔ جن لوگوں نے (اِن باتوں کو تسلیم کرنے سے) انکار کر دیا اُن کے لیے یکساں ہے خواہ تم انھیں خبردار کرو یا نہ کرو، بہر حال وہ ماننے والے نہیں ہیں۔ اللہ نے اُن کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے اور وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ درحقیقت وہ مومن نہیں ہیں، وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر دراصل تو وہ خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور انھیں اس کا شعور بھی نہیں اُن کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے اور زیادہ بڑھا دیا ہے اور وہ جھوٹ بولتے ہیں جس کی پاداش میں اُن کے لیے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے‘‘۔

قرآن حکیم کی اِن ابتدائی آیات نے کتنے ہی پردوں کو اٹھا دیا ہے، سب سے پہلے تو یہ بتایا کہ مومن صرف وہی ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، پھر فرمایا لوگ ایمان کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے رب کو دھوکا دے رہے ہیں مگر دراصل تو وہ خود شیطان کے ہاتھوں دھوکا کھا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں شیطان کی راہ پر چلتا رہنے کے لیے چھوڑ دیا ہے، پھر فرمایا وہ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹوں کے لیے اللہ نے بہت ہی دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اِن آیات کے آئینے میں آیئے اپنے معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں اپنی مسجد میں

جائیں اور دیکھیں کہ کتنے لوگ نماز کے لیے آئے ہیں اور جو آئے ہیں کیا وہ اللہ کی حقیقت کو سمجھتے ہیں یا محض ایک عادت پوری کرنے کے لیے آئے ہیں یا لوگوں پہ رعب جمانے کے لیے آئے ہیں کہ وہ بہت نیک ہیں۔

اپنے حکمرانوں کو دیکھیں، اُن کی کرپشن کو دیکھیں، اُن کی بددیانتیوں کو دیکھیں، اپنے بازاروں میں جائیں تو لوگوں کو بے دریغ جھوٹ بولتا دیکھیں گے انھیں کسی خدا سے کوئی ڈر نہیں، انھیں موت کے بعد پیش آنے والے عذاب کا کوئی شعور نہیں وہ صرف شام تک اپنی جیب روپوں سے بھر لینا چاہتے ہیں۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا کہ لوگ اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں دین کو ثانوی حیثیت حاصل ہے لوگوں کی پہلی ترجیح دولت اور طاقت کا حصول ہے اور جب یہ حاصل ہو جائے تب اُن کو شکر ادا کرنا چاہیے مگر دولت کے آتے ہی مطیع و فرمانبردار بننے کے بجائے لوگ فرعون بن جاتے ہیں اور اپنے سوا باقی لوگوں کو انسان سمجھنا چھوڑ دیتے ہیں اور یہ سب اس لیے ہے کہ لوگوں کی تربیت میں دین کا کوئی رنگ نہیں۔ چنانچہ لوگ آزادانہ شرک کرتے ہیں مگر انھیں اس کا شعور ہی نہیں۔ انھیں روکنے والا بھی کوئی نہیں، انھیں ٹوکنے والا بھی کوئی نہیں، بلکہ اُن کی پیٹھ ٹھونکنے والے بہت ہیں، انھیں شاباش دینے والوں کی کوئی کمی نہیں۔ ہر گاؤں میں ایک قبر ہے، اُس پر چند جھنڈے ہیں اور ایک مجاور ہے اور اس قبر کی پوجا کی جاتی ہے، بڑے شہروں میں اسی نسبت سے بڑے بڑے مزار ہیں جہاں لوگ رزق مانگنے جاتے ہیں، جہاں لوگ بیٹے لینے جاتے ہیں، جہاں لوگ حاجات لے کر جاتے ہیں، اہل مکہ کے بت اُن کے سامنے رکھے ہوتے تھے ہمارے بت ہمارے سامنے لیٹے ہوئے ہوتے ہیں مردہ حالت میں تو ہمارے اور مشرکین مکہ کے بیچ فرق کیا رہ گیا۔

وہ بھی اُسی کو خدا مانتے تھے جو آسمانوں میں ہے مگر حاجت روائی کے لیے بتوں کے پاس جاتے۔ ہم بھی اُسی کو خدا مانتے ہیں جو آسمانوں میں ہے مگر حاجت روائی کے لیے قبروں پہ جاتے ہیں تو ہم میں اور اُن میں کیا فرق ہوا؟

کچھ بھی تو نہیں۔قرآن حکیم میں شرک کی جتنی قسمیں بیان ہوئی ہیں ہمارے مسلمانوں میں اگر وہ ساری نہیں تو بیشتر موجود ہیں۔صرف شکلیں بدلی ہوئی ہیں۔عرب جاہلیت میں جنات پرستی، طاغوت پرستی، قوم پرستی، تو ہم پرستی اور بت پرستی تھی تو ہمارے ہاں بھی طاغوت پرستی، تو ہم پرستی موجود ہے صرف بت پرستی کی جگہ قبر پرستی نے لے لی اور یہ کوئی زیادہ فرق نہیں۔آج مسلمانوں کی کثیر تعداد علوم سفلیہ کے حصول میں مگن ہے، لوگوں نے اسے کاروبار بنا رکھا ہے ، ٹیلی ویژن پر اشتہار چل رہے ہیں کہ ہمارا موکل طاقت ور ہے فلاں پیر کے قبضے میں ستر جن ہیں، فلاں شاہ جی منٹوں میں بگڑی بنا دیتے ہیں، پورا معاشرہ تعویذ گنڈوں، ٹونے ٹوٹکوں، سحر و طلسمات، تسخیر جن وشیاطین اور وظائف و عملیات میں الجھا ہوا ہے اور ہماری مسجدیں نمازیوں کی منتظر ہیں۔دل پہ ہاتھ رکھ کر خود سے سوال کریں یہی وہ اسلام تھا جسے لے کر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے کیا ہم راہ حق پہ ہیں؟؟؟

لوگ جنات کو قید کرنے کے لیے چلہ کشی کرتے ہیں، مزاروں پہ چادریں چڑھاتے ہیں صاحب قبر کے نام کی دیگیں پکاتے ہیں، عرس مناتے ہیں، دھمال ڈالتے ہیں، قبروں سے نفع حاصل کرنے کے متمنی ہیں، اور جن لوگوں نے دین کو دوکانداری بنالیا ہے اُن کا تو کیا ہی کہنا وہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو لوگوں پہ حرام کرتے، لوگوں کو اللہ کے بجائے طاغوت کی پرستش کی دعوت دیتے ہیں، اُن باتوں کو جائز قرار دیتے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے ناپسند فرمایا۔

غور کریں کتنے لوگ ہیں جو علم اسماء اور خواص کلمات کے چکر میں ہیں، کتنے ہی ظالم ایسے ہیں جنھوں نے کتاب ہدایت قرآن کو اپنے ناپاک مقاصد کے لیے استعمال کیا ہے اور یہود کی طرح قرآن کی آیات کو بہت ہی کم قیمت پر فروخت کرتے ہیں، کتنی قبریں ہیں جن پہ سجدے کئے جاتے ہیں، جن کے گرد طواف کیا جاتا ہے، جن کو حاجت روا جانا جاتا ہے۔لوگ قرآن حکیم سے ہدایت حاصل کرنے کے بجائے اُس سے عجیب وغریب کام لینے لگے ہیں کچھ لوگ کلام پاک کی آیات گھول کر پیتے ہیں، کچھ لوگ کلام پاک کی آیات چاندی یا سونے کے تعویز

میں ڈال کر گلے میں ڈال لیتے ہیں اور اسی حالت میں باتھ روم بھی چلے جاتے ہیں کتنے لوگ ہیں جو کسی ایسے شخص کو دیکھتے ہیں جس کے کپڑے گندے ہوں ، جس نے گلے میں موٹے موٹے بدنما موتیوں کی مالا لٹکا رکھی ہو، جو اس قدر گندا ہو کہ مدتوں نہ نہانے کی وجہ سے اُس کی بو دور تک جاتی ہو تو لوگ ایسے شخص کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اُس سے مرادیں مانگنے لگتے ہیں۔

کتنے ہیں جن کے نزدیک کلام پاک لوگوں کی ہدایت کے لیے نہیں بلکہ مختلف امراض کے علاج کے لیے اترا ہے۔

کتنے لوگ ہیں جو کسی پیر کے کتے بنے ہوئے ہیں اور انھیں اس پر فخر بھی ہے؟

کتنے لوگ ہیں جن کا خیال ہے کہ قیامت کے روز کوئی اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اس لیے کہ اُن کا پیر کامل ہے؟

کتنے لوگ ہیں جو صرف اس لیے نماز پڑھتے ہیں کہ شاہ جی نے اس کا حکم دیا ہے انھیں خدا کے حکم کی کوئی پرواہ نہ تھی؟

کتنے لوگ ہیں جو اپنی بیویوں اور بہنوں کو بھی پیر صاحب کی خلوت میں بھیج دیتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں؟

کتنے لوگ ہیں جن کے دلوں میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کی جگہ شاہ صاحب کی محبت نے لے لی ہے؟

کتنے لوگ ہیں جو اللہ سے نہیں بلکہ شاہ جی کی ناراضگی سے ڈرتے ہیں؟

کتنے لوگ ہیں جو مزاروں پر سجدہ کرتے ہیں؟

کتنے لوگ ہیں جن کے دلوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے؟

کتنے لوگ ہیں جنھیں قرآن کی ایک آیت رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث بھی یاد نہیں؟

کتنے لوگ ہیں جن کو طہارت و وضو کا طریقہ نہیں آتا؟

کتنے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں صاحب قبر اُن کی فریاد سن رہا ہے؟

کتنے لوگ ہیں جو مصیبت میں اللہ کی بجائے شیخ عبدالقادر جیلانی کو پکارتے ہیں؟

کتنے لوگ ہیں جنھوں نے کہا مجھے یہ بیٹا فلاں شاہ صاحب کی وجہ سے ملا؟

کتنے لوگ ہیں جو قبر پرستی میں اس قدر محو ہیں کہ انھیں دین و دنیا کی پرواہ ہی نہیں؟

ہمارے ہاں بعض دروازے ہیں جن کے نیچے سے گزرنے سے جنت واجب ہو جاتی ہے؟

ہمارے ہاں بعض دربار ہیں جہاں باقاعدہ لکھ کے درخواست صاحب قبر کو پیش کی جاتی ہے؟

ہمارے ہاں بعض قبریں ہیں جن کے گرد اس طرح طواف کیا جاتا ہے جیسے کہ بیت اللہ میں طواف کیا جاتا ہے؟

ہمارے ہاں بعض قبریں ہیں جن پر بت چڑھائے جاتے ہیں؟

ہمارے ہاں بعض دربار ہیں جن پر نومولود بیٹے بیٹیاں نذر کی جاتی ہیں؟

ہمارے ہاں بعض قبریں ایسی ہیں جن پر قربانی کی جاتی ہے؟

حیرت ہے!!!!

دیکھیں یہ باتیں ساری کی ساری اسلام نہیں بلکہ اسلام کی ضد ہیں۔ اسلام بالکل سیدھا اور سچا دین ہے جس میں کوئی الجھاؤ نہیں۔ قبر پرستی ہی کو لے لیں یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں جس کی طرف رسول اللہ ﷺ نے امت کی رہنمائی نہ کی ہو۔ اس کی تفصیل میں جانے کی اس لیے ضرورت نہیں کہ جو چیز توحید کی ضد ہو اُس کو اسلام قرار دینا جاہلیت کی ایک بات ہے اور جاہل جانے اور اُس کا رب جانے۔ اوپر جو امور بیان کیے گئے وہ عوامی سطح کے امور ہیں اور لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ وہ شرک کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے ذہن میں کہیں دور توحید کی عصبیت اور اُس کی محبت ضرور موجود ہے مگر علماء نے اُن کو جو راہ دکھائی وہ اُس پہ چل دیئے اور علماء کی ایک کثیر تعداد جس دائرے میں بھی مقید ہے اُسی

دائرے کی دہائی دیتی نظر آتی ہے۔اُن کے نزدیک اُن کا مسلک، مسلک حق ہے اور باقی مسلمان کافر ہیں، اللہ اِن لوگوں کو معاف کرے انھی لوگوں کی وجہ سے مسلمانوں کی منزل کھوٹی ہوئی ورنہ کوئی جاہل تو شرک کرتا مگر ذرا سی عقل رکھنے والا کوئی بھی آدمی اس طرف متوجہ نہ ہوتا ۔مگر کچھ مولویوں نے اپنے درس چلانے کے لیے اپنے مدرسوں کے لیے زیادہ سے زیادہ پیسہ اکٹھا کرنے کے لیے لوگوں کے جذبات کو تفرقہ پرستی کی عصبیت میں ابھارا۔تھوڑے سے فائدے کے لیے انھوں نے اپنا بھی بہت بڑا نقصان کر لیا اور لوگوں کی کثیر تعداد کو بھی گمراہ کیا۔حقیقت یہ ہے کہ روز قیامت سب سے کڑا احتساب انھی لوگوں کا ہونے والا ہے جنھیں علم دیا گیا مگر انھوں نے اس علم سے لوگوں کو گمراہ کیا انھیں غلط راہ دکھائی حتیٰ کہ لوگوں کو تصوف ،رہبانیت، خانقاہی نظام اور شخصیت پرستی پر مجبور کیا۔

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے کہ!

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ (22) ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلاَّ أَن قَالُوا وَاللّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (23) انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَO

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 22.24/6)

ترجمہ؛

"قیامت کے روز جب ہم اِن کو اکٹھا کریں گے تو اُن سے پوچھیں گے تمھارے وہ معبود کہاں ہیں جن کو تم میرا شریک ٹھہراتے رہے ہو۔تو وہ سوائے اس شور کے کہ انھوں نے شرک نہیں کیا کوئی فتنہ کھڑا نہ کر سکیں گے مگر اُن کے اس جھوٹ کو اُس روز کون سنے گا بلکہ اُن کے تو وہ معبود بھی گم ہو جائیں گے جن کو انھوں نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تھا"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آج ہمارے یہاں غیراللہ کے نام پر طرح طرح کے کھانے پکتے ہیں، جن کی عجیب وغریب تاویل کی جاتی ہے، کسی نے اسے گیارویں شریف کا نام دے رکھا ہے تو کسی باہرویں۔ سمجھ میں نہیں آتا لوگوں کے دلوں سے توحید کی محبت کیوں اُٹھ گئی ہے کیوں لوگ اللہ کو چھوڑ کر غیر کی طرف اس قدر متوجہ ہیں کیا انھیں اللہ کے احکامات اور اُس کے عذابوں سے ذرا سا ڈر بھی نہیں لگتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ (119) وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ (120) وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 18.21/6)

ترجمہ؛

”بکثرت لوگوں کا یہ حال ہے کہ وہ علم کے بغیر محض اپنی خواہشات کی بنا پر گمراہ کن باتیں کرتے ہیں، اِن حد سے گزر جانے والوں کو تمھارا رب خوب جانتا ہے۔ تم کھلے گناہوں سے بھی بچو اور چھپے گناہوں سے بھی، جو لوگ گناہ کا اکتساب کرتے ہیں وہ اپنی کمائی کا بدلہ پاکے رہیں گے اور جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو اُس کو نہ کھاؤ، ایسا کرنا فسق ہے، شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک واعتراضات ڈال دیتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں لیکن اگر تم نے اُن کی اطاعت قبول کر لی ہے

تو یقیناً تم مشرک ہو"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مسلمان کس قدر نڈر اور اللہ کے خوف سے کس قدر عاری ہو چکے ہیں اس شعر سے اس کا اندازہ لگائیں۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا وہ مدینہ میں مصطفٰی ہو کر

اللہ لعنت کرے اس شاعر پر جس نے رسول اللہ ﷺ کو خدا بنا دیا۔ دیکھیں عیسائیوں نے اپنے عقیدہ حلول میں خدا کو تین میں کا ایک کہا یعنی حضرت مریم، حضرت عیسیٰ اور اللہ کی تکون بنائی ،انھوں نے اللہ کو ایک حصہ تو دیا مگر اس شاعر نے تو اللہ کو سرے سے ہی غائب کر دیا اور محمد رسول اللہ ﷺ کو ہی خدا قرار دے کر کہا کہ پہلے آپ ﷺ عرش پہ تھے خدا کی حیثیت میں، پھر زمین پر اتر آئے رسول اللہ ﷺ کی حیثیت میں۔ یقین کریں اس شاعر نے جو بات کی ہے اسے لکھتے ہوئے میں اس قدر تکلیف محسوس کر رہا ہوں جسے بیان کرنا مشکل ہے اور ہم نعت کی محفلوں میں اسی طرح کے شعروں پہ جھومتے رہتے ہیں اور ذرا غور نہیں کرتے کہ کہیں شاعر نے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں غلو تو نہیں کیا، اُس نے رسول اللہ ﷺ کو رسول کی بجائے خدا تو نہیں بنا دیا ۔مگر ہم میں اتنی سمجھ ہی کہاں ہے ورنہ ہم لوگ شرکیہ اعمال میں ملوث ہی کیوں ہوتے۔ ہماری احمقانہ حرکات کی فہرست بہت طویل ہے۔ دیکھیں کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کا نشان اٹھا رکھا ہے جو کسی ہاتھی کے پاؤں جتنا ہے کیا اِن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے قد کاٹھ کا ذرا بھی اندازہ نہیں۔ کسی نے نقش سلیمانی اٹھا رکھا ہے اور اُس کے نزدیک دنیا اور آخرت میں کامرانی کا واحد ذریعہ نقش سلیمانی ہی ہے۔ بعض لوگوں کے ہاتھوں میں سرمہ ہوتا ہے اور اُن کا کہنا کہ یہ مقدس سرمہ ہے۔ کوئی سینہ پیٹ رہا ہے زنجیروں سے خود کو زخمی کر رہا ہے

نواسہ رسول حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کے غم میں بے حال ہے مگر نماز کا علم نہیں حالانکہ حسین رضی اللہ عنہ نے تو نماز میں گردن کٹائی تھی۔ دینی معاملات میں اللہ کی ہدایت کی تلاش اور طلب تقریباً مفقود ہے۔ مسلمانوں میں مختلف فرقے ہیں اور ہر فرقہ میں عوام سے لے کر عالم تک اپنے فرقے کی عصبیت میں اس بری طرح غرق ہیں کہ اُس فرقے کی مخصوص علامات، اصطلاحات اور رسومات کے علاوہ اُن کے لیے سب کچھ لایعنی ہے۔ بعض لوگوں کو کا تو یہ حال ہے کہ اگر انھیں کسی بدعت سے روکا جائے اور کہا جائے کہ قرآن کی یہ آیت اس بات سے منع کرتی ہے رسول اللہ ﷺ کا فلاں حکم اس کے خلاف ہے تو کہیں گے آپ کو ہم سے زیادہ قرآن آتا ہے ؟ آپ کے پاس ہمارے مولوی سے زیادہ علم حدیث ہے اور بعض تو لڑنے جھگڑنے پر بھی اتر آتے ہیں اور ہدایت کی وہ بات جس کی طرف توجہ دلانہ مقصود ہوتا ہے بیچ ہی میں کہیں گم ہو جاتی ہے۔

ہم میں کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو کسی پیر کی بیعت کیے ہوئے ہیں اور اُن کے نزدیک حق کا آخری معیار اُن کے پیر کی سنت ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا پیر اُسی طرح معصوم اور گناہوں سے پاک ہے جس طرح انبیاء گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ اگر کسی معاملے میں ایسے لوگوں سے نزاع ہو جائے اور آپ قرآن وسنت سے دلائل پیش کریں تب بھی وہ لوگ ٹس سے مس نہ ہوں گے، جتنی آیات چاہے پڑھ لیں جتنی احادیث چاہے سنا لیں اُن کے نزدیک قرآن وحدیث سے وہ بات آگے ہے جو شاہ جی نے کہی ہے۔ یہ ہے ہماری ہدایت اور اطاعت کا حال۔ دراصل ہمارے اندر ایک ایسی بری بات داخل ہو گئی ہے جو پہلے یہودیوں میں تھی اور وہ یہ ہے کہ یہود کہا کرتے کہ ہم یہودی ہیں ہم اللہ کی لاڈلی قوم ہیں آخرت کا عذاب ہمارے لیے نہیں ہے اور اگر ہمیں عذاب دیا بھی گیا تو محض چند دن کے لیے دیا جائے گا۔ اب یہ بات ہم مسلمانوں میں داخل ہو چکی ہے کہ ہم خود کو اللہ کی چہیتی قوم ماننے لگے ہیں۔ حالانکہ اگر ہم جانیں کہ بحیثیت قوم اور بحیثیت فرد اسلام سے کس قدر دور ہیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

۔اوپر لکھے گئے مضامین میں فروعات و بدعات کے ذکر سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ پاک و ہند میں رہنے والا ہر مسلمان گمراہ ہے، ہر مسلمان علم دین سے عاری ہے ہر مسلمان عمل سے عاری ہے اور ہر مسلمان کو توحید کا شعور نہیں ،ایسی بات نہیں ہے بلکہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد، شرح خواندگی بڑھنے سے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد اب دین کی اصل حقیقت اور ماہیت سے آگاہ ہو رہی ہے اور اللہ کے فضل سے دین حق پر قائم اور توحید کی محبت سے مالا مال ہے۔ ہم تو محض جہلا کا ذکر کر رہے ہیں جن کی بہر حال آج بھی اکثریت ہے اور جب بات کی جاتی ہے تو ہمارا اشارہ اسی اکثریت کی طرف ہوتا ہے۔ دیکھیں اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ اسلام ہی راہ نجات ہے مگر مسلمان ہونا نجات کی یقینی ضمانت نہیں بن سکتی اس لیے کہ ایمان لانے کے بعد عمل صالح ہے اور عمل صالح ساری زندگی کرنا ہے، ساری زندگی اللہ کی عبادت کرنی ہے ،ساری زندگی اللہ کی توحید پر قائم رہنا ہے، ساری زندگی اللہ کی رضا تلاش کرنی ہے، ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنا ہے، ساری زندگی رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنی ہے، ساری زندگی اللہ سے ڈرنا ہے، ساری زندگی شرک سے بچنا ہے، ساری زندگی علم و عمل کے راستے پر چلنا ہے، ساری زندگی موت کو یاد رکھنا ہے اور یہ سارے کام اتنے آسان بھی نہیں ہیں جتنے کہ بظاہر نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہ تصور بالکل صحیح نہیں ہے کہ انسان کا مسلمان ہونا اس کے لیے نجات کا ضامن ہے۔ اگر چہ اُس کی زندگی خدا سے بغاوت اور نافرمانیوں میں ہی گزرے ، یہ حلقہ بجائے خود خدا نجات کا ضامن ہے اور جو اس حلقہ سے باہر ہیں وہ دوزخی ہیں جہنمی ہیں۔ لیکن جو اس دائرے کے اندر ہے وہ اللہ کی رحمت کے مستحق ہیں چاہے وہ عبد کی بجائے طاغوت بن جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے تو پہلے ہی فرما دیا تھا کہ مسلمان میں سے بعض یہود کی پیروی کریں گے۔ قرآن حکیم میں بھی اس ذہنیت کی طرف اشارات موجود ہیں۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا۔۔

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 135/2)

ترجمہ؛

’’یہودی یا نصرانی بنو گے تو نجات پاؤ گے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّآ أَيَّاماً مَّعْدُودَةً

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 80/2)

ترجمہ؛

’’(یہود نے کہا) اگر جہنم کی آگ ہمیں چھوئے بھی گی تو گنتی کے چند دن‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قرآن حکیم میں یہود و منافقین کی طاغوت پرستی کو اللہ تعالیٰ نے شرک قرار دیا ہے مگر غور سے دیکھیں کہ مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جنھوں نے سیاسی چولا پہن رکھا ہے اور لوگوں کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ ہمیں ووٹ دو اسی میں تمھاری کامیابی ہے حالانکہ وہ خود ہوائے نفس کے پیرو ہیں۔ ہمارے کتنے سیاسی لیڈر ہیں جو مسلمانوں کے لیڈر ہیں مسلمانوں کے ملک میں سیاست کر رہے ہیں مگر انھیں دین اسلام کی لائی ہوئی شریعت کی کوئی پرواہ ہے نہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول کی اطاعت کے داعی ہیں بلکہ شاید وہ اِن سے واقف ہی نہیں اور عامل تو بالکل نہیں۔ لوگ سادہ لوح ہیں اس لیے کہتے ہیں کیا ہوا اگر ان کا راستہ اللہ اور اس کے رسول کا راستہ نہیں ہے اُن کے اندر مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ تو موجود ہے، طاغوت بننے کی اس سے زیادہ بری مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ آج مسلمانوں کو اللہ اس کے دین اور اس کے رسول کی خیر خواہی سے زیادہ خود اپنی خیر خواہی مطلوب ہے اگر اِن کی اپنی بات بنتی ہے تو کچھ پرواہ نہیں خواہ خدا کی بات بگڑ جائے۔ اگر ایک شخص اُن کو ایسی راہ پہ لیے جا رہا

ہے۔جس میں اُن کو اپنے غرور کا سر اونچا نظر آتا ہے تو دین کا جھنڈا چاہے سرنگوں ہو جائے انھیں اس بات کا ذرا غم نہیں۔کیسے شدید فتنہ کا زمانہ ہے کہ مسلمان خدا کی عبدیت سے نکل کر بھی اپنے مسلمان ہونے کا مدعی ہے اور اُن لوگوں کو اپنا بہترین خیر خواہ سمجھتا ہے جو کھلم کھلا اُن کو اللہ کے دین کے راستے کے سوا کہیں اور لے جا رہا ہے۔چنانچہ اس بحث سے ظاہر ہوا کہ جو چیزیں شرک ہیں یا جن چیزوں میں شرک کا ادنیٰ شائبہ بھی پایا جاتا ہے اُن کے ساتھ مسلمان کا تعلق وصل کا نہیں فصل کا ہے،دوستی کا نہیں دشمنی کا ہے،محبت کا نہیں عداوت کا ہے،حمایت کا نہیں نفرت کا ہے،نصرت کا نہیں بغاوت کا ہے اور ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اُس کے پاس طاقت ہے تو وہ طاقت سے اس کو مٹا دے اگر طاقت نہیں تو زبان سے اس کی مخالفت کرے اگر اس کی بھی قدرت نہیں رکھتا تو دل میں اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو توحید پہ کامل کر دے اور ہم ہر قسم کی بری بدعات سے بچ جائیں اسی میں نجات ہے اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے جب ہم صاحب کتاب ہیں جب ہم صاحب ایمان ہیں تو ہمیں اپنے ایمان کی حفاظت بھی کرنی چاہیے۔اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ!

قُلْ أَنَدْعُو مِن دُونِ اللّهِ مَا لاَ يَنفَعُنَا وَلاَ يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَى أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا قُلْ إِنَّ هُدَى اللّهِ هُوَ الْهُدَىٰ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (71) وَأَنْ أَقِيمُواْ الصَّلاةَ وَاتَّقُوهُ وَهُوَ الَّذِيَ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (72) وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُولُ كُن فَيَكُونُ قَوْلُهُ

الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّوَرِ عَالِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 70.74/6)

ترجمہ؛

اے محمد (ﷺ)!

اِن سے پوچھو کیا ہم اللہ کو چھوڑ کر اُن کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان؟ اور جب کہ اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا چکا ہے تو کیا اب ہم الٹے پاؤں پھر جائیں؟ کیا ہم اپنا حال اُس شخص سا کرلیں جسے شیطانوں نے صحرا میں بھٹکا دیا ہو اور وہ حیران و سرگرداں پھر رہا ہو درآں حالیکہ اس کے ساتھی اسے پکار رہے ہوں کہ اِدھر آ یہ سیدھی راہ موجود ہے؟ کہو حقیقت میں صحیح رہنمائی تو صرف اللہ ہی کی رہنمائی ہے اور اس کی طرف سے ہمیں یہ حکم ملا ہے کہ مالک کائنات کے آگے سرِتسلیم خم کردو، نماز قائم کرو اور اُس کی نافرمانی سے بچو کہ آخر تم نے اسی کے پاس حاضر ہونا ہے وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو برحق پیدا کیا ہے، اور جس دن وہ کہے گا کہ حشر ہو جائے اسی دن وہ ہو جائے گا۔ اسی کا ارشاد عین حق ہے اور جس روز صور پھونکا جائے گا اُس روز بادشاہی اُسی کی ہوگی، وہ غیب اور شہادت ہر چیز کا عالم اور دانا اور باخبر ہے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اگر ہمارے دل میں یہ خیال راسخ ہو جائے کہ ایک روز ہم سب کو مالک کائنات کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے تو ہماری زندگی کا رنگ ڈھنگ بدل جائے۔ اُس کے شب و روز بدل جائیں، لوگوں سے معاملات کا طریقہ بدل جائے۔ گفتگو کا سلیقہ بدل جائے گا، ساری زندگی پہ اللہ کی بندگی کا رنگ چڑھ جائے اور یہی اُس مالک کائنات کی رضا حاصل کرنے کا حقیقی راستہ ہے اللہ ہمیں سیدھی راہ پہ چلا دے۔

❄❄❄

پیام المزمل ﷺ

دین کی بنیاد توحید ہے۔شرک ضلالت اور گندگی ہے،اسلام پاکیزگی اور طہارت کا دین ہے اس لیے وہ گندگی اور نجاست سے نفرت کرنا سکھاتا ہے۔اسلام کی اصل بنیاد توحید ہی انسانیت کی معراج ہے اس لیے کہ جب تک انسان توحید پر قائم نہ ہوگا وہ شرفِ انسانی سے عاری ہوگا ۔نہ خود کو پہچانے گا نہ اپنے خالق کا شعور حاصل کرے گا اور اس شعور سے عاری زندگی جانوروں کی سی زندگی ہے بلکہ جانوروں سے بھی گئی گزری اس لیے کہ شرک تو جانور بھی نہیں کرتے صرف انسان ہے جس کو شیطان نے ورغلا لیا ہے اور اسے شرک کی راہ پہ لے گیا ہے وہ انسان کی تباہی پر ایک کونے میں بیٹھا مسکرا رہا ہے اور انسان ہے کہ بہت خوش ہے کہ وہ کامیاب ہوگیا اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے دھوکے سے محفوظ رکھے۔پیام المزمّل دیکھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ جس نے شرک کیا اُس کو میں کبھی نہ بخشوں گا ،شرک سب سے بڑا گناہ ہے،باقی رہے انسان کے دوسرے گناہ جو شرک سے چھوٹے ہیں تو اللہ کی مرضی ہے جس کو چاہے بخش دے جس کو چاہے عذاب دے۔[*90]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

قرآن حکیم میں آیت اتری کہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان میں گناہ کی ملونی نہیں کی وہ کامیاب ہوئے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو مشکل میں پڑھ گئے اس لیے کہ ہم میں سے کون ہے جس سے گناہ سرزد نہ ہوتا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس گناہ سے مراد شرک ہے"۔[*91]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہود و نصاریٰ کا طریقہ یہ تھا کہ جب اُن کا کوئی اچھا شخص مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے اور اس پر عبادت کرنے لگتے، قیامت کے روز جب یہ لوگ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو لوگوں میں بدترین لوگ ہوں گے"۔[*92]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اور نماز کو وقت پہ ادا کر۔[*93]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

صحابہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ہم کو بتایا کہ!

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو کعبہ کی جگہ بتائی اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ خبردار اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا۔[94*]

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو دوزخ میں سب سے ہلکا عذاب ہوگا اللہ تعالیٰ اُس سے پوچھے گا مجھے بتا اگر تیرے پاس دنیا جہان کا مال ہوتا تو اُسے خرچ کر کے اس عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا، اُس شخص نے کہا ہاں میں یہی کرتا تو اللہ فرمائے گا دنیا میں تو میں نے تیرے سامنے اس سے بہت آسان بات رکھی تھی کہ کسی کو میرے ساتھ شریک مت کرنا مگر تو نہ مانا''۔[95*]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے تھے کہ ایک گنوار دیہاتی آیا اور نبی اکرم ﷺ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں مجھے بتائیں کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم کسی اور کو اللہ کے ساتھ شریک کرو ، دیہاتی نے پوچھا اس کے بعد کون سا گناہ ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا والدین کے ساتھ برا سلوک کرنا۔[96*]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا حاکم مقرر کیا تو اُن سے فرمایا جب تم اُن لوگوں کے پاس جاؤ کہ وہ اہل کتاب ہیں تو انھیں نرمی سے توحید کی طرف بلانا، جب وہ تمھاری یہ بات مان لیں تو انھیں نماز کی طرف بلانا، جب وہ نماز پڑھنے لگیں تو انھیں زکواۃ کا حکم سنانا جب وہ اس کو بھی تسلیم کر لیں تو اُن سے زکواۃ وصول کرنا مگر خبردار اُن کے عمدہ مال لینے سے بچ کے رہنا''۔[*97]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ سب سے زیادہ تکلیف دہ بات پر صبر کرنے والا ہے اس لیے کہ بدبخت مشرک کہتے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہے اس کے باوجود اللہ اُن لوگوں پر رحم کرتا ہے اور انھیں زمین پر رزق پہنچاتا ہے''۔[*98]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے مجھے بتایا کہ جبرائیل نے مجھے خوشخبری دی ہے مسلمانوں میں ہر شخص ایک نہ ایک روز ضرور جنت میں جائے گا اگر اُس نے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرایا ہو''۔[*99]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

اہل مکہ نبی اکرم ﷺ کو اذیت دینے کے لیے قرآن حکیم کے متعلق بری بری باتیں

کرتے تھے جب نماز میں آپ ﷺ بلند آواز میں قرآن پڑھتے ،تب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو وقتی طور پہ آہستہ آواز میں قرآن پڑھنے کا حکم دیا۔[*100]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کہتا ہے کہ آدم کا بیٹا مجھے بہت تکلیف دیتا ہے کہتا ہے کہ زمانہ خراب ہے حالانکہ زمانہ تو میں خود ہوں میں ہی رات اور دن کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔[*101]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول سب سے بڑا گناہ کون سا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد کون سا گناہ ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس ڈر سے اپنی اولاد کو قتل کرنا کہ وہ رزق میں اُس کے ساتھ شریک ہوگی‘‘۔[*102]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو خوش الحانی کے ساتھ قرآن نہ پڑھے وہ مسلمانوں کے طریقے پر نہیں ہے۔[*103]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن جو قرآن پڑھتا ہے اُس کی مثال ترنج کی سی ہے جس کی خوشبو بھی اچھی جس کا مزہ بھی اچھا، اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا اُس کی مثال کھجور کی سی ہے جس کا ذائقہ تو عمدہ ہوتا ہے مگر کوئی خوشبو نہیں ہوتی، اور فاسق کی مثال مومن کے مقابل ایسی ہے کہ جیسے اندرائن کا پھل مزا بھی کڑوا خوشبو بھی بری۔[*104]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ!

میں نے سنا کہ بعض صحابہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کاہنوں کی بات کر رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاہن جھوٹے ہیں بے اعتبارے ہیں، صحابہ میں سے کسی نے کہا کہ اُن کی بعض باتیں تو بالکل سچ نکلتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا وہ اس لیے کہ شیطان فرشتوں کی بعض باتیں سن لیتا ہے اور اپنے کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے اور کاہن اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔[*105]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

وضاحت توحید

اسلام درحقیقت دین توحید ہے۔شرک کی وضاحت کرتے ہوئے اس کی طرف بیّن اشارات گزر چکے ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے جب اہل عرب کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی اور انھیں دین حق کی طرف بلایا تو انھیں شرک سے رُک جانے کی دعوت دیتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ اللہ پر ایمان لاؤ اس لیے کہ اللہ پر تو وہ پہلے سے ایمان رکھتے تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد تھے اور بنو اسماعیل کہلاتے تھے اس لیے وہ نہ صرف خدا کو مانتے تھے بلکہ خدا کی بہت سی صفات کے بھی قائل تھے۔اُن میں جو کفر تھا وہ خدا کے انکار کی بنا پہ نہ تھا بلکہ اُن کی بعض عادات کی وجہ سے تھا جن میں وہ لکڑ پتھر اور مٹی کے بنے ہوئے معبودوں کو خدا کی خدائی میں شریک ٹھیراتے تھے۔انھوں نے بہت سی ایسی رسمیں ایجاد کرلی تھیں جن میں وہ خدا کی صفات میں اپنے بتوں کو شریک کرتے۔چنانچہ اُن کی اِن عملی واعتقادی گمرائیوں سے یا تو کفر لازم آتا تھا یا شرک۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اِن بدرسومات سے رُک جانے کا حکم دیا اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانے سے منع کیا یہی بنیادی نزاع تھا جو اسلام

اور مشرکین مکہ کے مابین وقوع ہوا۔دوسرا گروہ جو قرآن کا مخاطب ہے وہ یہود ونصاریٰ تھے جو خدا اور ان کی صفات حسنیٰ کے بھی قائل تھے اور اُن کے لوازم ونتائج کا بھی اقرار کرتے تھے۔لیکن وہ بھی بعض عملی اور اعتقادی گمرائیوں میں ملوث ہو گئے تھے اس لیے انھیں بھی راہ راست پر آنے کی ہدایت کی گئی اور انھیں کہا گیا کہ تم صاحب کتاب ہو اپنی کتاب میں دی گئی بشارات کی طرف توجہ کرو اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاؤ۔

انسانی تاریخ پر نظر ڈالیں تو خدا کا مطلق انکار کرنے والے بہت کم دکھائی دیں گے گزری ہوئی اقوام میں کسی نہ کسی نوعیت سے ایک معبود کا تصور ضرور موجود تھا یہ الگ بحث ہے کہ اُن کے اس تصور پر جاہلیت اور اوہام کے کتنے پردے پڑے ہوئے تھے۔کہا جا سکتا ہے کہ آج کی اس جدید اور متمدن دنیا میں خدا کا مطلق انکار کرنے والے انسانوں کا جس قدر ہجوم ہے تاریخ کے دریچوں سے اس کی گواہی نہیں ملتی۔چنانچہ قرآن مجید میں انسان کی توجہ خالص الوہیت کی طرف دلائی گئی اور انھیں توحید خالص کا درس دیا گیا۔قرآن حکیم چونکہ اللہ کی آخری کتاب ہے اس لیے اس کتاب میں بنی نوع آدم کی تمام گمراہیوں پر گرفت کی گئی ہے اور حقیقت کا آئینہ کھول کر اُن کے سامنے رکھ دیا گیا تا حجت قائم ہو جائے۔قرآن حکیم نے اس ضمن میں ایسا جامع اسلوب اختیار فرمایا ہے جس سے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کاملہ مثلاً خلق، رحمت، قدرت، علم، عدل اور حکمت وغیرہ سے متصف ہونا ثابت ہوتا ہے کہ اُن لوگوں پر حجت قائم ہو جائے جو کسی نہ کسی نوعیت سے کسی معبود کا عقیدہ تو رکھتے ہیں لیکن اس کی حقیقی صفات کے تصور سے عاری ہیں۔اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس امر کا اہتمام بھی کیا ہے کہ اُن لوگوں پر بھی حجت تمام کر دی جائے جو سرے سے کسی معبود کے وجود سے انکاری ہیں ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کا اہتمام کیا اور قرآن حکیم کے بلیغ ارشادات سے انسانوں کی کج روی دور کرنے کی کوشش کی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (53) أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ O

القرآن الحکیم (سورۃ السجدہ 53.54/41)

ترجمہ؛

’’ہم اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور خود اُن کے اندر سے بھی، یہاں تک کہ اُن پر ظاہر ہو جائے گا کہ قرآن بالکل حق ہے۔ اور کیا تیرے رب کا ہر بات کا شاہد ہونا کافی نہیں ہے؟ آگاہ رہو کہ یہ لوگ تیرے رب کے حضور پیشی کے باب میں شک میں ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ (20) وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (21) وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ (22) فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ الذاریات 20.23/51)

ترجمہ؛

’’اور زمین میں بھی نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے لیے اور اس کے اندر بھی، کیا تم نہیں دیکھتے؟ اور آسمانوں میں تمھاری روزی بھی ہے اور وہ چیز بھی ہے جس سے تم کو

ڈرایا جاتا ہے۔پس زمین و آسمان کے مالک کی قسم! یہ بات یقینی ہے جو آپ اُن کو بتا رہے ہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اوپر تحریر کی گئی آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ غور کرنے والوں کے لیے اُن کے سامنے پھیلی کائنات میں توحید کی بیشمار نشانیاں پھیلی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے پر دلیل پیش کرتی ہیں۔کائنات کے حسن و جمال پہ ایک نگاہ کریں کہ رنگ و نور کے کیسے کیسے جلوے ہیں جو آسمانوں سے لے کر زمین تک پھیلے ہوئے ہیں۔اگر انسان نگاہ ادراک کھلی رکھے تو ہر قدم پر خالق کی صناعی اُس کا راستہ روکے گی۔حتیٰ کہ زمین و آسمان کا کوئی گوشہ نہیں جہاں سے انسان غافل و بے پرواہ گزر سکے اور خالق کی صناعی پر اُس کا دل نہ دھڑکے۔انسان کے اندر حسن کا احساس ودیعت کر دیا گیا ہے۔چنانچہ کوئل کی نغمگی ہو یا آبشاروں کی سرسراہٹ آسمان پر دھیمی دھیمی لَو دیتے ستارے ہوں یا چمکتا دمکتا چاند،سورج کی بے پناہ چمک ہو یا آسمان پر مصوری کے شاہکار بناتے بادل،خاموشی اور وقار سے بہتے دریا ہوں یا چنگاڑتے ہوئے سمندر،برف پوش وادیوں کی مہک ہو یا لق و دق صحراؤں کی خامشی،بہار کی مستی ہو یا خزاں کا حزن سب میرے اللہ نے پیدا کیا ہے اس لیے فرمایا گیا ہے کہ!

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ۔

(السجدہ ۳۲:۷)

اُس نے جو چیز بھی بنائی خوب بنائی۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر فرمایا!

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔

(المومنون ۲۳:۱۴)

پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ، بہترین پیدا کرنے والا۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

ظاہر ہے کہ دنیا اپنی بقا کے لیے اِن تمام رنگا رنگ حسن آرائیوں کی محتاج نہ تھی، ممکن تھا کہ یہ زمین ہوتی مگر اس میں یہ باغ و چمن، یہ نشیب و فراز، یہ وادی و کہسار نہ ہوتے، ممکن تھا کہ یہ فضا تو ہوتی مگر اس میں بادِ نسیم کے جھونکے نہ ہوتے، پرندوں کے نغمے نہ ہوتے، صبح کی سفیدی نہ ہوتی، شام کی شفق نہ ہوتی، قوس قزع نہ ہوتی، ساون رُت نہ ہوتی، ستاروں کی چھاؤں کہکشاؤں کی جلوہ آرائیاں نہ ہوتیں، سوال یہ ہے کہ دنیا کو اس قدر جلووں سے کیوں مزین کیا گیا ہے؟ اس کا جواب بھی قرآن ہی نے دیا ہے کہ یہ سارا اہتمام اس لیے کیا گیا تا کہ انسان کی حس باطن کو بیدار کیا جا سکے اور وہ جانے کہ جس نے اُس کو خلق کیا ہے اُس کی صناعی کس قدر لاجواب ہے، وہ کمال صنعت و حکمت اور کمال خیر و برکت میں کس قدر بڑھا ہوا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

أَفَلَمْ يَنظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِن فُرُوجٍ (6) وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ (7) تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ O

القرآن الحکیم (سورۃ ق 6.8/50)

ترجمہ؛

"کیا انھوں نے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کس طرح ہم نے اس کو بنایا ہے اور سنوارا ہے

اور کہیں اس میں کوئی رخنہ نہیں چھوڑا اور زمین کو بھی تو ہم نے ہی بچھایا ہے اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے اور ہر قسم کی خوشنما چیزیں اگائیں، ہر طرف متوجہ ہونے والے بندے کی بصیرت اور یاد دہانی کے لیے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ (71) أَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنشِؤُونَ (72) نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعاً لِّلْمُقْوِينَ (73) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (74) فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ (75) وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ O

القرآن الحکیم (سورۃ واقعہ 71.76/56)

ترجمہ:

"ذرا غور کرو اس آگ پر جس کو تم جلاتے ہو کیا تم نے پیدا کیا ہے اس کے درخت کو یا ہم نے اس کو پیدا کیا ہے؟ ہم نے اس کو یاد دہانی اور صحرا کے مسافروں کے لیے نہایت نفع بخش چیز بنا دیا ہے۔ سو تم اپنے رب کی تسبیح بیان کرو، سو میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے چھپنے کی جگہ کی اور اگر تم غور کرو تو یہ ایک بڑی قسم ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ دنیا اور اس کائنات کے اجزاء حسن و جمال کا کمال ہیں، ہر حقیقت اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ کوئی مدبر، کوئی خالق ہے، کوئی بہت ہی خوش ذوق اور کارفرما ہاتھ ہے جس کی کاریگری کے چرچے ہیں۔ ایک حسین عورت کی سرسری سی نگاہ کسی زاہد و عابد کی پارسائی کو مٹی مٹی کر سکتی ہے تو

یہی کہا جاسکتا ہے کہ قدرت کی صناعی اپنے عروج کمال کو چھو رہی ہے۔ کائنات کا قرینہ ایک اہتمام کو ظاہر کر رہا ہے اب اگر دو خدا ہوتے تو اس اہتمام میں اُن کی مرضی میں اس قدر اِتصال ممکن ہی نہ تھا اس لیے کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی توحید پر دلیل ہے مگر کوئی سوچے تو!!!

انسان کو اللہ نے عقل عطا کی ہے جس کو
اکثر و بیشتر وہ پست اہداف کے حصول
میں صرف کر دیتا ہے، اسی عقل سے اگر وہ
زمین و آسمان میں ایک نگاہ دوڑائے تو
اُسے اللہ کی قدرت کی انگنت نشانیاں نظر
آئیں جس کے بعد وہ خود کو اس کے
سامنے جھکنے پر مجبور پائے گا۔

آفاق و انفس

کائنات کے مختلف اجزاء کا باہمی توافق اور سازگاری جو اس دنیا کے مختلف اجزاء میں پائی جاتی ہے اورضدین کے مابین جو موافقت ہے اُسے دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ کائنات کی اس رنگارنگی میں ایک مدبر کی کارفرمائی ہے۔دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک عورت کو ایک مرد سے کس قدر مختلف بنایا ہے اور وہ مرد سے کس قدر الگ اور ممتاز خصوصیات کی حامل ہے۔مگر اُس کی تمام خصوصیات، اُس کا تمام حسن، اُس کی تمام رعنائی مرد کی نگاہ الفت کی محتاج ہے۔یعنی مرد اور عورت مخالف و متضاد ہونے کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ شدید روحانی اور جسمانی اتصال کی خواہش رکھتے ہیں۔جو کچھ مرد کو مطلوب و مرغوب ہے وہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو فراہم کردیا اور جو کچھ عورت کی خواہش تھی اُس کا عکس مرد کی ذات میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔اگر عورت نہ ہو تو مرد کی ہستی اس کی قوتوں اور قابلیتوں کا بڑا حصہ بے معنی ہو کے رہ جاتا ہے۔اور اگر مرد نگاہ نہ کرے تو عورت کا حسن و جمال حتیٰ کہ نسل آگے بڑھانے کی عورت کی خصوصیت بھی کسی کام کی نہیں۔چنانچہ آسان لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت اور مرد کو ایک دوسرے کا جواب بنایا ہے ایک کے بغیر دوسرا اور دوسرے کے بغیر پہلا نامکمل ہے۔ٹھیک یہی حال کائنات کے تمام اجزائے مختلفہ کا ہے جیسے کہ زمین و آسمان، روز و شب، سردی و گرمی، دھوپ و چھاؤں، دن و رات، نور و ظلمت، حرارت و برودت سب کا زوجین کا سا اختلاف ہے اور وہ انھی کا سا شدید اتصال رکھتی ہیں۔حد تو یہ ہے کہ جس طرح عورت و مرد کا وجود

ایک دوسرے کے بغیر بے غایت و عبث ہے اسی طرح کائنات کے دوسرے زوجین بھی اپنے جوڑے کے بغیر اُس مقصد کو پورا کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے جب تک کہ وہ ایک دوسرے سے نہ ملیں۔کائنات کی ہمہ رنگی پہ نگاہ ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ توافق اور موافقت کا یہ رشتہ صرف ضدین تک ہی محدود نہیں بلکہ کائنات میں ہر طرف ایک ہمہ گیر توافق و سازگاری ہے جو کسی مدبر کی تدبیر کی شہادت ہے۔

چنانچہ دیکھیں کہ کائنات کا ہر ذرہ ہر چیز اپنی ہستی کی بقا اور اپنے وجود کی نشو نما کے لیے اس بات کی محتاج ہے کہ کائنات کا پورا کارخانہ اُس کے لیے سرگرم ہو جائے۔اس لیے کہ اس اہتمام کے بغیر تو گندم کا ایک دانہ بھی منزل نہیں پا سکتا۔گیہوں کا ایک پودا اُس وقت تک تکمیل سے عاری رہے گا جب تک اُس اہتمام اور نگہداشت پہ متعین تمام عوامل سرگرم نہ ہو جائیں جن کو قدرت نے اس کام کے لیے متعین کیا ہے۔دیکھیں کہ گیہوں کے بیج کے لیے زمین کو گہوارہ بنایا گیا، ابر کو حکم کیا گیا کہ اُس کو رطوبت فراہم کرے، سورج کو حکم دیا کہ اس ننھے سے بیج کو مرنے نہ دینا، جلنے نہ دینا، بلکہ مطلوب حرارت اُس تک پہنچاتے رہنا۔شبنم کو حکم دیا کہ اس کو ٹھنڈا رکھنا، ہواؤں کو حکم دیا کہ جب وہ بیج سر نکال لے تو اس کو لوری دینا، اور سورج کو مقرر حکم دیا کہ جب وہ جوان ہو جائے تو اُس کو خوب گرمی پہنچانا تا کہ وہ استعمال کے قابل ہو جائے۔گندم کا ایک دانہ قدرت کے اتنے اہتمام کے بعد کھیت سے خرمن تک پہنچتا ہے حد تو یہ ہے کہ اُس دانے نے کس پیٹ میں جانا ہے لوح محفوظ میں لکھ لیا گیا ہے۔سبحان اللہ

اس مثال سے اب اس امر میں تو کوئی شک نہیں رہ گیا کہ اس کائنات کے نظم کے پیچھے ایک حکیم و قوی ارادہ ہے جو اس کے نظم کو تھامے ہوئے ہے۔ظاہر ہے وہ حکیم علم و قدرت اور ربوبیت و حکمت کی تمام صفات سے متصف ہے۔وہی ہے جو اپنے علم و حکمت سے کائنات کے اجزائے مختلفہ میں ربط و اتصال پیدا کرتا ہے اور اُن کو صالح مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے۔ساتھ ہی اس امر کی شہادت بھی مل رہی ہے کہ آسمان سے لے کر زمین تک، اور زمین و آسمان کے درمیان صرف ایک ہی ہے جو

مالک ومتصرف ہے اور کوئی اس کے ارداے میں اُس کا شریک نہیں ہے۔اگر زمین وآسمان کے الگ الگ ناظم ومدبر ہوتے یا نظم کائنات میں بہت سے ارادوں کی کارفرمائی ہوتی یا خیر وشر اور نور وظلمت کے الگ الگ خدا ہوتے تو کائنات کے اجزا میں یہ زوجین کا سا توافق کیسے ممکن ہوتا جس کا مشاہدہ کائنات کے گوشہ گوشہ میں کیا جا سکتا ہے۔قرآن حکیم میں ہمارے اس استدلال کو استحکام فراہم کرنے والی بہت سی آیات نازل کی گئی ہیں ہم صرف چند آیات تحریر کرنے پہ اکتفاء کریں گے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الذاریات 51.49/51)

ترجمہ:

”اور ہر چیز سے ہم نے پیدا کیے جوڑے تاکہ تم یاد دہانی حاصل کرو پس اللہ کی طرف بھاگو، میں اُس کی طرف سے تمہیں ایک کھلا ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو شریک نہ بناؤ، میں اُس کی طرف سے تمہارے لیے کھلا ہوا ڈر لے کے آیا ہوں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ (6) الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ (7) فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ

رَكَّبَكَ○

القرآن الحکیم (سورۃ النفطار 6.8/82)

ترجمہ؛

"اے انسان! تجھے تیرے ربِ کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے۔جس نے تیرا خاکہ بنایا پھر تیرے نوک پلک سنوارے اور تجھے بالکل موزوں کیا اور جس شکل پہ چاہا تجھے متشکل کر دیا"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

انسان کے حسن پہ ایک نگاہ دوڑائیں تو آپ جانیں گے کہ یہ محض خلق نہیں بلکہ خلق کمال ہے۔انسان کی اس سے بہتر صورت ممکن ہی نہ تھی۔ پھر حسن کے ساتھ ہی انسان کو بہت بڑا عہدہ بھی عطا کر دیا اور فرمایا انسان دنیا میں میرا نائب ہے میرا خلیفہ ہے۔اور زمین و آسمان کو حکم دیا کہ میرے خلیفہ کے لیے موافق ہو جاؤ اور دیکھو اُسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے تاکہ وہ فریضہ خلافت احسن طریقے سے ادا کر سکے۔مگر افسوس کہ انسانوں کی اکثریت نے اپنے ارفع منصب و مقام کو نہ پہچانا اور جانوروں کی سطح پر اتر آئی۔چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسان کے ارفع مقام کی یاد دہانی کا ایک تسلسل ہے چند آیات پہ نگاہ دوڑائیں۔۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (21) الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشاً وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقاً لَّكُمْ فَلاَ تَجْعَلُوا لِلّهِ أَندَاداً وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ○

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 21.22/2)

ترجمہ:

’’اے لوگو اپنے رب کی بندگی کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اُسی نے اُن کو بھی پیدا کیا تھا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں تاکہ تم دوزخ کی آگ سے محفوظ رہو۔ اسی کی بندگی کرو جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا ہے اور اتارا آسمان سے پانی اور اُگائے تمہارے لیے طرح طرح کے پھل تمہاری روزی کے لیے تاکہ تم دوسروں کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ، درآنحالیکہ تم جانتے ہو‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے!

وَإِلَـهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لاَّ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ
(163) إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنفَعُ النَّاسَ
وَمَا أَنزَلَ اللّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن مَّاء فَأَحْيَا بِهِ الأرْضَ بَعْدَ
مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ
وَالسَّحَابِ الْمُسَخِّرِ بَيْنَ السَّمَاء وَالأَرْضِ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
يَعْقِلُونَ (164)

القرآن الحکیم (سورۃالبقرۃ 163.164/2)

ترجمہ:

’’اور تمھارا ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ رحمان ہے رحیم ہے، بے شک آسمانوں اور زمینوں کی خلقت، رات و دن کی آمد و شد، اور اِن کشتیوں میں جو لوگوں کے لیے سمندروں میں نفع بخش سامان لے کر چلتی ہیں، اور اس پانی میں جسے اللہ نے اتارا بادلوں کے ذریعے جس سے زمین کو موت کے بعد زندگی ملتی ہے اور جس

سے اس میں ہر قسم کے جاندار پھیلائے، اور ہواؤں کی گردش میں اور ان بادلوں میں جو زمین و آسمان کے مابین مامور ہیں اُن لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آفاق وانفس میں خدا کی توحید کی جو نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں اُن کے متعلق یہاں بیان کیا جارہا ہے کہ وہ صرف اُن لوگوں کو نظر آتی ہیں جو غور کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی قدرت سے آگاہ ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں تب کائنات کی ہمہ رنگی انھیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور پوری کائنات اُسے ایک ہی پیغام دیتی نظر آتی ہے کہ اللہ ایک ہے اور وہی اس قابل ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَاللّٰهُ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (65) وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِينَ (66) وَمِن ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (67) وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ (68) ثُمَّ كُلِي مِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

یَّتَفَکَّرُوْنَ O

القرآن الحکیم (سورۃ النحل 65.69/16)

ترجمہ؛

"اور اللہ ہی نے آسمان سے پانی اتارا پس اس سے زمین کو زندہ کر دیا اس کے خشک ہو جانے کے بعد، بے شک اس میں اِن لوگوں کے لیے بڑی نشانی ہے جو بات کو سنتے ہیں۔ بے شک تمہارے لیے چوپائیوں میں بھی بڑا اسبق ہے کہ ہم اِن کے پیٹوں کے اندر گوبر اور خون کے درمیان سے تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے لیے نہایت خوشگوار ہوتا ہے، اور کھجوروں اور انگوروں کے پھلوں سے بھی، تم اِن سے نشہ کی چیزیں بھی بناتے ہو اور کھانے کی اچھی چیزیں بھی، بے شک اس کے اندر بڑی نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں، اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر القا کیا کہ تو پہاڑوں اور درختوں اور لوگ جو چھتیں اٹھاتے ہیں اُن میں چھتے بنا، پھر ہر قسم کے پھلوں سے رس چوس، پھر اپنے پروردگار کے ہموار راستوں پر چل، اس کے پیٹ سے مشروب نکلتا ہے جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے بے شک اس کے اندر بھی بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور کرتے ہیں"۔

توحید صدائے فطرت

اہل مغرب کے کچھ دانشوروں نے پچھلی کچھ صدیوں سے اس بات کا واویلہ کر رکھا ہے کہ انسان کے اندر سب سے پہلے خوف کے داعیہ نے جنم لیا۔اور اسی کو وہ سب سے قدیمی جذبہ قرار دیتے ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی علم ہو جب وہ ہدایت اور راستی سے عاری ہو تو وہ انسانوں کے ذہن میں الجھاؤ ہی پیدا کرے گا اور کسی منزل کی نشاندہی کے بغیر ہی ختم ہو جائے گا۔اس لیے ایسے علوم ہمیشہ نظر ثانی کے محتاج رہتے ہیں۔اہل مغرب کا یہ حال ہے کہ وہ ہزار سال تک مسلمانوں کے سامنے مغلوب رہے۔ابھی اُن کو علم وعمل میں آزادی حاصل کیے تین چار صدیاں ہی گزری ہیں۔اور خود انھیں بھی اس امر کا اعتراف ہے بلکہ اب تو یہ اُن کا فخر بنتا جا رہا ہے کہ علم وعقل کے جو سنگ میل انھوں نے عبور کیے ہیں وہ کسی خالق کی مدد کے بغیر عبور کیے ہیں۔اس لیے کہ اُن کی سمجھ کے مطابق کسی خالق کی اطاعت کا طوق جب تک انسان کے گلے میں معلق ہے وہ مادی ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔چنانچہ اپنے اسی زعم کی بنا پر انھوں نے ایک ایسے سماج کی بنیاد رکھی جو اللہ کی رضا سے

عاری ہو جو کسی خالق کے وجود سے چاہے انکار نہ کرتا ہو مگر اپنے کسی معاملے میں وہ خالق کی مداخلت بھی برداشت نہ کرتا ہو۔انھوں نے جو معاشرہ قائم کیا اُس کی بدبو دور تک جارہی ہے۔اُن کے استحصالی معاشی نظام کی وجہ سے دنیا کے کئی کروڑ لوگ ہر شام بھوکا سونے پر مجبور ہیں۔یاد رہے کہ دنیا کے کل GDP کا 87% دنیا کے صرف آٹھ صنعتی ممالک کی جیب میں جاتا ہے جہاں دنیا کے صرف 23% لوگ بستے ہیں اور باقی دنیا جو کل آبادی کا 77% ہیں انسانی دولت میں سے صرف 17% پر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ بہت ذہین اور بہت اعلیٰ کاروباری ذہن رکھتے ہیں جس کی وجہ سے اُن کی آمدن بڑھ گئی ہے حقیقت اس کے برعکس ہے وہ ایک عیاش قوم ہے جنھوں نے محض اپنی عیاری کی بنا پر ساری دنیا کا معاشی استحصال کیا ہوا ہے۔اور اُن کے سماجی نظام کے تو کیا کہنے جہاں پندرہ سال کی عمر کی سب سے زیادہ مائیں بستی ہیں، جہاں کے 57% بچوں کو اپنی ماں کا نام تو معلوم ہے مگر اپنے باپ کا نام معلوم نہیں اس لیے کہ وہ تو شاید اُن کی ماں کو بھی معلوم نہ ہو اس لیے کہ جو عورت ہر رات ایک نئی گود سجائے اُسے کب معلوم ہوسکتا ہے کہ اللہ نے اُسے اولاد سے کب اور کس رات نوازا۔حقیقت یہ ہے کہ مغرب میں کوئی انسانی اور اخلاقی قدر باقی نہیں بچی صرف دولت کی بہتات ہے جس نے اُن کے نظام کو فی الوقت تھام رکھا ہے اگر کہا جائے کہ یہ معاشرہ مصنوعی سانس پر زندہ ہے تو بے جا نہ ہوگا۔بات دور نکل گئی اگرچہ یہ ہمارا موضوع نہ تھا مگر جہاں مغرب کے فکر و فلسفہ کی بات ہوگی تو یقیناً اُن کا اخلاقی نظام بھی زیر بحث آئے گا اور اُن کے اخلاقی نظام میں اُن کی بے راہ روی اور گمراہی کا تذکرہ بھی یقینی ہے اس لیے کہ جس طرح اس بات کو بیان کیا گیا ہے کہ اہل مغرب کے صاحب دانش کے نزدیک سب سے اولین انسانی جذبہ خوف ہے اسی طرح اُس کے دوسرے علمی نظریات ہیں جو اندر سے کھوکھلے اور دلیل سے عاری ہیں اس لیے اُن نظریات پہ جو عمارت اٹھائی گئی اِن علمی نظریات کے نتیجے میں جو معاشرہ جو سماج وجود میں آیا وہ بھی کھوکھلا ہے اور بغیر کسی اخلاقی اور عقلی قدر کے رواں ہے۔چنانچہ علمائے سائنس کا یہ کہنا کہ مظاہر قدرت کی ہیبت کی وجہ سے

انسان کے اندر خوف نے جنم لیا اور اسی سے مظاہر قدرت اور دیگر اشیاء کی پوجا کا تصور پیدا ہوا اس لیے غلط ہے کہ خوف کا تصور تو انسان پہ تب غالب آئے گا جب اُسے زندگی اور زندگی کی نعمتوں کا شعور حاصل ہوگا۔ چنانچہ جب تک انسان کے اندر نعمت کا احساس زندہ نہ ہوگا اُس وقت تک اُس نعمت کے چھن جانے کا خوف بھی اُسے لاحق نہ ہوگا۔ اور جب انسان کو نعمت کا شعور حاصل ہو گیا تو اُس کے ساتھ ہی منعم کے وجود کا احساس بھی زندہ ہو گیا اور منعم کی نعمت کو دیکھتے ہوئے انسان کے اندر ڈر اور خوف کی بجائے شکر کا داعیہ زندہ ہوگا اور یہی وہ حقیقت ہے جس سے مغرب کے نظریہ خوف کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے۔ وہ چونکہ خود شکر کی راہوں سے عاری ہیں اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ کائنات کا کوئی بھی فرد شکر کی راہوں پر نہ اترے۔ حالانکہ یہی راہ انسانیت کی نجات کی ضمانت فراہم کر سکتی ہے، یہی راہ انسان کو اُس کے معبود تک پہنچاتی ہے، اسی راہ سے وہ اپنے اندر اٹڈتے شکر کے جذبات کی تسکین کر سکتا ہے اور اسی راہ پہ منزل کے خدوخال نظر آئیں گے اور یہی وہ راہ ہے جس کا مسافر نہ صرف کائنات کی ماہیت سے آگاہ ہو جاتا ہے بلکہ کائنات کے اغراض و مقاصد سے بھی اُسے کماحقہٗ آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یہی ایک راہ ہے جس پر چلنے سے انسان روحانی بوسیدگی سے بچ سکتا ہے ورنہ تو وہ روحانی طور پہ اس قدر بیمار ہوگا جس قدر آج کا مغرب بیمار ہے اور اسی سکون کی تلاش میں نجانے وہ کن کن اندھیری راہوں پہ دھکے کھا رہا ہے۔ منعم کا شعور انسان کو عدل کی طرف لے جاتا ہے جو اُس کے اندر کی اصلی صدا ہے۔ سپاس گزاری اور ممنونیت کے اظہار کو آج کے مسلّمہ اخلاقی اصولوں میں شمار کیا جاتا ہے مگر اُس کو لوگوں تک محدود کر دینا اور خالق کے ساتھ اظہارِ شکر و سپاس سے بے نیاز ہو رہنا دراصل ایک بڑی بے عدلی ہے۔ انسان کے عدل کا تقاضا تو یہ ہے کہ وہ جس پیمانہ سے دیتا ہے اُسی پیمانہ سے لینا چاہتا ہے۔ اسی جذبہ عدل نے خالص خدا پرستی اور توحید کی بنیاد ڈالی۔ یہ امر توحید کے اہم دلائل میں سے ایک ہے کہ انسان زندگی بھر عدل کا متمنی رہتا ہے اور وہ بے انصافی کو پسند نہیں کرتا اپنے ساتھ تو بالکل بھی نہیں۔ جب وہ اپنے ساتھ بے انصافی سے اس قدر نالاں ہے تو خدا سے

بے انصافی اُسے نالاں کیوں نہیں کرتی، یہ کیسا عدل ہے کہ جس پیمانے سے وہ لیتا ہے اُس پیمانے سے دینا اسے گراں گزرتا ہے۔عدل کا فطری تقاضا ایک طرف تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق واجب کا پورا پورا اقرار کیا جائے یہی ایمان ہے۔اور دوسری طرف اس کا تقاضا یہ ہے کہ جو حقوق خدا کے لیے واجب ہیں اُن میں بلا وجہ دوسروں کو ساجھی قرار نہ دیا جائے۔اسی کو قرآن حکیم نے ظلم عظیم یعنی سب سے بڑی نا انصافی اور حق تلفی سے تعبیر کیا ہے۔دوسرے لفظوں میں جس کے معنی یہ ہوئے کہ سب سے بڑا عدل توحید ہے اور سب سے بڑا ظلم اور بے انصافی شرک ہے۔اس لیے قرآن حکیم میں بار بار شرک سے رُک جانے کا حکم دیا اور انسانوں کو خالص توحید کا درس دیا گیا ہے۔قرآن حکیم میں توحید کو انسانی فطرت بھی کہا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَافِلِينَ ○

القرآن الحکیم(سورۃ الاعراف 172/7)

ترجمہ؛

”اور یاد کرو جب نکالا تمھارے رب نے بنی آدم کو۔۔۔اُن کی پیٹھوں سے۔۔اِن کی ذریت کو، اور اُن کو گواہ ٹھہرایا خود اُن کے اوپر، پوچھا کیا تمھارا رب نہیں ہوں؟ بولے ،ہاں تو ہی ہمارا رب ہے ہم اس کے گواہ ہیں، اور یہ ہم نے اس لیے کیا کہ مبادا قیامت کے روز تم عذر کرو کہ ہم تو بے خبر ہی مارے گئے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اس کو عہد فطرت بھی کہتے ہیں جو تمام مخلوق نے اپنے رب کے ساتھ کیا۔اب اس عہد کی موجودگی

میں انسان اگر اللہ رب العزت کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرائے تو اسے ظلم و بے عدلی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟؟؟

دوسری طرف سرسری سی نگاہ سے اور انسانی زندگی کا جائزہ لینے سے انسان اس بات کو جان جاتا ہے کہ وہ خالق کے بے پناہ احسانات تلے دبا ہوا ہے اور اُس کے اندر شکر کا جذبہ امڈ کر آتا ہے۔ چنانچہ خالق کا حق تو یہ ہے کہ اُس کا شکر ادا کیا جائے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ احادیث میں بیان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا بندوں پر یہ ہے حق ہے کہ وہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائے اور بندوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ انھیں بڑے عذاب سے بچالے۔ یہی دلیل تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے رکھی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ (69) إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ (70) قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ (71) قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ (72) أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ (73) قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ (74) قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ (75) أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ (76) فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ (77) الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ (78) وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ (79) وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (80) وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ (81) وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ O

القرآن الحکیم (سورۃ مریم 26/69.82)

ترجمہ؛

”اور اِن کو ابراہیم کی سرگزشت سناؤ، جب کہ اُس نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے

لوگوں سے کہا کہ بھلا تم لوگ کن چیزوں کی پرستش کرتے ہو! انھوں نے جواب دیا کہ ہم بتوں کو پوجتے ہیں اور برابر اُن کی پوجا پر جمے رہیں گے۔ اُس نے کہا کیا یہ تمھاری سنتے ہیں جب تم اِن کو پکارتے ہو یا تمہیں نفع یا نقصان پہنچاتے ہیں! انھوں نے کہا ، بلکہ ہم نے اپنے باپ اور دادا کو ایسے ہی کرتے پایا ہے، اس نے کہا، کیا تم نے اِن چیزوں پر غور کیا ہے جن کو تم پوجتے رہے ہو۔ تم بھی اور تمھارے اگلے آباؤ اجداد بھی! یہ سب تو میرے دشمن ہیں، بجز اللہ رب العالمین کے، جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہ میری رہنمائی فرماتا ہے اور جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا دیتا ہے اور جو مجھے موت دے گا، پھر مجھے زندہ کرے گا اور وہ جس سے میں متوقع ہوں کہ جزا کے دن وہ میرے گناہ معاف فرما دے گا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یاد رہے کہ انسان مختلف کیفیات کا شکار رہتا ہے کبھی تو اپنی ذات میں وہ بہت ضعف محسوس کرتا ہے اور خود کو بہت عاجز اور لاچار محسوس کرتا ہے اور کبھی اسے اپنے اندر انتہائے فخر و غرور اور طاقت کا احساس لہریں لیتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ درمیانی راہ کو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ انسان کی سوچوں اور ارادوں میں بھی توازن ہو۔ اس لیے اگر انسان ضعف یعنی افتقار کا شکار ہوا تب اُس نے شکر کی راہ چھوڑ دی اور خالق کی عطا کی ہوئی صلاحیتوں کا انکار کیا۔ اور اگر انسان علو مرتبت کا شکا ہوا ہو تب بھی وہ شکر کی راہ سے ہٹ گیا اور ناشکر گزاری اور بغاوت کا شکار ہو گیا۔

ناشکری اور بغاوت انسان کی اس نفسی فطرت کی دلیل ہے جس کے تحت انسان اطاعت و بندگی اور غلامی کو قبول کرنے سے گریزاں رہتا ہے اور اُس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ مسرور اور کامیاب آدمی ہو۔ انسان جب اپنی قوتوں اور قابلیتوں کے کرشمے دیکھتا ہے تو محسوس کرتا ہے

کہ پوری کائنات میں کوئی مخلوق نہیں جو اُس کی ہم سری کا دعویٰ کر سکے۔ اور یہ کھلا سچ ہے کہ کائنات میں اور کوئی مخلوق نہیں جو انسان کی ہم سری کا دعویٰ کر سکے کہ انسان نے ستاروں پہ کمندیں ڈالی ہیں، چاند کی سیر کی ہے، آج جیٹ آواز کی رفتار سے سفر کر رہے اور انسان سمندر کی تہوں میں براجمان ہے۔ انسان کی جستجو اور تلاش کی کوئی حد نہیں، آج انسانی مشن مریخ پہ اتر رہے ہیں، دنیا ایک گاؤں بن کے رہ گئی ہے، دنیا کے کسی بھی دور دراز کونے میں ہونے والا کوئی چھوٹا سا واقعہ لمحوں میں ساری دنیا تک منتقل ہو جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ انسان نے تعمیر و ترقی کے بہت سے سنگ میل عبور کیے ہیں جو انسان کے اندر ایک احساس برتری کو جنم دیتے ہیں۔

مگر اسی احساس برتری کی ایک نفسیاتی وجہ بھی ہے جو یہ ہے کہ وہ اپنی فطرت میں اشرفیت اور خلافت کا احساس لے کر اس دنیا میں آیا ہے اور اگر یہ احساس اُس کے اندر ودیت نہ کر دیا گیا ہوتا تو شاید وہ اُس امانت کو اٹھانے سے گریز کرتا جس کو پہاڑوں اور سمندروں نے اٹھانے سے انکار کر دیا تھا مگر انسان نے اسے اپنی ازلی لاپرواہی سے اٹھا لیا مگر اُس کا حق ادا کرنے پر راضی نہیں ہے۔ اگر چہ اُس کو ارادہ اور اختیار کے ساتھ اس امر کی قدرت عطا کی گئی ہے کہ وہ اپنے نفس کو شکست دے اور خالق کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ○

القرآن الحکیم (سورۃ الاحزاب 72/33)

ترجمہ؛

”اور ہم نے اپنی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پہ پیش کی تو انھوں نے اس

کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈرے، مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا، بے شک وہ ظلم کرنے والا اور جذبات سے مغلوب ہو جانے والا ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ انسان کے اندر جب احساس برتری جڑ پکڑ لے تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ کہہ اٹھتا ہے۔ میں ہی انسانوں کا خدا ہوں، وہ تکبر انکار اور رعونت کا شکار ہو جاتا ہے، وہ اپنی قوم کی گردنوں کا مالک بن جاتا ہے، خود کو خشکی اور تری کا خدا سمجھنے لگتا ہے، وہ انسان کی بجائے خدا بن بیٹھتا ہے اور طاغوت بن کر خدا کی جگہ اپنا قانون لوگوں پہ نافذ کرنے لگتا ہے۔ مگر جب وہ غور کرتا ہے تو جانتا ہے کہ چاہے وہ خشکی وتری کا خدا بن بیٹھے ایک ذرا سا کیڑہ اُس کو مغلوب کر لیتا ہے، پھر بڑھاپے کی ناتوانی اُس کی راہ روکتی ہے اور موت تو اُس کی بادشاہت کو لمحوں میں چاٹ جاتی ہے اس لیے چاہتے نہ چاہتے وہ خود کو مجبور و مقہور جانتا ہے اور کسی در پہ جھکنے کو مجبور پاتا ہے۔ یہی دیکھا گیا ہے کہ اگر وہ خود کو اس سے بچا سکتا تو اپنی خواہش کے مطابق اس سے بچ جاتا مگر وہ مجبور ہے کہ ایک بالاتر ہستی کا اقرار کرے جس کی قدرت کاملہ سے یہ سارا کارخانہ وجود میں آیا ہے جس کی حکمت و تدبیر سے یہ سارا نظام چل رہا ہے۔ یہاں پر نمرود اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مابین ہونے والے مناظرے کو سامنے رکھا جائے تو بات پوری طرح سمجھ میں آ جائے گی اور مخلوق کی بے بسی اور خالق کی برتری واضح ہو جائے گی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ

الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِہَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُہِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ
وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 158/2)

ترجمہ:

"کیا تم نے اُس شخص کے حال پر غور نہیں کیا، جس نے ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا، جھگڑا اس بات پر ہوا تھا کہ ابراہیم کا رب کون ہے، اور اس بنا پر کہ اس شخص کو اللہ نے حکومت دے رکھی تھی۔ جب ابراہیم نے کہا کہ "میرا رب وہ ہے جس کے اختیار میں زندگی اور موت ہے، تو اُس نے جواب دیا کہ زندگی اور موت میرے اختیار میں ہے ابراہیم نے کہا! اچھا میرا اللہ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تو اُسے ذرا مغرب سے نکال کے دکھا؟ یہ سن کر وہ منکرِ حق ششدر رہ گیا مگر اللہ ظالموں کو راہ راست نہیں دکھایا کرتا"۔

ظاہر ہے جب انسان خود کو خدا کہنا شروع کر دے تو یہ اُس کی فطرت کا بگاڑ ہے اس لیے کہ خدا تو خدا ہی ہے انسان کیسے خدا ہو سکتا ہے۔ جس طرح خودداری انسانی فطرت کا وصف ہے اور گداگروں کی کثرت سے یہ اعلیٰ انسانی وصف ذرا بھی متاثر نہیں ہوتا اور انسان گداگری سے گریزاں ہی رہتا ہے، اسی طرح مشرکوں کی کثرت کے باوجود انسانی فطرت کا اصل تقاضا توحید ہے۔ دیکھیں کہ ایک عورت اپنے آپ کو ایک مرد کے حوالے اس لیے کرتی ہے کہ وہ اپنے اندر ایک خلا محسوس کرتی ہے جو ایک قوام کی قوامیت کے بغیر نہیں بھر سکتا۔ اب اس کے باوجود کہ اللہ نے اس بات کا اہتمام کر دیا کہ اُس عورت کو اُس کا ساتھی عطا کر دیا جس نے اُس کے اندر موجود خلا کو بھر دیا اور اس کے بعد وہ عورت کسی دوسرے مرد سے آشنائی لگا لے تو اُس کو عورت چھنال نہیں تو کیا کہا جائے؟ اس مثال سے سمجھ لیں کہ وفا ہی توحید ہے اور بے وفائی شرک ہے۔ پس سمجھ لینا چاہیے کہ انسان خدا کو اس لیے مانتا ہے کہ اُس کے اندر ایک معبود کو

پوجنے کی صدا ہے جو اُس کو اپنے معبود کی طرف متوجہ رکھتی ہے وہ جانتا ہے کہ باوجود اپنی تمام تر قابلیتوں کے جب تک اُس کا خدا نہ چاہے گا وہ مراد نہ پا سکے گا۔ اللہ کے پیغمبر لوگوں کو اس بات کی طرف بلاتے رہے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل میں اپنے ساتھیوں سے کہا!

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَآئِـي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ مَا كَانَ لَنَا أَن نُّشْرِكَ بِاللَّهِ مِن شَيْءٍ ذَٰلِكَ مِن فَضْلِ اللَّهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ (38) يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (39) مَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ یوسف 38.40/12)

ترجمہ:

''اور میں نے اپنے بزرگوں، ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کے مذہب کی پیروی کی ،ہمیں حق نہیں ہے کہ کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائیں یہ اللہ کا ہم پر اور لوگوں پر فضل ہے، لیکن اکثر لوگ شکر گزار نہیں ہوتے ،اے میرے جیل کے دونوں ساتھیو! کیا الگ الگ بہت سے رب بہتر ہیں یا اکیلا اللہ ہی سب پر حاوی اور غالب ہے تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر چند ناموں کو جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ چھوڑے ہیں، اللہ نے اُن کے لیے کوئی دلیل نہیں اتاری، اختیار و اقتدار تو صرف اللہ ہی کا ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو یہی دین قیم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے

"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کی طبع میں شرک سے نفرت اور توحید کا میلان رکھ دیا گیا ہے۔قرآن حکیم میں بیان کی جانے والی اس تمثیل پہ نگاہ دوڑائیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ الزمر 29/39)

ترجمہ؛

"اللہ تمثیل بیان کرتا ہے ایک غلام کی جس کے کئی آقا ہیں جو مختلف الاغراض ہیں اور ایک دوسرا غلام ہے جس کا ایک ہی آقا ہے۔کیا اِن دونوں غلاموں کا حال ایک سا ہوگا ،حقیقت یہ ہے کہ صرف اللہ ہی ہے جس کا شکر لازم ہے لیکن لوگوں کی اکثریت اس سے آگاہ نہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ جب انسان اپنے شرف یعنی احساس توحید سے عاری ہوجاتا ہے تو اللہ کے ہاں اُس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی اور اسی وجہ سے وہ عزت ورفعت کے مقام سے دفعتاً رذالت وپستی میں گر جاتا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ

فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ O

القرآن الحکیم (سورۃ الحج 31/22)

ترجمہ؛

''اور جو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے اس کی مثال یوں ہے کہ وہ آسمان سے گرے اور چڑیاں اُس کو اُچک لیں یا ہوا اُس کو اٹھائے کہیں دور دراز جا پھینکے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

انھی مطالب کو ادا کرتی یہ آیات بھی نازل کی گئیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ O

القرآن الحکیم (سورۃ الحج 18/22)

ترجمہ؛

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ ہی کے آگے جھکتے ہیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت اور چوپائے اور لوگوں میں بہت سے ایسے ہیں جن پر خدا کا عذاب لازم ہو چکا ہے اور جن کو خدا ذلیل کر دے تو اُن کو کوئی دوسرا عزت دینے والا نہیں بن سکتا، بے شک اللہ وہی کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات سے حاصل یہ ہے کہ انسان کس قدر پست سوچ کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان، پہاڑ و ہوائیں، سمندر و دریا، دن و رات، روشنی و تیرگی، چرند و پرند، درخت و چوپائے غرض ہر چیز کو انسان کا خادم بنایا ہے۔ انسان کی خدمت پہ لگایا ہے مگر انسان ہے کہ اپنے مخدوموں کی پوجا پر لگا ہوا ہے اور اپنی فضیلت کو بھول جاتا ہے حیرت ہے کہ انسان جب پستی میں اترنے کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان بھی اس سے گریزاں ہو جاتا ہے اور جب وہ مقام ارفع کی تلاش میں نکلتا ہے تو فرشتے بھی اُس سے کنی کتراتے ہیں۔ انسان کی علوئے برتری کے بعد اب یہاں انسان کے ضعف و ناتوانی پر کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔ انسان جب کامیابی کی کچھ منازل طے کرتا اور اللہ تعالیٰ اسے فراغت اور آسودگی سے نوازتے ہیں تو انسان کہتا ہے یہ تو میرے اپنے ہاتھ کی کمائی ہے یہ تو میری صلاحیت اور قابلیت کا پھل ہے۔ اور یہ تصور اُسے شکر کی راہ سے روک لیتا ہے اس لیے کہ اگر اُس نے کسی سے کچھ لیا نہیں تو پھر شکر کس بات کا!

یہ انسان کی فطری کجی ہے کہ جب اُس پہ مصیبت آتی ہے تو پکار اٹھتا ہے میرا رب مجھ سے ناراض ہو گیا ہے جب آسودگی ہو تو یہ کہنے سے کتراتا ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو گیا ہے بلکہ تب وہ کہتا ہے کہ میں اس قدر باصلاحیت اور قابل ہوں کہ میں اِن کامیابیوں کا حق رکھتا تھا۔ اگرچہ ایسے لوگ کم ہی غور کرتے ہیں اگر وہ غور کرتے تو جانتے کہ کتنے ایسے ہیں جن کے پاس دولت کے انبار ہیں اور انواع واقسام کے کھانے اُن کے سامنے چنے ہوئے ہیں مگر ایک نوالہ تک اُن کے حلق سے نیچے نہیں جاتا اس لیے کہ اُن کے ڈاکٹروں نے اُن کو بتا دیا ہوتا ہے کہ اگر تمہارے حلق سے کچھ نیچے اترا تو وہ زہر بن جائے گا۔ کتنے ہیں جن کی دولت اُن کو دکھوں اور پریشانیوں سے بچا سکی ہے، کتنے ہیں جن کے پاس دولت کے انبار ہیں مگر اُن کے گھر میں کوئی بچہ نہیں جو اُن کے دلوں کے لیے خوشی بن جائے، کتنے ہیں جنھوں نے حرام کی دولت سے اپنی اولاد کی پرورش کی تو اسی اولاد نے اُن پر سب کے سامنے لعنت بھیجی اور اُن کے لیے مصیبت بن کے رہ گئے۔ غور کرنے سے انسان پر یہ بات کھل جاتی کہ اُس کے یہ ہاتھ جن

کی کاریگری پہ وہ نازاں ہیں یہ بھی تو کسی کی عطا ہیں، یہ دماغ جس سے وہ ستاروں پہ کمندیں ڈالنے کے منصوبے بناتا ہے یہ بھی تو اُس کو خالق نے ہی عطا کیا ہے۔یہ ناتوانی اور کم مائیگی اُس کے اندر ایک احساس ایک احتیاج کو جنم دیتی ہے جو اُسے مقام شکر تک لے جاتی ہے اور شکر کے بعد خالق کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔انسان دیکھتا اور جانتا ہے کہ جن قوتوں اور قابلیتوں کی بنا پر وہ یہ سارے تصرفات کر رہا ہے یہ قوتیں اور قابلیتیں بھی تو اُس کی ذاتی نہیں بلکہ عطا شدہ ہیں۔نظم کائنات پہ سرسری سی نگاہ ڈالنے سے بھی خالق کی وجودیت اور اُس کی عبودیت کی احتیاج جنم لیتی ہے۔قرآن حکیم میں اس کا اثبات کر دیا گیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ (15) إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ (16) وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ O

القرآن الحکیم (سورۃ فاطر 15.17/35)

ترجمہ:

”اے لوگو! تمہیں اللہ کے محتاج ہو، اللہ تو بے نیاز اور خوبیوں والا ہے، اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور تمہاری جگہ اور لوگوں کو لے آئے اور یہ اس کے لیے ذرا بھی مشکل نہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورۃ محمد میں یہی بات اسی انداز میں دہرائی گئی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم O

القرآن الحکیم (سورۃ محمد 38/47)

ترجمہ:

’’اللہ تو کسی کا محتاج نہیں تم ہی اُس کے محتاج ہو، اگر تم روگردانی کرو گے تو اللہ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کرے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے‘‘۔

انسانوں میں جو لوگ اللہ رب العالمین کے مطیع وفرمانبردار ہوتے ہیں اور اُس کی رحمت وقہر سے آگاہ ہیں اُن پر جب اللہ کی جانب سے نعمتوں کی بارش ہوتی ہے تو وہ بغاوت ورعونت کی راہ پہ نہیں جاتے بلکہ جانتے ہیں کہ یہ اللہ کی نعمتیں ہیں اُسی نے عطا کی ہیں اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ جب چاہے انھیں چھین لے اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ انھیں شکرادا کرنا ہے اُن نعمتوں کا جو اُن پر اتاری گئیں ۔ حضرت داؤد علیہ السلام ، حضرت سلیمان علیہ السلام ،حضرت ذوالقرنین علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق علیہ السلام کا شمار ایسے ہی لوگوں میں کیا جاتا ہے۔اور کچھ لوگ ہیں جب اللہ اُن پہ اپنی نعمتوں کی بارش کرتا ہے تو وہ بغاوت اور رعونت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔قرآن حکیم میں ایسے لوگوں کے نام بھی موجود ہیں،فرعون، ہامان، قارون اور ابولہب ایسے لوگوں میں شامل تھے۔ یہ ذہنیت کبھی ختم نہیں ہوتی اپنے اردگرد ہم شکرادا کرنے والوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں اور باغی اور ناشکروں کی بھی کوئی کمی نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چاہے کوئی صاحب نعمت ہو چاہے کوئی تنگ دست جب دکھ اُس کی حد سے بڑھتا ہے تو لامحالہ اُسے اللہ رب العالمین ہی کے سامنے دامن دراز کرنا پڑتا ہے اس لیے کہ اُس کے ذہن میں کسی طرح یہ بات نقش ہو چکی ہے کہ یہی ایک در ہے جس سے اُسے خیر حاصل ہوگی، یہی وہ در ہے جس سے اُس کی مصیبت کم ہوگی، یہی وہ در ہے جہاں سے دکھوں کا مداوا ممکن ہے۔ چنانچہ انسان جب ہر در سے مایوس ہو جاتا ہے تو اللہ ہی کو پکارتا ہے۔قرآن حکیم کی یہ آیات اسی امر کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

قُلْ مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَـٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (63) قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ O

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 63.64/6)

ترجمہ؛

''اُن سے پوچھو، خشکی وتری اور تاریکیوں سے تم کو کون نجات دیتا ہے، جب کہ اسی کو تم پکارتے ہو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے کہ اگر اس نے ہم کو نجات دی اس مصیبت سے تو اُس کے شکر گزار بندے بن جائیں گے، کہہ دو اللہ ہی تم کو نجات دیتا ہے اس مصیبت سے بھی اور دوسری ہر تکلیف سے بھی، لیکن تم پھر شرک کرنے لگتے ہو''۔

اسی ضمن میں مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَـٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ (22) فَلَمَّا أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰ أَنفُسِكُم مَّتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (23)

القرآن الحکیم (سورۃ یونس 22.23/10)

ترجمہ؛

''وہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں سفر کراتا ہے یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور کشتیاں ہوائے موافق سے چل رہی ہوتی ہیں اور لوگ مگن ہوتے ہیں کہ دفعتہً ایک بادِ تند آتی ہے اور اُن پر ہر جانب سے موجیں اٹھنے لگتی ہیں اور لوگ گمان کرتے لگتے ہیں کہ اب وہ تباہ ہو گئے، تب تم اللہ ہی کو پکارتے ہو، خالص اُسی کی اطاعت کا عہد کرتے ہو کہ اگر تو نے ہمیں اس مصیبت سے نجات دی تو ہم تیرے شکر گزار بندوں میں سے ہو کر رہیں گے، تو اللہ اُن کو مصیبت سے نکال لیتا ہے تو وہ بغیر کسی حق کے زمین پر سرکشی کرنے لگتے ہیں، لوگو تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پہ ہے، تم چند دن کی دنیا سے فائدہ اٹھا لو پھر تمہاری واپسی ہے تب ہم تمہیں تمھارے کرتوتوں سے آگاہ کریں گے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات سے ثابت ہوا کہ انسان کے اندر ہی صدائے توحید موجود ہے وہ کسی معبود کی احتیاج ہمیشہ محسوس کرتا ہے اور جب دکھ اُس کی استطاعت سے بڑھتا ہے تو وہ ہمیشہ اُسی خدا کو پکارتا ہے جس کو وہ سچا جانتا ہے جس کی رحمت ورافت سے وہ پرامید ہوتا ہے اس لیے انسان ہمیشہ سے اللہ کی ضرورت محسوس کرتا آیا ہے اور ہمیشہ اسی سے مانگتا آیا ہے یہ الگ بات ہے کہ جب اُس پہ نعمتوں کا نزول ہوتا ہے تو وقتی طور پہ وہ سرکش ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف ایک بڑی حقیقت یہ ہے کہ انسانی فطرت میں جاننے کی خواہش کو رکھا گیا ہے۔ علم ایک فطری طلب کے طور پر اس کو ودیت کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں انسان کے اندر جاننے کی خواہش موجود رہی ہے اور اسی جاننے کی خواہش نے اُسے جدید تہذیب و تمدن اور سائنس کی شاندار اور عالی شان منازل تک پہنچایا ہے۔ انسان نے بیماریوں

کوشکست دی ہے، اپنے دکھوں اور پریشانیوں کو کم کیا ہے اگر وہ راستی اور ایمان کے راستے پر چلتا تو یہ دنیا اُس کے لیے بہت سہل اور آسان بنادی جاتی مگر اُس نے لالچ اور ہوس کے راستے کو اپنایا جس کی وجہ سے اُس کی زندگی مشکلات کا شکار ہوگئی مگر اس سے انسان کے جاننے کی خواہش پر کوئی فرق نہیں پڑا، وہ جاننا چاہتا ہے کہ تاریکی کے بعد روشنی کہاں سے آتی ہے، رات کے بعد دن کہاں سے طلوع ہوتا ہے، سورج کہاں سے آتا ہے اور رات ہونے پر کہاں چھپ جاتا ہے، وہ کائنات کو دیکھتا ہے تو بے شمار سوالات اُس کے سامنے سر اٹھانے لگتے ہیں اور وہ اِن سوالوں کے جواب تلاش کرنے میں کھو جاتا ہے، اسی فطری طلب کی وجہ سے وہ جستجو کے میدان میں بسا اوقات غلط راہوں کی طرف جانکلتا ہے اور غلط نتیجہ نکال لیتا ہے، جستجو کی راہ میں اب چاہے وہ غلط راہ پہ گیا یا درست سمت کو لیکن وہ کبھی جمود کا شکار نہیں ہوا، اپنے اندر ابلتے سوالوں سے کبھی بے پرواہ ہو کے نہیں بیٹھا۔

اس ضمن میں انسان نے بہت کوششیں کیں مگر عام طور پہ اُسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اس لیے کہ کائنات کے متعلق پیدا ہونے والے سوالوں کا اصل جواب تو خالق کائنات ہی کے پاس تھا ۔لوگوں نے اس راہ سے گریز اختیار کیا ایمان قبول کرنے سے انکار کیا اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جو کلام لائے اُسے ماننے سے انکار کیا۔ اس لیے سوالات بڑھتے ہی رہے حتیٰ کہ انسان کی حد استطاعت سے دور ہو گئے ۔تب انسان نے خود کو دھوکا دینے کے لیے کچھ فرضی کچھ خیالی جوابات پیش کیے جو اگرچہ انسان کی حقیقی پیاس تو نہ بجھا سکے مگر انسانوں کو گمراہی تک ضرور لے گئے، کسی نے کہا یہ کائنات علل و اسباب کا ایک مجموعہ ہے اور ایک کے بعد دوسرا سبب وجود میں آتا چلا جاتا ہے، کسی نے کہا انسان بندر تھا پھر اُس نے ترقی کی اور انسان بن گیا، کسی نے ضرورت و شہوت کو خدا قرار دے لیا تو کسی نے معاشیات میں خدا کو تلاشا۔مگر ظاہر ہے کہ جستجو کی حقیقی راہ سے ہٹ جانے کے بعد، اللہ کے حقیقی پیغام سے انکار کرنے کے بعد منزل حاصل کر لینے کا دعویٰ عبث ہے۔اللہ کی مدد کے بغیر تو انسان اُس راستے کو بھی نہیں پا سکتا جو منزل کی

طرف جاتا ہے منزل تو بہت دور کی بات ہے، چنانچہ یہاں بھی اللہ ہی کی رحمت جوش میں آئی اور اُسی نے لوگوں کو راہ حق کی طرف متوجہ کیا اُس راہ کی طرف بلایا جہاں انسان کے تمام سوالات کے جواب موجود ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ○

سکون تو صرف اللہ کے ذکر میں ھی ھے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر فرمایا کہ!

اَللّٰهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

اللہ ھی روشنی ھے زمین کی آسمان کی ۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور یہی وہ روشنی ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں اجالا ہو جاتا ہے، ایمان کی نعمت حاصل ہو جانے کے بعد انسان کائنات کی ابتداء اور انتہا کے بارے میں مطمئن ہو جاتا ہے بلکہ اُس کو انسان اور کائنات کے باہمی ربط میں بھی کوئی اشتباہ باقی نہیں رہتا۔ جو روشنی اُسے عطا گئی ہے اب وہ اُسی رہنمائی میں اپنے مسائل کا حل تلاش کر سکتا ہے اور زندگی کی اُس راہ کو اختیار کر سکتا ہے جو یقینی کامیابی کی طرف لے جاتی ہے۔ چنانچہ اب اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ انسان کے تمام یقینوں میں سب بڑا یقین اُس ہستی کا یقین ہے جس کی شہادت اسے اپنے اندر سے بھی مل رہی ہے اور باہر سے بھی، اور جس کو مانے بغیر یہ عالم عالمِ ظلمات بن کے رہ جائے، انسان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ تاریکی پر راضی ہو جائے الاّ آنکہ وہ اپنی فطرت کو مسخ کر ڈالے، پس

خدا کے وجود اور اس کی تمام صفات کاملہ سے متصف ہونے کی سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ اس کے بغیر اس کائنات کا معمہ اور انسان کی اپنی ہستی کا کوئی مقصد تلاش کرنا عبث ہے۔ اللہ کی ذات پر یقین ہی ایک ایسا حل ہے جس سے ساری گرہیں کھل جاتی ہیں اور اس حل کی صحت وصداقت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ یہ قلب کی تشنگی کا صحیح تر جواب اور عقل کی جستجو کا اصل مطلوب ہے اس کے لیے کسی عقلی یا نقلی دلیل کی ضرورت نہیں کیونکہ دلیل وہاں کارگر ہوتی ہے جہاں دلیل اصل دعویٰ سے زیادہ روشن ہو جب کہ یہاں دعویٰ اس قدر روشن ہے کہ کوئی دلیل اس سے زیادہ روشن نہیں ہوسکتی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ!

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (116) وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ (117) وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ O

القرآن الحکیم (سورۃ المومنون 116.117/63)

ترجمہ؛

”اللہ کی ذات برتر ہے اور وہی حقیقی بادشاہ ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عرش کریم کا مالک ہے اور جو کوئی اللہ کے سوا کسی اور الہٰ کو پکارے گا جس کے پاس اس امر کی کوئی دلیل بھی نہیں تو اس کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا اور کافر کبھی فلاح نہیں پائیں گے حالانکہ بخشنے والا اور خود رحم فرمانے والا ہے“۔

پیام المزمل ﷺ

توحید انسانیت کا فخر ہے، توحید انسانیت کی پہچان ہے، توحید انسانیت کی معراج ہے توحید مسلمانوں کا زیور ہے، توحید وہ احساس ہے جو انسان کے دل میں اللہ کی محبت کو جنم دیتا ہے اور اللہ کی محبت انسان کو اللہ کا شکرگزار بندہ بنا دیتی ہے، دراصل تو یہ وہ غیر محسوس زنجیر ہے جس سے انسان کی سانسوں کا آہنگ چلتا ہے، کہا جا سکتا ہے کہ مشرک بھی سانس لیتا ہے مشرک بھی جیتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ مسلمان کی حیات مشرک کی حیات سے یکسر مختلف ہے۔ مشرک کی زندگی بدبودار ہے اور مواحد کی زندگی مطہر و معطر ہے اس لیے کہ اُس کا مالک و خالق بھی مطہر و معطر ہے۔ پیام المزمل دیکھتے ہیں!

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا، معاذ رضی اللہ عنہ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا اپنے بندوں پہ کیا حق ہے؟ تو میں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا اپنے بندوں پہ یہ حق ہے کہ وہ دوسروں کو اللہ کا شریک نہ بنائے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! معاذ کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اپنے رب پہ کیا حق ہے۔ تو میں

نے کہا اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا بندوں کا اپنے رب پہ یہ حق ہے کہ وہ اُن کو معاف کر دے"۔[106*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے گا اور آسمان کو داہنے ہاتھ پر لپیٹے گا اور فرمائے گا دنیا کے بادشاہ کہاں ہیں آج میں ہی ہوں زمین وآسمان کا بادشاہ"۔[107*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ اکثر یوں فرمایا کرتے قسم ہے اُس اللہ کی جو دلوں کو پھیرنے والا ہے"۔ [108*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ماں باپ کی قسمیں مت کھایا کرو، اگر قسم کھانی ہی ہو تو اللہ کی قسم کھایا کرو"۔[109*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ہر وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوں، وہ جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اُس کو یاد کرتا ہوں، جب وہ تنہائی میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی تنہائی میں اُسے یاد کرتا ہوں، جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اُسے اُس سے بہتر (فرشتوں کی) مجلس میں یاد کرتا ہوں، آدمی اگر بالشت بھر میری طرف آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اُس کی طرف آتا ہوں، اگر آدمی ایک ہاتھ میری طرف آئے تو میں دو ہاتھ اُس کی طرف آتا ہوں، اگر آدمی چل کے میری طرف آتا ہے تو میں دوڑ کر اُس کی طرف آتا ہوں"۔[*110]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں پروردگار کی عزت کی پناہ مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں ہے، پروردگار صرف تو ہی ہے جس کو موت نہیں باقی جنات اور آدمی سب کو موت ہے"۔[*111]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ جب رات کو سونے لگتے تو یہ دُعا کرتے، اے اللہ تعریف تجھ کو ہی سزاوار ہے تو ہی زمین و آسمانوں کا مالک ہے تجھ کو ہی تعریف سزاوار ہے کہ تو ہی زمین و آسمان کو قائم رکھنے والا ہے اور اُن کا بھی جو اِن دونوں کے بیچ رہتے ہیں، تو زمین و آسمان کا نور ہے، تیرا کلام سچا تیرا وعدہ سچا، تجھ سے ملنا سچ ہے، بہشت سچ ہے، دوزخ سچ ہے ، یا اللہ میں تیرا تابعدار بن گیا، تجھ پر ایمان لایا، تجھ پر ہی بھروسا کیا، میں تیرے ہی

طرف رجوع کرتا ہوں، میں تیری ہی مدد سے دشمنوں کا مقابلہ کرتا ہوں اور ہر جھگڑے میں تجھ سے انصاف چاہتا ہوں، میرے اگلے اور پچھلے، چھپے اور کھلے سب گناہ بخش دے کہ تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی میرا معبود نہیں“۔[*112]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

ایک سفر میں ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب ہم چڑھائی چڑھتے تو زور سے اللہ اکبر کہتے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بیشک اُس کو آہستہ پکارو تم کسی بہرے یا غائب کو تو نہیں پکارتے وہ تو رتی رتی سنتا اور دیکھتا ہے“۔[*113]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ جب تم اللہ سے جنت کا سوال کرو تو جنت الفردوس مانگا کرو اس لیے کہ یہ جنتوں کے بیچ میں ہے، عمدہ ترین اور بلند ترین ہے، جنت کی ساری نہریں اسی سے نکلتی ہیں اور اللہ کا عرش بھی اسی جنت کے اوپر ہے“۔[*114]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے نماز درستگی سے ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور جنت میں لے جائے گا“۔[*115]

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!
نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا: لوگو دیکھو جس طرح تم اس چودھویں کے چمکتے چاند کو دیکھ رہے ہو آخرت میں تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے، تو اب اگر ہو سکے تو فجر اور عصر کی نماز کو ہاتھ سے مت جانے دینا"۔[116*]

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!
نبی اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا ایک روز تم اپنے رب کو اپنے سامنے پاؤ گے اور وہ تم سے ہمکلام ہوگا اور بیچ میں کوئی حجاب نہ ہوگا"۔[117*]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب خدا خلقت کو پیدا کر چکا تو اپنے عرش کے اوپر ایک کتاب میں لکھا بے شک میری رحمت میرے غضب پہ سبقت لے گئی"۔[118*]

حضرت مغیرہ بن شبہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!
نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پہ قائم اور غالب رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا امر یعنی قیامت آجائے"۔[119*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے اور کئی دیگر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسلام قبول کیا تو آنحضرت محمد ﷺ سے ہم سے اِن امور پر بیعت لی۔ یہ کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، نہ چوری کریں گے نہ اپنی اولاد کا خون کریں گے اور نہ بہتان لگائیں گے۔ تو پھر جو کوئی اِن شرطوں کو پورا کرے گا اللہ اُس کو جزا دے گا"۔ [120*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ نے ہر نبی کو ایک دُعا عطا فرمائی جس کی قبولیت یقینی ہے، اللہ نے چاہا تو میں یہ دُعا اپنی امت کے لیے آخرت میں استعمال کروں گا"۔ [121*
]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں تو جبرائیل سے کہتے ہیں جبرائیل میں اپنے اس بندے سے محبت کرنے لگا ہوں، تب حضرت جبرائیل دوسرے فرشتوں سے کہتے ہیں اللہ اس بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو اس طرح سارے فرشتے اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور زمین کے لوگوں میں بھی وہ شخص مقبول ہو جاتا ہے"۔ [122*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ کوئی مسلمان جس نے شرک نہ کیا وہ ایک نہ ایک روز ضرور جنت میں جائے گا، حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا چاہے اُس نے زنا کیا ہو چاہے چوری کی ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں۔[123*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے سے ایسا ہی سلوک کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے"۔[124*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دو کلمے ہیں جو اللہ کو بہت پسند ہیں جو زبان پر ہلکے اور قیامت کے روز میزان پر بہت بھاری ہوں گے، وہ کلمے یہ ہیں، سبحان اللہ وابحمدہ سبحان اللہ الحیٔ العظیم۔[125*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

ایمان و کفر

ایمان وہ عہد ہے جو انسان اپنے خالق سے کرتا ہے اور جب انسان اس عہد پر پورا اترتا ہے تو اللہ تعالیٰ انسان سے راضی ہو جاتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ چنانچہ راست رو لوگوں کے طرز عمل اور طرز زیست سے جو خوشبو اٹھتی ہے وہ پورے معاشرے کو معطر کر دیتی ہے، ایسے معاشرے کو اسلامی معاشرہ کہا جائے گا۔ ایمان اُس احساس کا نام ہے، جس کے تحت انسان اپنے عجز اور خالق کے کمال پر یقین رکھتا ہے۔ ایمان اُس طرز زیست کا نام ہے جس میں خدا ترسی اور احسان شناسی کا داعیہ نہایت واضح ہو۔ انسانی زندگی عمل سے عبارت ہے، انسان متحرک اور عملی زندگی گزارنے کا شائق ہے۔

مگر اُس کے عمل کی بنیاد کیا ہو؟

اُس کے عمل کا محرک کیا ہو؟

اُس کے عمل کے پس منظر میں نظریہ حیات کیا ہو؟

یہی وہ سوالات ہیں جن تک پہنچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا فرمائی مگر انسان نے

عقل کو زندگی کی تعیش اور خوشی پانے کے لیے استعمال کیا اس لیے اُس کا عمل اُس راستے اُس منزل کی جانب استوار نہ ہو سکا جو خالق کی منشا تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے پیغمبر مبعوث کیے، کتابیں اتاریں تا کہ انبیاء و رسل کی تعلیم اور کتاب کی ہدایات کی روشنی میں انسان اپنی راہ عمل متعین کر لے۔ تو جس انسان نے اپنی زندگی، اپنے عمل کے لیے خالق کی منشا کو اولیت دی اُسے صاحب ایمان کہا جائے گا اور جس شخص نے اللہ کے رسولوں کے پیغام اور اللہ کی کتابوں کی ہدایات کو نظر انداز کیا اور اپنے نفس کی آواز پہ اپنے عمل کی بنا رکھی اُسے کافر کہا جائے گا۔

یہی وہ بنیادی فرق ہے جو انسانوں کے مابین ہمیشہ پایا جاتا رہا ہے اور ہمیشہ پایا جاتا رہے گا۔ چنانچہ اس بات میں اب شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ زمین کے سینے پر صرف دو ہی قسم کے لوگ بستے ہیں ایک وہ جنھوں نے اپنی زندگی اور عمل کی بنا خالق کی اطاعت پہ رکھی اور دوسرے وہ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسولوں کی ہدایات کو نظر انداز کیا اور خود کو ہر الہامی و اخلاقی ضابطے سے آزاد خیال کیا۔ یہی کافر لوگ ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے انکار کیا۔ یہی وہ بد قسمت ہیں جنھوں نے روشنی کے بجائے اندھیروں کو پسند کیا اس لیے کہ!

ایمان نور ہے تو کفر اندھیرا!

ایمان علم ہے تو کفر جہالت!

ایمان یقین ہے تو کفر توہم!

ایمان خوشبو ہے تو کفر بدبو!

ایمان خوشی ہے تو کفر غم!

ایمان بہار ہے تو کفر خزاں!

ایمان روانی ہے تو کفر جمود!

ایمان آسانی ہے تو کفر ثقل!

ایمان منزل ہے تو کفر ذلالت!

ایمان سکھ ہے تو کفر دکھ!

ایمان کامیابی ہے تو کفر ناکامی!

ایمان محبت ہے تو کفر نفرت!

ایمان اقرار ہے تو کفر انکار!

ایمان عزت ہے تو کفر ذلت!

ایمان انعام ہے تو کفر سزا!

ایمان زندگی ہے تو کفر موت!

اور یہ بہت بڑے فرق ہیں اُن کے لیے جو سمجھتے ہیں جنھوں نے زندگی کی مقصدیت پر غور کیا مگر جو جانوروں جیسے ہوں وہ غور نہیں کرتے بلکہ اپنی زندگی کو اسی نہج پہ چھوڑ دیتے ہیں جہاں سے انھیں لذت کی ذراسی بھنک پڑتی ہے۔انسان جب سوچتا ہے جب کھوجتا ہے تو اپنے خالق کو پا لیتا ہے، جب وہ عقل کے سہارے منزل کو نکلتا ہے تو عقل اُسے وادی وادی نگر نگر لیے پھرتی ہے مگر منزل کی طرف رہنمائی نہیں کرتی اس لیے عقل کا کام برے اور بھلے میں تمیز کرنا ہے منزل کا راستہ دکھانا خالق کا کام ہے۔ چنانچہ اگر عقل کا کام عقل سے لیا جائے تو منزل مل سکتی ہے۔ عقل نے فیصلہ کرنا ہے کفر بہتر ہے یا ایمان تو عقل کا فیصلہ ایمان کے حق میں ہوگا مگر نفس پابندیوں سے اکتاہٹ محسوس کرتا ہے اس لیے وہ انسان کو کفر کی لذت کی طرف ابھارتا ہے جہاں آزادی ہے اور کوئی قید نہیں اگرچہ یہی حقیقی قید ہے اگر انسان سوچے تو!!

غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسان کی ہر حرکت ہر عمل کے پیچھے ایک محرک ہوتا ہے اور اس محرک کو اس کا ارادہ متعین کرتا ہے اور ارادہ اُن چند پختہ تخیلات، غیر متزلزل یقین اور غیر مشکوک اصولی نظریات اور تصورات کے ماتحت ہوتا ہے جن کا انسان اثیر ہو۔ انھی غیر متزلزل اور انتہائی یقینی تصورات کو ایمان کہا جائے گا۔ چنانچہ ایک ہی منظر میں کافر کا ارادہ مومن

کے ارادے سے مختلف ہوگا اس لیے کہ اُن دونوں کے تحت الشعور اور ذہنی تربیت میں اس قدر بعد ہے کہ وہ کبھی ایک فیصلے پر اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے ایسے ہی جیسے اندھیرا اور روشنی ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ یا تو روشنی رہے گی یا پھر اندھیرا۔

یہی معاملہ ایمان و کفر کا معاملہ ہے انسان کے دل میں اِن دونوں میں سے ایک ہی جاگزیں ہو سکتا دونوں کسی صورت وہاں نہیں رہ سکتے۔ آج کی دنیا میں علم نفسیات نے بہت ترقی کرلی ہے جن کی رو سے یہ جانا جاسکتا ہے کہ جب کسی انسان کو بدلنا ہو تو سب سے پہلے اُس کا دل بدلا جائے گا پھر اُس کی زندگی خود بخود ہی بدلتی چلی جائے گی اور اللہ کے پیغمبر انسانوں کا دل بدلنے کے لیے ہی تشریف لایا کرتے ہیں۔ بظاہر عقل ہمارے ہر کام میں رہنما نظر آتی ہے لیکن غور سے دیکھنے پر بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسانی عقل بھی آزاد نہیں، وہ انسان کے دلی یقین، ذہنی رجحانات اور اندرونی جذبات کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے، اس لیے اس پابہ زنجیر عقل کے ذریعے ہم اپنے دلی خیالات، ذہنی رجحانات اور اندرونی جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ اگر پا سکتے ہیں تو اپنے صحیح دلی یقینیات اور چند مضبوط دماغی و ذہنی تصورات کے ذریعہ سے ہی۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ایمان کا ذکر عمل صالح سے پہلے کیا ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی عمل صالح کو ایمان کے بغیر قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ چنانچہ وہ لوگ جو ایمان نہیں لائے انھوں نے اس زندگی میں جو بھی اچھے کام کیے اُن کا بدلہ انھیں اسی زندگی میں دے دیا جائے گا۔ ویسے بھی کفار کے نیک کاموں کے پیچھے نہایت بری نیت کارفرما ہوتی ہے۔ عام طور پر وہ ریا اور نمود و نمائش کے عادی ہوتے ہیں اور اُن کی تمام سخاوت و فیاضی اسی مقصد کے لیے ہوتی ہے کہ لوگ انھیں فیاض اور سخی کہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ اہل کفر کا بڑے سے بڑا کام بھی اللہ کے نزدیک پرکاہ کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ اُن کے اعمال محض راکھ کی طرح ہیں جنھیں ہوا اڑائے پھرتی ہے اور راکھ جس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور نہ ہی اُس کا وجود چند لمحوں سے زیادہ قائم رہ سکتا ہے۔ کفار کے اعمال کے بارے میں قرآن

حکیم سے چند آیات تحریر کی جاتی ہیں تا کہ ہمیں ہمارے ایمان کی قدر و قیمت سے آگاہی حاصل ہو جائے اور اللہ ہمارے یقین وایمان کو پختہ فرما دیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

مَّثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَّا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ○

القرآن الحکیم (سورۃ ابراھیم 18/14)

ترجمہ:

"اور جنھوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا اُن کے کاموں کی مثال راکھ کی سی ہے جس پر آندھی والے دن زور سے ہوا چلی، وہ اپنے کاموں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے، یہی سب سے بڑی گمراہی ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوا کہ!

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ (39) أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ (40) أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ

وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ (41) وَلِلَّهِ مُلْكُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ (42)

القرآن الحکیم(سورۃ نور 38.42/24)

ترجمہ:

’’اور جنھوں نے انکار کیا اُن کے کام اُس سراب کی طرح ہیں جو میدان میں ہو اور جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہو یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچے تو وہاں کچھ بھی نہ پائے یا ان کے کاموں کی مثال ایسی ہے جیسے گہرے سمندر میں سخت اندھیرا ہو اُس کے اوپر موج پھر موج کے اوپر موج ہو اور اُس کے اوپر بادل گھرا ہو اندھیرے میں ایک کے اوپر ایک کہ اس میں ہاتھ نکالے تو وہ بھی سجھائی نہ دے جس کو خدا نے نور نہ دیا اُس کے لیے نور نہیں‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالْمَنِّ وَالْأَذَى
كَالَّذِي يُنفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ
فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَّا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا
وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (264)

القرآن الحکیم(سورۃ البقرۃ 263.265/2)

ترجمہ:

’’اے ایمان والو اپنی خیراتوں کو احسان رکھ کر اور طعنے دے کر اس طرح برباد نہ کرو ،جس طرح وہ برباد کرتا ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنا مال خرچ کرتا ہے اور خدا پر

اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا، پس اُس کی خیرات کی مثال اُس چٹان جیسی ہے جس پر کچھ مٹی پڑی ہو ذرا اس پر بادل برسا اور مٹی دھل کر پتھر صاف ہو گیا جس پر اگر کچھ بویا جائے گا تو ہرگز نہ اُگے گا اور خدا کافروں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

چنانچہ وہ انسانی اعمال جن کے پیچھے ایمانی قوت ہو اچھا ارادہ ہو، خالق کی رضا مقصود ہو انھیں تو بارگاہ الٰہی میں قبولیت بخشی جائے گی اِن کے علاوہ تمام انسانی اعمال ضائع ہو جائیں گے اس لیے اُن کے پیچھے کوئی مقصد نہ تھا اور بغیر مقصد کے ہر عمل کو محض لغو قرار دیا گیا ہے اور اللہ لغو کو ناپسند کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر انسانی عمل کے پیچھے ایک محرک ہے اور وہ محرک اگر ایمان ہے تو اُس عمل کو عمل حسن کہا جائے گا اور وہ انسان کے لیے اللہ کی رضا اور اجر کا باعث ہو گا ۔اسلام نے ایمان و یقین کی جس اساس کو اپنانے پر زور دیا ہے اُس کا نتیجہ مثبت اور اُس کا ظاہر حسن دلوں کو متاثر کرنے والا ہے اس لیے اسلام تمام اعمال کی اساس ایمان کو قرار دیتا ہے ۔اور اس یقین اور عقیدے سے بے نیاز تمام اعمال کی حقیقت سراب سے زیادہ نہیں ہے۔ کیونکہ بہت سے انسانی اعمال جو دیکھنے میں کام محسوس ہوتے ہیں مگر اُن کی حقیقت تمام تر روحانی اثر و فائدہ سے دور ہوتی ہے اس لیے ایسے کاموں کو ضیاع محض قرار دیا گیا ہے۔ تاریخی حوالوں سے قبل از اسلام کے رائج مذاہب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ توراۃ میں اگرچہ مختصر طور پہ بعض عقیدوں کا ذکر ہے مگر وہ ایمان کی حقیقت اور اہمیت سے خالی ہے، انجیل کو دیکھیں تو وہاں اگرچہ ایمان کی ضرورت کا احساس اجاگر کیا گیا ہے مگر اخلاق کی سچائی اعمال کی راستی اور اخلاص کے لیے نہیں بلکہ معجزوں اور کرامتوں کو ظاہر کرنے لیے اور خوارق عادت پر قدرت پانے کے لیے بیان کیا گیا۔ یونانی فلسفہ اور ہندو مت دیگر انتہاؤں کے حامل قرار دیئے جاسکتے ہیں کہ وہاں ایمان تو کیا عمل کی تطہیر کا بھی کوئی اہتمام نہیں۔ وہاں انسان کی نجات کے

لیے محض ذہنی جولانی مراقبہ،تصور، دھیان، علم اور انسان کو وجہ نجات قرار دیا گیا ہے اور اخلاق و عمل کے لیے کوئی رہنما اصول مقرر نہیں کیے۔عیسائیوں، زردشتیوں اور برہمنوں نے عقائد کو اس قدر وسعت دی اور اُن کو اس قدر مفصل بیان کیا کہ وہ سرتا پا خیالی فلسفہ بن کے رہ گئے اور عمل کی راہیں یونہی ویران چھوڑ دی گئیں۔اِن تمام الجھاوں کے مقابل اسلام کو رکھیں تو آپ جانیں گے اسلام نے نہایت سہل اور آسان رستہ اختیار کیا ہے۔اسلام نے علم و عمل،تصور و فعل ،عقلیت اور عملیت میں لزوم ثابت کیا ہے اور علم و عمل میں ایک حسین توازن پیش کیا ہے جس سے انسان کا دل مطمئن ہو جاتا ہے۔اسلام نے اصل زور انسان کے عمل پہ رکھا ہے اور عقیدے کے علم کو قدرے مختصر کر دیا ہے اور عقائد کے صرف اتنے ہی حصے کا یقین و اقرار ضروری قرار دیا جس سے دل کی اصلاح ہو سکے۔اور جو عمل و اخلاق کی بنیادیں واضح کر سکے ۔اسلام نے سابقین کی طرح عقائد کے فلسفیانہ الجھاؤ اور تصورات و نظریات کی غیر ضروری تشریحات سے مسلمان کی راہ عمل کو برباد نہیں کیا بلکہ چند سیدھے اور سچے اصول جو ذہنی سچائیوں اور واقعی حقیقتوں کا جوہر اور خلاصہ ہیں اُن کو عقیدہ قرار دیا اور اُن پر یقین کرنے کو ایمان کہا۔چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو عقائد کے پانچ اصولوں کی تلقین کی جو کہ یہ ہیں
۔

۱۔ اللہ پر ایمان

۲۔اللہ کے رسولوں پر ایمان

۳۔اللہ کے فرشتوں پر ایمان

۴۔اللہ کی کتابوں پر ایمان

۵۔روز آخر یعنی قیامت پر ایمان

چنانچہ یہی ایمانیات کے بنیادی عناصر ہیں جن کی طرف انسان کو متوجہ کیا گیا۔قرآن حکیم میں

ایمان وعقائد کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے انھی امور کی دعوت دی گئی چند آیات سے استفادہ کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُوْنَ (3) والَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا أنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ (4)

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2.4/2)

ترجمہ:

''جولوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں، نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اِن کو عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جولوگ ایمان لاتے ہیں اُس کتاب پر بھی جو آپ پر اتاری گئی اور اُن کتابوں پر بھی جو اس سے قبل نازل کی گئیں۔ اور وہ لوگ روز جزا پر بھی یقین رکھتے ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَـٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّيْنَ۔

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 177/2)

ترجمہ:

''اور نیکی یہ ہے کہ جو شخص خدا پر، آخری دن پر، فرشتوں پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر ایمان لاتے ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورۃ بقرہ میں ہی آخر میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (285)

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 285/2

ترجمہ:

’’ پیغمبر پر جو کچھ اتارا گیا اُس پر وہ خود اور تمام مومن ایمان لائے، خدا پر، فرشتوں پر ،اُس کی کتابوں پر اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان لائے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور سورۃ نساء میں اِنہی عقائد کی تعلیم اِن الفاظ میں دی گئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِى نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِىَ أَنزَلَ مِن قَبْلُ وَمَن يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيدًا (136)

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 136/4

ترجمہ:

’’اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ خدا پر، اور اُس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے اتاری، جو شخص خدا کا ،اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور روز آخرت کا انکار

کرے گا وہ سخت گمراہ ہوا‘‘۔

ایمان اور کفر دو مختلف احساس رکھنے
والی کیفیات ہیں ، ایمان راستی اور
طہارت ہے تو کفر نظافت اور کذب
ہے ۔ اس لیے ایک صاحب ایمان
اور ایک کافر کی زندگی اور نظریے میں
اتنا ہی فرق ہوتا ہے جتنا کہ زمین و
آسمان میں ہے۔

اللہ پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور خوبصورت پیدا کیا، اُس کو بنایا، سنوارا، اُس کے لیے نعمتیں اتاریں ،اُس پر احسانات کیے، اُس پر رحمت کی ،اُس کے لیے انعام تراشے، اُس کے لیے جنت بنائی۔ اس لیے انسان روزِ اول سے ہی اپنے رب سے وابستہ رہا اور اپنے دل میں رب قدیر کی محبت کو محسوس کرتا رہا ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور قہر سے واقف رہا اس لیے وہ اس کو راضی کرنے کی کوششوں میں مصروف رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو کبھی مایوس نہ کیا اور ہمیشہ اس کی توبہ کو قبول کیا۔ دوسری طرف شیطان اپنی پوری ذریت کے ساتھ انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہا اور اس ضمن میں اُسے کافی کامیابی بھی حاصل ہوئی۔ اولین دور توحید کا دور تھا جب ایک دور گزر گیا تو شیطان انسان کو شرک کی طرف مائل کرنے میں کامیاب رہا اور انسانوں کی راہ کھوٹی کرنے لگا۔ چنانچہ لوگ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگے کسی نے دو خدا بنا لیے (مجوسی) کسی نے تین خدا بنا لیے (نصاریٰ) اور کسی نے سینکڑوں خدا بنا لیے (ہندو) اور اس عہد میں تو لوگوں کی کثیر تعداد نے خدا

کے وجود سے ہی انکار کردیا (دہریون)۔تاہم چونکہ توحید اور شرک کے بارے میں ہم مفصل تذکرہ کرچکے ہیں اس لیے یہاں اللہ کی صفات اور اللہ اور بندے کے باہمی تعلق کے بارے میں مختصراً کچھ عرض کریں گے۔

یادرہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اس زمین پر جتنے بھی انبیاء ورسل اتارے تمام کے تمام پیغام توحید لے کراترے،تاہم قدیم زمانوں میں لوگوں کے اذہان اس مقام پر نہ پہنچے تھے کہ انھیں توحید کی دلیل وبرہان سے بھی آگاہ کیا جاتا اس لیے کہ اُن زمانوں میں اگرچہ بت پرستی،ستارہ پرستی اور آگ پرستی تو موجود تھی مگر دہریت موجود نہ تھی اور نہ ابھی خدا کے موجود ہونے یا غیر موجود ہونے جیسے احمقانہ مباحث کا آغاز ہوا تھا اس لیے اُن قوموں کو اللہ کی اطاعت کا مختصر پیغام پہنچایا جاتا جس پر اُن کے ایمان وکفر کا اعتبار ہوتا۔جہاں تک اہل عرب کا تعلق ہے تو وہ اللہ کے نام اور مقام سے بخوبی واقف تھے،مگر اُس کو تنہا مالک نہیں سمجھتے تھے،اور یہودیوں کا خدا اُن کا خاندانی خدا بن کے رہ گیا اور انھوں نے اللہ کی عالمگیریت کو رد کردیا تھا اُن کے خیال میں خدا صرف اُن کا تھا اور اُن کی قوم ہی اللہ کی واحد محبوب قوم تھی اور انھی کے لیے جنت ہے اور انھیں اللہ کی ناراضگی کا ذرا بھی ڈر نہ تھا حالانکہ وہ اللہ کے پیغمبروں کو قتل تک کر دیا کرتے،انھوں نے اللہ کو اُس کے مقام سے بہت پست کردیا تھا اُن کا خدا اُن کے نبی سے کشتی لڑتا ہے،اُن کے مطابق خدا کی اولادیں ہیں اور انھی کے تصور الہٰ میں یہ بھی ہے کہ اُس نے سات دن میں زمین بنائی پھر تھک گیا اور اگلے روز چھٹی کی۔رہا عیسائیوں کا معاملہ تو اُن کے ہاں بھی خدا کا عجیب سا ہی تصور ہے جسے اگر چند لفظوں میں بیان کیا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اُن کے خدا نے سب کچھ مسیح کے حوالے کردیا اور خود علیحدہ ہوکر بیٹھ گیا۔اسی تناظر میں جب آنحضرت محمد ﷺ نے اللہ کا تصور پیش کیا تو دنیا حیران رہ گئی۔اسلام نے خدا کا خوبصورت جامع اور مکمل تصور پیش کیا،خدا کے جلوے کو اس طرح نمایاں کیا کہ ہر طرف نور کی برسات

ہونے لگی۔آنحضرت محمد ﷺ نے صحابہ کو بتایا کہ اللہ تو وہ ہے جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے، وہی زمین و آسمان کا مالک ہے۔اوپر سے لے کر نیچے تک ہر چیز کا وہی مالک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا مالک وہی ہے۔اُس کے کاروبار میں اُس کا کوئی شریک نہیں، اُس کی شہنشاہی میں کوئی حصے دار نہیں، اس کے کارخانہ قدرت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں، کائنات کا کوئی ذرہ نہیں جو اس کے حکم سے باہر ہو، دنیا کی کوئی چیز اُس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں، شجر و حجر، جنگل و پہاڑ، صحرا و دریا سورج و چاند، زمین و آسمان سب اسی کی تسبیح و تحلیل میں مصروف ہیں، وہی ایک قوت والا ہے باقی سب کمزور ہیں، وہی ایک باقی رہنے والا ہے باقی سب کو فنا ہے، وہی ایک علم والا ہے باقی سب جاہل ہیں، وہی ایک بے نیاز ہے باقی سب اُس کے محتاج ہیں، وہی حقیقی بادشاہ ہے ہر عیب سے پاک، ہر برائی سے منزہ، ہر الزام سے بری اُس کے مانند تو کوئی نہیں جس سے اُس کو تشبیہ دی جا سکے۔چنانچہ اہل عرب اللہ کی صفات کاملہ سے واقف ہو گئے اور جلد ہی سب اللہ ہی کے ہو کر رہ گئے اور اللہ ہی کا پیغام دنیا کو منتقل کرنے میں مشغول ہو گئے اور بھول گئے کہ کبھی وہ مشرک تھے اور ادنیٰ سی اشیاء کی پوجا کیا کرتے تھے۔اب اُن کے پاس اللہ کا حقیقی تصور موجود تھا اس لیے وہ ہر غیر معبود سے بے نیاز ہو چکے تھے۔قرآن حکیم نے اُن کے دلوں کے تمام شک دور کر دیئے تھے۔اللہ جل وشانہٗ کی عزت و عظمت کو قرآنی آیات سے جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ (2) الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (3)
مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ (4) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (5)

القرآن الحکیم (سورۃ فاتح 2.5/1)

ترجمہ؛

”سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، جو بڑا مہربان اور نہایت

رحم کرنے والا ہے، جو قیامت کے دن کا مالک ہے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

سورہ زمر میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ ○

القرآن الحکیم (سورۃ زمر 6/39)

ترجمہ:

”وہ اللہ ہے وہی تمہارا رب ہے، اُسی کی بادشاہی ہے، اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو تم کہاں پھرے جاتے ہو“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى أَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ○

القرآن الحکیم (سورۃ زمر 5/39)

ترجمہ:

”وہی ہے جس نے زمین وآسمان کو خاص حکمت کے ساتھ پیدا ہے اور وہی ہے جو رات سے دن کو دن کو رات سے نکالتا ہے، وہی ہے جس نے چاند اور سورج کو کام پہ لگا رکھا ہے ایک مقررہ وقت تک ایسا ہی چلتا رہے گا، یاد رکھو کہ وہ زبردست ہے اور بڑا ہی بخشنے والا بھی“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ۔

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 59/6)

ترجمہ:

”غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، اُس کے سوا اُن کو کوئی نہیں جانتا، خشکی اور تری میں جو کچھ ہے وہ اس کو جانتا ہے، اُس کی اجازت کے بغیر کسی درخت سے ایک پتہ تک نہیں گرتا اور نہ زمین کی تاریکیوں میں کوئی دانہ ہے جس کا اُس کو علم نہ ہو“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوا کہ!

اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَن تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَن تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿26﴾

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 26/3)

ترجمہ:

”اے اللہ! اے بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے، تو جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے بے شک تو ہر چیز پہ قادر ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَإِن يَمْسَسْكَ اللّهُ بِضُرٍّ فَلاَ كَاشِفَ لَهُ إِلاَّ هُوَ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلاَ رَآدَّ لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (107)

القرآن الحکیم (سورۃ یونس 107/10)

ترجمہ:

”اور اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جو تجھے اس سے نجات دے، اور اگر وہ تیرے ساتھ بھلائی کرے تو کوئی نہیں جو اس کے فضل و کرم کو روک سکے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اپنے فضل سے ممتاز کرے اور وہی گناہوں کو معاف کرنے والا ہے، رحم کرنے والا ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر فرمایا کہ!

اللّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاء وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ يَؤُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (255)

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 255/2)

ترجمہ؛

”اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی نہیں، وہی جیتا ہے اور سب اس کے سہارے جیتے ہیں اُس کو اونگھ ہے نہ نیند، زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب اسی کا ہے، کون ہے ایسا جو اس کے سامنے اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے، جو لوگوں کے روبرو ہے جو لوگوں کے پیچھے ہے، وہ سب کو جانتا ہے، وہ اس کے علم کے حصہ کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس کا تخت آسمانوں اور زمینوں کو سمائے ہے، اِن آسمانوں اور زمین کی نگرانی اسے تھکاتی نہیں اور وہی اوپر اور بڑا ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قرآن حکیم میں مزید فرمایا گیا کہ!

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَہُوَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ (1) لَہُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ یُحْیِی وَیُمِیتُ وَہُوَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ (2) ہُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ وَہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیمٌ (3) ہُوَ الَّذِی خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِی سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَی عَلَی الْعَرْشِ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْأَرْضِ وَمَا یَخْرُجُ مِنْہَا وَمَا یَنزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیہَا وَہُوَ مَعَکُمْ أَیْنَ مَا کُنتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِیرٌ (4) لَہُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَی اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ (5) یُولِجُ اللَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَیُولِجُ النَّہَارَ فِی اللَّیْلِ وَہُوَ عَلِیمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (6)

القرآن الحکیم (سورۃ الحدید 1.6/57)

ترجمہ؛

’’اللہ ہی کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو آسمانوں میں ہیں یا زمین میں اللہ زبردست اور حکمت والا ہے، اُسی کی سلطنت ہے آسمانوں پر بھی اور زمینوں پر بھی، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اس لیے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے، اُس نے زمین وآسمان کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر متمکن ہوا۔ وہ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہو یا جو اس سے باہر نکلتی ہے، جو چیز آسمانوں سے اترتی ہے یا آسمانوں میں چڑھتی ہے، اللہ تو تمھارے ساتھ ہی رہتا ہے چاہے تم جہاں بھی رہو وہ تمھارے سب اعمال کو دیکھتا رہتا ہے، اُسی کی سلطنت ہے زمین پر اور آسمانوں پر اور سب امور اُسی کی طرف لوٹائے جائیں گے، وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اللہ تو دل کی باتوں تک کو جانتا ہے‘‘۔

یہ اور اِن جیسی سینکڑوں آیات ہیں جن سے اللہ رب العالمین کی شان وعظمت وجلالت کا ظہور ہوتا ہے۔ جب اللہ کی یہ شان ہے تو یقینی طور پہ انسان جو اللہ کا نائب ہے وہ بھی بلند مراتب کا حامل ہے۔ اسی بات کو آنحضرت محمد ﷺ نے عربوں سے بیان کیا اور انھیں احساس دلایا کہ تم جو بتوں کو سجدے کرتے ہو، پتھروں کو پوجتے ہو، درختوں کے آگے جھکتے ہو، جنات اور ارواح خبیثہ کی دہائی دیتے ہو آسمانی مخلوقات کو ارباب جانتے ہو، انسانوں کو خدا سمجھتے ہو دراصل یہ تمھاری نادانی ہے اس لیے کہ کائنات کی تمام اشیاء تو تمھارے لیے پیدا کی گئیں اور تم ہو کہ مخدوم ہو کر اپنے ہی خادموں کی پوجا کرنے لگے۔ قرآن حکیم میں انسان کی پیدائش کے واقعات بیان کرتے ہوئے بتا دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نہایت محبت اور پیار سے بنایا ہے اور اُس کو فرشتوں کے مقابل اسماء کا علم اس لیے عطا کیا گیا کہ اُس نے اِن تمام اشیاء

کو انسانوں کے تصرف میں دینا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس بات کو مقدر کر دیا تھا کہ اُس کی کروڑوں مخلوقات میں سے انسان ہی نے خدا کی اتاری ہوئی امانت کا بوجھ سنبھالنا تھا اس لیے اُسے دیگر مخلوقات پر فوقیت بخشی گئی قدرت عطا کی گئی اور وہ شرف عطا کیا جسے اٹھانے سے پہاڑ بھی گھبرائے، آسمان بھی لرزے، جس کے سامنے سمندروں نے بھی سر جھکا دیا اُسے حضرت انسان نے اٹھایا قرآن حکیم میں اس کا ذکر موجود ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ!

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَن يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ.

القرآن الحکیم (سورۃ الاحزاب 72/33)

ترجمہ؛

”ہم نے اپنی امانت آسمانوں پر زمین پر اور پہاڑوں پر پیش کی تو انھوں نے اس بارِ امانت کو اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈرے مگر انسان نے اس کو اٹھا لیا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اسی ضمن میں آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا (70)

القرآن الحکیم (سورۃ بنی اسرائیل 70/17)

ترجمہ؛

”ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی خشکی اور تری میں اُن کو سواری دی، اور ستھری چیزوں

کی اُن کو روزی بخشی اور انسان کو بہت سی پیدا کی ہوئی چیزوں پر فضیلت دی‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات سے ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی دیگر مخلوقات پر کس قدر فضیلت عطا کی اور انسان کو اس زمین پر اپنا خلیفہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بتایا کہ روئے زمین کی تمام چیزیں تمھاری خاطر ہی پیدا کی گئیں، اس بیان کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب تمام کائنات کو انسان کی معاونت کا حکم دیا تو اس کے بعد انسان کا فرض ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کے لیے ہر دم مستعد ہو جائے جو کائنات کے ہر ذرہ کا رب ہے اور کوئی نہیں جو اس کی استطاعت سے باہر ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ رب العزت کی توحید و صفات کا بسیط تذکرہ ہے جن سے اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ قرآن حکیم سے تعلق رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ قرآن حکیم کا شاید ہی کوئی رکوع ہو گا جس کا خاتمہ اللہ کی توصیف و حمد پر نہ ہو مثال کے طور پہ چند آیات تحریر کی جاتی ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُّورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَن يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (35)

القرآن الحکیم (سورۃ نور 35/24)

ترجمہ؛

’’اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس کے نور کی مثال یہ ہے کہ ایک طاق ہو جس میں

چراغ ہو، چراغ ایک شیشہ کے اندر ہو، شیشہ اتنا صاف ہو کہ گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے، وہ چراغ زیتون کے مبارک درخت کے تیل سے جلایا گیا ہو، نہ وہ پورب ہے نہ پچھم ہے، اس کا تیل اتنا صاف ہے کہ آگ کے چھوئے بغیر وہ آپ سے آپ جلنے کو ہو، روشنی پر روشنی، خدا اپنی روشنی تک جس کو چاہے پہنچا دے، اور خدا لوگوں (کو سمجھانے کے لیے) مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

ہُوَ اللَّـهُ الَّـذِی لَا إِلَـهَ إِلَّا ہُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ (23) ہُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِءُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَہُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (24)

القرآن الحکیم (سورۃ حشر 23.24/59)

ترجمہ:

”وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں، چھپے اور کھلے کا علم رکھنے والا، وہی رحم کرنے والا اور مہربانی والا ہے، وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی اللہ نہیں، سب کا بادشاہ پوری سلامتی والا، امن والا ہر شے پر گواہ، غالب سب پر قابو والا، بڑائی والا ہر اُس چیز سے پاک جس کو یہ مشرک خدا کا شریک بناتے ہیں، وہی اللہ پیدا کرنے والا، بنانے والا ہر چیز کی صورت کھینچنے والا، اسی کے لیے سب اچھے نام ہیں جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، وہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

تاریخ کے دریچوں میں جھانکیں تو مختلف قوموں کے ہاں اللہ کا مختلف تصور پایا جاتا ہے جو کہ یقینی طور پر بوسیدہ تھا اور واضح نہ تھا۔عربوں کے ہاں بھی خدا کے متعلق جو تصور تھا وہ کافی پست تھا جسے محمد ﷺ نے مٹا کر اللہ کا بلند اور واضح تصور پیش کیا۔اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوسکتا ہے جسے احادیث کی کتابوں سے نقل کیا جاتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل قریش کے سامنے اللہ کا حقیقی تصور پیش کیا تو وہ جو اپنے دیوتاؤں کی اُن دیوتاؤں کی بیویوں اور اولادوں کی حمد و ترانے گاتے تھے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ ﷺ اپنے رب کا نسب بیان کریں۔گویا وہ اپنے دیوتاؤں سے رسول اللہ ﷺ کے خدا کا مقابلہ کر کے یہ کہنا چاہتے تھے کہ اُن کے دیوتا حسب و نسب کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے خدا سے بہتر ہیں مگر جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کے سوال کا جواب دیا تو ششدر رہ گئے کہ اُن کے لیے اس بات کا تصور بھی محال تھا کہ ایک خدا اتنی بڑی کائنات کو سنبھال سکتا ہے،اسی لیے کہ انھوں نے تو کائنات کا نظم بہت سے دیوتاؤں میں بانٹ رکھا تھا۔بارش وہ کسی دیوتا سے مانگنے تھے تو اولاد کسی اور دیوتا سے،رزق کسی اور دیوتا سے مانگتے تھے تو فتح کسی اور دیوتا کا منصب تھا۔اس لیے جب رسول اللہ ﷺ نے اُن کے سامنے اللہ کا حقیقی تصور پیش کیا تو اپنے تنگ دامن کی وجہ سے انھیں اس کا ادراک ہی حاصل نہ ہوسکا۔

نبی اکرم ﷺ نے اُن کے سامنے سورہ اخلاص کی تلاوت کی تھی۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (1) اللَّهُ الصَّمَدُ (2) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (3)
وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ (4)

القرآن الحکیم (سورۃ اخلاص 1.4/112)

ترجمہ:

”کہہ دے اے پیغمبر! اللہ ایک ہے وہ تنہا اور بزرگ اور بے نیاز اور عالم کا مرجع ہے اور جائے پناہ ہے،نہ اس کے کوئی اولاد ہے نہ اس کے ماں باپ ہیں،نہ کوئی اس کا

ہمسر ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اوپر تحریر کی گئی روایت کے راوی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہٗ ہیں جو صحابہ میں سب سے زیادہ قرآن کے ماہر مانے جاتے تھے۔سورۃ اخلاص کی تفسیر بیان کرتے ہوئے انھوں نے ارشاد فرمایا کہ !صمد وہ ہے جو نہ جنتا ہے نہ کسی نے اس کو جنا ہو، کیونکہ جو جنا جاتا ہے وہ مرتا بھی ہے اور جو مرتا ہے وہ اپنی اولاد یعنی جانشین بھی چھوڑتا ہے،خدا اِن امور سے منزہ ہے اس لیے کہ وہ نہ مرتا ہے اور نہ اُس کو کسی نے جنا ہے اور نہ کسی کو اُس نے جنا ہے۔نہ کوئی اُس کا جانشین ہے اور نہ کوئی اُس کا ہم سر ہے،یعنی نہ تو کوئی اُس کے برابر ہے اور نہ کوئی اُس کی مثل ہوسکتا ہے جس سے اُس کو تشبیہ دی جا سکے۔چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ عربوں کے ہاں اللہ کا تصور نہایت پست تھا۔مگر وہی عرب تھے جنھوں نے جب اللہ کی ذات کا حقیقی ادراک حاصل کرلیا تو وہ اخلاقی عقائدی اور عسکری حوالوں سے دنیا کی بلند ترین قوم بن کر ابھرے اور نہایت مختصر وقت میں اُن کی کایا پلٹ گئی اُن کے دل بھی بدل گئے اور اُن کی زندگی بھی بدل گئی۔اس امر کا اندازہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہٗ کی اُس تفسیر سے بھی ہوتا ہے جو انھوں نے سورہ اخلاق بیان کرتے ہوئے کی۔یاد رہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہٗ اُسی عرب معاشرہ کا حصہ تھے جو رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے پہلے بت پرست تھے۔مگر جب اُن کا دل روشن ہوا تو اُن کے علم کا معیار بلند و بالا ہو گیا اور یہی اللہ کا حقیقی فضل تھا جو اللہ نے اہل عرب پہ کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں کہ اللہ فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کے بیٹے نے مجھے جھٹلایا، آدم کے بیٹے نے مجھے گالی دی، اُس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ مجھے دوبارہ کیسے پیدا کرے گا حالانکہ اللہ کے لیے تو نہ پہلی بار پیدا کرنا دشوار تھا اور نہ دوسری بار پیدا کرنا دشوار ہے، بلکہ دوسری بار پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے نسبتاً آسان ہے۔اور اُس کا گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا

ہے کہ اللہ کے اولاد ہے حالانکہ اللہ تو صمد ہے۔ جس کو کسی نے نہیں جنا اور نہ اُس نے کسی کو جنا ہے اور نہ کوئی اُس کا ہمسر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یمنی عرب ہیں اور اُسی عرب معاشرے کے ایک فرد ہیں جو تعلیم محمدی سے پہلے اِن حقائق سے بے بہرہ تھا مگر اب انھی اُجڈ عربوں کے منہ تنزیہ و تقدیس کے موتی اُگل رہے تھے۔ مفسرین نے بیان کیا ہے کہ سورہ اخلاص میں اگرچہ سب سے چھوٹا لفظ صمد ہے مگر یہ لفظ درحقیقت قرآن حکیم کی بلاغت کا مظہر ہے۔ جس نے اپنے اندر صفات الٰہی کا بے پایاں دفتر چھپا رکھا ہے۔ لغت میں صمد کے معنی ہیں، اونچی پتھریلی زمین جو کسی ایسے علاقے میں ہو جہاں جب سیلاب آئے تو اُس چٹان کی چوٹی تک نہ پہنچ سکے اور اُس چوٹی پر چڑھ کے اپنی جانیں بچائیں۔

پھر اسی لفظ صمد کے ایک معنی سردار کے بھی ہیں جس کی غیر موجودگی میں کوئی مجلس مکمل نہ ہوتی ہو جس کی موجودگی کے بغیر کوئی فیصلہ مکمل نہ ہوتا ہو۔ اور سردار اُس کو بھی کہتے ہیں جس کے اوپر کوئی سردار نہ ہو جو کسی اور کے سامنے جواب دہ نہ ہو جو دوسروں کے لیے جائے پناہ ہو جس کے دامن پناہ میں دوسرے لوگ سکون محسوس کریں۔

پھر اسی لفظ صمد کے معنی مرجع و مرکز کے بھی ہیں لوگ دوڑ دوڑ کر جس کی طرف آئیں۔ حقیقت یہی ہے کہ اللہ صمد ہے۔ وہ قومیں جنھوں نے توحید کو نہ پہچانا انھوں نے انسانیت کے مرتبے کو بھی نہ پہچانا تھا اسی لیے قدیم زمانے کی تہذیبیں شاہد ہیں کہ انسان مظاہر فطرت کا غلام ہو کر رہ گیا تھا۔ مگر جب دنیا کے مرکز مکہ میں ہدایت کا سورج طلوع ہوا تو انسانوں کے دلوں سے حقیقی اللہ کے سوا ہر قسم کا خوف دور ہو گیا۔ سورج سے لے کر زمین تک ، پہاڑوں سے لے کر سمندروں تک سب انسان کے غلام بن گئے۔ بادشاہوں کے جلال و جبروت کا طلسم ٹوٹ گیا ، بابل و مصر، ہندو و ایران کے خداؤں سے مسلمانوں کا خدا بلند و بالا اور برتر تھا اس لیے وہ غالب ہو گیا۔ یہ دین توحید ہی تھا جس نے بلند و بالا و کمتر، کمزور و طاقتور، غلام و آقا سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا۔ دنیا کو مساوات کا وہ تصور دیا جس سے دنیا کا رنگ ہی بدل گیا۔ اپنوں

اور بیگانوں سب کو اصول کی صداقت کو تسلیم کرنا پڑا۔مساوات کی نعمت نے ہر قسم کے مصنوعی امتیازات کو ختم کر دیا، اسلام کی نظر میں سب ایک خدا کے بندے ہیں اور سب یکساں وسرافگندہ ہیں، دولت وفقر، رنگ وروپ اور نسل وقومیت کا کوئی امتیاز باقی نہ رہا سب انسان برابر ہو گئے صرف تقوی برتری کا جواز قرار پایا قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ O (الحجرات)

ترجمہ؛

''تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو متقی ہے، اللہ جاننے والا اور باخبر ہے۔

رسولوں پر ایمان

دنیا کے تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ انسان خود کو پہچان سکے۔ اپنے ساتھیوں اور رشتے داروں کا تعین کر سکے اور انبوہ آدم میں اپنی پہچان الگ سے بیان کر سکے۔ روزِ اول سے انسان کو توحید کا درس دیا گیا اور صدیوں انسان توحید پہ ہی کاربند رہا۔ پھر شیطان نے اُسے اکسایا اور اُس کے ذہن میں ابہام پیدا کیا اور لوگ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرنے لگے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اس بات کا بھر پورا اہتمام کیا کہ انسان اپنے شرف کو نہ بھولے اور دین توحید پر کامل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ سے زائد پیغمبر پیام توحید کے ساتھ انسانوں کی طرف اتارے جو لوگوں کو ہدایت اور راستی کی طرف بلاتے رہے۔ مگر انسانوں کی کثیر تعداد اپنے نفس کی آواز پر متوجہ رہے اور دین شرک کو اپنانے پر بضدر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابیں نازل کی تاکہ لوگوں پر حجت تمام ہو جائے۔ انبیاء و رسل کا سلسلہ ہزاروں سال جاری رہا اور انسانوں کی ہدایت پر متعین رہا اور لوگوں کو فلاح کی طرف بلانے کا فریضہ ادا کرتا رہا۔ جن کے نصیب میں ہدایت تھی انھوں نے اللہ کے رسولوں کا پیغام قبول کیا اور دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کی مگر حقیقت یہی ہے کہ ہمیشہ سے انسانوں کی کثیر تعداد نے حق کو پہچاننے سے انکار کیا اور اپنے آباء کے طریقے پر جمے رہنے کو بہتر جانا چاہے اُن کے آباء گمراہ ہی کیوں نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد

انبیاء ورسل کی آمد کا سلسلہ ختم ہو گیا انسانوں کے لیے ہدایت کا آخری صحیفہ اتار دیا گیا۔رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دی جسے لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے قبول کرلیا۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو قبول کرلے اصطلاح میں اسے مسلمان کہا جائے گا۔مگر اُس کے حقیقی مسلمان ہونے کی جو بنیادی شرائط رسول اللہ ﷺ نے بیان کی ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے کہ انسان اس بات کا اقرار کرے کہ رسول اللہ ﷺ کی آمد سے پہلے اللہ کے جو برگزیدہ پیغمبر لوگوں کی ہدایت پر معمور رہے ہیں وہ سچے تھے اُن کا پیغام سچا تھا اور وہ اِن پر بھی ایمان لاتا ہے جس طرح کہ وہ آنحضرت محمد ﷺ پر ایمان لایا ہے۔

آنحضرت محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے دنیا کا حال کچھ عجیب سا ہی تھا۔دنیا کی ہر قوم بجائے خود یہ خیال کرتی تھی کہ ہدایت صرف اُسی کے پاس ہے اور باقی ساری دنیا کے لوگ گمراہ ہیں۔ ایران کے زردشتی ہوں یا عرب کے بت پرست، ہند کے آریہ ورت ہوں یا بابل ونینوا کے سورج پرست یا شام ومصر کے یہودی سب کا یہی گمان تھا کہ ہدایت صرف اُن کے پاس ہے اور دنیا کی دوسری قومیں اس فیض سے محروم ہیں۔بھارت کے آریہ سماج کا خیال تھا کہ پرمیشور صرف اُن کی ہدایت کا ذمہ دار ہے اس لیے باقی ساری دنیا گمراہ ہے۔ایران کے زردشتیوں کا خیال تھا کہ ایران کے سوا ساری دنیا جلوہ یزانی سے محروم ہے۔بنی اسرائیل کے لوگ تو روز اول سے خود اللہ کی برگزیدہ مخلوق خیال کیے بیٹھے تھے۔یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی کو اللہ کا پیغمبر ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔اور ایک عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا باقی تمام پیغمبروں کا انکار کرنے کے باوجود اپنے مذہب پر خود کو قائم جانتا تھا۔ ہندو ساری دنیا کے انسانوں کو ملیچھ (ناپاک) کہتا تھا،اور زردشتی ساری دنیا کو بہر ظلمات اور خود کو نورانی کہتا تھا۔یقیناً اُن کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری نہ تھا پھر آنحضرت محمد ﷺ نے اس امتیاز کو ختم کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو میرا امتی ہے اُس کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کے تمام نبیوں کو برحق جانے اور اُن پر ایمان لائے۔انھوں نے اپنی امت کو

بتایا کہ سلیمان علیہ السلام ہوں یا داؤد علیہ السلام ،عیسی علیہ السلام ہوں یا موسی علیہ السلام ،نوح علیہ السلام ہوں یا ابراہیم علیہ السلام ، صالح علیہ السلام ہوں یا یحییٰ علیہ السلام سب اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں اور لوگوں کی طرف پیغام حق لے کر اترے ہیں اس لیے اُن سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔قرآن حکیم نے رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تائید کی۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُواْ بَيْنَ اللّهِ وَرُسُلِهِ وَيقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُواْ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاً (150) أُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقّاً وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَاباً مُّهِيناً (151) وَالَّذِينَ آمَنُواْ بِاللّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُواْ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ أُوْلَـئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللّهُ غَفُوراً رَّحِيماً (152)

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 150.152/4)

ترجمہ:

”بے شک جو اللہ اور اُس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے رسولوں کے مابین فرق کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانیں گے اور بعض کو نہیں مانیں گے اور چاہتے ہیں کہ اس کے بیچ بیچ کوئی راستہ نکال لیں ،وہی تو درحقیقت کافر ہیں اور کافروں کے لیے ہم نے اہانت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔اور جو اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور اُن رسولوں میں سے کسی کے درمیان فرق نہ کرے تو وہی ہیں جن کو اللہ اُن کی پوری مزدوری دے گا اور اللہ بخشنے والا اور بہت رحیم ہے۔

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَمَن يَكْفُرْ بِاللّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيدًا (136)

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 136/4)

ترجمہ:

''اور جس نے خدا کا اور اُس کے فرشتوں کا اور اُس کی کتابوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور روز قیامت کا انکار کیا وہ نہایت سخت گمراہ ہوا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پیغمبروں میں تفریق کرنا کفر ہے اور یہی مسلک حق ہے یہی مسلمانوں کا یقین ہے ورنہ دین حق تمام تر مشکوک ہو کر رہ جائے اگر یہ کہا جائے اللہ کا فلاں پیغمبر تو حق پر تھا مگر فلاں پیغمبر حق پر نہ تھا ۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس بُری بات سے بچائے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم یہ ہے کہ اللہ کے تمام پیغمبروں اور رسولوں کو یکساں خدا کا رسول صادق اور راست باز تسلیم کیا جائے۔ یاد رہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹا یعنی کاذب قرار دیتے تھے اور اُن پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے کہ ہم آپ کی تمام باتوں پر ایمان لاتے ہیں اگر آپ صادق انبیاء کی فہرست سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کو خارج کر دیں مگر آنحضرت محمد ﷺ نے اُن کے اس مطالبے کو سختی کے ساتھ رد کر دیا بلکہ اُن کے اس مطالبے کو اُن کی جاہلیت قرار دیا۔اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تمام انبیاء ورسل پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اگرچہ قرآن حکیم میں بھی تمام انبیاء ورسل کے نام اور اُن کی قوموں کی تفصیلات فراہم نہیں کی گئیں اس باوجود عام حکم یہی ہے کہ اللہ کے تمام پیغمبروں پر ایمان لایا جائے چاہے تم انھیں جانتے ہو یا نہیں جانتے۔

کتاب مقدس میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن
بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ
وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُوراً (163) وَرُسُلاً قَدْ
قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلاً لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ
وَكَلَّمَ اللّهُ مُوسَى تَكْلِيماً (164) رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ
وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ
الرُّسُلِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيزاً حَكِيماً (165)

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 163.165/4)

ترجمہ:

''ہم نے (اے محمد) تمھارے پاس وحی بھیجی جس طرح نوح اور اُن کے بعد دیگر پیغمبروں کے پاس بھیجی اور ہم نے ابراہیم کو اور اسماعیل کو اور اسحٰق کو اور یعقوب کو اور اُن کے خاندان کو اور عیسیٰ کو اور ایوب و یونس کو اور ہارون کو اور سلیمان کو وحی بھیجی اور داؤد کو زبور عطا کی اور دوسرے رسولوں کو بھیجا جن کا حال تم سے ہم نے پہلے بیان کیا ہے اور اُن رسولوں کو جن کا حال ہم نے تم سے بیان نہیں کیا اور موسیٰ سے بات کی اور اُن رسولوں کو خوشخبری سنانے والا اور ہوشیار کرنے والا بنا کر بھیجا تا کہ رسولوں کے آجانے کے بعد خدا کے آگے کوئی عذر باقی نہ رہے اور خدا غالب و دانا ہے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اسلام میں پیغمبروں کی تعداد محدود نہیں طبرانی کی ایک قدرے ضعیف روایت کے مطابق اللہ نے انسانوں کی طرف ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے، دوسری روایت میں اس سے کم تعداد مروی ہے۔ قرآن حکیم میں نام کے ساتھ صرف انھی پیغمبروں کا تذکرہ کیا گیا ہے جن سے

عرب مانوس تھے یا اُن کے ہمسایہ یہود ونصاریٰ کے صحیفوں میں جن کا ذکر تھا۔اگرچہ قرآن حکیم میں بعض ایسے پیغمبروں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جن کے ذکر سے یہود ونصاریٰ کی کتابیں خالی ہیں اور نہ ہی یہود ونصاریٰ انھیں جانتے تھے جیسا کہ حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام وغیرہ اور قرآن حکیم میں ایسے پیغمبروں کا ذکر بھی موجود ہے جن کو یہود جانتے تو تھے مگر اُن پر ایمان لانے کو تیار نہ تھے۔جیسا کہ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ۔ تاہم قرآن حکیم چونکہ اللہ کی آخری کتاب تھی اس لیے اس میں سب پیغمبروں کا اثبات کیا گیا ہے اور اُن کی صداقت وعظمت کا اعتراف کیا گیا ہے۔اسی سلسلہ میں ایک اور واقعیت کی طرف اشارہ کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے پہلے نبوت، رسالت اور پیغمبری کی کوئی خاص واضح اور غیر مشتبہ حقیقت دنیا کے سامنے موجود نہ تھی۔یہودی اپنے پیغمبروں کے متعلق بس اس قدر اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ مستقبل کی باتیں بتاتے ہیں اور اُن کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔اسی لیے اُن کے ہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت شام کے کاہن اعظم مالک کی شان زیادہ تھی۔حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو تو محض بادشاہ قرار دیتے تھے۔یہی سبب ہے کہ یہودیوں کی کتابوں میں اِن انبیاء کے متعلق بے پناہ بے سروپا باتیں بیان کی گئی ہیں اور اُن کے بلند مراتب کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

اسی طرح کا معاملہ عیسائیوں کے ساتھ بھی ہے اس لیے کہ اُن کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں تو اُن میں بھی رسالت اور نبوت کی کوئی واضح حقیقت بیان نہیں کی گئی۔بلکہ اُن کی ایک کتاب میں تو یہاں تک کہہ دیا گیا کہ مجھ سے پہلے جو آئے وہ چور اور ڈاکو تھے ظاہر ہے کہ یہ الفاظ اللہ کے پیغمبر کے نہیں ہو سکتے بلکہ محض اُن کے ساتھ منسوب کیے گئے ہیں۔موجودہ انجیلوں میں نہ تو خدا کے رسولوں کی تعریف ہے نہ اُن کے تذکرے ہیں نہ اُن کی سچائی وصداقت کی کوئی گواہی ہے۔ اگرچہ حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر انجیل میں کیا گیا ہے مگر اُس کی شان

پیغمبرانہ منصب کے حوالے سے نہایت پست ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کچھ عام لوگوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ تاہم آنحضرت محمد ﷺ نے اِن پیغمبروں کی شان کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا اُن کے کارناموں کا تذکرہ کیا اور اُن کی عظمت وصداقت کی گواہی دی۔ اسلام کا پیغام یہ ہے کہ اللہ کے تمام پیغمبر اس لیے اتارے گئے کہ وہ لوگوں کو سچائی اور نیکی کا راستہ دکھائیں۔ اللہ کے پیغمبر رہنما خوشخبری سنانے والے خدا کے احکامات پہنچانے والے اور لوگوں کو روز آخر سے ڈرانے والے تھے۔ اُن کے پاس اللہ کی وحی آتی تھی جسے وہ لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ وہ اپنی طرف سے لوگوں کو کچھ بھی کہنے کے مجاز نہ تھے بلکہ وہ لوگوں کو جس بات کا حکم دیتے وہ اللہ کی طرف سے اُن پر اتاری جاتی تھی۔ اللہ کے تمام پیغمبر گناہوں سے پاک اور معصوم تھے اور ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ تھے۔ وہ خدا کے نیک اور مقبول بندے تھے اور یقیناً اپنے عہد کے سب سے بہتر لوگ تھے اُن کے سب کام خدا کے لیے تھے اور خدا اُن کے لیے تھا۔ خدا کے یہ برگزیدہ پیغمبر کم وبیش ہر قوم میں اترے اور اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور اُن کو راستی اور فلاح کی طرف متوجہ کیا۔ جنھوں نے اللہ کے انبیاء کا انکار کیا وہ تباہ و برباد ہوئے اور جنھوں نے اللہ کے پیغمبروں کو سچ مانا اُن پر ایمان لائے وہ کامیاب ہوئے۔ قرآن پاک میں اللہ کی اِن جلیل القدر ہستیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اِن پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے اس لیے اسلام کی مبادیات میں تمام انبیاء ورسل کی عظمت وصداقت کو تسلیم کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

ملائکہ پر ایمان

فرشتے اللہ کی پاک مخلوق ہیں جو اللہ کا حکم لے کر زمین پر اترتے ہیں، وہ اللہ کے قاصد ہیں جو وحی لے کر انبیاء رسل تک اترا کرتے۔ فرشتے اللہ کی حمد و تسبیح بیان کرتے ہیں اور اللہ کے ہر حکم کو بجالاتے ہیں۔ ملائکہ جمع ہے ملک کی اور ملک فرشتے کو کہا جاتا ہے، قرآن حکیم میں ملائکہ کو رسل کہہ کر بھی مخاطب کیا گیا ہے جس کا مطلب ہوگا قاصد اور پیام رساں۔ یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ ملائکہ اللہ کی وہ مخلوق ہے جو غیر مادی اور ارواح سے مماثل ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے علم کے مطابق نظام عالم اور اس کے اسباب و علل کے کاروبار کو چلا رہی ہے۔ یعنی فرشتے اللہ کے قاصد ہیں، سفارت کار ہیں جو اللہ کے احکام رسولوں تک منتقل کرتے ہیں اور اللہ کے رسول وہ احکامات لوگوں کو پہنچاتے ہیں اصطلاح میں اِن احکامات کو وحی الٰہی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور مرضی کو ملائکہ پر القاء کرتا ہے اور فرشتے ایک بے اختیار محکوم کی طرح اُس پیغام کو اللہ کے نبیوں تک منتقل کردیتے ہیں۔ گویا کہا جاسکتا ہے کہ فرشتے اللہ کی ایسی مخلوق ہیں جو سرتاپا اطاعت ہیں اور اللہ کے حکم سے ذرا بھی نہ کم کرتے ہیں نہ زیادہ۔ دنیا پر رحمت یا عتاب جو کچھ بھی نازل کیا جاتا وہ فرشتوں کے ذریعے ہی وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اسلام سے قبل اقوام عالم میں فرشتوں کے متعلق عجیب وغریب تصور تھے جنھیں اسلام نے دور کردیا اور لوگوں کو ملائکہ کی اصل ماہیت سے آگاہ کیا۔ تاہم یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دنیا کے اکثر و بیشتر مذاہب میں ملائکہ کا

تصور موجود ہے۔حتیٰ کہ قدیم یونانی فلسفے میں بھی فرشتوں کے وجود کو تسلیم کیا گیا ہے۔یونانی فلسفہ میں فرشتوں کو عقول عشرہ کہا گیا ہے اور ساتھ ہی ملائکہ کو آسمانوں کے اندر بھی الگ الگ اور ذی ارادہ نفوس کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ یونانی فلسفہ الجھن در الجھن ہے اس لیے ملائکہ کے متعلق بھی اُن کا تخیل فلسفیانہ ہی تھا جس کے مطابق وہ مادی اور غیر مادی ارواح کو تسلیم کرتے تھے۔یونانی فلاسفہ کا کہنا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے عقل اول کو پیدا کیا یہ "لوگس" کا تخیل ہے جس سے مقصود وہ اولین ہستی ہے جس کو خدا نے تمام کائنات کی پیدائش کا ذریعہ اور واسطہ قرار دیا اسی کو اہل فلسفہ نے عقل اول کہا۔

پارسیوں کے ہاں ملائکہ کو امشاسپند کا نام دیا گیا، یہودی ملائکہ کو کروبیم کہتے ہیں،عیسائی ملائکہ کو اُن کے ناموں سے یعنی جبرائیل ومیکائیل وغیرہ کہہ کر پکارتے تھے۔آریہ ورت ہندو ملائکہ کو دیوتا اور دیبیاں کہہ کر پکارتے تھے،اور اہل عرب جو رسول اللہ ﷺ کی قوم تھے فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کے مطالعے سے معلوم ہوا ہے کہ عام طور پر اِن مذاہب میں ملائکہ کو اُن کے اصل رتبہ سے بہت بڑھا کر پیش کیا جاتا ہے بلکہ کہیں کہیں تو ملائکہ خدا کے بالکل قریب پہنچ جاتے ہیں جیسا کہ یہودیوں کی کتب میں ملائکہ کو بھی خداوند خدا کہہ کر لکھا جاتا ہے اور معلوم ہی نہیں پڑتا کہ یہاں فرشتے مراد ہیں یا اللہ رب العزت کی بات کرنا مقصود ہے پارسیوں میں امشاسپند کبھی تو خدا کے مقابل نظر آتے ہیں تو کبھی وہ خود ہی خدا بن بیٹھتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ انھیں خدا کی مخلوق بیان کیا جائے۔ہندوؤں اور عربوں کی طرح پارسیوں میں بھی فرشتوں کی پرستش کا رواج تھا بلکہ اُن کے ہاں تو پورا ایک نظم تھا جس کے مطابق بڑے امشاسپند چھ تھے۔تینتیس فرشتے اُن کے ماتحت تھے اور اِن تینتیس فرشتوں کے ماتحت انگنت فرشتے تھے جو نظام کائنات کا اہتمام کرتے تھے۔پارسی چونکہ دو خداؤں کے قائل تھے یعنی نیکی اور بدی کے خدا،اس لیے اُن کے نزدیک ملائکہ بھی دو قسم کے تھے ایک وہ جو اچھے ہیں یعنی نیک فرشتے ہیں اُن کی تعداد کم ہے اور دوسرے بدی کے ملائکہ ہیں جن کی تعداد

بے شمار ہے۔وہ کہتے کہ نیکی کے فرشتے کائنات کو تباہ برباد ہونے سے بچاتے ہیں،اور برائی کے فرشتے دنیا میں مصیبتوں برائیوں اور ہلاکتوں کو دنیا پر مسلط کرتے ہیں۔صابئیوں میں فرشتوں کے لیے باقاعدہ ہیکل تعمیر کیے جاتے،ملائکہ کو مظہر خدا کہا جاتا اور ملائکہ کے لیے قربانی کی جاتی۔عربوں کے ہاں فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا جاتا اور اس سے اُن کا تخیل یہ تھا کہ اللہ کی بیٹیاں اُن کے لیے اللہ کی بارگاہ میں سفارشی ہیں۔تاہم اسلام نے آکر اِن تمام باطل عقائد کو مٹادیا،انسان کو توہمات سے نکال لیا اور جہاں انسانوں کی گردنوں کو انسانوں کے استبداد سے نجات دلائی وہاں اُن کو دیگر توہمات سے بھی نکال لیا اور دین کا وہ سیدھا اور سچا تصور پیش کیا جو نہ صرف قابل قبول تھا بلکہ قابل عمل بھی تھا۔اب ہم قرآن حکیم کی روشنی میں اللہ کی اس مخلوق یعنی ملائکہ کی اصل ہیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ملائکہ اصل میں اللہ کے قاصد ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (1) مَا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ O

القرآن الحکیم (سورۃ فاطر 1/35)

ترجمہ:

”حمد ہو اس خدا کی جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور فرشتوں کو دو دو تین تین اور چار چار شہپر بازؤں والے پیام رساں بنانے والا ہے،وہ پیدائش میں جو چاہے بڑھادے،وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ لوگوں کے لیے جو رحمت کھولے تو کوئی اس کو روکنے والا نہیں ہے اور اگر وہ رحمت کو لوگوں سے روک دے تو کوئی نہیں جو اس کو کوئی

جاری کرا سکے اللہ غالب اور دانا ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قرآن حکیم میں اس امر کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی قوم اللہ کی رحمت کو ٹھکرا دیتی اور اُس کے انبیاء و رسل کا انکار کرتی تو اللہ تعالیٰ ایسی قوموں پر عذاب اتارا کرتے، اور یہ عذاب اللہ کے مقرب فرشتے لے کر اترا کرتے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ (82)

القرآن الحکیم (سورۃ ھود 82/11)

ترجمہ؛

"تو جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے اس کے اوپر کو نیچے کر دیا (یعنی زمین کو الٹ پلٹ دیا) اور اس پر تہ بہ تہ پتھروں کی بارش کر دی"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کے مقرب فرشتے انسانوں کی حفاظت کرتے ہیں اُن کے اعمال و نقل و حرکت کی نگرانی کرتے ہیں، نیک انسانوں کے لیے اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرتے ہیں اور انسانوں کے اچھے برے ہر قسم کے اعمال کو لکھتے رہتے ہیں چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد کیا گیا کہ!

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ (10) كِرَامًا كَاتِبِينَ (11) يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ (12)

القرآن الحکیم (سورۃ الانفطار 10.12/82)

ترجمہ؛

’’بے شک تم پر نگہبان ہیں (فرشتے) جو بزرگ لکھنے والے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتے ہیں‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

سَوَاءٌ مِّنكُم مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَن جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ (10) لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ..

القرآن الحکیم (سورۃ رعد 10/13)

ترجمہ؛

’’تم میں سے کوئی بات چھپا کر کہے یا زور سے کہے یا وہ رات میں چھپے یا دن کو کرے خدا کے تعاقب کرنے والے اُن کے سامنے سے اُن کے پیچھے سے خدا کے حکم سے اُن کی نگرانی کرتے ہیں‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُم حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ (61)

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 61/6)

ترجمہ؛

”اور وہ (خدا) تم پر نگہبان بھیجتا ہے یہاں تک کہ تم میں سے جب کسی کی موت آتی ہے ہمارے قاصد اُس کی عمر پوری کرتے ہیں اور وہ اپنے اس کام میں کمی نہیں کرتے “۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے فرشتے ہی انسانوں کے اعمال کے مطابق اُن کی طرف اللہ کی رحمت یا لعنت لے کر اترتے ہیں ۔قرآن حکیم میں اس امر کی تائید کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿103﴾

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء 103/17)

ترجمہ؛

”نیکو کاروں کو وہ بڑی گھبراہٹ (قیامت) غمگین نہ کرے گی اور فرشتے آگے بڑھ کر اُن کا استقبال کریں گے کہ یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿30﴾ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿31﴾

القرآن الحکیم(سورۃ السجدہ 29.31/41)

ترجمہ؛

’’جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھراس پر قائم رہے اُن پر فرشتے یہ کہتے ہوئے اتریں گے کہ نہ ڈرواورنہ غم کرواوراس جنت کی خوشخبری سنوجس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہم ہی ہیں جوتمھاری پہلی اور دوسری زندگی میں تمھارے رفیق رہے ہیں‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اوراللہ کے فرشتے اللہ کے حکم سے لوگوں کی بداعمالیوں کی بناپراُن بدکاروں پرلعنت بھی کرتے ہیں ارشادہوتاہے کہ!

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (161) خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ (162)

القرآن الحکیم(سورۃ البقرۃ 161,62/2)

ترجمہ؛

’’جوکفرکی حالت میں مرگئےاُن پراللہ کی اورفرشتوں کی اورسب لوگوں کی لعنت ہووہ ہمیشہ ہمیشہ اسی لعنت میں رہیں گےاُن کا عذاب ہلکا نہ ہونے پائے گا اورنہ انھیں مہلت دی جائے گی‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزیدارشادہوتاہے کہ!

أُولَـٰئِكَ جَزَآؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَآئِكَةِ

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (87)

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 87/3)

ترجمہ:

"اُن کی سزا یہ ہے کہ اُن پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور جنت اور دوزخ کا سارا نظم بھی اللہ کے مقرب فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا اس ضمن میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاؤُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا بَلَى وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ (71) قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ (72) وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّى إِذَا جَاؤُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ (73)

القرآن الحکیم (سورۃ زمر 71.73/39)

ترجمہ:

"اور کفر کرنے والے گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس کے چوکیدار فرشتے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو تمھارے

رب کی آیتیں پڑھ کے سناتے اور تم کو اس دن سے ڈراتے ،کافر کہیں گے ہاں وہ آئے تھے۔اور کافروں سے عذاب کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا، پھر اُن سے کہا جائے گا داخل ہو جاؤ جہنم میں جہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے یہ تکبر کرنے والوں کا نہایت ہی برا ٹھکانہ ہے۔اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے انھیں گروہ در گروہ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنت کے پاس پہنچ جائیں گے اور جنت کا دروازہ پہلے سے کھلا ہوا ہوگا اور وہاں کے محافظ فرشتے اُن سے کہیں گے داخل ہو جاؤ انعام والی اس جگہ جہاں تم نے ہمیشہ رہنا ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يَدۡخُلُوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ (23) سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ (24)

القرآن الحکیم(سورۃ رعد 23.24/13)

ترجمہ؛

”اور اِن جنتیوں پر فرشتے ہر دروازہ سے داخل ہو کر کہیں گے تم پر سلامتی ہو یہ تمھارے صبر کا بدلہ ہے اور یہ عاقبت کا گھر کیسا ہی اچھا گھر ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اللہ کے فرشتے سرکشی اور نافرمانی سے دور رہتے ہیں اور ہمیشہ اللہ کی تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں علاوہ ازیں وہ اللہ کے ڈر سے کانپتے ہیں اور اللہ کے حکم سے اللہ کے نیکوکار بندوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (5)

القرآن الحکیم (سورۃ شورہ 5/420)

ترجمہ:

"اور فرشتے حمد کے ساتھ اپنے رب کی تسبیح کرتے رہتے ہیں اور زمین والوں کی بخشش کی دُعا کرتے ہیں مگر بخشنے والا اور رحم کرنے والا اللہ ہی ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا ..

القرآن الحکیم (سورۃ مومن 6/40)

ترجمہ:

"جو (فرشتے) عرش کو اٹھائے ہیں اور اس کے پاس ہیں، وہ سب اپنے پروردگار کی حمد اور تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کی بخشش کی دُعا کرتے ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ (19)

يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ (20)

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء 19.20/21)

ترجمہ؛

''آسمانوں اور زمین میں جو کوئی ہے اُسی کا ہے، اور جو اس کے پاس ہیں (یعنی فرشتے) وہ اس کے سامنے اپنی عبودیت کے اظہار میں غرور نہیں کرتے اور نہ اس کی عبادت سے تھکتے ہیں، وہ رات دن اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور سست نہیں پڑتے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے فرمایا گیا کہ!

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ (26) لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (27) يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ (28)

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء 25.28/21)

ترجمہ؛

''بلکہ وہ بزرگ بندے (فرشتے) ہیں، جو بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے، اور وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور اس کے خوف سے ترساں رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اگلے پچھلے احوال جانتے ہیں، بجز اُس کے جس کی شفاعت میں اللہ کی مرضی ہو وہ نہیں بولتے اور اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے ارشاد فرمایا گیا کہ!

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَآبَّةٍ وَالْمَلآئِكَةُ وَهُمْ لاَ يَسْتَكْبِرُونَ (49) يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (50)

القرآن الحکیم (سورۃ النحل 48.50/16)

ترجمہ:

''اور آسمانوں میں اور زمین میں جو چار پائے اور فرشتے ہیں وہ سب خدا کو سجدہ کرتے ہیں اور اس کے سامنے اپنی بڑائی نہیں کرتے وہ اپنے مالک سے جو اُن کے اوپر ہے ڈرتے رہتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

رسول اللہ ﷺ نے فرشتوں کے متعلق اُن تمام توہمات کو ختم کر دیا جو اُن کے متعلق لوگوں میں پھیلے ہوئے تھے اور تمام جاہلی تخیلات کی تردید کر دی اور بتایا کہ فرشتے جو محض اللہ کی ایک مخلوق ہیں جس طرح اُس کی دیگر کروڑوں مخلوقات ہیں۔فرشتوں کو اللہ کی خدائی میں قطعاً کوئی دخل نہیں بلکہ وہ تو صرف اللہ کا حکم مانتے جو اُن کو دیا جاتا ہے اور اس میں سر مو انحراف نہیں کرتے۔وہ انسان ہی کی طرح اللہ کے بندے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اللہ کے تابعدار بندے ہیں جب کہ انسان نے اپنے ارادہ واختیار کو غلط استعمال کیا اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا اور گناہ کی راہ کو نیکی کی راہ پر ترجیح دی جبکہ دوسری طرف فرشتے انسان کی طرح ارادہ واختیار سے خالی ہیں اس لیے وہ صرف اور صرف تابعدار ہیں اور اللہ کا حکم بجالاتے ہیں اور تسبیح وتحمید میں مشغول رہتے ہیں۔وہ اپنے رب کے قہر سے واقف ہیں اس لیے اللہ کے خوف سے کانپتے رہتے ہیں۔عربوں اور دوسری اقوام میں ملائکہ کے متعلق جو ابہامات پائے ہیں، جو جائلی تخیلات انھوں نے ملائکہ کے بارے میں اپنا رکھے تھے قرآن نے اُن کی بجا طور

پہ تردید کی ہے کچھ آیات پہ نگاہ ڈالتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَداً سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ
(26) لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ (27) يَعْلَمُ
مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى
وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ (28) وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ
مِّن دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي
الظَّالِمِينَ (29)

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء 21/26.29)

ترجمہ؛

”مشرکوں نے کہا کہ مہربان خدا نے اپنا لڑکا بنایا ہے وہ اس سے پاک ہے بلکہ یہ (فرشتے) اس کے معزز بندے ہیں جو بات میں اس پر پیش دستی نہیں کرتے اور اس حکم پر عمل کرتے ہیں خدا اس سے جو اِن کے آگے اور پیچھے ہوتا ہے واقف ہے، وہ شفاعت نہیں کرتے لیکن اسی کی جس کے لیے خدا پسند کرتا ہے اور وہ خدا کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں اور اِن میں سے جو یہ کہتے ہیں کہ میں خدا ہوں تو اس کو بھی ہم اسی طرح جہنم کی سزا دیں گے ایسے ہی ہم ظالموں کو سزا دیتے ہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے ارشاد فرمایا کہ!

إِنَّمَا اللّهُ إِلَـهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا فِي
السَّمَاوَات وَمَا فِي الأَرْضِ وَكَفَى بِاللّهِ وَكِيلاً
(171) لَّن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْداً لِّلّهِ وَلاَ

الْمَلاَئِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَمَن يَسْتَنكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ
وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيهِ جَمِيعاً (172)

القرآن الحکیم (سورۃ نساء 171.172/4)

ترجمہ؛

''خدا تو ایک ہی ہے وہ اس سے پاک ہے کہ اس کے کوئی اولاد ہو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اسی کی ملکیت ہے، اور خدا کا وکیل ہونا کافی ہے مسیح کو اس سے عار نہ ہوگا کہ وہ خدا کا بندہ ہے اور نہ مقرب فرشتوں کو اس سے عار ہے اور جو لوگ اس کی عبادت سے اعراض کریں گے اور غرور کریں گے تو وہ اِن سب کو اپنے پاس اکٹھا کرے گا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر فرمایا کہ!

وَلاَ يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُواْ الْمَلاَئِكَةَ وَالنِّبِيِّيْنَ أَرْبَاباً
أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ (80)

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 80/3)

ترجمہ؛

''خدا نے تمہیں کب حکم دیا ہے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بناؤ، کیا وہ تمہیں مسلمان ہونے کے بعد کفر کرنے کا حکم دے گا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلاَئِكَةِ أَهَؤُلاَء

إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ (40) قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنتَ
وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُم
بِهِم مُّؤْمِنُونَ (41)

القرآن الحکیم (سورۃ سبا 40.41/34)

ترجمہ؛

”اور جس دن وہ سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے کہے گا کیا یہ مشرکین تمہیں کو پوجتے تھے۔ وہ کہیں گے پاک ہے تو، تو ہی ہمارا والی ہے وہ نہیں ہیں بلکہ وہ جنوں کو پوجتے تھے اور وہ اکثر انھی جنوں پر ایمان لائے ہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید فرمایا گیا کہ!

يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ
أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا (38)

القرآن الحکیم (سورۃ نبا 38/78)

ترجمہ؛

”جس دن روح اور فرشتے صف بستہ خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے تو کچھ بول نہ سکیں گے لیکن وہ جس کو وہ مہربان اجازت دے اور وہ ٹھیک بات کہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر ارشاد فرمایا:

وَكَم مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا
إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَن يَشَاءُ وَيَرْضَى (26)

القرآن الحکیم (سورۃ نجم 26/53)

ترجمہ:

''اور آسمانوں میں کتنے فرشتے ہیں جن کی سفارش کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی لیکن اس کے بعد کہ خدا جس کو چاہے اجازت دے اور پسند کرے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُم بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلآئِكَةِ
إِنَاثاً إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلاً عَظِيماً (40) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا
فِي هَـذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُواْ وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلاَّ نُفُوراً (41)
قُل لَّوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذاً لاَّبْتَغَوْاْ إِلَى
ذِي الْعَرْشِ سَبِيلاً (42) سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَقُولُونَ
عُلُوّاً كَبِيراً (43) تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالأَرْضُ
وَمَن فِيهِنَّ۔

القرآن الحکیم (سورۃ بنی اسرائیل 39.43/17)

ترجمہ:

''کیا تمہارے لیے خدا نے بیٹیوں کو پسند کیا اور خود فرشتوں میں سے لڑکیاں اپنے لیے پسند کیں تم یقیناً بہت بڑی بات منہ سے نکالتے ہو اور ہم نے اس قرآن میں بار بار سمجھنے کی باتیں بیان کی ہیں لیکن یہ اِن کی نفرت کو بڑھاتا ہے، کہہ دے اے پیغمبر کہ اگر اس ایک خدا برحق کے ساتھ اور خدا بھی ہوتے تو اسی تخت والے خدا کی طرف وہ راستہ ڈھونڈتے (تاکہ اس سے حکومت چھین لیں) اور یہ مشرک جو کہتے ہیں خدا اس سے بلند و برتر ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ اِن کے درمیان ہے وہ اس کی تسبیح

کرتے ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر فرمایا کہ!

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَاثًا أَشَهِدُوا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ (19) وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ (20)

القرآن الحکیم (سورۃ الزخرف 19.20/43)

ترجمہ؛

"اور اِن مشرکوں نے فرشتوں کو جو رحمت والے خدا کے بندے ہیں عورتیں بنا دیا، کیا وہ اِن کی پیدائش کے وقت حاضر تھے، ہم اِن کی گواہی لکھیں گے اور اِن سے اس کی باز پرس کی جائے گی اور انھوں نے کہا کہ اگر خدا چاہتا تو ہم اِن (فرشتوں) کو نہ پوجتے، انھیں اس کا علم نہیں وہ محض باتیں کرتے ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قرآن پاک میں اس مفہوم کی اور بھی بہت سی آیات ہیں مگر یہاں استقصاء مقصود نہیں یہودیوں عربوں اور ہندوؤں اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے توہمات اور جاہلی تخیلات کا رد مقصود تھا جو اوپر تحریر کی گئی آیات سے بخوبی پورا ہو گیا ہے اور اس امر کو کھول کر بیان کر دیا گیا کہ فرشتے محض اللہ کی ایک مخلوق ہیں اور اِن کے متعلق کسی بھی قسم کی عقیدت محض جاہلیت ہے۔ صرف اس قدر مقصود ہے کہ انسان یہ جان جائے کہ جس طرح انسان، جن اور دیگر لاکھوں کروڑوں مخلوقات کو اللہ نے پیدا کیا ہے اسی طرح اُس نے فرشتوں کو بھی پیدا کیا وہ نہ

کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں نہ بازاروں میں پھرتے ہیں اور نہ کسی لغو میں مشغول ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ انسانی ضرورتوں سے پاک ہیں۔اب اس طرف آتے ہیں کہ ایک مسلمان کے لیے فرشتوں پر ایمان لانا کیوں ضروری ہے۔

- مسلمان کے لیے تو اس سے بڑھ کر کوئی بات ہو ہی نہیں سکتی کہ اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے کہ فرشتوں پر ایمان لایا جائے۔
- دوم یہ کہ اگر فرشتوں پر ایمان نہ لایا جائے تو کسی غیر مسلم کو اس بات کا کیا جواب دیا جائے گا کہ رسولوں پر وحی کیسے اترتی ہے۔
- سوم یہ کہ اسلام سے قبل لوگوں نے ملائکہ کے متعلق جو کچھ توہمات اپنائے ہوئے تھے اُن کا ابطال ہو جائے۔
- چہارم یہ کہ مادہ پرست ذہنیت پر اس بات کو کھول دیا جائے کہ دنیا صرف محسوس پر نہیں ٹکی بلکہ بہت سے امور ہیں جن کا تعلق خالص روحانیت سے ہے اور ایک جہان ایسا بھی ہے جس کی بنیاد روحانیت پر رکھی ہے۔

چنانچہ اگر کائنات کی حقیقت پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کائنات میں بہت سے امور ہیں جن کی حقیقت مادی خواص کے بجائے روحانی طبائع پر رکھی ہے بلکہ غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ روحانی اسباب مادی خواص پر حاوی ہیں جس کی مثال یہ ہے کہ کائنات کے پورے نظم کو اللہ کے مقرب فرشتے اللہ کے دیئے ہوئے علم کے مطابق چلا رہے ہیں اور اپنے فرائض میں کوئی غفلت وکوتاہی نہیں کرتے۔اصل یہ ہے کہ مادہ اور اس کے خواص بالذات موثر نہیں ہیں بلکہ کوئی باارادہ اور مقتدر قوت ہے جو ارواح مجردہ کے ذریعے اسے موثر بناتی ہے۔غرض منزہ خالق اور مادی مخلوق کے درمیان احکام وشرائع کا نزول اور قدرت الٰہی کے افعال کا صدور اِن

رواح مجردہ کے ذریعے ہوتا ہے۔الغرض مسلمان کا ایمان ہے کہ ملائکہ اللہ کی مخلوق ہیں اُس کے سفیر ہیں جو وحی لے کر اللہ کے پیغمبروں تک آتے ہیں۔ملائکہ اللہ کے حکم کے پابند ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے احکامات کو پورا کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔ملائکہ ایسی مخلوق ہے انسانی آنکھ جس کا ادراک نہیں کر سکتی اور اللہ کے مقرب رسولوں کے سوا کوئی انھیں نہیں دیکھ سکتا۔تاہم یہ پردہ اُسی وقت تک ہے جب تک انسان اس مادی وجود کے ساتھ مادی دنیا میں مشغول ہے جونہی اُس کی مادی دنیا کا اختتام ہوگا فرشتے اُس کی نگاہوں کے سامنے ہوں گے چاہے وہ اسے جنت کے دروازوں پر ملیں یا جہنم کے دروازوں پر خود سوچ لیں کہ آپ اُن سے کہاں ملاقات کرنا چاہتے ہیں آج مہلت ہے، وقت ہے صحت ہے، جوانی ہے، طاقت ہے، دولت ہے۔شوق ہے اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کر لیں تو یہ فرشتے پھولوں کا ہار لیے آپ کا استقبال کریں گے۔

کتابوں پر ایمان

اہل علم و عقل جانتے ہیں کہ دین روزِ اول سے ایک ہی ہے، ایک ہی رہے گا۔ یہ تو لوگ ہیں جنھوں نے شیطان کے الجھاوے میں آ کر دین الٰہی میں نئی نئی باتیں شامل کر لی ہیں۔ نورِ معرفت ایک ہے خواہ وہ کتنی ہی مختلف رنگ وشکل کی قندیلوں میں روشن ہو۔ اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی پیغمبر لوگوں کی رہنمائی کے لیے دنیا میں اترے اُن سب کی تعلیم کا محور ایک ہی تھا۔ زمان و مکان کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ حقیقت ہمیشہ قائم رہی کہ اللہ کے تمام پیغمبر دین توحید لے کر ہی دنیا میں اترتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو کتابیں دیں تا کہ لوگ دیر تک حق کو پہچانتے رہیں مگر لوگوں نے اللہ کی کتابوں، اللہ کے احکامات میں ملاوٹ کی اور دنیا کو گمراہ کر دیا ۔صرف قرآن حکیم ایک ایسی کتاب ہے جو ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہے جس کے احکامات محفوظ ہیں۔ اس لیے قرآن حکیم ہی آج کے انسانوں کے لیے ہدایت و رہنمائی کی واحد کتاب ہے۔ عقلی طور پر کوئی بھی اس امر سے انکار نہیں کر سکتا کہ رہنمائی صرف محفوظ کتاب سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے اور وہ کتابیں جن کو لوگوں نے اپنے نفس کی بھینٹ چڑھا دیا اس قابل نہیں رہیں کہ اُن سے ہدایت کے لیے رجوع کیا جائے۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ جب انسان اللہ کے پیغمبر پر ایمان لاتا ہے تو وہ اُس وحی کو بھی برحق جانتا ہے جو اُس پیغمبر پر اتاری جاتی ہے اس کے

بعد ہی انسان کے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اس کتاب پر یقین کرنا ایمان کا حصہ قرار دیا گیا اور اس کتاب میں دیئے گئے احکامات کی تعمیل کو وجہ نجات قرار دیا گیا۔اس لیے یہ بات بھی یقینی ہے قرآن حکیم سے قبل بھی اللہ کریم نے اپنے رسولوں پر جو کتابیں اتاریں وہ بھی حق تھیں اس لیے جس طرح رسول اللہ ﷺ سے قبل ہدایت لے کر آنے والے پیغمبروں پر ایمان لانا ایمان کا حصہ ہے اسی طرح قرآن سے قبل اتاری گئی کتابوں پر بھی ایمان لانا ضروری ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ اطاعت صرف اُسی کتاب کی کی جائے گی جو آنحضرت محمد ﷺ پر اتاری گئی۔

یہ امتیاز مسلمانوں کو ہی حاصل ہے کہ وہ اللہ کی تمام کتابوں پر یقین رکھتے ہیں جب کہ دیگر اقوام اس یقین سے خالی ہیں اور تعصب نے انھیں راہ حق سے ہٹا دیا ہے۔جیسا کہ یہودی توراۃ کے سوا کسی کتاب کو نہیں مانتے۔عیسائی توراۃ کے قوانین کو تو نہیں مانتے اگر چہ وہ توراۃ کے بعض اخلاقی اصولوں پر یقین رکھتے ہیں۔پارسیوں کی کتاب اوستا ہے اور وہ اپنی کتاب سے باہر کلام الٰہی کا تصور تک نہیں کرتے ، برہمن ویدوں سے باہر فیضانِ خدا کے منکر ہیں۔مگر ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحیفہ براہیم پر ایمان لائے ،توراۃ پر ایمان لائے ،زبور پر ایمان لائے ،انجیل پر ایمان لائے اور قرآن پر ایمان لائے ۔قرآن پاک میں اگر چہ تخصیص کے ساتھ صرف چار آسمانی کتابوں کا ذکر ہے تاہم ضروری امر یہ ہے کہ مسلمان ہر اُس کتاب پر ایمان لائے جو اللہ رب العزت کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لیے اتاری گئی ہو چاہے اُس کا ذکر قرآن حکیم میں کیا گیا ہو چاہے نہ کیا گیا ہو۔اس لیے کہ بعض روایات میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے 103 کتابیں اتاریں۔اللہ تعالیٰ نے مسلمان کی صفت بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا کہ!

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (3) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (4) أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى

مِّن رَّبِّهِمْ وَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (5)

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 2.5/2)

ترجمہ؛

’’خدا سے ڈرنے والے لوگ اس (غیب) پر ایمان لاتے ہیں اور قائم کرتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں اُس میں سے جو انھیں رب کی طرف سے عطا ہوا اور یہ لوگ یقین کرتے ہیں اُس کتاب (قرآن) پر اور اُن کتابوں پر بھی جو اس سے قبل اتاریں گئیں، یہ لوگ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں اور ٹھیک ٹھیک چلتے ہیں اُس راہ پر جو انھیں ملی پروردگار کی طرف سے، یہی لوگ ہیں جو کامیاب ہوئے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قرآن حکیم اگر اتنا ہی کہتا کہ میرے پیرو مجھ پر ایمان لائیں تو یہ کوئی اہم بات نہ ہوتی اس لیے کہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے قرآن پر ایمان لانا ضروری ہے مگر قرآن نے مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا کہ وہ قرآن کے ساتھ اُن تمام کتابوں پر ایمان لائیں جو لوگوں کی ہدایت کے لیے ماضی میں اترتی رہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّهِ وَمَلآئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ ۔

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 284/2)

ترجمہ؛

’’رسول پر ایمان لائے اور اُس خدا پر، اُس کی کتابوں پر، فرشتوں پر اور پیغمبروں پر اور وہ فرق نہیں کرتے اللہ کے رسولوں کے درمیان‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿136﴾

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 136/2)

ترجمہ؛

"اے مسلمانوں کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف اتار گیا اس پر اور جو کچھ ابراہیم و اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور خاندان یعقوب کی طرف اتارا گیا اور اس پر جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ پر اتارا گیا اس پر، اور جو کچھ اللہ نے اپنے دیگر پیغمبروں کی طرف اتارا ہم اِن سب پر ایمان لاتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اس لیے ہم اللہ کے رسولوں کے مابین فرق نہیں کرتے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد فرمایا کہ!

قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿84﴾

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 84/3)

ترجمہ:

”اے مسلمانوں کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف اتار گیا اس پر اور جو کچھ ابراہیم و اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور خاندان یعقوب کی طرف اتارا گیا اور اس پر جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ پر اتارا گیا اس پر، اور جو کچھ اللہ نے اپنے دیگر پیغمبروں کی طرف اتارا ہم اِن سب پر ایمان لاتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار ہیں اس لیے ہم اللہ کے رسولوں کے مابین فرق نہیں کرتے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِيَ أَنزَلَ مِن قَبْلُ وَمَن يَكْفُرْ بِاللّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلاَلاً بَعِيداً (136)

القرآن الحکیم (سورۃ نساء 136/4)

ترجمہ:

”اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو، ایمان لاؤ خدا پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اللہ نے اپنے رسول پر اتاری ہے اور جس نے خدا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا انکار کیا وہ نہایت سخت گمراہ ہوا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

ساتھ ہی اللہ کی کتابوں اور اللہ کے رسولوں کا انکار کرنے والوں کو اُس روزِ بد کی نوید بھی سنائی جاری ہے جس دن انھیں اس لاپروائی اور ضلالت کی قیمت ادا کرنا پڑے گی ارشاد ہوتا ہے کہ!

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا
فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (70) إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ
وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ (71) فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ
يُسْجَرُونَ (72) ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ
(73)

القرآن الحکیم (سورۃ مومن 70.73/40)

ترجمہ؛

''جن لوگوں نے کتاب کو اور جو پیغام ہم نے اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا اُس کو جھٹلایا وہ عنقریب جائیں گے جہنم میں اور جب اِن کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی اور گھسیٹے جائیں گے جہنم کی طرف، پھر وہ کھولتے ہوئے پانی میں ڈالے جائیں گے اور انھیں پوچھا جائے گا کہ بتاؤ کہاں ہیں تمہارے وہ مددگار جن کو تم رب کا شریک ٹھہراتے آئے ہو''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یادرہے کہ اللہ تعالیٰ جب ایک کتاب اتارتے ہیں تو اُس وقت کے لوگوں کے لیے یہی کتاب ہدایت کا موجب ہوتی پھر جب لوگ اُس کتاب کی تعلیمات کو بھلا دیتے یا اُس کلام کی ہدایات دنیا سے مٹ جاتیں تو اللہ تعالیٰ نئی کتاب اتارتے تاکہ لوگ ہدایت حاصل کرتے رہیں۔ صحیفہ ابراہیم علیہ السلام کے گم ہو جانے کے بعد جس کا نہایت ناقص خلاصہ توراۃ کے سفر تکوین میں بیان کیا گیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ نازل کی گئی۔ صحیفہ موسیٰ علیہ السلام کے نو پیدا اختلاف کو رد کرنے کے لیے زبور وغیرہ جیسے صحیفے اترتے رہے۔ پھر انجیل آئی اور جب انجیل میں بھی انسانی تصرفات نے راہ پالی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری اور محفوظ کتاب قرآن حکیم نازل کی۔ جس میں انسانی تصرف کے امکان کو رد کر دیا گیا اور اسے قیامت تک کے لیے محفوظ کتاب قرار

دیا گیا۔اوراس کتاب میں تمام امور متعلقہ کواتار دیا گیا جس کی انسان کوضرورت تھی وہ اس کتاب کی رہنمائی میں اپنی زیست کوراستی پر استوار کرسکتا ہے۔ساتھ ہی اس بات کوبھی بیان کر دیا گیا کہ تمام ادیان جوانسانوں کی طرف سے رب کی طرف اتارے جاتے رہے وہ اسلام ہی تھے۔چنانچہ وحدت دین کووحی اسلامی کے آخری ترجمان نے اِن الفاظ میں بیان کیا۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ (13) وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءهُمُ الْعِلْمُ بَغْياً بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِن بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ (14) فَلِذَلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءهُمْ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ مِن كِتَابٍ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ (15)

القرآن الحکیم (سورۃ شوری 12.15/42)

ترجمہ؛

''اُس نے دین میں تمھارے لیے وہی راہ مقرر کی جو نوح سے کہی تھی اور ہم نے تیرے پاس جوحکم بھیجا اور جو کہہ دیا ہم نے ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ سے، یہ کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو (مشرکو) جدھر تو بلاتا ہے وہ اِن پر گراں گزرتا

ہے،خدا اپنی طرف سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے اور اپنی طرف سے اس کو راہ دیتا ہے جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے اور یہ تفرقے لوگوں نے وحی کا علم (حقیقی) ملنے کے بعد آپس کی ضد اور تعصب سے پیدا کیے ہیں اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات وقتِ مقررہ تک مقدر نہ ہو چکی ہوتی تو اُن کے اختلاف کا فیصلہ کر دیا جاتا اور جن کو اُن کے اگلوں کے بعد کتاب وراثت میں ملی وہ اس امر حق کی طرف سے ایسے شک میں ہیں جو اُن کو چین نہیں لینے دیتا سو تو سب کو اسی حقیقت کی طرف بلا اور اس پر استواری سے قائم رہ جیسا کہ تجھ کو حکم دیا گیا ہے اور اِن تفرقہ اندازوں کی غلط خواہشوں کی پیروی نہ کر اور کہہ دے کہ میں ایمان لایا ہر اُس کتاب پر جو خدا نے اتاری اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں تمھارے بیچ انصاف کروں ہمارا رب اور تمھارا رب وہی ایک اللہ ہے اور ہم کو ہمارے کاموں کا بدلہ ملے گا اور تم کو تمھارے کاموں کا بدلہ ملے گا۔ہم میں اور تم میں کچھ جھگڑا نہیں اللہ سب کو اکٹھا کرے گا اور ایک روز سب کو لوٹ کر اسی کی طرف جانا ہوگا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

الغرض اسلام وہ دین قیم ہے جو ہمیشہ سے انبیاء کا دین رہا ہے اور موجودہ دین اسلام یہودی و نصاریٰ کی تحریفات اور تفرقات اور فرقہ پردازیوں کو مٹا کر اسی ایک متحدہ دین کی پکار ہے جس کی طرف انبیاء اپنے اپنے زمانے میں لوگوں کو بلاتے رہے اور حق کی طرف دعوت دیتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد قرآن ہی واحد کتاب ہے جو ہدایت کی موجب ہے اگرچہ اللہ کی وہ کتابیں جو اس سے قبل اتاری گئیں وہ حق تھیں اور اُن پر بھی ایمان لانا ضروری ہے اگرچہ اب پیروی صرف قرآن کی ہی جائے گی۔

❄❄❄

روزِ آخر پر ایمان

اسلام میں روزِ آخر پر ایمان بنیادی کڑی کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے کہ اگر انسان اُس دن کی حشر سامانیوں پر غور کرے اور اس دن کی سختی سے ڈرے تو اُس کے اعمال کا رنگ ڈھنگ بدل جائے گا اور وہ دنیا کو مہلت عمل جانتے ہوئے اپنے اعمال کو اللہ کی مرضی کے مطابق ڈھال لے گا اور پھر کامیابی اُس کا مقدر ہوگی۔ ذرا اس چھوٹی سی بات پر غور کریں کہ آپ کے گھر کے صحن میں جو پرانا برگد ہے اُس کی عمر کے متعلق لوگ مختلف البیان ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ میرے دادا نے لگایا تھا کوئی کہتا ہے کہ اُس کے دادا نے لگایا تھا۔ الغرض بلا تعامل اُس درخت کی عمر کئی سو سال ہوسکتی ہے۔ سائنس دانوں نے اب تک کئی ایسے درخت دریافت کیے ہیں جن کی عمر دو ہزار سال تک بیان کی گئی ہے۔ مزید براں غور کرنے پر یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسان اس کائنات کا محور ہے یہ کائنات انسان ہی کے لیے پیدا کی گئی ہے مگر اس کے باوجود انسان دیکھتا کہ اُس کو ایک ناپیدار جسم سے نوازا گیا ہے جو ٹھنڈی ہوا کے ایک جھونکے سے بھی بیمار پڑ جاتا ہے اور اسی طرح گرم ہوا کا ایک جھونکا بھی اُس کو مرجھا دینے کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ پھر غم ہیں، دکھ ہیں، بیماری ہے، پریشانی ہے، مصیبتیں ہیں، وبائیں ہیں، قدرتی آفات ہیں اور کتنی ہی المناکیاں ہیں جو انسانی زندگی کا حصہ ہیں ور انسان کو زندگی کا بھرپور لطف اٹھانے میں مزاحم

ہیں۔انسان دیکھتا ہے کہ معمولی سا پرندہ کوا ہے وہ بھی انسان سے زیادہ عمر رکھتا ہے جب کہ انسان کو جو کائنات کا محور ہے اُس کو نہ صرف یہ کہ ایک ناپائیدار جسم عطا کیا گیا بلکہ اُس کی عمر بھی نہایت کم ہے جوانی کی کچھ بہاریں دیکھنے کے بعد جلد ہی اُس کے اعضاء مرجھا جاتے ہیں وہ اپنے اندر ضعف محسوس کرنے لگتا ہے اور پھر چارپائی پر پڑا ایک بے لطف بلکہ اذیت بھرے موسموں میں موت کی خواہش کرنے لگتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟

انسان کو اس قدر ناپائیدار جسم کیوں عطا کیا گیا؟

اُس کو زندگی کا لطف اٹھانے کے لیے کھلی چھوٹ کیوں نہ دی گئی؟

اُس کو زندگی کی المنا کیوں سے محفوظ کیوں نہ کیا گیا؟

اُس کو اس قدر مختصر صحت و جوانی سے کیوں نوازا گیا؟

اُس کی مہلت عمل کس قدر جلدی کیوں گزر گئی؟

کیوں اُس کو بہت اخلاقی ضوابط میں مقید کر دیا گیا؟

اسلام اِن سارے سوالوں کا جواب دیتا ہے اور انسان کو بتاتا ہے کہ یہ سب اس لیے ہے کہ یہ زندگی لطف اندوزی کے لیے ہے ہی نہیں، اس لیے کہ کمرہ امتحان کی فضا کبھی بھی لطف انگیز نہیں ہو سکتی بلکہ ایک نامعلوم سی وحشت انسان کا احاطہ کیے رہتی ہے۔ایک مختصر امتحان کے لیے جس قدر تندرست و توانا جسم کی ضرورت تھی وہ انسان کو عطا کیا گیا مگر چونکہ خدا انسان پر مہربان ہے اس لیے اُس نے انسان کا امتحان مختصر کیا اور اُس کی مہلت عمل کو کم کر دیا تا کہ وہ جلدی جلدی اللہ کی رضا حاصل کرے اور اُس دنیا سے کامیاب ہو کر روز محشر میں اللہ کی رضا کا مستحق ٹھہرے تب اُس کو اُن تمام سوالوں کا جواب مل جائے گا جن کو وہ کھوجتا رہا ہے۔

انسان جب اللہ کی رضا حاصل کرلے گا اور کامیاب ہو جائے گا تب اُس کو وہ زندگی عطا کر دی جائے گی جس کی وہ تمنا کرتا رہا تھا۔اب اُس کی جوانی پائیدار ہو گی، اُس کی صحت ناقابل بیان

حد تک عمدہ ہوگی، دُکھ اور پریشان کا دور دور تک کوئی نشان نہ ہوگا، ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہوں گی، ہر طرف بہار ہی بہار ہوگی، ہر طرف لطف انگیز مناظر اُس کی نگاہ کے لیے حاضر ہوں گے، ہر طرف اُس کو خوش کر دینے کا سامان سجا ہوگا، ہر طرف اُس کی تمناؤں اور خوابوں کی تعبیر بکھری پڑی ہوگی، ہر طرف اُس کا حکم ماننے والے کھڑے ہوں گے، وہ سرسبز باغوں میں لگے عمدہ تختوں پر متمکن ہوں گے اور اب انھیں کوئی غم نہ ہوگا حتیٰ کہ موت بھی نہ ہوگی۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں چونکہ آخروی زندگی پر ایمان بنیادی حیثیت رکھتا ہے اس لیے اس کو ہم قدرے تفصیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں۔

تاریخ کے تناظر میں دیکھیں تو آپ کے سامنے بہت سے منظر ابھریں گے، بہت سی قوموں کا احوال نظر آئے گا، بہت سے جابر بادشاہوں کی کہانیاں آپ نے سن رکھی ہوں گی، بہت سی بد اعمال قوموں کی بربادی کا احوال آپ تک ضرور پہنچا ہوگا، بہت بڑے بڑے اور جاہ وجلال والے بادشاہ آپ کے تخیل میں محفوظ ہوں گے مگر غور کریں کہ آج وہ کہاں ہیں وہی مٹی ہے جن سے اُن کا خمیر اٹھا تھا اور وہی مٹی ہے جس کو آخر انھوں نے اوڑھ لیا۔ نہ اُن کی شہنشائیاں کسی کام آئیں نہ مال ودولت کے انبار اُن کو موت کی وادی میں جانے سے روک سکے۔ تو اگر موت حقیقی ہے تو کیوں نہ اُس کے پس منظر اور پیش منظر پر غور کیا جائے کہ یہی فکر وتدبر انسان کی وجہ تخلیق ہے اسی راہ میں اُس کی نجات ہے۔

اسلام نے مرحلہ وار آخرت کے مناظر کو واضح کیا ہے تاکہ انسان کسی بھول میں نہ رہے اور اپنی مہلت عمل کو ضائع نہ کر بیٹھے۔ آخروی زندگی کو اسلام نے دو ادوار میں تقسیم کیا ہے جس میں پہلا دور موت سے قیامت تک ہے اور دوسرا دور قیامت سے ابد تک ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔

پوری دنیا میں دو ہی طرح کے انسان ہیں
ایک وہ جو اس دنیا کو دارالعمل سمجھتے ہیں
اور اپنے ہر عمل کو خالق کی منشا کے مطابق
ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں دوسرے وہ
جو روز آخر پر ایمان نہیں رکھتے اور اپنی
زندگی کو نفس کے تقاضوں کے مطابق
گزار دیتے ہیں۔

مہلت عمل

زندگی مہلت عمل ہے مگر زندگی کی ہمہ رنگ رونق اور جا بجا بکھرے منظروں نے انسانوں کی اکثریت سے مقصدیتِ حیات کو اوجھل کر دیا ہے۔ اگر چہ اسلام سمیت دنیا کے اکثر و بیشتر مذاہب نے انسان کو روزِ آخر کی متوجہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا کی ہے تا کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے اور اُس کی رضا حاصل کرنے کی طرف خود کو مائل کرے۔ مزید براں اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر اپنی رحمت کا اضافہ فرمایا اور احسان مزید یہ کیا کہ اُن کی طرف اپنے پیغمبر اتارے، کتابیں اتاریں تا کہ انسان ہدایت کے راستے پر آ جائے اور گمراہی سے گریز کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو نعمتوں بھری اُس جنت میں لے جائے جہاں اُس ہر تشنگی مٹ جائے گی۔ مگر انسان کو نجانے کیا ہوا کہ اُس نے ہدایت کی راہ ترک کی اور گمراہی کا رستہ اختیار کیا اس لیے انسانوں کی اکثریت نے اس مہلت عمل میں ذرا سی لذت کے عوض ہمیشہ کی آگ کا سودا کیا جو نہایت ہی برا سودا ہے۔ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اُس کی مہلت عمل شروع ہو جاتی ہے، ہر گزرتا لمحہ اس میں کمی کرتا جاتا ہے۔ انسان کا وقت مختلف

کیفیات میں گزرتا ہے معلوم ہوا ہے کہ انسان خوشی سے زیادہ غم اور راحت سے زیادہ تکلیف کو محسوس کرتا ہے دراصل یہ انسانی فطرت ہے کہ جو چیز اُس کی حسیات کو جتنا زیادہ متاثر کرتی ہے اُسی قدر انسان کی قوت فکر حرکت میں آتی ہے۔

چنانچہ جب انسان کو کوئی خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ اس سوال کو نظر انداز کر کے لطف و تحیر کے اُن جہانوں میں اتر جاتا ہے جہاں کیف و انبساط اُس کو ہوش و ہواس سے بیگانہ کیے رہتے ہیں اور وہ نہیں جانتا کہ یہ خوشی اُسے کیوں حاصل ہوئی اور کہاں سے حاصل ہوئی جب وہ اس سوال کو نظر انداز کرتا ہے تو لازمی طور پر شکر کا کوئی احساس اُس کے اندر اجاگر نہیں ہوتا۔ مگر جب یہ خوشی انسان سے چھن جاتی ہے تو وہ بہت آزردہ ہوتا ہے اور اس سوال کو شدت کے ساتھ محسوس کرتا ہے کہ اُس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا یہی معاملہ انسانی زندگی کا ہے کہ چونکہ زندگی اسے حاصل ہو گئی اس لیے زندگی کے آغاز کے بارے میں وہ زیادہ غور نہیں کرتا مگر جب اُس کی نظروں کے سامنے موت کا کھیل کھیلا جاتا ہے اُس کا کوئی اپنا اُس سے جدا ہوتا ہے، کوئی ایسا جس سے وہ محبت کرتا تھا اس سے رخصت ہو جاتا ہے تو موت کی حقیقت کو وہ بہت شدت سے محسوس کرتا ہے۔ موت کی حقیقت چونکہ اُس کی نظروں سے اوجھل ہوتی ہے اس لیے وہ اس بات کی شدید خواہش رکھتا ہے کہ وہ جانے کہ اس دروازے کے اُس طرف کیا ہے مگر دنیا کا کوئی علم سائنس کی کوئی کتاب اُسے اس بات کا جواب دینے سے عاجز ہے چنانچہ لامحالہ اُسے علم وحی کی ضرورت کا احساس ہوتا ہے اس لیے کہ وہ جانتا ہے اللہ نے اپنی کتابوں میں اس سوال کا جواب دیا ہے کہ اس دروازے کے اُس طرف کیا ہے۔ وہ جاننا چاہتا ہے کہ اُس طرف کیا ہے مگر اس بات سے لاپرواہ ہے اُس کے اِن شب و روز کا اُس سے کیا تعلق ہے جس کو جاننے کی خواہش میں وہ مرا جاتا ہے اس لیے کہ اُس کے اندر روز محشر کا یقین ناپختہ ہے۔ بجائے اس کے کہ انسان روزِ آخر کی فکر کرے انسانوں کا ایک کثیر گروہ تو اس بات کا یقین ہی نہیں رکھتا کہ ایسا کوئی دن ان پر وارد ہونے والا ہے۔ اُن کا تخیل حیات یہ ہے کہ زندگی جو کچھ بھی ہے بس

یہی ہے اور موت فنا اور معدوم ہو جانے کا نام ہے جس طرح گلاب کا ایک پھول بہار کے دنوں میں کھلتا ہے خوب رنگ نکھارتا ہے خوب خوشبو بکھیرتا ہے اس کے بعد مرجھا جاتا ہے اُس کی پتی پتی الگ ہو جاتی ہے ہوا میں مل جاتی ہے پھر خشک ہو کر خاک اندر خاک ہو جاتی ہے۔ جو لوگ ایسا کہتے وہ اس لیے ایسا نہیں کہتے کہ اس بات کے کہنے کے پیچھے اُن کے پاس کوئی بہت بڑی عقلی یا نقلی دلیل موجود ہے بلکہ وہ بس اتنا کہتے ہیں کہ حواس کا نام زندگی اور محسوسات کے معدوم ہو جانے کا نام فنا ہے۔

چونکہ موت کے بعد کی کسی کیفیت کا اُن کو علم نہیں اس لیے وہ اس کے متعلق کچھ نہیں جانتے مگر حیرت تو یہ ہے کہ وہ اسے جاننے کی خواہش بھی نہیں رکھتے۔ وہ زندگی سے لذت کشید کرنے کی خاطر اوٹ پٹانگ حرکتوں میں الجھے رہتے ہیں خاص طور پر اہل مغرب اس میں ملوث ہیں اور خود کو ہر قسم کی اخلاقی حدود و قیود سے آزاد سمجھتے ہیں انھوں نے اپنی زندگی کو شراب اور شباب میں اس قدر غرق کر رکھا ہے کہ اُن کے پاس موت کو جاننے اور اُس کو سمجھنے کے لیے وقت ہی نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی انسان کہتا ہے کہ وہ فلاں شئے کو نہیں جانتا تو اس کا یہ معنی کہاں سے نکلتا ہے کہ وہ شئے سرے سے وجود ہی نہیں رکھتی۔ کیا انسانی احساس کو وہ پیمانہ قرار دیا جا سکتا ہے جو اشیا کے وجود اور عدم وجود کا تعین کر سکے۔ مثال سے سمجھیں کہ کوئی آدمی کہتا ہے کہ جو چیز جس وقت میرے احساس میں آتی ہے وہ دراصل اسی وقت وجود میں آتی ہے اور جب وہ میرے احساس سے اوجھل ہو جاتی ہے تو دراصل وہ فنا ہو جاتی ہے۔ یہی بات اگر ایک شخص دریا کے کنارے کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ جس وقت میں نے اس دریا کو دیکھا یہ اسی وقت پیدا ہوا اور جب وہ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا تو گویا دریا وہاں تھا ہی نہیں۔ کوئی بھی صاحب عقل اس کی یہ بات ماننے سے انکاری ہو جائے گا کہ اُس کے جاتے ہی دریا کا وجود فنا ہو گیا۔ یہی معاملہ موت و حیات کا معاملہ ہے حیات تو اُس کو حاصل ہو گئی اور اس کے احساسات کی زندگی اس کا ثبوت بھی فراہم کرتی ہے مگر موت چونکہ انسانی تجربے اور مشاہدے

سے اوجھل ہے اس لیے کہا جائے کہ چونکہ انسان نہیں جانتا کہ موت کے بعد کیا ہوگا اس سے یہ معنی کہاں سے نکلتا ہے کہ موت کے بعد کچھ ہوگا ہی نہیں؟؟؟

انسان کا موجودہ علم اس مقام تک پہنچ چکا ہے جہاں اس کائنات کی فنا کو حتمی طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے یاد رہے کہ یہ سائنس کا اعتقاد ہے۔لوگ الہامیات سے دور ہونے کی وجہ سے اللہ کے احکامات سے منہ موڑے ہوئے ہیں اور نہیں جانتے کہ انھوں نے برسوں کی محنت سے جو بات معلوم کی ہے کہ یہ کائنات ایک روز فنا ہوجائے گی وہ قرآن حکیم میں پندرہ سو سال پہلے ہی اس قدر شدومد سے بیان کردی گئی ہے کہ انسان کے ذہن سے ہر قسم کا شک وشبہ دور ہوجاتا ہے۔

چنانچہ کہا جاسکتا ہے کہ اس عالم رنگ و بو کی ازلیت وابدیت کا قدیم فلسفیانہ نظریہ تسلیم کرنے والی انسانوں کی شاید اب کوئی جماعت روئے زمین پر موجود نہیں بلکہ دہریے تک جانتے ہیں کہ اس کائنات نے ضرور ایک روز ردائے فنا اوڑھ لینی ہے۔تاہم موت کو فنائے محض کہنے والے لوگوں کی بہت بڑی اکثریت ابھی تک سینہ ارض پر موجود ہے اور اپنے اس اذیت ناک فلسفے کو سینے سے لگائے ہوئے ہے۔

یہی وہ فلسفہ ہے جس نے لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو گمراہ کررکھا ہے چنانچہ یہ لوگ زندگی کے ہر لمحہ سے خوشی حاصل کرنے کے نئے نئے طریقے دریافت کرنے میں لگے رہتے ہیں جس کی وجہ سے خطہ ارض پر اخلاقی طور پر بیمار معاشروں کا جنم ہوا۔اِن معاشروں کا پورا اخلاقی نظام خود غرضی اور نفسانیت کی بنیاد پر تعمیر ہوتا ہے۔لوگ اچھا کام کرتے ہیں تو فوری طور پہ اس کا بدلہ بھی چاہتے ہیں۔چنانچہ اُن کے ہاں نیکی کا جو موہوم سا تصور ہے اُس کے مطابق جو کام منعفت کا باعث ہو وہی بہتر ہے۔الغرض لوگوں کے ایسے ہجوم کو زندگی کے اعمال کے کسی اچھے یا برے نتیجے کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی اور نہ ہی انھیں کسی روز محشر کا خوف ہوتا ہے اس لیے اخلاقی طور پہ وہ آزاد زندگی بسر کرتے ہیں۔وہ انھی اعمال پر اپنی توجہ مرکوز رکھتے ہیں جن سے انھیں یا تو فوری مادی فائدہ حاصل ہو یا پھر وہ لطف انگیز ہو۔ایسے لوگ دراصل تو جانور ہیں بلکہ جانوروں

سے بھی بدتر ہیں جنھوں نے خود کو معلوم اخلاقی اقدار سے بھی ماورا سمجھ رکھا ہے۔لوگوں کا ایک گروہ ہے جن کی تعداد ایک ارب سے زیادہ ہے انھوں نے نظریہ تناسخ اپنایا ہوا ہے جو عقلی طور پہ نہایت ہی بودا نظریہ ہے۔اس نظریے کے مطابق موت فنائے محض نہیں ہے بلکہ جسم کے تبدیل ہونے کا نام ہے۔اُن کے مطابق انسان کی زندگی کے اعمال کی بنا پر آئندہ زندگی میں اُس کو جو قالب عطا کیا جاتا ہے وہی اس کی جزا ہے اگر اُس کے اعمال اچھے تھے تو اسے دوبارہ انسان کی شکل میں پیدا کیا جائے گا جبکہ دوسری صورت میں اُسے جمادات نباتات یا جانوروں کی شکل میں بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔غرض اس نظریہ کی رو سے جزا اور سزا جو کچھ بھی ہے اس دنیا اور انھی کے اجسام عالم میں ہے۔ارواح بار بار اسی دنیا میں قالب بدل بدل کر آتی ہیں۔

نظریہ تناسخ ایک قدیم فلسفہ ہے جس کے اولین آثار یونان میں حضرت مسیح کی آمد سے کئی صدیاں قبل بھی ملتے ہیں۔تب کچھ یونانی اور رومی قبائل نے اس نظریے کو اپنایا ہوا تھا۔مصر کی قدیم تاریخ میں بھی نظریہ تناسخ کے کچھ آثار ملتے ہیں۔یہودی اگرچہ ایک الہامی مذہب کے پیرو تھے مگر اُن کے بہت سے قبائل نے بھی اس نظریہ کو اپنا لیا تھا۔آج کی دنیا میں بہ حیثیت قوم ہندوستان میں اس کو نظریہ حیات کے طور پہ مانا جاتا ہے۔علاوہ ازیں مغربی افریقہ، مڈغاسکر، وسطی آسٹریلیا، انڈونیشیا، اوشانیا اور جنوبی امریکہ کے کچھ نیم وحشی قبائل بھی نظریہ تناسخ کے قائل ہیں۔باقی تمام دنیا کے لوگ اور مہذب اقوام اس غیر عقلی نظریے کو رد کر چکی ہیں۔

بیان کیا گیا ہے کہ دراصل یہ آریائی اقوام کا نظریہ بھی نہ تھا بلکہ آریائی اور دروا ڑ قبائل کے باہم تعامل کے بعد اس نظریہ کے آثار ملتے ہیں۔اس لیے کہ یہ بات ظاہر ہے کہ آریائی جب ہندوستان میں اترے تو وہ مواحد تھے اور ایک اللہ کی پوجا کے قائل تھے۔اسی طرح دنیا کے دیگر بہت سے معاشروں میں بھی مابعد الطبعیات کا کوئی تصور نہیں پایا جاتا اور اُن کے نزدیک بھی جو کچھ ہے بس یہی زندگی ہے اور اسی زندگی سے جس قدر فائدہ اٹھا لیا جائے وہی حاصل ہے۔

بدھ مت، جین مت اور سکھوں کے ہاں سرے سے آخرت کا کوئی تصور نہیں۔دہریت میں

جب کوئی خدا نہیں تو اُس خدا کے آگے جواب دہی کا تصور عبث ہے۔ یہودی اگرچہ بہت کم تعداد میں باقی رہ گئے ہیں تاہم الہامی مذہب ہونے کے ناطے اُن کے ہاں روزِ قیامت اور حساب کتاب کا نہایت جامع تصور موجود ہے۔ نصاریٰ بہت بڑی تعداد میں ہیں اور اُن کے ہاں بھی روزِ محشر اور جزا و سزا کا بنیادی تصور پوری شدمد کے ساتھ موجود ہے اگرچہ اہل نصاریٰ کی اکثریت گمراہی کے اندھے غار میں گر چکی ہے اور عملی حوالے سے وہ ایک ایسی امت لگتے ہی نہیں جنھیں کسی روزِ محشر کا خوف ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے دین اسلام کی تکمیل فرمائی، ہزاروں سال سے لاکھوں پیغمبر جس دین کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے رسول اللہ ﷺ نے اُسے پایہ تکمیل تک پہنچا دیا ظاہر بات ہے کہ دین کا جو تصور رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ہیں اب وہی قیامت تک نافذ العمل رہے گا۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نبی آنے والا ہے اور نہ ہی قرآن کے بعد کوئی کتاب اترنے والی ہے۔ اس لیے اسلام نے روز آخر میں بارے میں جو بیان کیا اُسے ہی اب حق تصور کیا جائے گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بتایا کہ جس طرح دنیا کی ہر چیز اپنی ایک عمر رکھتی ہے جس کے پورا ہوتے ہی اس میں فساد رونما ہو جاتا ہے اور وہ فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے اسی طرح اس نظام عالم کی مہلت بھی ایک روز ختم ہو جائے گی اور یہ سارا کارخانہ ایک روز درہم برہم ہو جائے گا اور کوئی دوسرا نظام اس کی جگہ لے لے گا جس کے قوانین طبیعی موجودہ کائنات کے نظام سے قدرے مختلف ہوں گے۔ اس نظام کے درہم برہم ہونے پر اللہ تعالیٰ اپنی عدالت قائم فرمائے گا اور تمام انسانوں کو زندہ کر دیا جائے گا تاکہ وہ اپنے رب کے سامنے پیش ہوں اور اپنے اعمال کا حساب دیں۔ انسان نے اپنی زندگی میں جو بھی اعمال کیے ہوں گے انھیں ایک ترازو میں تولا جائے گا ترازو کے ایک پلڑے میں نیکیاں رکھی جائیں گی اور دوسرے پلڑے میں بدیاں رکھی جائیں گی اگر نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گیا تو انسان کامیاب ہو گیا اور اسے جنت کی ابدی راحتوں کا وارث قرار دیا جائے گا دوسری صورت میں اگر انسان

کی برائیاں نیکیوں سے بڑھ گئیں تو اُسے جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا جو بدترین عذاب ہے۔قرآن حکیم میں بہت سی آیات میں روزِ محشر کا منظر واضح کیا گیا ہے جس سے عقل والے ڈرتے ہیں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ (47)

القرآن الحکیم (سورۃ الانبیاء 47/21)

ترجمہ؛

''اور قیامت کے روز ہم ٹھیک وزن کرنے والے ترازو رکھ دیں گے پھر کسی نفس پر کچھ ظلم نہ ہوگا، اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اس کو لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لیے کافی ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (8) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُم بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ (9)

القرآن الحکیم (سورۃ الاعراف 8.9/7)

ترجمہ؛

''اس روز اعمال کا تولا جانا برحق ہے۔پھر جس کے اعمال کا وزن بھاری ہوگا وہی فلاح پانے والا ہوگا اور جس کے اعمال کا وزن ہلکا ہوگا یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے

اپنے آپ کو نقصان میں ڈالا ہوگا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید فرمایا کہ!

يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ (6) فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (7) وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (8)

القرآن الحکیم (سورۃ الزلزال 6.8/99)

ترجمہ:

''اُس روز لوگ جدا جدا نکلیں گے تاکہ اِن کے اعمال انھیں دکھائیں جائیں پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ (22)

القرآن الحکیم (سورۃ ق 22/50)

ترجمہ:

''انسان سے کہا جائے گا کہ تو جس چیز سے غفلت میں تھا، اب ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا اور اب تیری نگاہ بہت تیز ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید فرمایا گیا کہ!

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿25﴾

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 25/3)

ترجمہ:

”ہر نفس کو جیسا اُس نے کیا ہے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور اُن پر ذرا بھی ظلم نہ ہوگا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِن سُوٓءٍ۔۔

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 30/3)

ترجمہ:

”وہ دن جب کہ ہر نفس اس نیکی کو جو اس نے کی ہے اور اس برائی کو جو وہ کر چکا ہے حاضر پائے گا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا کہ!

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِى نَفْسٌ عَن نَّفْسٍ شَيْئًا وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿48﴾

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 48/2)

ترجمہ:

''ڈرو اُس دن سے جب کہ ایک نفس دوسرے نفس کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ اس کے حق میں کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ اس سے کوئی معاوضہ قبول کیا جائے گا اور نہ اُن کی کوئی مدد کی جائے گی''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ (101) فَمَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (102) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ (103)

القرآن الحکیم (سورۃ المومنون 101.103/23)

ترجمہ؛

''پھر جب صور پھونک دیا گیا تو اس روز اُن میں کوئی نسبی تعلق باقی نہ رہے گا اور نہ وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے جن کے اعمال کا پلا بھاری ہو گا وہی فلاح پائیں گے اور جن کے اعمال ہلکے ہوں گے یہ وہی لوگ ہوں گے جنھوں نے خود کو خسارے میں ڈالا ، یہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ (88) إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (89)

القرآن الحکیم (سورۃ الشعراء 89/26)

ترجمہ:

''اس دن جب کہ نہ مال کچھ نفع دے گا اور نہ اولاد، نجات صرف اس کی ہوگی جو خدا کے پاس قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہوگا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَى مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ لَقَد تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنكُم مَّا كُنتُمْ تَزْعُمُونَ (94)

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 94/6)

ترجمہ:

''تم ہمارے پاس اکیلے آئے ہو جیسا ہم نے تم کو پہلی مرتبہ اکیلا پیدا کیا تھا ہم نے تم کو جو کچھ ساز و سامان دیا تھا اس سب کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو اور اب ہم تمھارے ان سفارشیوں کو نہیں دیکھتے جن کو تم اپنی پرورش اور رزق بخشی میں خدا کا شریک سمجھتے تھے تمہارے درمیان اب سارے رابطے ٹوٹ چکے ہیں بلکہ باطل ہو چکے ہیں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (3)

القرآن الحکیم (سورۃ الممتحنہ 3/60)

ترجمہ؛

''قیامت کے دن تمھاری رشتہ داریاں اور تمھاری اولاد تمھارے لیے کچھ بھی نافع نہ ہو گی اللہ تمھارے درمیان فیصلہ کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ (34) وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ (35) وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ (36) لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ (37)

القرآن الحکیم (سورۃ عبس 34.37/80)

ترجمہ؛

''وہ دن جب کہ آدمی اپنے بھائی اور ماں باپ اور بیوی بچوں سے بھاگے گا اس روز ہر شخص اپنے اپنے وبال میں مبتلا ہوگا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ چند مناظر تھے روز محشر کے جن کا تذکرہ قرآن حکیم میں کیا گیا۔ یقیناً یہ ایک سخت دن ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس دن کی سختی سے معاف فرمائے۔ کتنے لوگ، کتنی قومیں ہیں جن کو اس سخت دن کا ذرا بھی ڈر نہیں۔ جو کھلے عام اس دن کا انکار کرتی ہیں وہ بس اتنا جانتے ہیں کہ چلتی سانسیں زندگی کی علامت ہیں اور زندگی آرزوؤں اور خواہشات کے انبار کا نام ہے لیکن کیا آپ نے کبھی کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جس کی تمام آرزوئیں پوری ہوگئیں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں ایسا کوئی شخص مل ہی نہیں سکتا جس کی تمام آرزوئیں پوری ہوگئی ہوں اس لیے کہ اس پیش

منظر میں یہ نقص ہے کہ یہاں قدرت کے انعامات کی تقسیم انسان کے عمل اور اُس کی خوبی پر منحصر نہیں ہے بلکہ وہ ایسے اسباب پر مبنی ہے جن میں ذاتی اعمال اور نفسی صلاحیتیں محض ایک سبب کی حیثیت رکھتی ہیں اور دوسرے قوی تر اسباب اِن کی تاثیر کو ضعف بلکہ بسا اوقات بالکل زائل کر دیتے ہیں۔ اس وجہ سے انعامات کی تقسیم میں استحقاق ذاتی کو دخل نہیں ہوتا یا بہت کم دخل ہوتا ہے۔ یہاں ایک شخص تمام عمر ظلم و فسق کرنے کے باوجود بھی خوشحالی اور دنیوی برکات سے متمتع ہو سکتا ہے اور دوسرا شخص زندگی بھر ایمانداری اور پرہیزگاری کے ساتھ بسر کرنے کے باوجود خستہ حالی اور دنیوی مصائب سے پراگندہ حال رہ سکتا ہے۔ یہ نقص تکمیل کا محتاج ہے اور حکمت کا مقتضیٰ ہے کہ موجودہ نظام ترقی کر کے ایک ایسے نظام میں تبدیل ہو جائے جس میں عدل کے ساتھ جزا و سزا کی تکمیل ہو اور ہر شخص کو وہی ملے جس کا وہ اپنے ذاتی حسن و قبح کی بنا پر مستحق ہو۔ قرآن انسان کو بتاتا ہے کہ ایسا قیامت کے روز ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ!

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ (28)

القرآن الحکیم (سورۃ ص 27/38)

ترجمہ؛

”کیا ہم ایمان لانے والوں اور نیک کام کرنے والوں کو انھی جیسا بنا دیں گے جو زمین فساد کرتے ہیں؟ کیا ہم متقیوں اور فاجروں کو یکساں کر دیں گے؟

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ

كَالَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ (21)

القرآن الحکیم (سورۃ جاثیہ 21/45)

ترجمہ:

"کیا بدکاریاں کرنے والے یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم اِن کو ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کے برابر کر دیں گے اور اُن کی زندگی و موت یکساں ہوگی؟ یہ کیسی بری بات ہے جس کا وہ حکم لگاتے ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ (90) وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغَاوِيْنَ (91)

القرآن الحکیم (سورۃ الشعراء 90/26)

ترجمہ:

"جنت پرہیزگاروں کے قریب لائی جائے گی اور دوزخ گمراہوں کے سامنے کر دی جائے گی"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ وہ تصور ہے جو قیامت کے بارے میں ہمیشہ اسلام نے پیش کیا چاہے وہ آنحضرت محمد ﷺ کی نبوت ہو یا آپ ﷺ سے پہلے کے انبیاء و رسل ہوں سب نے انسانوں کو روزِ آخر سے خبردار کیا ہے اور اس سخت دن کی تیاری کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ہم چونکہ یہاں رسول اللہ ﷺ کی سیرت بیان کر رہے ہیں اس لیے قرآن حکیم سے کچھ آیات تحریر کرتے ہیں جن میں انسان

کو کامیابی اور فلاح کا رستہ دکھایا گیا اور لوگوں پر اس بات کو کھول دیا ہے کہ حقیقی کامیابی تو صرف آخرت کی کامیابی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَمَا هٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَلَعِبٌ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۔

القرآن الحکیم (سورۃ العنکبوت 64/29)

ترجمہ؛

''یہ دنیا کچھ نہیں ہے مگر لہو و لعب۔ اور اصلی زندگی آخرت کا گھر ہی ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقَى۔

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 77/3)

ترجمہ؛

''کہو اے محمد ﷺ! کہ متاع دنیا تھوڑی سی ہے اور آخرت اس کے لیے بہتر ہے جو پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے فرمایا گیا کہ!

أَرَضِيتُم بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ (38)

القرآن الحکیم (سورۃ توبہ 38/9)

ترجمہ؛

”کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے؟ دنیا کی زندگی کے ساز وسامان تو آخرت کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر ارشاد فرمایا کہ!

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (16) وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى (17)

القرآن الحکیم (سورۃ الاعلی 16.17/87)

ترجمہ؛

”تم حیاتِ دنیا کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت زیادہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُورِ (185)

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 185/3)

ترجمہ:

”ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو اپنی زندگی کے پورے پورے بدلے قیامت کے دن ملنے والے ہیں۔ پس اس روز جو شخص آگ کے عذاب سے بچ گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہ کامیاب ہو گیا رہی اس دنیا کی زندگی تو وہ تو محض دھوکے کا سامان

ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے فرمایا گیا کہ!

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيْهِ وَكَانُوا مُجْرِمِيْنَ (116)

القرآن الحکیم (سورۃ ھود 116/11)

ترجمہ:

"جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا اور انھی لذتوں کے پیچھے پڑے رہے جو اُن کو دی گئیں تھیں تو ایسے لوگ یقیناً مجرم ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے فرمایا گیا کہ!

قُلْ إِنَّ الْخَاسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ (15)

القرآن الحکیم (سورۃ زمر 15/39)

ترجمہ:

"اے محمد ﷺ! کہہ دیجئے کہ سخت نقصان میں ہیں وہ لوگ جنھوں نے اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا دراصل یہی کھلا ہوا خسارہ ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے فرمایا گیا کہ!

فَأَمَّا مَن طَغَىٰ (37) وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (38) فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ (39) وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ (40) فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ (41)

القرآن الحکیم (سورۃ نازعات 37.41/79)

ترجمہ:

"پھر جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اُس کا ٹھکانہ جنت ہے"۔

آگے فرمایا گیا کہ!

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ (20)

القرآن الحکیم (سورۃ الحدید 20/57)

ترجمہ:

"جان لو کہ اس دنیا کی زندگی تو اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ اس میں کھیل کود اور زینت اور آپس کا تفاخر اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا ہے۔ اس کی مثال بارش کی سی ہے کہ اس سے کھیتی لہلہاتی ہے اور کسان اس کو دیکھ کر خوشیاں مناتا ہے پھر وہ پک کر خشک ہو جاتی ہے اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زرد پڑ گئی اور آخر کار روند ڈالی گئی۔ اس

کے بعد آخرت کی زندگی ہے جس میں کسی کے لیے سخت عذاب ہے اور کسی کے لیے اللہ کی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے، پس دنیا کی زندگی محض دھوکے کا ایک سامان ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد فرمایا کہ!

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ (14) قُلْ أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ (15)

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 14.15/3)

ترجمہ؛

"لوگوں کے لیے عورتوں اور بچوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں نشان اور لگے ہوئے گھوڑوں اور جانوروں اور کھیتوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کی متاع ہے مگر اللہ کے پاس اس سے اچھا ٹھکانا ہے۔ کہو اے محمد (ﷺ) کیا میں تمہیں اس سے بہتر متاع کی خبر نہ دوں کہ جن لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی ان کے لیے ان کے پروردگار کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ اِن میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو پاکیزہ ازواج ملیں گی اور وہ اللہ کی خوشنودی سے سرفراز ہوں گے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

کامیابی وفلاح کا یہ حقیقی تصور ہے جو صرف اسلام کا اثاثہ ہے۔دیکھیں دنیا میں دور دور تک لوگ فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور اللہ کے عذاب کو بھولے ہوئے ہیں۔انسانوں کی کتنی مہیب بستیاں ہیں جن کا کوئی خدا ہی نہیں۔انسانوں کے کتنے گروہ کتنے ملک اور کتنی قومیں ہیں جو اسی زندگی کو سب کچھ سمجھے ہوئے ہیں اور روزِ حساب کے کسی احساس کے بغیر اللہ کی رضا کے حصول کی کسی خواہش کے بغیر زیست کیے جا رہے ہیں بے منزل مسافت کے اِن مسافروں کو لمحہ بھر کے لیے نظر انداز کریں اور سوچیں کہ ہم اللہ کی رضا کے لیے کیا کر رہے ہیں؟

ہم جنھیں اس نظریہ کا وارث،قرآن حکیم کا پیرو اور رسول اللہ ﷺ کا امتی ہونے کا شرف حاصل ہے ہم اپنی زندگیوں میں اس سخت دن کی کیا تیاری کی ہے؟

اپنے شب وروز پہ نگاہ کریں اور سوچیں کہ اس مہلت عمل سے ہم نے کیا فائدہ اٹھایا ہے؟

اپنے گریبان میں جھانکیں اور دیکھیں کیا رسول اللہ ﷺ سے محبت کا دعویٰ کہیں خالی خولی دعویٰ ہی نہ ہو اور اُس روز ہمارے دامن خالی ہوں؟

اپنے معاشرے کو دیکھیں کیا یہ ایک اسلامی معاشرہ ہے کیا اذان کی آواز کے ساتھ ہمارے گھروں ہمارے بازاروں میں کوئی ہلچل مچتی ہے؟

خاص اپنے گھر کو دیکھیں کیا آپ اپنے بچوں کو اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ وہ دین اسلام پر فخر کریں اور اللہ کا شکر کریں جس نے انھیں راہ ہدایت دکھائی؟

کیا ہم جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ کو برداشت کرتے ہیں اور اس پہ ذرا بھی اعتراض نہیں کرتے؟

اپنے عمل پر غور کریں کہ آپ اپنے دن کا آغاز اپنے رب کی حمد وثنا سے کرتے ہیں یا زیادہ زیادہ منافع حاصل کرنے کے منصوبوں سے؟

آپ کے اخلاق و کردار کے متعلق دوسرے لوگوں کی رائے کیا ہے؟

کیا آپ ایک ایماندار شخص کے طور پہ جانے جاتے ہیں؟

آپ کا دین آپ کو کس بات کی طرف بلاتا ہے اس امر کی تلاش کے لیے کبھی آپ نے قرآن کھولا ہے؟

نبی اکرم ﷺ سے محبت کے دعویٰ کے باوجود آپ نے کبھی رسول اللہ ﷺ کے شب و روز سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے سیرت کی کوئی کتاب خریدی ہے؟

آپ کے فرائض کا کیا عالم ہے کیا آپ اپنے پڑسیوں کے حقوق پورا کر رہے ہیں؟

کیا آپ کے رشتے دار آپ سے محبت کرتے ہیں؟

کیا آپ قرابت داروں کی ضروریات کا خیال کرتے ہیں؟

کیا آپ کو اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے؟

اِن سوالوں کے جواب کھوجتے ہوئے آپ کو یقیناً اس امر کا اندازہ ہو جائے گا کہ آپ نے اُس سخت دن کے لیے کیا تیاری کی ہے کچھ تیاری کی بھی ہے یا مہلت عمل کو ضائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُس سخت دن کی سختی سے محفوظ رکھے۔ آمین

برزخ

اپنے عصر پہ نگاہ ڈالیں تو اس خوفناک حقیقت کا سامنا ہوگا کہ دنیا کی اکثریت موت جیسی حقیقی منزل کو بھلائے بیٹھی ہے۔ جاہل لوگ موت کو فنا کہتے ہیں حالانکہ موت تو محض منظر کی تبدیلی کا نام ہے۔ مگر وہ معاشرے اور وہ قومیں جن کو اُن کے آباء نے جاہلیت کی طرف بلایا اور انھوں نے اپنے اس جاہلی احوال کو بدلنے کی ذرا بھی سعی نہ کی وہ حس وادراک سے اس قدر قریب چیز یعنی کو موت کو تو نہیں بھولے اور نہ کوئی انسانی معاشرہ اس امر سے ناآشنا رہ سکتا ہے اس لیے کہ موت تو روز کا مشاہدہ ہے۔ اصل میں وہ موت کے بعد کی پیشی کو بھولے ہیں حالانکہ مغرب کے بہت سے ممالک کا دعویٰ ہے کہ وہ نصاریٰ ہیں اہل کتاب ہیں مگر اس باوجود انھوں نے جس سماجی ڈھانچے کو وضع کیا اُس میں روز محشر کی تیاری کا کوئی تصور نہیں۔ اہل کتاب ہونے کے باوجود اہل مغرب موت کے بعد کی زندگی سے پہلوتہی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ جو کسی خدا کو نہیں مانتے اُن کا ذکر یہاں مقصود نہیں، وہ لوگ جو مابعد الطبیعات کے بارے میں کسی تصور کے حامل نہیں اُن کو اس سوال پر غور کرنا چاہیے کہ زندگی کیا ہے اسی کے بعد وہ موت کی حقیقت تک پہنچ سکیں گے۔ چنانچہ یہاں اصل سوال یہ ہے کہ موت کے بعد کوئی زندگی ہے یا نہیں؟

یہ معاملہ ہمارے اُن امور سے تعلق رکھتا ہے جو ہمارے حواس اور حسی تجربات کی حدود سے باہر ہیں۔ ہم جو کچھ محسوس کرتے ہیں وہ صرف اس قدر ہے کہ ایک شخص جو چند لمحے قبل سانس لیتا

تھا، ہمارے ساتھ باتیں کرتا تھا، ہمارے ساتھ محبت کرتا تھا ہم اُس کو جانتے تھے وہ ہمیں جانتا تھا اچانک گرتا ہے اور اس کے بعد نہیں اٹھتا۔ چند لمحے پہلے اُس کا جسم اُس کے ارادہ کے تابع تھا مگر اب وہ ارادہ کرے تب بھی اُس کا جسم حرکت نہ کرے گا۔ لوگ اس شخص کو جھانکیں گے اور اُسے زندگی سے عاری قرار دینے میں انھیں زیادہ وقت نہ لگے گا۔ چنانچہ کہا جا سکتا ہے کہ اس شخص کے جسم سے کوئی ایسی شئے غائب ہوگئی ہے جس نے جامد، غیر متحرک مادے کو نمو اور حرکت کی قوت فراہم کر رکھی تھی۔

وہ شئے کیا تھی؟ وہ کہاں چلی گئی؟ اس مادی جسم کے وجود سے الگ ہو کر بھی وہ موجود ہے یا معدوم ہوگئی؟ وہ پھر کبھی اس جسم یا ایسے ہی کسی اور جسم سے اس کا دوبارہ تعلق قائم ہوگا یا نہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے حواس اور تجربی علم اِن سوالات کا جواب دینے سے قاصر ہیں کوئی بھی اِن سوالات کا مثبت یا منفی جواب نہیں دے سکتا کیونکہ اس چیز یعنی موت کو ہم نے فی نفسہٖ نہ کبھی پہلے محسوس کیا تھا نہ اب محسوس کرتے ہیں اس لیے کہ ہم تو زندہ ہیں اور وہ جو اس راز کا امین تھا زمین پر ایسے پڑا ہے کہ اب اُسے کبھی ہوش نہ آئے گا اور نہ وہ کبھی ہمارے کسی سوال کا جواب دے گا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ موت کی حقیقت کا علم حکمت و تجربہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ جہاں تک سائنس کا تعلق ہے تو علم سائنس اس معاملے میں اگر اثباتاً کوئی حکم نہیں لگاتا تو اس کو یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ وہ نفیاً کوئی حکم لگائے وہ صرف یہ کہہ سکتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے۔ لیکن اگر خالص لاادریت کے مقام سے ہٹ کر کوئی یہ کہے کہ چونکہ میں نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے اس لیے میں جانتا ہوں کہ مرنے کے بعد کچھ بھی نہیں ہوتا تو اس کا یہ بیان معقولیت سے نہایت بعید ہوگا۔ چنانچہ اس سوال کا اصل جواب اللہ ہی کے پاس ہے اور اللہ ہی بات کا جواب دیتا ہے ارشاد فرمایا گیا کہ!

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَى عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا

كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (8)

القرآن الحکیم (سورۃ جمعہ 8/62)

ترجمہ؛

''کہہ دو کہ بے شک وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو اس سے آخر تمہیں ملنا ہی ہے، پھر تم اس خدا کے سامنے پیش کیے جاؤ گے جو حاضر و غائب کا جاننے والا ہے تو وہ تم کو تمھارے کرتوت بتائے گا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے ارشاد فرمایا گیا کہ!

قَالُوا إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعونَ (156)

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 156/2)

ترجمہ؛

''بیشک ہم اللہ کے (بندے) ہیں اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

وَہُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَى أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ (60)

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 60/6)

ترجمہ؛

''اور وہی خدا ہے جو تمہیں رات کو موت (نیند) دیتا ہے اور دن کو جو تم کما چکے ہو اس کو

جانتا ہے، پھر تم کو دن میں جگا اٹھاتا ہے تاکہ مقرر وقت پورا ہو، پھر تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے پھر وہ تم کو تمھارے اعمال دکھائے گا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم مَّتَـٰعَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿23﴾

القرآن الحکیم (سورۃ یونس 23/10)

ترجمہ؛

''اے انسانو! تمہاری بغاوت کا نتیجہ تمہی پر ہے، دنیا کی زندگی سے کچھ فائدہ اٹھانا، پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ تو ہم تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دیں گے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

كَلَّآ إِذَا بَلَغَتِ ٱلتَّرَاقِىَ ﴿26﴾ وَقِيلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ﴿27﴾ وَظَنَّ أَنَّهُ ٱلْفِرَاقُ ﴿28﴾ وَٱلْتَفَّتِ ٱلسَّاقُ بِٱلسَّاقِ ﴿29﴾

القرآن الحکیم (سورۃ قیامہ 26.29/71)

ترجمہ؛

''ہرگز نہیں، جب روح ہنسلی تک آ پہنچے گی اور لوگ کہیں گے اب کون ہے جھاڑ پھونک کر بچانے والا اور سمجھا کہ اب جدائی کا وقت آ گیا اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ گئی اس دن تیرے پروردگار کی طرف ہانکا جانا ہے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلآئِكَةُ بَاسِطُواْ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُواْ أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ (93) وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَى كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاء ظُهُورِكُمْ۔

القرآن الحکیم (سورۃ الانعام 93/6)

ترجمہ؛

''اور کبھی تو دیکھے جس وقت گنہگار موت کی بیہوشی میں ہوں اور فرشتے باہیں کھولے ہوں کہ نکالو (اپنے جسموں) سے روحوں کو آج تم کو اس پر ذلت کی سزا ملے گی کہ تم خدا کی شان میں جھوٹی باتیں کہتے تھے اور اُس کے احکامات کو ماننے سے انکار کرتے تھے ، پھر تم ایک ایک کر کے جیسے کہ ہم نے تم کو پیدا کیا تھا واپس ہمارے پاس چلے آئے اور وہ مال واسباب جنھوں نے تم کو مغرور بنا دیا تھا وہ سب تم پیچھے ہی چھوڑ آئے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید فرمایا گیا کہ!

وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُواْ الْمَلآئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُواْ عَذَابَ الْحَرِيقِ (50) ذَلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللّهَ لَيْسَ بِظَلاَّمٍ

لِّلۡعَبِيۡدِ ﴿51﴾

القرآن الحکیم (سورۃ الانفال 51/8)

ترجمہ؛

”کبھی آپ دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں تو وہ اُن کے منہ پر مارتے ہیں پیٹھ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں جلنے والے عذاب کا مزہ چکھو یہ تمھارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

فَلَوۡلَا إِذَا بَلَغَتِ الۡحُلۡقُومَ ﴿83﴾ وَأَنتُمۡ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ
﴿84﴾ وَنَحۡنُ أَقۡرَبُ إِلَيۡهِ مِنكُمۡ وَلَٰكِن لَّا تُبۡصِرُونَ
﴿85﴾ فَلَوۡلَا إِن كُنتُمۡ غَيۡرَ مَدِينِينَ ﴿86﴾ تَرۡجِعُونَهَا إِن
كُنتُمۡ صَادِقِينَ ﴿87﴾ فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِينَ
﴿88﴾ فَرَوۡحٌ وَرَيۡحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ﴿89﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ
مِنۡ أَصۡحَابِ الۡيَمِينِ ﴿90﴾ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنۡ أَصۡحَابِ
الۡيَمِينِ ﴿91﴾ وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ
﴿92﴾ فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِيمٍ ﴿93﴾ وَتَصۡلِيَةُ جَحِيمٍ ﴿94﴾ إِنَّ
هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡيَقِينِ ﴿95﴾ فَسَبِّحۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الۡعَظِيمِ
﴿96﴾

القرآن الحکیم (سورۃ واقعہ 83.96/56)

ترجمہ؛

”پھر کیوں نہیں جس وقت روح حلق تک پہنچ جاتی ہے اور تم اُس وقت دیکھ رہے

ہوتے ہو، اور ہم اس سے تمہاری نسبت زیادہ تر نزدیک ہوتے ہیں لیکن تم کو دکھائی نہیں دیتا تو اگر تم کسی اور کے حکم کے نیچے ہو تو اس روح کو پلٹا کیوں نہیں لیتے، اگر تم سچے ہو تو اگر وہ (مرنے والا) مقرب بندوں میں سے ہوا تو خوشی و آرام کی نعمت بہشت ہے اور اگر وہ کچھ کم تر درجے میں ہوا تو یعنی دہنے والوں میں سے تو دہنے والوں پر تیرے رب کی سلامتی ہے، اور اگر وہ جھٹلانے والوں میں سے ہوا گمراہوں میں سے ہوا تو گرم پانی سے اُن کی مہمانی کی جائے گی اور انھیں دوزخ میں بیٹھنا پڑے گا بے شک اللہ کی بات یقین کے قابل ہے سو آپ اللہ کی تسبیح بیان کیا کریں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات کے مطالعے سے ثابت ہوا کہ موت ایک دروازہ ہے جس گزر کر انسان کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اگرچہ انسان کو اس کی خواہش نہیں ہوتی مگر ہر صورت اسے بہر حال اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہی پڑے گا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ برزخ سے کیا مراد ہے۔ برزخ کے لفظی معنی پردے اور حجاب کے ہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں کئی بار یہ لفظ انھی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

مثال کے طور پہ دیکھیں کہ!

بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِ ۝

(سورۃ رحمان)

اِن دونوں کے بیچ ایک پردہ ہے جن سے ایک دوسرے پر بڑھ کر نہیں جاتا۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

ایک اور جگہ یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے وہاں بھی یہ پردہ کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد

ہوتا ہے کہ!

وَہُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ ہٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَہٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَیْنَہُمَا بَرْزَخاً وَحِجْراً مَّحْجُوراً (53)

(سورۃ رحمان)

اور اسی نے دو دریاؤں کو ملا کے چلایا اور یہ میٹھا اور پیاس بجھاتا ہے اور وہ کھاری وکڑوا ہے اور اُن کے بیچ میں ایک پردہ ہے جس نے دونوں کے مابین اوٹ کی ہوئی ہے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر ایک جگہ فرمایا کہ!

وَمِن وَرَائِہِم بَرْزَخٌ إِلَی یَوْمِ یُبْعَثُونَ۔

اور اِن مرنے والوں کے پیچھے ایک پردہ ہے اُس دن تک جب کہ وہ قیامت تک اٹھائے جائیں گے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اللہ تعالیٰ نے اس مادی دنیا میں روحانی عالم کی باتوں کو سمجھنے کے لیے اپنی عجیب وغریب قدرت سے ہم کو ایک چیز عطا کی ہے جس کو ہم نیند کہتے ہیں، دیکھیں روح کا اپنے جسم سے دو قسم کا تعلق ہے ایک ادراک و احساس کا دوسرے تدبیر و تغزیہ کا، نیند کے عالم میں ہمارے تمام آلات و احساس اس دنیا سے بے خبر ہو جاتے ہیں تاہم نفس یا روح کا تعلق ہمارے جسم سے باقی رہتا ہے اور وہ اس حالت میں بھی جسم کی مادی زندگی، نشونما اور بقاء کی تدبیروں، دل و دماغ اور دیگر اعضائے رئیسہ کو غذارسانی اور دوران خون کو متوازن رکھنے میں مصروف رہتی ہے۔اسی کو روح کا جسم کے ساتھ تدبیری تعلق کہا جائے گا تو سوال پیدا ہوا کہ نیند اور موت میں کیا فرق ہے

۔نیند میں روح نے جسم کے ساتھ تدبیری تعلق کو قائم رکھا مگر جب روح جسم کے ساتھ تدبیری تعلق کو منقطع کردے گی تو اس کو موت کہا جائے گا۔جب روح جسم کے ساتھ اپنے تدبیری تعلق کو ختم کردے گی تو یہی جسم جو کل تک مرجع حسن تھا وہ گلنے لگے گا بدبو دینے لگے گا اس لیے کہ اُس کے اندر سے اصل جوہر تو غائب ہوگیا اب تو یہ ایک خالی بوتل ہے جس سے بدبو بھی آرہی ہے جو زندہ لوگوں کے لیے پریشانی کا باعث ہے۔ چنانچہ زندہ لوگ اس خالی بوتل کو تلف کرنے کا اہتمام کریں گے اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کچھ لوگ اس خالی بوتل کو جلا دیتے ہیں تو کچھ لوگ اسے زمین میں دفن کردیتے تاکہ اُس کی بدبو سے خود کو محفوظ رکھ سکیں۔اس سے یہ ثابت ہوا کہ محبت ایک روحانی تسلسل ہے اور محبت اُس چیز سے تھی جو اس جسم کے اندر تھی جب وہ ہی نہیں رہی تو چاہے کوئی کسی سے کتنی ہی محبت کیوں نہ کرتا ہوں وہ اس خالی بوتل سے نجات حاصل کرنا ہی پسند کرے گا۔اگلا سوال یہ ہے کہ جسم تو خالی ہوگیا اس کو زمین میں دبا بھی دیا مگر اس جسم سے جو شئے جدا ہوئی وہ کہاں چلی جاتی ہے۔ اوپر بیان کیا گیا کہ برزخ کا معنی پردہ ہے۔انسانی روح جب انسانی جسم کو چھوڑتی ہے تو اُسے علیین یا سجین میں رکھا جاتا ہے یہ دو مقامات ہیں جو ارواح کے لیے مختص ہیں نیک ارواح کو علیین میں رکھا جاتا ہے اور بدارواح کو سجین میں رکھا جاتا ہے اب اِن اروح اور اللہ کے مابین جو پردہ حائل ہے اُسے برزخ کہا جائے گا۔اور جتنا عرصہ یہ روحیں اس حالت میں گزاریں گی اُس کو عالم برزخ کہا جائے گا۔اس ضمن میں علماء کا مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔مولانا شبلی نعمانی سیرت النبی میں لکھتے ہیں کہ!

”انسان جب سوتا ہے تو اس کے ادراک واحساس کے آلات اپنی مادی دنیا سے عارضی طور پر بے خبر ہوجاتے ہیں، مگر اس کے ادراک واحساس کی تخیلی تمثالی یا ذہنی دنیا اُس کے بالکل سامنے اسی مادی دنیا کی طرح متشکل ہوجاتی ہے اس میں وہ خود اپنے جسم سے الگ ہوکر مگر ہو بہو وہی جسم دیکھتا ہے جو آتا جاتا، چلتا پھرتا اور دیکھتا سنتا

ہے اُس کے سامنے کھانے پینے اور لطف انگیزی کے سب سامان ہوتے ہیں نیز اس میں رنج وغم اور تکلیف کی تمام وہی صورتیں ہوتی ہیں جو مادی دنیا میں ہیں۔ اُس کے خیالی جسم کو اگر اس عالم میں تکلیف ہوتی ہے تو وہ خود چیخ اٹھتا ہے اور اگر اس میں لذت ملتی ہے تو وہ اس سے لطف اندوز ہوتا ہے اور اِن دونوں کے اثرات اُس کو اپنے مادی جسم میں جاگنے بعد بھی نظر آتے ہیں۔ غرض عالم خواب کی دنیا اور اس کی شادی و رنج اور لذت والم میں کوئی فرق نہیں ہوتا، اگر کچھ فرق ہے تو یہ ہے کہ عالم خواب کی لذت و تکلیف بیداری کے بعد ختم ہو جاتی ہے اور مادی دنیا کی تکلیف و لذت احساس و ادراک کے وجود تک جاری رہتی ہے اور جس طرح مادی بیداری والی لذت و تکلیف خواب میں معدوم ہوجاتی ہے اسی طرح خواب والی لذت و تکلیف بیداری میں رخصت ہوجاتی ہے۔ خواب والے لذائذ وآلام کے مختلف مناظر اور اُن کے حقائق اور اسباب وعلل پر اگر فلسفیانہ حیثیت سے غور کیا جائے تو عجیب وغریب معاملات سامنے آتے ہیں، کبھی تو یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام احساسات ومعلومات جو کبھی بھی ذہن انسانی میں آئے ہوں اور اُن کو بحالت بیداری مادی دنیا کے مشاغل اور زمانہ کے امتداد کے سبب سے انسان کتنا ہی فراموش کر چکا ہو وہ خواب میں مادی گراں باری سے آزادی کے بعد سامنے مجسم شکلوں میں نمودار ہو جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان جن چیزوں کو بھول جاتا ہے وہ اس کے حافظہ سے حقیقت میں معدوم نہیں ہو جاتیں بلکہ دماغی حجرہ کے منتشر اسباب کے ذخیرہ میں چھپ کر کہیں گم ہو جاتی ہیں اور پھر بعد کو مل جاتی ہیں اس لیے وہ تمام اچھے برے اعمال جو انسان نے عمر بھر کیے خواہ وہ اُن کو آج بھول گیا ہو مگر اُن کی یاد ذہن کے گوشوں میں پڑی رہتی ہے معدوم ومفقود نہیں ہوگئی۔

برزخ یا موت کا عالم دراصل ایسے موضوعات ہیں جن کے متعلق انسان کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ یہ وہ معاملات ہیں جن میں حقیقی رہنمائی صرف اللہ فرماتا ہے اس لیے اِن معاملات کی کھوج کی بجائے اس امر کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں کہ روزِ محشر کامیابی کا امکان بڑھ جائے اور اس کا واحد رستہ اللہ کے دین کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے جو کچھ ایسا دشوار بھی نہیں ارادہ تو کر کے دیکھیں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

کافر جب انکار کرتا ہے تو اس کے انکار سے اُس کی روح مضطرب و پژمردہ ہو جاتی ہے۔اُس کا انکار اُس کی زندگی کے ہر عمل اور فکر و نظر کو ڈھانپ لیتا ہے جس سے اُس کی زندگی راہ راست سے ہٹ جاتی ہے اور وہ اندھیری راہوں کا مسافر ہو جاتا ہے۔

کفر

کفر ایمان کی ضد ہے، کفر کا لفظی معنی تو انکار کرنا ہے مگر اصطلاحاً اُس کو کافر کہا جائے گا جس نے اللہ اور اُس کے رسولوں کا انکار کیا، اُن کے احکامات کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ ایمان میں ذرا سی ملاوٹ بھی پسند نہیں کرتا اس لیے اللہ کے نزدیک وہ لوگ بھی کافر ہیں جنھوں نے اُس کے بہت سے احکامات کو تسلیم کیا مگر ایک دو جگہ اٹک گئے اور کہا کہ ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ جیسا کہ یہودیوں نے کہا کہ وہ حضرت عیسیٰ ؑ کو نہیں مانتے، اس لیے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیرو تھے۔ پہلے انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور کہا ہمیں اِن کی ضرورت نہیں ازاں بعد رسول اللہ ﷺ کا بھی انکار کیا اور اس کے باجود وہ خود کو مسلمان یعنی اللہ کا مطیع و فرمانبردار کہتے ہیں، بلکہ اُن کا تو یہ بھی خیال ہے کہ وہ اللہ کی پسندیدہ قوم ہیں اور باقی ساری دنیا کو تو عذاب دیا جائے گا مگر انھیں محض چند دن کے لیے معمولی عذاب ہوگا اس کے بعد اللہ انھیں اپنی جنت میں داخل کر دے گا۔ حالانکہ قرآن حکیم کا فیصلہ بہت واضح ہے جس میں ذرا بھی شک نہیں۔

فرمایا گیا کہ!

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ

بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيماً ○

القرآن الحکیم (سورۃ نساء 65/4)

ترجمہ:

''اے محمد ﷺ! تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر جو کچھ فیصلہ تم کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

قوم بنی اسرائیل کے کفر کو اسلام نے قدرے تفصیل سے بیان کیا ہے۔سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَآؤُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ (61)

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 61/2)

ترجمہ:

''آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلت وخواری اور پستی و بدحالی اُن پر مسلط کر دی گئی اور وہ اللہ کے غضب میں گھر گئے یہ نتیجہ تھا اِس کا کہ وہ اللہ کی آیات کا کفر کرنے لگے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنے لگے یہ نتیجہ تھا اُن کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حدودِ شرع سے نکل نکل جاتے تھے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہودیوں نے انکار کی مختلف صورتیں اپنا رکھی تھیں، کبھی تو وہ خدا کی بھیجی ہوئی آیات میں تحریف کر دیتے اور اِن کو اپنی خواہشات یا خیالات کے مطابق ڈھال لیتے، کبھی اللہ کی آیات کا مطلق انکار کر دیتے۔ کبھی اللہ کی آیات کو تسلیم کرنے کا اعلان تو کرتے مگر اپنے عمل سے اس کی مخالفت کرتے، اللہ کے احکامات کا انکار نہ کرتے تو اللہ کے احکامات کی پرواہ بھی نہ کرتے۔ یہودیوں کے بعد عیسائی ہیں جن کو اللہ نے کتاب عطا فرمائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اُن کی تربیت کی اس کے باوجود انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اور حضرت مریم علیہا السلام کو خدا کی بیوی بنا دیا اور تثلیث کا مکروہ تصور اپنا لیا اور اہل کفر میں سے ہو گئے۔ ہندوازم کے متعلق بتایا گیا ہے کہ ابتدا میں وہ مواحد تھے رفتہ رفتہ بت پرستی کا شکار ہو گئے اور آج اللہ کی زمین پر وہ واحد قوم ہیں جو بت پرستی میں مبتلا ہیں جو ایک کھلا ہوا شرک ہے۔ اُن کے عقائد کے تنزل کی تفصیلات بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں۔ ہم تاریخی تناظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کا انکار کرنے والوں کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ اللہ کی زمین پر شروع میں کافر نہ تھے بلکہ ایک عہد گزرنے کے بعد اللہ کا انکار کرنے والے لوگ پیدا ہوئے جن کو شیطان نے بہکا لیا تھا۔ اللہ کی راہ سے ہٹ جانے کے بعد انسان مختلف گرہوں میں منقسم ہو گئے ایک طرف اللہ کو ماننے والے تھے جبکہ دوسری طرف لوگوں کے بہت سے گروہ تھے جو کفر میں مبتلا ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کافروں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ!

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (161) خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ (162)

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 162/2)

ترجمہ؛

”جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا اور کفر کی حالت میں ہی جان دی اُن پر اللہ اور اُس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ اسی لعنت میں وہ ہمیشہ مبتلا رہیں گے

نہ اُن کی سزا میں تخفیف کی جائے گی اور نہ ہی انھیں پھر عمل کی مہلت دی جائے گی‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

انسانوں کے کفر کی مختلف شکلوں پہ بحث کرتے ہوئے سیّد ابوالاعلی مودودی تفہیم القرآن میں فرماتے ہیں کہ!

’’کفر کے اصلی معنی چھپانے کے ہیں،اسی سے انکار کا مفہوم پیدا ہوا اور یہ لفظ ایمان کے مقابلے میں بولا جانے لگا۔ایمان کے معنی ہیں ماننا،قبول کرنا،تسلیم کرنا۔اس کے برعکس کفر کے معنی ہیں نہ ماننا،انکار کرنا،رد کر دینا۔قران حکیم کی رو سے کفر کے رویہ کی مختلف صورتیں یہ ہیں۔

اول یہ کہ!

’’انسان سرے سے خدا کے وجود کو ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دے جیسا کہ آج کل اللہ کی زمین پر ایسے نافرمانوں کا ایک ہجوم ہے جنھوں نے سرے سے ہی اس کائنات کے کسی خالق کا انکار کر دیا ہے۔چونکہ یہ لوگ خدا کے وجود سے ہی انکاری ہیں اس لیے وہ اللہ کے اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہیں۔وہ اس کائنات کے نظم کو بغیر کسی خالق کے مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سبب اور مسبب کا ایک سلسلہ ہے جس کی وجہ سے یہ کائنات حرکت میں ہے اور خود سے ہی وجود میں آ گئی تھی اس لیے نہ تو وہ اللہ کے وجود کے قائل ہیں اور نہ اللہ کی واحدنیت سے انھیں کوئی علاقہ ہے‘‘۔

دوم یہ کہ!

’’دوسرے وہ لوگ ہیں جو اللہ پر ایمان تو رکھتے ہیں مگر اُس کے احکامات اور ہدایات کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔یا یوں کہہ لیں کہ وہ اللہ کے علم کو قانونِ زیست تسلیم کرنے سے

انکاری ہیں۔ وہ اپنی زندگیوں میں اللہ کے قانون کی بجائے اُس قانون کی پیروی اختیار کرتے ہیں جسے انھوں نے خود تیار کیا، جواُن کی خواہشات اور آرزوؤں سے مطابقت رکھتا ہو۔غور سے دیکھیں تو اس عصر میں اہل نصاریٰ کی مہیب آبادیاں اسی تخیل کے تحت زندگی بسر کر رہی ہیں ۔وہ اللہ پر یقین رکھتے ہیں مگر اللہ کے واضح اور کھلے ہوئے احکامات کی نافرمانی کرتے ہیں۔امریکہ سے لے کر ناروے تک، آسٹریلیا سے لے کر اسپین تک اور فرانس سے لے کر جرمنی تک سینکڑوں ممالک ہیں جن میں کروڑوں لوگ بستے ہیں سب کے سب اسی تصورِ زیست کو اپنائے ہوئے ہیں کہ مذہب انسان کا ذاتی معاملہ ہے اگر وہ چاہے تو اللہ کو مانے چاہے تو اللہ کا انکار کرے۔شراب سود اور زنا میں ملوث یہ اقوام اللہ کے ساتھ شرک میں بھی ملوث ہیں اس لیے اللہ رب العزت کو اِن لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں کہ جہالت کے جس گڑھے میں چاہیں گریں۔

سوم یہ کہ!

انسانوں کا کوئی گروہ اصولاً تو اس بات کو تسلیم کرلے کہ اسے اللہ ہی کی ہدایت پر چلنا چاہیے مگر اللہ اپنی ہدایات اور احکامات پہنچانے کے لیے جن پیغمبروں کو واسطہ بناتا ہے انھیں تسلیم کرنے سے انکار کردے۔

چہارم یہ کہ!

انسانوں کے بعض گروہ اللہ کے پیغمبروں کے درمیان تفریق کرتے ہیں اور اپنی پسند یا ناپسند کو اللہ کے حکم پر ترجیح دیتے ہیں۔اپنے تعصّبات کی بنا پر اللہ کے کسی نبی کو مانتے ہیں اور کسی کا انکار کرتے ہیں جیسا کہ پہلے یہودیوں نے کیا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا اور اس کے بعد یہود و نصاریٰ دونوں نے مل کر رسول اللہ ﷺ کا انکار کیا اور ذلت و رسوائی کا سودا کیا۔

پنجم یہ کہ!

پیغمبروں نے خدا کی طرف سے عقائد اخلاق اور قوانین حیات کے متعلق جو تعلیمات بیان کی

ہیں اُن میں سے کچھ کو قبول کرے اور کچھ کو قبول کرنے سے انکار کر دے۔ جیسا کہ آج اہل نصاریٰ کے معاشروں نے سور کو خود پر حلال کر لیا ہے۔ سود کو خود پر حلال کر لیا ہے، زنا کو خود پر حلال کر لیا ہے، شراب کو خود پر حلال کر لیا ہے حالانکہ یہ تمام امور اُن کی شریعت میں بھی اور ہمیشہ سے اللہ کی شریعت میں حرام رہے ہیں اور یہ اللہ سے کھلی سرکشی ہے کہ اللہ پر ایمان کا دعویٰ بھی کرنا اور اللہ کے احکامات کو پس پشت بھی ڈالنا۔

ششم یہ کہ!

نظریاتی طور پر تو انسان اُن سب احکامات کو تسلیم کرے اور اللہ سے اِن احکامات کی اطاعت کا عہد بھی کرے مگر عملی طور پر اُن کی زندگی میں اس کا کوئی رنگ نظر نہ آئے۔ وہ خود کو اللہ کی پسندیدہ قوم کا واویلا کریں مگر اللہ کی طاعت کرنے کے لیے ایک پل کو بھی تیار نہ ہوں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو عادت ہی بنا لیں۔

یہ سب مختلف طرز فکر و عمل اللہ کے مقابلے میں باغیانہ ہیں اور اِن میں سے ہر ایک رویے کو قرآن کفر سے تعبیر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کفر کا لفظ قرآن حکیم میں بعض مقامات پر کفران نعمت کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے اور شکر کے مقابلے میں بولا گیا ہے۔ شکر کے معنی یہ ہیں کہ نعمت جس نے دی ہے انسان اس کا احسان مند بھی ہو، اس کے احسان کی قدر کرے، اس کی دی ہوئی نعمت کو اسی کی رضا کے مطابق استعمال کرے، اور اُس کا دل اپنے محسن کے لیے وفاداری کے جذبے سے لبریز ہو، اس کے مقابلے میں کفر یا کفران نعمت یہ ہے کہ آدمی یا تو اپنے محسن کا احسان ہی نہ مانے اور اسے اپنی قابلیت یا کسی غیر کی عنایت یا سفارش کا نتیجہ سمجھے، یا اُس کی دی ہوئی نعمت کی ناقدری کرے، یا اُس کے احسانات کے باوجود اس کے ساتھ غدر اور بے وفائی کرے۔ اس نوع کے کفر کو ہماری زبان میں عام طور پہ احسان فراموشی، نمک حرامی یا ناشکرے پن کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس سے بچنا بھی ضروری ہے تاہم یہ ہدایات چونکہ اُن

لوگوں کے لیے ہیں جو اسلام کے اندر ہیں اس لیے یہ امر حقیقی شرک سے قدرے بعید ہے حقیقی کفر وہی ہے جو کافر کرتا ہے جس کی بنا پر لوگ اللہ کے عذاب مول لیتے رہے جیسا کہ قرآن حکیم اور اللہ تعالیٰ کی نازل کی گئی دوسری کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا انکار کرنے والے لوگ ہمیشہ سے موجود رہے ہیں۔ جب کسی قوم میں اللہ کا پیغمبر اترتا تو کچھ لوگ اُس پر ایمان لاتے اور کچھ لوگ انکار کرتے۔ جب تک اُس قوم میں اللہ کی عبادت کرنے والے موجود رہتے اُس وقت تک اُس قوم کو زمین پر رہنے بسنے کی اجازت دی جاتی مگر جب اللہ کے احکامات کا انکار کرنے والے اللہ کی اطاعت کرنے والوں پر غالب آجاتے اور اُن کو تنگ کرنے لگتے تو اللہ تعالیٰ اُس قوم پر اپنا عذاب اتارتا اور اُن کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایسی کئی قوموں کا ذکر کیا ہے جن کو اللہ کی سرکشی کی بنا پر تباہ و برباد کر دیا گیا۔ کچھ کا مختصراً تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ (15) فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ (16) ذَلِكَ جَزَيْنَاهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ (17) وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ (18) فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ (19) وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ
ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ (20) وَمَا كَانَ لَهُ
عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ
مِنْهَا فِي شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ (21)

القرآن الحکیم (سورۃ سبا 34/14.21)

ترجمہ؛

''سبا کے لیے اُن کے اپنے ہی مسکن میں ایک نشانی موجود تھی دو باغ دائیں اور بائیں کہ کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور شکر بجالاؤ اُس کا، ملک ہے عمدہ و پاکیزہ اور پرودگار ہے بخشنے والا، مگر وہ منہ موڑ گئے۔ آخر کار ہم نے اُن پر بند توڑ کر سیلاب بھیج دیا اور اُن کے پچھلے دو باغوں کی جگہ اور باغ انھیں دیئے جن میں کڑوے کسیلے پھل اور جھاؤ کے درخت تھے اور کچھ تھوڑی سی بیریاں، یہ تھا اُن کے کفر کا بدلہ جو ہم نے اُن کو دیا اور ناشکرے انسانوں کے سوا ہم ایسا بدلہ اور کسی کو نہیں دیتے۔ اور ہم نے اُن کے اور اُن بستیوں کے درمیان جن کو ہم نے برکت عطا کی تھی، نمایاں بستیاں بسا دی تھیں اور اُن میں سفر کی مسافتیں ایک اندازے پر رکھ دی تھیں کہ چلو پھرو اِن راستوں میں رات دن پورے امن کے ساتھ'' مگر انھوں نے کہا: اے ہمارے رب ہمارے سفر کی مسافتیں لمبی کر دے اور انھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ آخر کار ہم نے انھیں افسانہ بنا کر رکھ دیا اور انھیں بالکل تتر بتر کر ڈالا۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر اُس شخص کے لیے جو بڑا صابر و شاکر ہو، اُن کے معاملات میں ابلیس نے اپنا گمان صحیح پایا اور انھوں نے اسی کی پیروی کی، بجز ایک تھوڑے سے گروہ کے جو مومن تھا، ابلیس کو اُن پر کوئی اقتدار حاصل نہ تھا مگر جو کچھ ہوا وہ اس لیے ہوا کہ کون آخرت کا ماننے والا ہے اور کون اس کی طرف سے شک میں پڑا ہوا ہے تیرا رب ہر چیز پر نگران ہے''۔

اور اللہ نے قوم نوح کو برباد کردیا تھا قرآن حکیم ارشاد ہوتا ہے کہ!

حَتَّى إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن
كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلاَّ مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ
وَمَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلاَّ قَلِيلٌ (40) وَقَالَ ارْكَبُواْ
فِيهَا بِسْمِ اللّهِ مَجْرَاهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ
(41) وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَى نُوحٌ
ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَب مَّعَنَا وَلاَ تَكُن
مَّعَ الْكَافِرِينَ (42) قَالَ سَآوِي إِلَى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ
الْمَاء قَالَ لاَ عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللّهِ إِلاَّ مَن رَّحِمَ
وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ (43) وَقِيلَ
يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءكِ وَيَا سَمَاء أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاء
وَقُضِيَ الأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْداً لِّلْقَوْمِ
الظَّالِمِينَ (44)

القرآن الحکیم (سورۃ ھود 40.44/11)

ترجمہ؛

’’جب ہمارا حکم آ گیا تو تنور ابل پڑا، ہم نے کہا ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لو اور اپنے گھر والوں کو بھی، سوائے اُن اشخاص کے جن کی نشاندہی پہلے کی جا چکی ہے، اس میں سوار کرا دو اور اِن لوگوں بھی بٹھا لو جو ایمان لائے۔ اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو نوحؑ پر ایمان لائے تھے، نوحؑ نے کہا سوار ہو جاؤ اس میں اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا بھی ٹھہرنا بھی، میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے، کشتی اُن لوگوں کو لیے چلی جا رہی تھی اور ایک ایک موج پہاڑ کی طرح اُٹھ رہی تھی، نوحؑ کا بیٹا دور فاصلے پر تھا نوحؑ نے اُسے پکار کر کہا بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ کافروں کے

ساتھ نہ رہو، اُس نے پلٹ کر جواب دیا میں ابھی ایک پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور پانی سے بچ نکلوں گا۔ نوحؑ نے کہا آج کوئی چیز اللہ کے حکم سے بچانے والی نہیں ہے سوائے اس کے کہ اللہ ہی کسی پر رحم فرمائے۔ اتنے میں ایک موج دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ بھی ڈوبنے والوں میں شامل ہو گیا۔ حکم ہوا اے زمین اپنا سارا پانی نگل لے اور آسمان رُک جا، چنانچہ پانی زمین میں بیٹھ گیا فیصلہ چکا دیا گیا، کشتی جودی پر ٹک گئی اور کہہ دیا گیا دور ہوئی ظالموں کی قوم۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور اللہ تعالیٰ نے قومِ عاد کو اُن کے کفر کے باعث تباہ کر دیا قرآن حکیم میں اس کا تذکرہ یوں کیا گیا۔

وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ (59) وَأُتْبِعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِعَادٍ قَوْمِ هُودٍ (60)

القرآن الحکیم (سورۃ ھود 58.60/11)

ترجمہ؛

''یہ عاد ہیں جنھوں نے اپنے رب کی آیات سے انکار کیا اُس کے رسولوں کی بات نہ مانی اور ہر جبار دشمن حق کی پیروی کرتے ہیں آخر کار اِس دنیا میں بھی اُن پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے روز بھی۔ سنو عاد نے اپنے رب سے کفر کیا، سنو دور پھینک دیئے گئے عاد، ھود کی قوم کے لوگ''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور اللہ نے قوم ثمود کو بھی اُن کی نافرمانیوں کی بنا پر ہلاک کر دیا۔قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا کہ!

وَيَا قَوْمِ هَـٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ (64) فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ (65) فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صَالِحًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ (66) وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ (67) كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ (68)

القرآن الحکیم (سورۃ ھود 64.68/11)

ترجمہ:

”اے میری قوم کے لوگو! دیکھو یہ اللہ کی اونٹنی تمھارے لیے ایک نشانی ہے۔اسے خدا کی زمین پر چلنے پھرنے کے لیے آزاد چھوڑ دو،اس سے ذرا بھی تعرض نہ کرنا ورنہ کچھ زیادہ دیر نہ گزرے گی کہ اللہ کا عذاب تمہیں آ لے گا۔مگر انھوں نے اونٹنی کو مار ڈالا اس پر حضرت صالحؑ نے اُن کو خبردار کیا کہ بس اب تین دن ہیں اپنے گھروں میں رہ بس لو یہ ایسی معیاد ہے جو جھوٹی ثابت نہ ہوگی۔آخر کا ہمارے فیصلے کا وقت آپہنچا تب ہم نے اپنی رحمت سے حضرت صالحؑ کو اور اُن لوگوں کو جو اُن پر ایمان لائے تھے بچا لیا اور انھیں اُس دن کی رسوائی سے محفوظ رکھا بے شک تیرا رب ہی اصل طاقتور اور بالا دست ہے۔رہے وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا تھا تو ایک سخت دھماکے نے انھیں آلیا اور وہ اپنی بستیوں میں اس طرح بے حس و حرکت پڑے رہ گئے گویا وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔

سنو ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا۔ سنو! دور پھینک دیئے گئے ثمود۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت لوطؑ کی قوم پر بھی اللہ کی نشانیوں سے کفر کرنے اور اپنے نبی کی ہدایت کو رد کرنے کے باعث عذاب اترا بیان کیا گیا کہ!

وَلَمَّا جَاءتْ رُسُلُنَا لُوطاً سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعاً
وَقَالَ هَـذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ (77) وَجَاءهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ
وَمِن قَبْلُ كَانُواْ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ قَالَ يَا قَوْمِ هَـؤُلاء
بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُواْ اللّهَ وَلاَ تُخْزُونِ فِي
ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ (78) قَالُواْ لَقَدْ
عَلِمْتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ
(79) قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةً أَوْ آوِي إِلَى رُكْنٍ
شَدِيدٍ (80) قَالُواْ يَا لُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُواْ إِلَيْكَ
فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَلاَ يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ
إِلاَّ امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ
أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ (81) فَلَمَّا جَاء أَمْرُنَا جَعَلْنَا
عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ
مَّنضُودٍ (82) مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ
بِبَعِيدٍ (83)

القرآن الحکیم (سورۃ هود 77.83/11)

ترجمہ:

"اور جب ہمارے فرشتے طور کے پاس پہنچے تو اُن کی آمد سے وہ بہت گھبرایا اور تنگ

دل ہوا اور کہنے لگا! آج بڑی مصیبت کا دن ہے اُن کی قوم کے لوگ بے اختیار اس کے گھر کی طرف دوڑ پڑے۔ پہلے سے ہی وہ ایسی بدکاریوں کے خوگر تھے، لوطؑ نے کہا بھائیو یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمھارے لیے پاکیزہ تر ہیں۔ کچھ خدا کا خوف کرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے ذلیل مت کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں ،انھوں نے جواب دیا تجھے معلوم تو ہے کہ تیری بیٹیوں میں ہمارا کوئی حصہ نہیں اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ لوطؑ نے کہا کاش میرے پاس اتنی طاقت ہوتی کہ میں تمھیں سیدھا کر دیتا، یا پھر کوئی مضبوط سہارا ہی ہوتا جس کی پناہ لے لیتا، تب فرشتوں نے اُن سے کہا اے لوطؑ، ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں یہ لوگ تیرا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، بس تو کچھ رات رہے اہل وعیال کو یہاں سے لے کر نکل جاؤ اور دیکھو تم میں سے کوئی پلٹ کر پیچھے نہ دیکھے، مگر تیری بیوی ساتھ نہیں جائے گی کیونکہ اس پہ بھی وہی گزرنے والا ہے جو اِن لوگوں پر گزرنا ہے۔ ان کی تباہی کے لیے صبح کا وقت مقرر کیا گیا ہے اور صبح ہونے میں اب دیر ہی کتنی ہے۔ پھر جب ہمارے فیصلے کا وقت آ پہنچا تو ہم نے اس بستی کو تلپٹ کر دیا اور اس پر پکی ہوئی مٹی کے پتھر برسائے جن میں سے ہر پتھر تیرے رب کے ہاں نشان زدہ تھا اور ظالموں سے یہ سزا کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اور حضرت شعیبؑ کی قوم جنھیں اہل مدین کہا گیا ہے پر بھی اللہ کا عذاب اترا!

وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ
(90) قَالُوا يَا شُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ وَإِنَّا
لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا أَنتَ

عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ (91) قَالَ يَا قَوْمِ أَرَهْطِي أَعَزُّ عَلَيْكُم مِّنَ
اللَّهِ وَاتَّخَذْتُمُوهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا إِنَّ رَبِّي بِمَا تَعْمَلُونَ
مُحِيطٌ (92) وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي
عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُونَ مَن يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ هُوَ
كَاذِبٌ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ (93) وَلَمَّا جَاءَ
أَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا
وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ
جَاثِمِينَ (94) كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا أَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ
كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ (95)

القرآن الحکیم (سورۃ ھود 90.95/11)

ترجمہ؛

”دیکھو! اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور اس کی طرف پلٹ آؤ، بے شک میرا رب بڑا رحیم ہے اور اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا۔ اے شعیبؑ تیری بہت سی باتیں تو ہمیں سمجھ ہی نہیں آتیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ تو ہمارے درمیان ایک بے زور آدمی ہے اگر تیری برادری نہ ہوتی تو ہم تجھے کبھی کا سنگسار کر چکے ہوتے۔ تیرا بل بوتا تو اتنا نہیں کہ تو ہم پر بھاری ہو۔ شعیبؑ نے کہا! کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ بھاری ہے کہ تم نے اللہ کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ جان رکھو جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اللہ کی گرفت سے باہر نہیں اے میری قوم کے لوگو تم اپنے طریقے پر کام کیے جاؤ اور میں اپنے طریقے پر کرتا رہوں گا جلدی ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر ذلت کا عذاب آتا ہے اور کون جھوٹا ہے تم بھی انتظا کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں آخر کار جب ہمارے فیصلے کا وقت آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت سے شعیبؑ اور ساتھی مومنوں کو بچا لیا اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا اُن کو ایک سخت دھماکے

نے ایسا پکڑا کہ وہ اپنی بستیوں میں بے حس وحرکت پڑے کے پڑے رہ گئے گویا وہ کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔

سنو! مدین والے بھی دور پھینک دیئے گئے جس طرح ثمود پھینکے گئے تھے“۔

ماضی بعید سے کچھ قوموں کا حوال بیان کیا گیا جن کا تذکرہ قرآن حکیم میں عبرت کے نقطہ نظر سے کیا گیا تھا۔اِن آیات کے علاوہ بھی قرآن حکیم میں ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جن میں لوگوں کو اُن کے کفر سے روکنے اور راہ حق اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور خیر اور شر کے راستے انسانوں پر واضح کر دیئے ہیں۔

پیام المزمل ﷺ

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کی پل پل رہنمائی فرمائی ہے۔زندگی کے بیشتر امور میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث انسانیت کی رہنمائی کرنے کے لیے موجود ہیں۔ایمان اور کفر کے متعلق بھی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات ہم تک پہنچے ہیں پیام المزمل کے عنوان سے ایمان و کفر کے متعلق آپ ﷺ کی منتخب احادیث پیش خدمت ہیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اُس شخص پر حرام کر دے گا‘‘۔[*126]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہیں جا رہا تھا ہم ایک گدھے پر سوار تھے رسول اللہ ﷺ آگے بیٹھے تھے اور میں پیچھے بیٹھا تھا،تب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا:اے معاذ کیا

تو جانتا ہے اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے جواب دیا اللہ اور اُس کا رسول مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کا اپنے بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اُس کی عبادت کریں اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ کریں، پھر فرمایا اے معاذ کیا تو جانتا ہے بندوں کا اپنے اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب بندہ اللہ کی عبادت کرے اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو اللہ پر بندے کا حق یہ ہے کہ اللہ اُس کو عذاب نہ دے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول میں اس خوشخبری کو آگے پہنچاؤں ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رہنے دو ورنہ لوگ اسی پہ بس کرلیں اور عمل سے رُک جائیں۔[127*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں!

ہم مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک اعرابی آیا اُس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا' اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ میں کامیاب ہو جاؤں ۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اُس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ، فرض نماز پڑھ، فرض زکواۃ ادا کر، فرض روزے رکھ۔ اعرابی نے کہا! اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہیں نہ میں اس پر کچھ زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ وہ پیٹھ پھیر کے چل دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور ہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا' اگر یہ اپنے قول پہ قائم رہا تو کامیاب ہو گیا۔[128*]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ایک سفید چادر کو اوڑھے سو رہے ہیں۔ میں واپس چلا گیا کچھ وقت گزار کر واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ابوذر سن جو کوئی بھی کہے کہ اللہ ایک ہے اور اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو مرنے کے بعد وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے حیرت کا اظہار کیا اور پوچھا چاہے وہ زنا کرے چاہے چوری کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے پھر دریافت کیا چاہے وہ چوری کرے اور زنا کرے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا' ہاں۔ میں نے تیسری بار دریافت کیا چاہے وہ چوری کرے چاہے زنا۔ نبی ﷺ ہاں چاہے وہ چوری کرے چاہے زنا چاہے ابوذر کی ناک خاک آلود ہو"۔[*129]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بہترین عمل یہ ہے کہ تو دوستی کرے تو اللہ کے لیے کرے، دشمنی کرے تو اللہ کے لیے کرے"۔[*130]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ جب ہمیں خطبہ دیتے تو فرماتے، اُس شخص کا ایمان کامل نہیں جو امانت میں خیانت کرتا ہے اور نہ اُس شخص کا ایمان کامل ہے جو عہد کرے تو اُس کو پورا نہ کرے"۔[*131]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو چیزیں ہیں جو واجب کر دیتی ہیں؟ ہم نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سی دو چیزیں ہیں اور اُن سے کیا واجب ہو جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

توحید جنت کو،

پھر فرمایا: شرک جہنم کو۔[*132]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تیری نیکی تجھے خوش کرے اور تیری بدی تجھے پریشان کرے تو تو مومن ہے۔ہم میں سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ گناہ کیا ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جس امر میں تجھے شک ہو"۔[*133]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت سہل بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم میں سے بعض ایسے ہیں کہ ساری زندگی اچھے کام کرتے رہتے ہیں مگر آخر عمر میں برے کام کرنے لگتے ہیں اور جہنم میں جا گرتے ہیں جب کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں کہ ساری زندگی برائیاں کرتے رہتے ہیں مگر آخر میں اللہ اُن کو ہدایت دیتا ہے اور وہ اچھے کام کرنے لگتے ہیں اور جب انھیں موت آتی ہیں تو انھیں جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔[*134]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس میں تین باتیں ہوں گی اُس نے ایمان کا مزہ پالیا، ایک یہ کہ میں اُسے دوسرے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے خالص اللہ کے لیے دوستی رکھے اور تیسرے یہ کہ ایمان لے آنے بعد واپس کفر میں جانے کو ایسا ہی خیال کرے جیسا کہ اُسے آگ میں ڈالا جارہا ہو"۔[*135]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ میرے سامنے لائے جارہے ہیں اِن میں سے کسی کا کرتہ چھاتی تک ہے کسی کا اس سے بھی کم ہے پھر عمر آئے اور اُن کا کرتہ اس قدر لمبا تھا کہ اُن کے پیچھے گھسٹتا تھا۔لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دین"۔[*136]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دین آسان ہے تو جو کوئی دین کے معاملے میں خود پر سختی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر اپنے دین کو غالب کردے گا اس لیے درمیانی چال چلو، اُس ہدف کو چھو نہ سکو جو تم نے اپنے لیے مقرر کیا ہے تو اُس کے قریب رہنے میں ہی عافیت جانو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھ کر خوش ہو جاؤ، صبح کی چہل قدمی، شام کی چہل قدمی

اور رات کو کچھ چلنے سے اللہ کی مدد حاصل کرو‘‘۔[*137]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو ایمان لے آئے تو اس کے بعد وہ جو بھی نیکی کرے گا تو اللہ اُس کی ایک نیکی کو دس سے سات سو گنا تک بڑھا دے گا، اور جب وہ کوئی بدی کرے گا تو اُسے ایک ہی بدی لکھا جائے گا‘‘۔[*138]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

جنت اور دوزخ

انسان جب سے پیدا ہوا ہے خواہشات کا اسیر ہے، خوشیوں کا خواہش مند ہے، دکھوں سے جان چھڑانا چاہتا ہے، مسرتوں سے اپنا دامن بھر لینا چاہتا ہے، امن و آشتی کی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے پریشانیوں اور الجھنوں سے مبرا شام وسحر کی آرزو کرتا ہے۔ صحت و جوانی کے رنگ تلاش کرتا ہے۔ مگر اُس کی خواہشوں کے برعکس اس دنیا میں اگر اُسے کوئی لذت اور خوشی ملتی بھی ہے تو جلد ہی اُس پر غم کے گہرے بادل چھا جاتے ہیں اور خوشی کا احساس محو ہو جاتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ اس کی زندگی متضاد کیفیات کے تحت بسر ہو رہی ہے، اُسے کوئی پھول دکھائی نہیں دیتا جس کے ساتھ کانٹے نہ ہوں، کوئی نور میسر نہیں آتا جس کے ساتھ اندھیرے نہ ہوں، خوشیوں کا کوئی نغمہ ایسا نہیں ملتا جس کے بعد غم والم کا نالہ نہ ہو، ہر سیری کے بعد بھوک اُسے پھر سے ستانے لگتی ہے ہر سیرابی کے بعد پیاس اُس پھر سے گھیر لیتی ہے، اگر وہ غنی ہو گیا ہے تو جلد ہی محتاجی بھی دیکھ لے گا۔ تب یہ سوال اُس کا احاطہ کرتا ہے کہ اُس کی خوشیوں کو دوام کیوں نہیں، اُس کی نعمتوں کو اس قدر جلد زوال کیوں آ گیا ہے، ابھی وہ زندگی

کی بہاروں کا خواہش مند تھا کہ بڑھاپے نے اسے آلیا ہے ابھی اُس کی تمناؤں میں بہت سی پوری ہونی باقی تھیں کہ موت اُس کے دروازے پر دستک دینے لگی۔ دراصل انسان ہیشگی کا خواہش مند ہے چاہے وہ صحت ہو، حسن ہو، دولت ہو، اقتدار ہو، خوشی ہو، جوانی ہو، امنگ ہو ہر چیز میں وہ ہیشگی کا خواہش مند ہے مگر وہ دیکھتا ہے کہ اس دنیا کی ہر شئے عارضی ہے، ہر خوشی وقتی ہے، ہر آسودگی کے تعاقب میں محتاجی ہے۔ چنانچہ اُس کی ہیشگی کی خواہش تشنہ رہ جاتی ہے اور یہی امر اس کے لیے پریشانی کا باعث ہے انسان کی فطرت میں اس خواہش کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اسی انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے شیطان نے حضرت آدمؑ سے کہا کیا میں آپ کو ہیشگی کے پھل کے متعلق کچھ بتاؤں اور اس کے بعد وہ انھیں ورغلا کر اُس درخت تک لے گیا جس کے قریب جانے سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو منع کیا تھا۔ مگر شیطان اپنے مقصد میں کامیاب رہا اور حضرت آدمؑ نے اُس درخت کا پھل کھالیا جس کے بعد انھیں جنت سے دنیا میں اتار دیا گیا۔ جنت ملک لا فانی تھا اور دنیا ملک فانی ہے اس لیے یہاں کی ہر چیز کو فنا ہے۔ آدمؑ کی اولاد کو بتا دیا گیا کہ وہ جنت جس میں ہمیشہ کی خوشیاں ہیں وہ آپ کی منتظر ہیں شرط صرف یہ ہے کہ گنتی کے یہ کچھ روز جو انسان نے اس ملک فانی میں گزارنے ہیں اِن دنوں کے بیچ انسان خود اللہ کی نافرمانی سے محفوظ رکھے، تب موت کے بعد میدان حشر میں انسان کو اُس کی کھوئی ہوئی میراث لوٹا دی جائے گی۔ مگر افسوس کہ انسان اس مختصر سے عہد کو بھی پورا نہ کرسکا اور اُس کی اکثریت نے اللہ اور اُس کے رسولوں کی اطاعت سے انکار کر دیا اور آگ کے عذاب کے مستحق قرار پائے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے کامیاب لوگوں کے لیے جو راہ زیست مقرر کی ہے وہ نہ تو مشکل ہے اور نہ ہی نظروں سے اوجھل ہے، ذرا سی احتیاط تھوڑے سے علم اور اللہ سے محبت انسان کو اُس کی کھوئی ہوئی جنت میں لے جائے گی آیئے جنت اور اُس کے راستے کے بارے میں قرآن حکیم کی رہنمائی میں کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جنت

وہ ملک لافانی ہے جہاں جوانی ہے تو ابدی، صحت ہے تو ابدی، خوشی ہے تو ابدی، زندگی ہے تو ابدی راحت ہے تو ابدی، مسرت ہے تو ابدی، سکون ہے تو ابدی، لذت ہے تو ابدی، رحمت ہے تو ابدی نعمت ہے تو ابدی، بہار ہے تو ابدی، آرام ہے تو ابدی، سلامتی ہے تو ابدی اور انسان پہلی دنیا میں ابدیت کو تلاش کرتا رہا حالانکہ پہلی دنیا دارالامتحان ہے اور دوسری دنیا دارالجزا، اگر انسان اس دنیا میں اللہ کا مطیع و فرمانبردار رہا تو عنقریب اللہ اُسے اُس انعام سے نوازے گا جس کے بعد اُسے مزید کسی چیز کی چاہت نہیں رہے گی۔ یاد رہے کہ دنیا کے کم و بیش ہر مذہب نے جنت اور ابدی راحت کا تصور انسان کے سامنے رکھا ہے تا کہ اس دنیا میں انسان کا عمل اُس شرف کے مطابق ہو جائے جو انسان کو عطا کیا گیا ہے۔ شیطان انسان کو بدی کی راہ پر لے جانا چاہتا ہے تا کہ انسان اُس ابدی راحت سے محروم ہو جائے جو اللہ نے اپنے پسندیدہ اور محترم بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہے۔ وہ اُس کو جہنم کی اس آگ میں گرانا چاہتا ہے جو پہلے ہی اُس کا مقدر قرار دی جا چکی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو شیطان کے وسوسوں سے چوکنا رہنے کی تلقین کی ہے اور دنیا میں دل لگانے سے گریز اختیار کرنے کا مشورہ دیا ہے۔ اسلام کا تصورِ زیست یہ ہے کہ انسان بھرپور زندگی جئے وہ لوگوں کے حقوق ادا کرے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، حسن اخلاق کو اپنی عادت بنائے، اللہ سے ڈرنے کو متاعِ عزیز جانے اور اس مختصر زندگی میں کسی بھی قسم کے تکبر سے خود کو دور رکھے تو

عنقریب اللہ کی رحمت اُسے ڈھانک لے گی اور وہ جنت کی اُن راحتوں میں پہنچ جائے گا جن کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یاد رہے کہ اگرچہ قرآن حکیم اور دوسری الہامی کتابوں میں جنت کا بھرپور ذکر موجود ہے اس کے باوجود جنت کے اصل منظر کے متعلق فرما دیا گیا ہے کہ آنکھوں نے اس سے قبل یہ منظر کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ چونکہ انسان انھی اشیاء کا تصور کر سکتا ہے جس کو اُس نے کبھی نہ کبھی دیکھا ہو اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کے مناظر بیان کرتے ہوئے انھی اشیاء کی مثل کچھ نعمتوں کا ذکر کیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف مثال ہی ہے جنت کی نعمتوں کا حقیقی ادراک حاصل کرنا مشکل ہے اس لیے کہ جنت میں اللہ نے مومنوں کے لیے کیا کیا انعامات تیار رکھے ہیں اُن کی کوئی مثال اس دنیا میں موجود ہی نہیں ہے۔ بعض لوگوں کو لفظ جنت سے شبہ ہوا ہے کہ وہ ایک باغ ہے اور اُس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور باغ میں تخت سجے ہیں اور اہل جنت اِن تختوں پر بیٹھے ہیں اور لطف انگیز کیفیت سے مسحور ہیں۔

اصل یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی باغ کو اور دنیا کے کسی بھی تخت کو جنت کے باغوں اور تختوں سے نہیں ملایا جا سکتا اس لیے کہ یہ لفظ تو محض اس لیے استعمال کیے گئے ہیں کہ انسان اس منظر کو پسند کرتا ہے کہ ایک سرسبز باغ ہو جہاں حسین تخت بچھے ہوں اور اُس تخت پر بیٹھنے والے لوگ ہر قسم کے فکر واندیشوں سے خالی ہوں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ جنت خواہش کی تکمیل کا نام ہے انسان جس چیز کو پسند کرے جس چیز کی خواہش کرے جنت میں اُس کی خواہش کو پورا کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے بھی جنت کے مناظر کی کچھ وضاحت ہوتی ہے مثلاً آنحضرت محمد ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بشارت دی کہ جنت میں اُن کے لیے سرخ یاقوت کا محل تیار کیا گیا ہے جس میں کوئی جوڑ نہیں اور جس کی مثل دنیا میں کوئی شئے نہیں تو انسان نے چونکہ سرخ یاقوت سے تیار شدہ کوئی محل اس دنیا میں کبھی نہیں دیکھا اس لیے وہ محض تصور ہی کر سکتا ہے کہ وہ ایسا ہوگا مگر حقیقتاً وہ کیسا ہوگا انسانی ادراک اس کا تحمل نہیں کر سکتا۔ یا رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا کہ جنت میں ایسی نہریں ہیں جن میں شہد اور دودھ بہتا ہے جن کے کنارے سونے کے بنائے گئے ہیں اور اُن کناروں کو جواہرات سے سجایا گیا ہے، یا

یوں فرمایا کہ جنت میں ایک ایسا شہر ہے جس کی عمارتوں کو اس طرح تعمیر کیا گیا ہے کہ اُن میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی استعمال کی گئی ہے تو ایسی نہروں اور ایسے شہروں کو چونکہ انسانی آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اس لیے محض تصور ہی کیا جاسکتا ہے کہ وہ کیسی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کے جو انبیاء مختلف قوموں کی طرف اترتے رہے انھوں نے ہمیشہ سے انسان کو جنت کی طرف متوجہ کیا ہے اور جنت کے حصول کو ہی اصل کامیابی قرار دیا ہے اس لیے کہ جنت اُسی کو حاصل ہوگی جس نے اللہ کی رضا حاصل کر لی۔ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے پیرو سے کہا کہ ''آسمانی بادشاہت'' جیتنے کی کوشش کرو۔ چنانچہ نصاریٰ کی کتابوں میں آسمانی بادشاہت کا لفظ ہی جنت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ غور کریں کہ دنیا میں شخصی راحت کا جو بلند سے بلند تخیل ہے وہ اس لفظ بادشاہت سے پوری طرح ادا ہوسکتا ہے۔ اگر انسان کو اس کی انتہائی آرزوؤں کے بر آنے کی خبر دی جائے تب بھی خوشخبری دینے کے لیے اس سے بہتر لفظ ممکن نہیں۔ گویا بادشاہت ایک ایسا لفظ ہے جس میں انسان کی کوئی آرزو کامیابی سے محروم نہ رہے گی۔ سامان راحت اور اسباب راحت کی فراوانی سے انسان کی مسرت کبھی کم ہونے میں نہ آئے گی۔ اونچے اونچے محلات، سرسبز و شاداب باغات، بہتی نہریں طلائی تخت، سونے چاندی کے برتن، زر و جواہرات کے زیور، زریں کم غلام و خدام، ریشمی لباس موتیوں کے ہار، سونے کے کنگن، شراب کے زمریں بلوریں پیالے، حسین و مہ جبیں عورتیں، الغرض جنت کی نعمتوں کو کیا بیان کیا جائے ہاں اُس بادشاہی اور دنیا کی بادشاہی میں اس فرق کو یاد رکھیں کہ دنیا کا کوئی بھی بادشاہ حقیقی خوشی اور دائمی بادشاہت حاصل نہیں کرسکتا جب کہ جنت کی بادشاہت لافانی اور غیر محدود ہے اور وہاں کی مسرت پہ کبھی زوال نہیں آنے والا۔ جنت دراصل ایک انعام ہے جس کا قرآن حکیم میں یوں تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُوراً (11)

وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا (12) مُتَّكِئِينَ
فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا
(13) وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا (14)
وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ
قَوَارِيرَا (15) قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا (16)
وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا (17)
عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا (18) وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا (19) وَإِذَا
رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا (20) عَالِيَهُمْ
ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ
وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (21) إِنَّ هَٰذَا كَانَ لَكُمْ
جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا (22)

القرآن الحکیم (سورۃ دھر 11.22/76)

ترجمہ:

”تو اللہ نے اہل جنت کو اس دن کی تکلیف سے بچا لیا۔ اور اُن کو تر و تازگی اور شادکامی سے ملایا، اور اُن کے صبر کے بدلے میں اُن کو رہنے کے لیے باغ اور پہننے کے لیے ریشمی کپڑے دیئے، اور وہ اُن باغوں میں تخت لگائے ہوئے ہوں گے، اُن میں نہ دھوپ ہوگی نہ ٹھنڈ، اور اُن کے سائے اُن پر جھکے ہوں گے، اُن کے خوشے پست ہو کر لٹک رہے ہوں گے، چاندی کے برتن اور نقرئی شیشوں کے آبخورے جو ناپ کر بنائے گئے ہیں اُن کو لوگ اُن کے پاس لیے پھریں گے اور اُن کو وہاں وہ پیالہ پلایا جائیگا جس میں سونٹھ ملی ہوگی۔ اس میں ایک چشمہ سلسبیل نام کا بھی ہوگا اور سدا رہنے والے کم سن غلام اُن کی خدمت میں گھوم رہے ہوں گے اور تو انھیں دیکھے تو سمجھے کہ موتی

بکھرے ہیں، اور جب تو یہ سب دیکھے تو وہاں نعمت وعیش اور بڑی بادشاہی دیکھے، اُن کی پوشاک سرسبز اور نرم ریشم اور دبیز کپڑے کی ہوگی اور اُن کو سونے کے کنگن پہنائے جائیں گے اور اُن کا پروردگار اُن کو پاک شراب پلائے گا اور تمھاری مزدوری کی قدر کی جائے گی۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

یہ حقیقی کامیابی ہے جس کو انسان کے سامنے پیش کیا جارہا ہے مگر انسان ہے کہ بہکا جارہا ہے اور عارضی اور معدوم لذتوں کے پیچھے اپنے ایمان کو قربان کررہا ہے بے شک بہت ہی گھاٹے کا سودا ہے جو انسان نے کیا ہے۔ کاش وہ شیطان کے الجھاوے سے بچ جاتا اور خود کو اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر استوار کرلیتا تو ابدی اور لافانی بادشاہت کا وارث مانا جاتا، آج لوگ متقی اور پارسا لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں انھیں رجعت پسند، دقیانوسی، بنیاد پرست اور نجانے کیا کیا گالیاں دیتے ہیں مگر اللہ کے وہ بندے جنھوں نے منزل کو جان لیا منزل کے راستے کو پہچان لیا اُن کے نزدیک یہ لوگ جاہل اور قابل رحم لوگ ہیں جن کی عقلوں پر اللہ نے پردہ تان دیا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا کہ اِن کے پاس عقلیں ہیں مگر وہ سوچتے نہیں، اُن کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھتے نہیں، اُن کے پاس کان ہیں مگر وہ سنتے نہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کی روشنی میں دراصل وہ کون لوگ ہیں جو اللہ کی اس لافانی اور حقیقی بادشاہت کا استحقاق رکھتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا (122)

القرآن الحکیم (سورۃ نساء 122/4)

ترجمہ؛

’’اور جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ہم اُن کو ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ہمیشہ کے لیے وہاں رہ پڑیں گے اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ کس کا وعدہ سچا ہوگا‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ..

القرآن الحکیم (سورۃ نساء 57/4)

ترجمہ؛

’’اور جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ہم اُن کو اِن باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور اِن میں وہ ہمیشہ رہیں گے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (119)

القرآن الحکیم (سورۃ المائدہ 119/5)

ترجمہ؛

’’اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے جس دن راست باز لوگوں کو اُن کی سچائی کا بدلہ دیا جائے

گا اُن سے کہا جائے گا داخل ہو جاؤ اِن باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اللہ
اُن سے راضی اور خوش ہے اور یہ لوگ اللہ سے راضی اور خوش ہیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ (21) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۔

القرآن الحکیم (سورۃ توبہ 22/9)

ترجمہ:

"اور اللہ اُن کو خوشخبری دیتا ہے کہ اِن کے لیے وہ باغ ہیں جن میں ہمیشہ کا آرام ہے
جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا
أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (100)

القرآن الحکیم (سورۃ توبہ 100/9)

ترجمہ:

"اور اُن کے لیے وہ باغ مہیا کیے ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں وہ اِن میں ہمیشہ
رہا کریں گے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿9﴾

القرآن الحکیم (سورۃ تغابن 9/64)

ترجمہ:

"اُس کو اِن باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اُن میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

وَمَن يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ﴿11﴾

القرآن الحکیم (سورۃ طلاق 11/65)

ترجمہ:

"اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کیے اُن کو اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ نے اُس کو خوب روزی دی"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا کہ!

جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (8)

القرآن الحکیم (سورۃ بنیہ 8/98)

ترجمہ:

''اُن کی مزدوری اُن کے رب کے حضور میں بسنے کے وہ باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہا کریں گے، وہ اللہ سے راضی ہوگئے اور اللہ اِن سے راضی ہوگیا''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

آگے مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هَٰذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأُتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (25) إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةً فَمَا فَوْقَهَا۔

القرآن الحکیم (سورۃ البقرہ 24.25/2)

ترجمہ:

''اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے یہ خوشخبری سنا کہ اُن کے لیے وہ باغ ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں وہ جب جب اِن باغوں میں سے کوئی پھل دیئے جائیں گے (تو وہ کہیں گے) کہ یہ تو وہی ہے جو اس سے پہلے ہم کو دیا گیا تھا اور وہ اِن کو ایک دوسرے کے مشابہ دیا جائے گا اور اُن باغوں میں اُن کی صاف ستھری بیویاں ہوں گی اور وہ اُن باغوں میں رہا کریں گے بلا شبہ خدا اس

سے شرمندہ نہیں کہ وہ ایک مچھر یا اس سے بھی کمتر درجے کی چیز بطور مثال بیان کرے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا کہ!

وَأُدْخِلَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلاَمٌ (23) أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّهُ مَثَلاً كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاء (24) تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّهُ الأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (25)

القرآن الحکیم (سورۃ براھیم 22.25/14)

ترجمہ:

"اور جو ایمان لائے اور جنھوں نے اچھے کام کیے اُن باغوں میں داخل کیے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ان میں سدا رہیں گے، وہاں سلامتی کی مبارکباد ہے، تو کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا نے کیسی مثال بیان کی ہے، نیک بات ایک ستھرے درخت کی طرح ہے جسکی جڑ مضبوط ہو اور ٹہنی آسمان میں ہو، اپنے پرودرگار کے حکم سے وہ ہمہ وقت پھل لایا کرتا ہے اور خدا مثالیں بیان کرتا ہے کہ شاید لوگ سوچیں"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیتوں سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ جنت بدلہ ہے انسان کے ایمان لانے اور

اُس کے نیک اعمال کا، چنانچہ اسی لیے تقریباً ہر آیت میں نیک اعمال اور ایمان لانے کا بدلہ جنت کی وسیع تر نعمتوں کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔ جنت کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ وہ زمین و آسمان سے بڑی ہے اور اُس کی نعمتوں کا کوئی شمار نہیں ۔ یہ اللہ کی رضا ہے جس کا حصول مقصدِ زیست ہے قرآن حکیم نے جنت کا جو حقیقی راستہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ!

فَأَمَّا مَن طَغَىٰ (37) وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (38) فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ (39) وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ (40) فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ (41)

القرآن الحکیم (سورۃ نازعات 37.41/79)

ترجمہ؛

’’پس جس نے خدا سے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے لیکن جو خدا کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو ناجائز خواہشوں سے روکا تو اس کا ٹھکانہ بہشت ہے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

تو یہ وہ راستہ ہے جس پر چل کے اللہ کی رضا یعنی جنت حاصل ہوگی، اللہ کے احکامات سے سرکشی نہ کی جائے اُس کے احکامات کی اطاعت کی جائے، اُس کے رسولوں کی پیروی کی جائے اور اپنی زندگی کو مقصدیت عطا کی جائے اسی طریقے سے جنت کا حصول ممکن ہوگا۔ دیکھیں کہ دنیا میں انسان کی بنیادی ضرورتیں چار ہیں، بھوک، رہائش، لباس اور شہوت۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کے احسان کی وجہ سے اس دنیا میں انسان کو یہ تمام بنیادی ضریات حاصل ہوتیں ہیں مگر اِن کا حقیقی لطف جنت میں ہی بیان کیا گیا ہے اس لیے کہ دنیا کی ہر لذت عارضی ہے اور جنت کی ہر لذت ابدی ہے۔ دنیا میں اِن نعمتوں کا محض عکس ظاہر کیا گیا ہے اس کے باجود انسان کی ساری

زندگی اسی سائے کا پیچھا کرتے گزر جاتی ہے۔انسان اس دنیا میں معیارِ زندگی کو بلند کرنے کی جدوجہد میں اپنے خدا تک کو بھول جاتا ہے، وہ دولت کے حصول میں اندھا ہو جاتا ہے، حلال و حرام کو نظر انداز کر دیتا ہے، خواہش کا بندہ بن کے رہ جاتا ہے اور جب اللہ کی نعمت اُسے حاصل ہو جاتی ہے تو وہ متکبر ہو جاتا ہے اور اللہ کی زمین پر اکڑ اکڑ کر چلتا ہے اور اپنے رب کی ہدایات کو بھولا رہتا ہے۔اگر اسی حالت میں اُس کی زندگی یعنی مہلت عمل کا خاتمہ ہو جاتا ہے تو باوجود اِس کے کہ وہ دنیا کا بہت کامیاب آدمی تھا اللہ کے غضب کا مستحق قرار پائے گا اس لیے کہ اُس نے زندگی کی جس راہ کو چنا وہ اللہ سے بغاوت کی راہ تھی مگر انسان نے اپنے نفس کے بھلاوے میں آ کر اُسے اختیار کر لیا۔حرف آخر یہ ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کریں اپنے عہد پر غور کریں اپنے اعمال پر نظر ثانی کریں، اپنے شب و روز پہ نگاہ کریں دنیا کی عارضی لذتوں سے صرف نظر کرتے ہوئے نگاہ آخرت کی کامیابی اور اللہ کی رضا کی طرف مرکوز رکھیں۔نماز کا اہتمام کریں لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آئیں یہ فتنے اور تفرقہ پرستی کا دور ہے دین کی اصل کو پہچاننے کے لیے خود قرآن سے تعلق پیدا کریں انشاء اللہ منزل دور نہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رضا سے نوازے“۔

پیام المزمل ﷺ

جنت اللہ کی رضا ہے، جنت اللہ کا انعام ہے، جنت اللہ کا فضل ہے، جنت جہانِ عافیت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو جنت کی ترغیب دلائی۔ جنت کے بہت سے مناظر ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے صحابہ نے سنے اور آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ رکھے۔ جنت کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی کچھ منتخب احادیث ذیل میں تحریر کی جاتی ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک بار میں جبرائیل کے ساتھ جنت سے گزرا تو میں نے ایک نہر دیکھی جس کے کنارے خالی موتیوں سے بنے ہوئے تھے،تب میں نے جبرائیل سے پوچھا، جبرائیل یہ کیا ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ کوثر ہے جو اللہ نے آپ کو عطا کی ہے، نبی اکرم ﷺ نے مزید فرمایا کہ اس نہر کی مٹی مشک سے زیادہ خوشبودار تھی‘‘۔[*139]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میرا حوض (کوثر) ایک مہینہ کی مسافت تک لمبا ہے، اُس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور اُس کی خوشبو مشک سے زیادہ ہے، اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں اور جو ایک بار میرے حوض سے پی لے گا پھر کبھی اُسے پیاس نہیں ستائے گی"۔[*140]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اللہ نے مجھے بتایا کہ روز قیامت میری امت سے ستر ہزار امتی جنت میں داخل ہوں گے مگر اُن سے کوئی سوال نہیں کیا جائے گا"۔[*141]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت سہل بن ساعدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمھارا منتظر ہوں گا لوگ میرے پاس آئیں گے میں اُن کو پلاؤں گا، جو اس سے پیئے گا پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا، پھر بہت سے لوگ آئیں گے مگر فرشتے میرے اور اُن کے درمیان حائل ہو جائیں گے میں اُن سے کہوں گا یہ میرے لوگ ہیں تو فرشتے مجھے بتائیں گے کہ آپ نہیں جانتے انھوں نے آپ کے بعد دین میں نئی نئی باتیں نکال لی تھیں"۔[*142]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز میری شفاعت اُن لوگوں کے لیے ہو گی جنھوں نے کبیرہ گناہ کیے ہوں گے۔[*143]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی اتنی جگہ جس میں ایک کوڑا رکھا جا سکے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔[*144]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں نکلنا صبح کے وقت یا پچھلے پہر نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، اگر اہل جنت کی عورت زمین کی طرف جھانک لے تو مشرق سے مغرب تک روشنی ہو جائے اور اگر وہ اپنی اوڑھنی لہرا دے تو ساری دنیا خوشبو سے مہک اٹھے۔[*145]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں سوار سو سال تک چلتا رہے تب بھی اس کو طے نہیں کر سکتا اور جنت میں ایک کمان رکھنے جتنی جگہ اس ساری جگہ سے بہتر ہے جہاں سورج نکلتا ہے یا ڈوبتا ہے۔[*146]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں مومن کے لیے موتی کا بنا ہوا ایک خیمہ ہوگا جو اندر سے خالی ہوگا ایک روایت کے مطابق اُس کا طول سات میل ہوگا اور اُس کے ہر کونے میں مومن کے اہل خانہ ہوں گے۔[*147]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں ہر دو درجوں کے مابین اس قدر فاصلہ ہے جس قدر زمین و آسمان کے بیچ ہے، فردوس سب سے اعلیٰ جنت ہے اس لیے کہ جنت کی چاروں نہریں اسی سے پھوٹتی ہیں اور اسی کے اوپر اللہ تعالیٰ کا عرش ہے ۔نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کو نصیحت کی کہ جب بھی اپنے رب سے جنت کا سوال کرو تو اُس سے فردوس مانگا کرو[*148]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت جابر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت اللہ کی نعمتیں کھائیں گے نہ تھوکیں گے نہ پاخانہ کریں گے اُن کا پسینہ خوشبودار ہوگا۔[*149]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ چین سے رہے گا نہ اُس کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے نہ جوانی جائے گی۔[*150]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں منادی پکارے گا اور مومنوں کو خوشخبری سنائے گا اللہ کی نعمتوں سے لطف اٹھاؤ، اب تم ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بیمار نہ ہوگے، اب تم ہمیشہ زندہ رہو گے تم پر کوئی موت نہیں، اب تم ہمیشہ جوان رہو گے بڑھاپا کبھی لوٹ کر نہ آئے گا، اب تمہارے لیے چین ہی چین ہے تم کو محنت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔[*151]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کی مانند ہوں گے۔[*152]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے سو درجے ہیں اور ہر درجے میں سو سال کا فصل ہے۔[*153]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے ہر درخت کا تنا سونے کا ہے۔[*154]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سیحان، جیحان، نیل وفرات سب جنت کی نہریں ہیں۔ [*155]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک جنت ایسی ہے جس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے اس کا گارا خالص مشک ہے اور اس کی کنکریاں یاقوت ہیں اس کی مٹی زعفران ہے جو شخص اس میں داخل ہوگا ہمیشہ چین سے رہے گا۔[*156]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں مرد کو دنیا کی نسبت سو گناہ زیادہ طاقت دی جائے گی اور وہ سو عورتوں سے جماع کے قابل ہوگا۔[*157]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوثر وہ نہر ہے جو مجھے عطا کی گئی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا اس کے کناروں پر دراز گردنوں والے پرندے ہوں گے اُن کی گردنیں اونٹوں کی گردنوں کی طرح محسوس ہوں گی ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ وہ پرندے بڑے متنعم ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ اُن کو کھانے والے متنعم تر ہوں گے۔[*158]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا تو اہل جنت میں سے جو چاہے گا سرخ یاقوت کا گھوڑا اُسے جنت میں اڑائے پھرے گا۔ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا جنت میں اونٹ بھی ہوں گے،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تجھے جنت میں داخل کر دیا جائے گا تو وہاں وہ سب کچھ ہوگا جس کی تیرا دل خواہش کرے اور جس سے تیری آنکھ کو لذت ملے۔[*159]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک بازار ہے جہاں لوگ خریداری کرنے کے لیئے نہیں آئیں گے بلکہ اُس بازار میں تصویریں ہوں گی انسان جس تصویر کو پسند کرے گا اُسے ایسا ہی بنا دیا جائے گا۔[*160]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

دوزخ

اللہ نے انسان کو عقل دی، صحت دی، رزق دیا، نعمتوں سے نوازا، رہنمائی کی، اپنا خلیفہ بنایا، رسول اتارے، کتابیں اتاریں، اس کے باوجود اگر انسان تکبر کی راہ کو چل نکلے، انکار پہ پختہ ہو جائے، خالق کو ماننا اور اُس کی اطاعت کرنا تو درکنار وہ کہے کہ سرے سے کوئی خالق ہے ہی نہیں اور میں خود سے ہی پیدا ہو گیا ہوں تو اس قدر مہیب گمراہی کا بدلہ یقیناً وہ دہکتی آگ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انھی لوگوں کے لیے تیار کر رکھی ہے جو اُس کے احکامات سے منہ موڑتے ہیں اور اللہ کی زمین پر اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں۔ دوزخ دہکتی ہوئی آگ کا وہ گھر ہے جہاں گمراہ انسانوں کو اُن کے اعمال کی سزا دی جائے گی۔ سزا و جزا کا تعلق انسان کے عمل سے ہے۔ اس دنیا میں آپ دیکھتے ہیں کہ ایک انسان دوسروں پر ظلم کرتا ہے، غبن کرتا ہے، ناجائز دولت کے انبار لگا لیتا ہے لوگوں کا حق کھا جاتا ہے اور عیش و عشرت میں زندگی بسر کرتا ہے تب انسان سوچتا ہے اس کے ساتھ انصاف نہیں ہوا۔ یقیناً اُس شخص کو اُس کے اعمال کی سزا ملنی چاہیے تھی مگر ہوتا یہ ہے کہ اسی دوران اُس شخص کی زندگی بھی پوری ہو جاتی ہے جس پر ظلم کیا گیا تھا اور اُس کی زندگی بھی اختتام کو پہنچتی ہے جو ظالم تھا اس طرح یہ کہانی بغیر کسی انجام کے ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں انسان کی اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا مقصود ہے کہ یہ کہانی ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہے اور موت کے بعد سب لوگوں کو محشر کے دن اللہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہاں جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو

گی اُس کو بدلہ دیا جائے گا اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہوگی اُس کو بھی بدلہ دیا جائے گا۔ ابھی اوپر جنت کے بیان میں گزرا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی ہدایات پہ عمل کیا اللہ کے احکامات کے سامنے سر جھکایا اُن کو جنت میں داخل کیا جائے گا جس کی نعمتوں کی کوئی انتہا نہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس دنیا میں اللہ سے بغاوت کی اور اُس کے احکامات کو پس پشت ڈالا، اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرایا، اور اللہ کے بندوں پر ظلم کیا۔ آپ دیکھیں گے کہ بعض لوگ قاتل ہیں انھوں نے بے گناہ انسان کو قتل کیا اسی طرح آپ بعض ایسے لوگوں کو بھی جانتے ہوں گے جنھوں نے کئی لوگوں کو قتل کیا ہوگا۔ جس نے ایک شخص کو قتل کیا اُس کو موت کی سزا دی جائے گی جس نے سات شخصوں کو قتل کیا اُس کو بھی موت کی سزا دی جائے گی پہلی صورت میں تو انصاف ہوگیا مگر دوسری صورت میں انصاف نہیں ہوا اس لیے کہ سات لوگوں کے قاتل کو سات بار سزائے موت ہونی چاہیے تھی مگر انسان اس بات پر قادر نہیں کہ وہ کسی انسان کو سات بار سزائے موت دے۔ اسی طرح چنگیز خان، ہلاکو خان اور ہٹلر جیسے لوگ بھی اس دنیا سے گزر چکے ہیں جو ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگوں کے قاتل ہیں ایسے لوگوں کو اس دنیا میں سزا دینا ممکن ہی تھا اس لیے محشر کے روز فیصلہ کیا جائے گا کہ کون کس قدر سزا کا حق دار ہے اور کون کس قدر انعام کا حقدار ہے۔

دوزخ کے حقداروں سے فرمایا گیا کہ!

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن نَّارٍ وَنُحَاسٌ فَلَا تَنتَصِرَانِ (35) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (36) فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ (37) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (38) فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْأَلُ عَن ذَنبِهِ إِنسٌ وَلَا جَانٌّ (39) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (40) يُعْرَفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي

وَالْأَقْدَامِ (41) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (42) هَٰذِهِ
جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ (43) يَطُوفُونَ
بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ آنٍ (44) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ (45)

القرآن الحکیم (سورۃ رحمان 35.45/56)

ترجمہ؛

''تم پر آگ کے صاف اور دھواں ملے شعلے چھوٹیں گے پھر کوئی تمھاری مدد نہ کر سکے گا تو اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، پھر جب آسمان پھٹ کر تلچھٹ کی طرح گلابی ہو جائے گا تم اپنے پروردگار کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، پھر اس دن کسی انس و جن سے اس کے گناہ کی نسبت پوچھا نہ جائے گا تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، گنہگار اپنی نشانیوں سے پہچان لیے جائیں گے، پھر وہ پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑے جائیں گے تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے، یہ وہ دوزخ ہے جس کو گنہگار جھٹلاتے تھے وہ اس دوزخ اور گرم پانی کے بیچ میں گشت کریں گے تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

مزید ارشاد فرمایا گیا کہ!

فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ
(106) خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا
شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ (107) وَأَمَّا الَّذِينَ
سُعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ
وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ (108)

القرآن الحکیم (سورۃ ھود 106.108/11)

ترجمہ:

"لیکن جو بد بخت ہوئے وہ دوزخ میں ہوں گے، اُس میں اُن کو رینگنا ہیں جب تک آسمان ہیں اور زمین ہیں وہ اس دوزخ میں رہیں گے مگر جو چاہے تیرا رب، بے شک تیرا رب جو چاہے کر سکتا ہے لیکن جو خوش قسمت ہوئے تو وہ جنت میں ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان و زمین قائم رہیں گے مگر جو تیرا رب چاہے اور یہ غیر منقطع بخشش ہوگی"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (6) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ (7) جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَداً۔

القرآن الحکیم (سورۃ البنیہ 6.7/98)

ترجمہ:

"بے شک اہل کتاب اور مشرکوں میں سے جنھوں نے کفر کیا وہ جہنم کی آگ میں پڑے رہیں گے اور یہ بدترین لوگ ہیں، بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ جو بہترین لوگ ہیں ان کی جزا ان کے پروردگار کے نزدیک بسنے کے باغ ہیں جن میں نہریں بہتی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید فرمایا گیا کہ!

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (106) وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (107)

القرآن الحکیم (سورۃ آل عمران 105.107/3)

ترجمہ؛

’’جس دن کچھ منہ سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ، تو جو سیاہ ہوئے وہ ایمان کے بعد کافر ہو گئے تھے، وہ اپنے کفر کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھیں گے اور جن کے منہ سفید ہوئے تو وہ اللہ کی رحمت میں ہوں گے اور اُس رحمت میں سدا رہیں گے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا کہ!

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا (64) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا۔

القرآن الحکیم (سورۃ الاحزاب 23 /64.65)

ترجمہ؛

’’بے شک خدا نے کافروں پہ لعنت کی اور اُن کے لیے وہ آگ مہیا کی جس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے‘‘۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد ہوتا ہے کہ!

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَظَلَمُوا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا (168) إِلَّا طَرِيقَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 4/168)

ترجمہ:

”بے شک جنھوں نے کفر کیا اور حد سے آگے بڑھے، اللہ اُن کو بخشے گا نہ اُن کو سیدھی راہ دکھائے گا بلکہ اُن کو جہنم میں ڈال دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

پھر فرمایا گیا کہ!

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا (93)

القرآن الحکیم (سورۃ النساء 4/93)

ترجمہ:

”اور جو کوئی کسی مومن کو ارادتاً قتل کرے گا تو اُس کا بدلہ جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اُس پر اللہ کا غضب ہوگا اللہ اُس کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور اس کے لیے سخت سزا کا اہتمام کرے گا“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

دوزخ ایک بڑی حقیقت ہے جس سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا، یاد رہے کہ کفار اور مشرکین ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہیں جب کہ مسلمان اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر پھر سے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اسلام انسانوں کو دوزخ سے نجات کی دعوت دیتا ہے، انسان

اس دنیا میں عمل کرتے ہوئے اگر اللہ کی رضا کو مدنظر رکھے تو اُسے دوزخ کی آگ چھو تک نہ سکے گی۔نماز جنت کی کنجی ہے،نماز سے ہی دوزخ سے نجات ممکن ہے،نماز مومن کی معراج ہے،نماز بندگی کا سب سے اعلیٰ طریق ہے۔نمازی کو دوزخ کی آگ کبھی نہ چھوئے گی،اسلام انسانوں کو عمل کے اُس توازن کی دعوت دیتا ہے جس کو اپنا کر انسان نہ صرف دنیا میں ایک اچھے انسان کے طور پہ جانا جاسکتا ہے بلکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ اُسے نجات عطا فرمائے گا۔

دیکھیں کہ انسان اگر سچ بولتا ہے تو رفتہ رفتہ معاشرے میں وہ راست باز مشہور ہو جاتا ہے لوگ اُس کو امین کہتے ہیں اور ایماندار جانتے ہیں۔اسی طرح سچ بولنا،وعدہ پورا کرنا،خوش اخلاقی سے پیش آنا،لوگوں کو سلام کرنا،لوگوں کی مدد کرنا،یتیموں اور بیواؤں کا خیال رکھنا،زکواۃ ادا کرنا،لوگوں کو آسانی فراہم کرنا،راستے سے رکاوٹ دور کرنا،عیادت کرنا،تعزیت کرنا،لوگوں کے دکھ بانٹنا ایسے اعمال ہیں جو انسان کو سکون فراہم کرتے ہیں اس لیے کہ انسان کی فطرت میں نیکی کرنے کی خواہش موجود ہے اور اگر انسان یہ سب امور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرے تو وہ اللہ کے عذاب سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے گا۔حقیقت میں تو دوزخ کی آگ اُن لوگوں کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں کفر کرتے ہیں اللہ کے پیغمبروں کی ہدایات کو نظرانداز کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ!

وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ (14) يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ (15)
وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ (16)

القرآن الحکیم (سورۃ الانفطار 14.16/82)

ترجمہ:

"بے شک گنہگار دوزخ میں ہیں وہ انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس عذاب سے کہیں چھپ نہیں سکتے"۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید ارشاد فرمایا کہ!

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ (167)

القرآن الحکیم (سورۃ البقرۃ 167/2)

ترجمہ:

”اور وہ کہیں گے کاش ہم کو دوبارہ دنیا کی زندگی ملتی تو ہم اپنے پیشواؤں سے الگ ہو جاتے جیسے وہ یہاں ہم سے الگ ہو گئے ہیں، اللہ اُن کے کاموں کو ایسے ہی حسرتیں بنا کر اُن کو دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید فرمایا کہ!

كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ أُعِيدُوا فِيهَا وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ (22)

القرآن الحکیم (سورۃ حج 22/22)

ترجمہ:

”جب وہ دوزخ سے اس غم کی وجہ سے نکل پڑیں گے تو وہ دوبارہ اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور اُن سے کہا جائے گا ان جلنے کا مزا چکھو“۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

مزید فرمایا کہ!

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ (20)

القرآن الحکیم (سورۃ سجدہ 20/32)

ترجمہ؛

''لیکن جنھوں نے نافرمانی کی تو اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے جب وہ چاہیں گے کہ اس سے نکل بھاگیں تو نکل نہ سکیں گے بلکہ انھیں دوبارہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس دوزخ کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے''۔

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اِن آیات سے ظاہر ہوا کہ انسان اگر اپنے شرف کو جانے، اپنے خالق کو جانے، اپنی اہمیت کو جانے تو وہ ایسا انسان بن جائے گا جو نہ صرف معاشرے کا ایک سودمند فرد ثابت ہو گا بلکہ وہ اپنے خالق کا بھی مطیع ہو گا۔ ذرا سے غور کرنے پر بھی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں اللہ کے پیغمبر جو دین لاتے رہے آنحضرت محمد ﷺ نے اسی دین کی تکمیل کی۔ چنانچہ آج کا دین اسلام ہے، آج ہدایت کی کتاب صرف قرآن ہے اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت قیامت تک محیط ہے۔ اس لیے اگر انسان نے خالق کی رضا حاصل کرنی ہے تو اُسے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنی پڑے گی اسلام لانا پڑے گا اور اسلام میں آنے کے بعد اُس کے لیے ہمیشہ کی سلامتی ہے۔ وہ اس دنیا میں بھی مامون ہے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کے انعامات کا حقدار قرار پائے گا۔ مگر افسوس کہ عقل کی رہنمائی کے باوجود لوگوں کی مہیب اکثریت نے وہ راستہ چنا جس کی خواہش اُس کے نفس نے کی، وہ راستہ اختیار کیا ہے جس میں اُسے فوری فائدہ نظر آیا، وہ راستہ اختیار کیا جس میں اُسے لذت نظر آئی۔ اُس نے خالق کا انکار کیا خالق کی

ہدایات کا انکار کیا، اللہ کے رسولوں کا انکار کیا اور مادی غلاظت کے اُن جہانوں میں کھو گئے جس کے دوسرے سرے پر فلاح کی کوئی بھی منزل اُن کی منتظر نہ تھی بلکہ آگ کا مہیب عذاب جو اُن کے لیے خصوصی طور پہ تیار کیا گیا تھا وہ اُس میں جانے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور ہمیں آگ سے عذاب سے دور رکھے۔ آمین

پیام المزمل ﷺ

دوزخ اللہ کا عذاب ہے اللہ کی ناراضگی ہے۔دوزخ اللہ کی وہ مہیب آگ ہے جو پتھروں تک کو چاٹ جائے گی ۔دوزخ کے منظر نہایت کریہ النظر ہیں،دوزخ میں رحم کا کوئی گزر نہیں ، یہ ٹھکانہ ہے اُن لوگوں کا جو اللہ کی زمین پر اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں اُس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں یا کہتے ہیں اس کائنات کا کوئی خالق نہیں،کوئی جزا وسزا نہیں،کوئی نہیں جو ہم کو پوچھ لے،تو ایک روز ایسا آنے والا ہے جب اللہ اُن کو پوچھ لے اُن سے نبٹ لے گا اور اُن کو اُس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا جہاں اُن کی فریاد سننے والا کوئی نہ ہوگا،دوزخ سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو بہت ڈرایا ہے اور اُس کے عذاب سے پناہ مانگنے کی ہدایت کی ہے، پیام المزمل ؐ کے سلسلے میں دوزخ کے متعلق کچھ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ اس دنیا کی آگ سے ستر گناہ زیادہ گرم ہے ۔صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آدمی کے لیے تو یہ بھی کافی تھی۔[*161]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اُس روز دوزخ کو لایا جائے گا تو وہ ابلتی ہوگی، اُس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے تھامے ہوئے ہوں گے اُس کو کھینچتے ہوں گے[*162]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب اُس شخص کے لیے ہوگا جس کی جوتی آگ کی ہوگی اس کے باوجود اُس کا دماغ آگ کی حدت سے کھولنے لگے گا۔[*163]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے ایک دوزخی سے پوچھا جس کا عذاب سب دوزخیوں سے ہلکا ہو گا اگر تیرے پاس وہ سب کچھ ہوتا جس پہ تو دنیا میں اتراتا تھا تو کیا تو اُسے فدیہ میں دے کر اس عذاب سے نجات کا سوال کرتا اُس شخص نے جواب دیا ہاں میں ایسا ہی کرتا تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب تو دنیا میں تھا تو تجھ سے نہایت ہی آسان مطالبہ کیا گیا تھا کہ تو کسی کو میرے ساتھ شریک مت کرنا مگر تو نے میری بات نہ مانی اور میرے ساتھ شریک ٹھہراتا رہا۔[*164]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بعض لوگوں کو دوزخ گھٹنوں تک پکڑے گی بعض کو کمر تک اور بعض کو گردن تک لپیٹ لے گی۔[*165]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں کافر کے دونوں کندھوں کے بیچ اتنا فاصلہ ہوگا جتنا ایک سوار تین دن میں طے کرتا ہے، اُس کی داڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اُس کے جسم کی موٹائی تین دن کی مسافت کی مثل ہوگی۔ [*166]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ کو ہزار برس تک جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی، پھر ہزار سال جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی، پھر ہزار سال جلایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ اور تاریک ہوگئی اور اب وہ سیاہ اور تاریک ہی ہے۔[*167]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کافر اپنی زبان کو دوزخ میں تین کوس یا چھ کوس تک کھینچے گا اور لوگ اُس کو روندیں گے۔[*168]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا دوزخ میں آگ کا ایک پہاڑ ہے جس کا نام صعود ہے دوزخی اس پر ستر سال تک چڑھتے رہیں گے۔[*169]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں دوزخیوں پر گرم پانی ڈالا جائے گا جس سے اُن کا پیٹ تک جل جائے گا اور یہ عمل صہر ہے یعنی بار بار دہرایا جائے گا۔[*170]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کی ہر دیوار کی موٹائی چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے۔[*171]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ کے پانی کا ایک ڈول دنیا میں بہادیا جائے ساری دنیا بدبودار ہو کے رہ جائے۔[*172]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جس طرح کہ اللہ سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام کی حالت میں مرو اس لیے کہ زقوم کا ایک قطرہ اگر دنیا میں بہا دیا جائے تو دنیا والوں کا دنیا میں رہنا مشکل ہو جائے تو خیال کرو جس کو یہ کھانے کے لیے دی جائے گی۔[*173]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اہل دوزخ کو پینے کے لیے اس قدر گرم پانی دیا جائے گا کہ اُن کا اوپر والا ہونٹ سمٹ کر سر کے وسط تک پہنچ جائے گا اور نیچے والا ہونٹ ناف تک لٹک جائے گا۔[*174]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگو رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو کوشش کر کے رویا کرو اس لیے کہ اہل دوزخ اپنے نقصان پر روئیں گے اور اس قدر روئیں گے کہ اُن کی آنکھوں سے آنسو خشک ہو جائیں گے اور خون بہنے لگے گا۔[*175]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

ایک روز میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا نبی اکرم ﷺ لوگوں

کومخاطب کر کے فرما رہے تھے میں تم کو آگ سے ڈراتا ہوں، میں تم کو آگ سے ڈراتا ہوں، میں تم کو آگ سے ڈراتا ہوں، اور آپ ﷺ ایسا کہتے ہی رہے اور آپ ﷺ کو اتنا بھی ہوش نہ تھا کہ آپ ﷺ کی چادر آپ ﷺ کے کندھوں سے گر چکی ہے اور پاؤں میں آتی ہے اور میں نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی چادر کو سنبھالا۔
[*176]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں ایک وادی ہے جس کا نام ہبہب ہے تمام متکبر اس میں رہیں گے۔[*177]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی پتھر کو اگر آسمان سے گرایا جائے تو وہ پانچ سو برس کی مسافت رات آنے سے پہلے طے کر لے، چنانچہ اگر وہ پتھر دوزخ میں ڈالا جائے تو چالیس سال تک گرتا رہے گا مگر دوزخ کی طے تک نہ پہنچے گا۔[*178]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں اُسی کو ڈالا جائے گا جس بد بخت کو کبھی اللہ کی رضا کا خیال نہ آیا اور نہ کبھی وہ بد بخت کوئی عمل کرتے ہوئے اپنے اللہ سے ڈرا۔

[*179]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن چاند اور سورج توڑ دیئے جائیں گے اور اُن کے ٹکڑے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تو میں نے پوچھا چاند اور سورج کا کیا قصور، تو انھوں نے کہا مجھے کیا خبر میں تو بس تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں۔ [*180]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ!

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لوگ دوزخ میں ڈالے جاتے رہیں گے دوزخ کہے گی اور لاؤ اور لاؤ، پھر اور لوگ ڈالے جائیں گے، دوزخ کہے گی اور لاؤ اور لاؤ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنا قدم اس میں رکھ دیں گے تب وہ ڈر جائے گی اور کہے گی تیری عزت اور بزرگی کی قسم بس بس۔۔۔[*181]

⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖⊖

اشارات

1*

پیام المزمل کے ذیل میں اگرچہ احادیث ہی درج کی گئی ہے مگر یہ لفظی ترجمہ نہیں ہے بلکہ اسے ہم نے اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے تو آپ اس ترجمے کو اِن احادیث کا مفہوم کہہ سکتے ہیں۔

افتخار احمد افتخار

مصنف السیرۃ المزمل ﷺ

2*

حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکوٰۃ (جلد اول ۔ص 17۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

---

*3

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 18۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*4

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 18۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*5

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 20۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*6

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 21۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*7

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 22۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*8

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*9

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*10

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*11

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*12

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*13

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 26۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*14

حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 26۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*15

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 26۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*16

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 26۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*17

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 27۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*18

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 27۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*19

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 29۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*20

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*21

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 29۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*22

حضرت جابر بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے

۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 31۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*23

حضرت سہل بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 34۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*24

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 37۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*25

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی۔

صحیح مسلم (جلد اول ۔باب کتاب المسافر)

امام محمد مسلم

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*26

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*27

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*28

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*29

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*30

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*31

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟ

*32

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟ

*33

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟ

*34

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟ

*35

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟᛟ

*36

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب مواقیت الصلواۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*37

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الزکواۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*38

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الزکواۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*39

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المساقاۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*40

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المساقاۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*41

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المساقاۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*42

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب فی الاستقراض)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*43

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المظالم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*44

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المظالم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*45

حضرت ابوسلمہ عبدالرحمان ابن عوف رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المظالم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*46

اُم المومنین حضرت اُم سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المظالم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*47

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المظالم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*48

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*49

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*50

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*51

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*52

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*53

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*54

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*55

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*56

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8

*57

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8

*58

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8

*59

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8 8

*60

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳ

*61

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳ

*62

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳ

*63

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳꞳ

*64

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب العلم)

امام ابو عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*65

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الصلواۃ)

امام ابو عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*66

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الصلواۃ)

امام ابو عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*67

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الصلواۃ)

امام ابو عبداللّٰہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*68

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الصواۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﮨ ﮨ

*69

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب ،مواقیت الصلوٰۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﮨ ﮨ

*70

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الا ذان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﮨ ﮨ

*71

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﮨ ﮨ

*72

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*73

حضرت ابوسعید خدری ہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب فی الحضومات)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*74

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب فی الحضومات)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*75

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب فی الحضومات)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*76

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب المظالم)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﻼ ﻼ

*77

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الشہادت)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﻼ ﻼ

*78

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الشہادت)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﻼ ﻼ

*79

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد دوم۔ کتاب الجہاد والسیر)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ﻼ ﻼ

*80

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد دوم۔ کتاب الجہاد والسیر)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*81

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد دوم۔ کتاب الجہاد والسیر)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*82

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد دوم۔ کتاب الجہاد والسیر)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*83

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد دوم۔ کتاب الجہاد والسیر)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*84

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد دوم۔ کتاب الجهاد والسیر)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*85

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب استتابت المرتدین)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*86

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب استتابت المرتدین)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*87

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب الاکراہ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*88

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب الحیل)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*89

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب الحیل)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*90

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول۔ کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*91

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول۔ کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*92

حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول۔ کتاب الصلوٰۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*93

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول۔ کتاب الزکوٰۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*94

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول۔ کتاب الزکوٰۃ)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*95

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد دوم۔ کتاب ابد الخلق)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*96

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب ابد استتابت المرتدین)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥ

*97

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب الاعتصام)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥ

*98

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥ

*99

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥᴥ

*100

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*101

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*102

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*103

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*104
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*105
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*106
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب الاعتصام)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*107
حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*108

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*109

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*110

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*111

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*112

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵ

*113

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵ

*114

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵ

*115

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵℵ

*116

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊ

*117

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊ

*118

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊ

*119

حضرت مغیرہ بن شبہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊẊ

*120

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

* * *

*121

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

* * *

*122

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

* * *

*123

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

* * *

*124

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*125

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد سوم۔ کتاب التوحید)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*126

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*127

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 20۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*128

حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 17۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*129

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 21۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*130

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 22۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*131

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ٗ ٗ

*132

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 23۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ٗ ٗ

*133

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 26۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ٗ ٗ

*134

حضرت سہل بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد اول ۔ص 34۔ باب ایمان کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*135

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*136

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*137

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*138

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری سے درج کی گئی۔

صحیح بخاری (جلد اول ۔باب کتاب الایمان)

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*139

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 67۔ باب ۔شفاعت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*140

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 67۔ باب ۔شفاعت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*141

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 66۔ باب ۔شفاعت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*142

حضرت سہل بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 68۔ باب ۔شفاعت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*143

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 80۔ باب۔شفاعت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*144

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 85۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*145

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 85۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*146

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 85۔ باب ۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*147

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 85۔ باب ۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*148

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 86۔ باب ۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*149

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 87۔ باب ۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*150

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 87۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*151

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 87۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*152

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 88۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*153

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 89۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*154

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 89۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*155

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 89۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*156

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 89۔ باب۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ᴥ ᴥ

*157

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 90۔ باب ۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ᴥ ᴥ

*158

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 91۔ باب ۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ᴥ ᴥ

*159

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 91۔ باب ۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ᴥ ᴥ

*160

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکوٰۃ (جلد سوم ۔ص 94۔ باب ۔جنت کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃ

*161

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکوٰۃ (جلد سوم ۔ص 100۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃ

*162

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکوٰۃ (جلد سوم ۔ص 100۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

ՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃՃ

*163

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوٰۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکوٰۃ (جلد سوم ۔ص 100۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

164*

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 101۔ باب۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

165*

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 101۔ باب۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

166*

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم۔ص 101۔ باب۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*167

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 101۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

ΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧ

*168

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 102۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

ΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧ

*169

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 102۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

ΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧΧ

*170

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 102۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*171

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکوۃ (جلد سوم ۔ص 103۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*172

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکوۃ (جلد سوم ۔ص 103۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*173

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکوۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکوۃ (جلد سوم ۔ص 103۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*174

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 104۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*175

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 104۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*176

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 105۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

XXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXXX

*177

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 105۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*178

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 105۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*179

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 106۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*180

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 106۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی743ھ

X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X X

*181

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت ہم نے مشکواۃ شریف سے نقل کی ہے۔

مشکواۃ (جلد سوم ۔ص 107۔ باب ۔دوزخ کا بیان)

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری

المتوفی 743ھ

ጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰጰ

ماخذ و مصادر و مراجع

القرآن الحکیم

سیرۃ النبی ﷺ	*****	مولانا شبلی نعمانیؒ
سنن ابی داؤد	*****	امام ابی داؤدؒ
موطا امام مالک	*****	امام محمد مالکؒ
مشکواۃ شریف	*****	امام محمد رازیؒ
صحیح مسلم شریف	*****	امام مسلمؒ

جامع ترمذی	*****	امام ترمذیؒ
تاریخ ابن خلدون	*****	علامہ ابن خلدونؒ
تاریخ الامم والملوک	*****	امام ابن جریر طبریؒ
تاریخ اسلام	*****	اکبر شاہ نجیب آبادیؒ
تاریخ اسلام	*****	معین الدین شاہ ندویؒ
انسان کامل	*****	محمد منیر قریشیؒ
مسلمان امتیں	*****	ڈاکٹر اسرار احمدؒ
سیرت ابن ہشام	*****	ابن ہشامؒ
نقوش (رسول نمبر)	*****	ادارہ
مجموعہ مضامین	*****	پروفیسر احمد رفیق اختر

اسلام اور عصر حاضر ***** مولانا وحید الدین خانؒ

ضیاالقرآن ***** جسٹس محمد کرم شاہؒ

تفہیم القرآن ***** سیّد ابوالاعلی مودودیؒ

خلافت وملوکیت ***** سیّد ابوالاعلی مودودیؒ

سنت کی آئینی حیثیت ***** سیّد ابوالاعلی مودودیؒ

الجہاد فی الاسلام ***** سیّد ابوالاعلی مودودیؒ

خطبات ***** سیّد ابوالاعلی مودودیؒ

سیرت سرور کونین ﷺ ***** سیّد ابوالاعلی مودودیؒ

پردہ ***** سیّد ابوالاعلی مودودیؒ

اسلام کے بنیادی تصورات ***** سیّد ابوالاعلی مودودیؒ

پیغمبر اعظم و آخرؐ	*****	ڈاکٹر نصیر احمد ناصر
محمد عربی ﷺ	*****	مولانا وحید الدین
محسن انسانیتؐ	*****	نعیم صدیقی
تدبر قرآن	*****	مولانا امین احسن اصلاحیؒ
کشت زربار	*****	پروفیسر احمد رفیق اختر
خطبات بہاولپوری	*****	ڈاکٹر حمید اللہؒ
بلوغ الارب	*****	علامہ محمود شکری آلوسیؒ
العقد الفرید	*****	ابن عبد ربہؒ
رویات تمدن قدیم	*****	سیّد علی عباس جلالپوری
الامینؐ	*****	محمد رفیق ڈوگر

سیرت الرسول ﷺ	*****	محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ
کائنات اور انسان	*****	علی عباس جلالپوریؒ
حجۃ البالغہ	*****	شاہ ولی اللہ دہلویؒ
تمدن ہند	*****	علی بلگرامیؒ
سیرت عائشہؓ	*****	سیّد سلمان ندویؒ
تحقیق ماللہند	*****	علامہ البیرونیؒ
کرم کی برسات	*****	ڈاکٹر محمد خالد عاربی
ابوسفیانؓ	*****	الطاف حسن گیلانی
تاریخ اسلام	*****	شیخ محمد رفیق
تاریخ مدینہ	*****	محمد صادق بہاولپوری

مقالات	*****	سرسیداحمدخان
تاریخ اسلام	*****	حسن ابراہیم
جزیرۃ العرب	*****	علامہ ہمدانی
تاریخ اسلام	*****	ڈاکٹرحسن ابراہیم
المروج الذہب	*****	المسودیؒ
تفصیل الازمنہ	*****	یوسف بن عبدالملکؒ
العرب قبل ازاسلام	*****	علامہ جرجی زیدانؒ
الروض الانف	*****	امام سہیلیؒ
شرح سنن ابی داؤد	*****	امام خطابیؒ
قانون اسلام	*****	سرسیداحمدخانؒ

عہد نامہ قدیم

عہد نامہ جدید

احکام القرآن	*****	امام رازیؒ
الاحکام السلطانیہ	*****	امام ماوردیؒ
کتاب المثالب	*****	ابن ہشام
اعلام النبوۃ	*****	امام ماوردیؒ
الطرق الحکمتیہ	*****	علامہ ابن قیمؒ
البیان والتبیان	*****	امام جاحظ
الکامل	*****	علامہ ابن کثیرؒ
کتاب البیان	*****	امام لیثیؒ

ضرب الامثال	*****	میدانیؒ
کتاب العمدہ	*****	علامہ ابن رشیقؒ
کتاب الاوائل	*****	اسماعیل بن عبداللہ موصلیؒ
الوفاء	*****	ابن جوزیؒ
مفردات القرآن	*****	علامہ راغب اصفہانیؒ
الجامع الصغیر	*****	امام سیوطیؒ
شرح المواہب اللدنیہ	*****	امام زرقانیؒ
البیان والتعریف	*****	ابراہیم بن محمد الحسینیؒ
الصحاح اللغتہ	*****	امام جوہریؒ
مقاتل الفرسان	*****	ابوعبیدہؒ

دیوان	*****	حضرت حسان بن ثابتؓ
الشفاء	*****	قاضی عیاضؒ
طبقات الکبری	*****	ابن سعدؒ
سیرت حلبیہ	*****	امام حلبیؒ
مدارج النبوۃ	*****	محدث دہلویؒ
جمع الوسائل	*****	ملا علی قاریؒ
المواہب اللدنیہ	*****	امام قسطلانیؒ
جواہر البحار	*****	امام بیہقیؒ
السیرۃ النبویہ	*****	ابن عساکرؒ
شعب الایمان	*****	امام بیہقیؒ

المعجم الصغیر ***** امام طبرانیؒ

فتح الباری ***** ابن حجر عسقلانیؒ

اخبار مکہ ***** امام فاکہیؒ

الکفایہ فی العلم الراویہ ***** خطیب بغدادیؒ

التمہید ***** ابن عبدالبرؒ

الثقات ***** ابن حبانؒ

سبل الہدی والرشاد ***** امام صالحیؒ

المنصف ***** ابن ابی شیبہؒ

شرح مسلم ***** امام نوویؒ

شمائل الرسول ***** امام ابن کثیرؒ

صفوۃ الصفوۃ ***** ابن جوزیؒ

امتاع الاسماع ***** امام طبرانی

میزان الاعتدال ***** امام ذہبیؒ

الاستیعاب ***** ابن عبد البرؒ

التفسیر الکبیر ***** امام رازیؒ

کتاب الزہد ***** ابن مبارکؒ

السنن ***** دارمیؒ

الآحادولمثانی ***** امام شیبانیؒ

المسند ***** ابن جعدؒ

السنن الکبریٰ ***** امام نسائیؒ

تہذیب الکمال	*****	امام مزیؒ
المسند	*****	اسحاق بن راہویہؒ
تہذیب الاسماء	*****	امام نوویؒ
الاصابہ	*****	ابن حجر عسقلانیؒ
الریاض النضرۃ	*****	امام زرقانیؒ
شرح المؤطا	*****	طبرانیؒ
معجم الاوسط	*****	عبدالرزاقؒ
الادب المفرد	*****	امام بخاریؒ
لسان المیزان	*****	ابن حجر عسقلانیؒ
تذکرۃ الحفاظ	*****	امام ذہبیؒ

المسند ***** ابو عوانہ ؒ

مسلمانوں کا ہزار سالہ اقتدار ***** پروفیسر ارشد جاوید

رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ***** ڈاکٹر حمید اللہ ؒ

قرآن اور جدید سائنس ***** ڈاکٹر حشمت جاہ ؒ

رسول عربی اور عصر جدید ***** سیّد محمد اسماعیل ؒ

علم کی اسلامی تشکیل ***** خورشید احمد ندیم

میزان ***** جاوید احمد غامدی

شرح الشفا ***** ملا علی قاری ؒ

تاریخ الخمیس ***** دیار بکری ؒ

الایمان ***** ابن مندہ ؒ

السنن	*****	ابن ماجہ ؒ
ترکۃ النبیؐ	*****	ابو اسماعیل بغدادیؒ
الرسولؐ	*****	عبدالحلیم محمود ؒ
روح المعانی	*****	علامہ محمود شکری آلوسی ؒ
قیامت اور جدید سائنس	*****	ڈاکٹر حشمت جاہ ؒ
الدیباج	*****	امام سیوطی ؒ
مکارم اخلاق	*****	ابن ابی الدنیا ؒ
السنن الکبریٰ	*****	امام بیہقی ؒ
الخصائص الکبریٰ	*****	امام سیوطی ؒ
المسند	*****	امام احمد بن حنبل ؒ

الطبقات	*****	ابن خیاطؒ
الجامع الصحیح	*****	امام ترمذی
السنن	*****	ابوداؤدؒ
شرح معنی الآثار	*****	امام طحاویؒ
مجمع الزوائد	*****	ہیثمیؒ
فیض القدیر	*****	مناویؒ
الترغیب والترہیب	*****	منذریؒ
مشکل الآثار	*****	امام طحاویؒ
اسلامی ریاست	*****	پروفیسر خورشید احمدؒ
کیمیائے سعادت	*****	امام غزالیؒ

البیان فی التفسیر القران	*****	ابن جریر طبری ؒ
مشکوٰۃ المصابیح	*****	الخطیب ؒ
الجوامع السیاسیہ	*****	امام ابن تیمیہ ؒ
بیان العلم وفضلی	*****	ابن عبدالبر ؒ
تاریخ السلامی السیاسی	*****	حسن ابراہیم الدکتور ؒ
النظم الاسلامیہ	*****	حسن ابراہیم الدکتور ؒ
کتاب الخراج	*****	الامام ابو یوسف ؒ
تحفۃ الاشراف	*****	المزی ؒ
حسن المحاضرۃ	*****	امام سیوطی ؒ
مقائس اللغۃ	*****	ابن فارس ؒ

اعلام الموقعین	*****	ابن قیمؒ
سنن الدارمی	*****	الدارمیؒ
الزھد	*****	امام احمد بن حنبلؒ
تفسیر ابن کثیر	*****	از ابن کثیرؒ
تاریخ الکامل	*****	ابن اثیرؒ
فتوح البلدان	*****	امام بلازریؒ
المذاہب الاربعہ	*****	عبدالرحمانؒ
کتاب النوبیہ	*****	ابن ہشامؒ
عیون الاخبار	*****	ابن قتیبہؒ
شذرات الذہب	*****	ابن عمادؒ

الشفاء	*****	قاضی عیاضؒ
غریب الحدیث	*****	امام ابن اثیرؒ
وفاالوفا	*****	امام سمہودیؒ
کتاب الاصنام	*****	ابن قتیبہ
لسان العرب	*****	ابن منظورؒ
الرسول القائد	*****	خطاب محمود شیثؒ
البدر الطالع	*****	امام شوکانیؒ
الاداب	*****	امام بیہقیؒ
دلائل النبوۃ	*****	ابن ندیمؒ
الشمائل	*****	امام ترمذیؒ

المنار ***** رضا رشیدؒ

علم الراویہ ***** خطیب بغدادیؒ

السنۃ قبل التدوین ***** خطیب العجاجؒ

الکشاف ***** زمخشریؒ

مسند الفردوس ***** دیلمیؒ

معجم الکبیر ***** طبرانیؒ

تفسیر در منشور ***** امام جلال الدین سیوطیؒ

المبسوط ***** شمس الائمہؒ

المراسیل ***** سجستانیؒ

غریب الحدیث ***** خطابیؒ

صحیح ابن حبان ***** از ابن حبانؒ

عمل الیوم ولیلۃ ***** للنسائیؒ

تاریخ الادب الجاہلی ***** شوقی ضیف الدکتورؒ

مفتاح الجنۃ ***** امام سیوطیؒ

علوم الحدیث ***** صبحی صالحیؒ

شرح معانی الاثار ***** امام الطحاویؒ

تاریخ الادب الاسلامی ***** شوقی ضیف الدکتورؒ

شرح مسلم ***** شبیر احمد عثمانیؒ

فلسفہ التشریخ فی الاسلم ***** صبحی صالحیؒ

الاحدیث المھشرہ ***** شمس الدین سخاویؒ

حدیث دفاع	*****	میجر جنرل اکبر خانؒ
اسلامی طریق جنگ	*****	میجر جنرل اکبر خانؒ
الفیض القدیر	*****	المناویؒ
الکامل فی الضعفاء	*****	ابن عدیؒ
محاسن التاویل	*****	قاسمی جمال الدینؒ
مسلمانوں کا نظم مملکت	*****	حسن ابراہیمؒ
سود	*****	سیّد مودودیؒ
حیات محمدؐ	*****	محمد حسنین ہیکلؒ
الوثائق الساسیہ	*****	ڈاکٹر حمید اللہؒ
تجدید احیائے دین	*****	سیّد مودودیؒ

الاحکام القرآن	*****	محمد بن احمد قرطبی ؒ
مسلم نشاۃ ثانیہ	*****	ڈاکٹر محمد امین
مسلمان اور سائنس کی تحقیق	*****	حبیب احمد صدیقی ؒ
نامور مسلمان سائنس دان	*****	حمید عسکری ؒ
نظام الحکومت نبویہ	*****	شیخ عبدالحی ؒ
الاسلام والحضاوۃ العربیہ	*****	کرد علی ؒ
سائنس وطب میں مسلمانوں کا عروج	*****	حفیظ الرحمٰن صدیقی ؒ
فیض الباری	*****	محمد انور شاہ ؒ
سو مسلم سائنس دان	*****	رفیق انجم ؒ
شاندار سائنسی کارنامے	*****	زکریا ورق ؒ

تخریج الحدیث	*****	مولانا محمد سعیدؒ
سنت کا تشریحی مقام	*****	محمد ادریس میرٹھیؒ
احادیث الموضوعہ	*****	ملا علی قاریؒ
ترجمان القرآن	*****	مولانا ابوالکلام آزادؒ
رسول عربیؐ	*****	مولانا ابوالکلام آزادؒ
رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی	*****	ڈاکٹر حمید اللہؒ
منصب امامت	*****	شاہ اسماعیل شہیدؒ
یورپ پر اسلام کے احسانات	*****	غلام جیلانی برقؒ
حسنت جمیع خصالہ	*****	طالب ہاشمیؒ
دعوت دین اور اس طریق کار	*****	امین احسن اصلاحیؒ

فی ظلال القرآن	*****	سیّد قطب شہیدؒ
احسن التفاسیر	*****	احمد حسن دہلویؒ
قصص الانبیاء	*****	محمد حفظ الرحمٰنؒ
مدارج النبوہ	*****	معین فراحیؒ
سیرت الرسول	*****	محمد بن عبدالواہابؒ
الرحیق المختوم	*****	صفی الرحمان مبارک پوریؒ
محمد عربیؐ	*****	محمد احمد برانقؒ
اسلامی ریاست	*****	امین احسن اصلاحیؒ
ترجمان السنۃ	*****	بدر عالم میرٹھیؒ
اسلام کا معاشرتی نظام	*****	خالد علویؒ

اسلام کا سیاسی نظام ***** محمد اسحٰق سندیلوی ؒ

تفہیمات ***** سیّد مودودیؒ

سیرت نبویؐ ***** ڈاکٹر مصطفیٰ صباحیؒ

پیغمبر انسانیت ***** شاہ محمد جعفر پھلواریؒ

سیرت رسول عربی ***** علامہ نور بخش توکلیؒ

خطبات مدارس ***** سید سلیمان ندویؒ

عہد نبوی نظام حکمرانی ***** ڈاکٹر حمید اللہؒ

سیرۃ المصطفیٰؐ ***** محمد ادریس کاندھلویؒ

تاجدار دو عالمؐ ***** عزائم عبد الرحمانؒ

اسلام کا اقتصادی نظام ***** حفظ الرحمٰنؒ

معجزات سرور کونین	*****	طالب ہاشمیؒ
ارشادات دانائے کونین	*****	طالب ہاشمیؒ
منصب امامت	*****	طالب ہاشمیؒ
اخلاق پیغمبری	*****	طالب ہاشمیؒ
معارف الحدیث	*****	محمد منظور نعمانیؒ
فصاحت نبوی	*****	ڈاکٹر ظہور احمد اظہرؒ
رہبر کامل	*****	مولانا عبدالمجید خادمؒ
اسوہ رسول اکرمؐ	*****	ڈاکٹر محمد عبدالحئیؒ
اخلاق نبوی	*****	سیّد محمد اسحاقؒ
نبی رحمت	*****	سیّد ابوالحسن ندویؒ

محمد رسول اللہؐ	*****	شیخ محمد رضا مصریؒ
محمد رسول اللہ ﷺ	*****	توفیق الحکمؒ
پیغمبر انقلاب	*****	مولانا وحید الدین خانؒ
عبقریت محمدؐ	*****	عباس محمود العقادؒ
نبی اکرمؐ کی معاشی زندگی	*****	ڈاکٹر نور محمد غفاریؒ
خاندان نبوت	*****	محمد ادریسؒ
معرکہ اسلام اور جاہلیت	*****	صدر الدین اصلاحیؒ
مغازی رسولؐ	*****	حضرت عروہ بن زبیرؓ
تاریخ مکہ	*****	منظور احمد شاہؒ
منصب نبوت	*****	سیّد ابوالحسن ندویؒ

شمائل کبری	*****	عبدالحکیم خانؒ
سیرۃ اکبریٰ	*****	مولانا ابوالقاسمؒ
راہ عمل	*****	مولانا جلیل احسنؒ
زادراہ	*****	مولانا جلیل احسنؒ
وفود عرب	*****	طالب ہاشمیؒ
سیرت سیّدہ فاطمہؓ	*****	طالب ہاشمی
معارف القرآن	*****	مفتی محمد شفیعؒ
ترجمہ قرآن	*****	سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ
البستان	*****	واثق باللہ
کتاب السماء ولغات	*****	امام نووی

محمد رسول اللہؐ	*****	محمد صادق ابراہیمؒ
رسول مبینؐ	*****	محمد احسان الحق سلیمانیؒ
سیرت محمدیؐ	*****	سرسید احمد خانؒ
سیرت سرورِ کونینؐ	*****	سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

WESTERN AUTHORS.

Dalbeer...Mater ,Eather,Motion.

J.G.Freezer... Man God and Immortalilty.

S. Hussan Naser... Islamic Science.

J.Heksely... Religion Without Revolation.

Philps Hitty... History of Arabs.

Springler...Fall of west.

Carbin... EN Iranien Islam.

Sir jamees jeen...Modren Islimic Thought.

Johan Wellosan...Philosophy of Reilgion.

R.I.Gulick..Muhammad The educator.

Cob..Islamic Contribution to word culture.

Briffault...The making of Humanity.

Bosworth... The Lagacy of Islam.

S, Charles Darwen...Origion of Species.

Mont Watt...History of Islamic Spain.

B.Russal...The Conquest of Happiness

Michael H Hart... The 100

M,White...The limitaaions of Sciens

Ameer Ali... The Spirit of Islam.

Edendton...The age of analysis.

James jeans...The Mysterious Univers.

Hanes Berg...Modren scientefec thought.

W Back...Modern Science & natur Life.

Zohansicy...Gentic and origen of Species.

Karal Marx...Das Kapital.

Lebon...The Erab Civilazation.

Genetic Code .... Issaac Asimov.

Trawleing...History of Religion.

B, Russiall History of civiliazation.

Freud... Toam and Tabuos.

Freud....Pleasure thinking.

Robert Semith....Religion of Erabs.

well deurant...The age of faith.

Walteare...The History of China.

Freud...His Dream & Sex Theories.

Pierre Lecomde... Human Destiny.

Pro, Brian..New Horizons in Psychology.

P.Nik... Fondamentals of Politics.

Glance at Historical Materialism.ASpirken.

Pro, Hageel... Wonder Of Life

Dr. Hehoom... Human Understanding.

Fraied.... Totam and Taboos

Fried.....Pleasure Thinking

Robert Smith...Religion of the semites.

RussallBurtrand ...The Conquest of Happiness.

JOHAN WILLSON ...Philosophy and Religion

Tyndall...Matter and Motion.

MORTEN WHITE....The Limitations of Science.

ARUTHOR ENDEKTAN...The age of Analysis

Sir Jameus Jeens...Modren Scitefic Thought.

Dob Zohans..Genetic and The origin of species.

Raney Grew...Civilization of the east.

Sir Leonard Woolley...Abraham.

Freazer...The Golden Bough.

Edward Mc Nall.... Westren Civilization.

Breufalt.... The Making of Humanity.

Dr, Dedat ... The Ultimate Miracle.

A. Curte...Discover Behind The iron Curtain.

Dr,Harwey Day...The Hidden Power of vibration.

Russal...History of Westren Philosophy.

Jon Stevens... Secred Calligraphy of east.

Dr,simith... Divin Origin.

B Russal...History of Arebs.

Dr,Zafar, Towards understandin Qurran.

DR, mir Aneesudin... The Holly Quran.

Dr M Taqi... The Noble Quran.

Asimov... Exploring the earth and cosmos.

S,Hawhing...A Brief History of Time.

Al,Gore ... Erth in Balance.

J.Sylvester... The Gene Age.

R.Hill.... Physical Methalogy.

David Burine... Micro Life.

STephen Jay Gold... The Panda Thumb.

Rachel Carson... Silent Spring.

Mir,Steween... Geodetic Survey.

J.Parker ... Erth Sciences.

Aavagardo.... Water Realities.

Lyantan Keith...Between Two Words.

Allan Baratan...Recovery and Recycil.

Oliver Owen... Natural Conservations.

A.J.Longly....Environment of Technology.

Richard Wedford....Envionmetel Management

Robert Raymond...Out of Fiery.

P.R.Trevidi....Energy Resources.

Dr.Shafi Hader... Four Tools for a Musilm.

Dr.Shafi Hader... Scince in Quraan.

M.A.Qazi.... Quranic Concept.

A.Ryabchikov....Changing Face of earth.

Dr.Shafi Hader... Deep Thinking.

S.Manzoor...Scientific Significance in Quraan.

Dr.Shafi Hader...Quraan and Miracle Life.

Dr.Shafi Hader...Quraan and Fate of Cosmos.

Muhammad Shihabuddin nadvi... Cloning.

Syed Mubarak... Quranic Phlosephy.

Ellisow Hawks...Mysteries Of Science.

E.L.Abel... Moon Madnes.

Abdul Mobin Khan... Basic Immunology.

Dr.Shafi Hader...Creation Of Life.

Dr.Shafi Hader...Creation Of Universe.

Barnaby Rogerson... The Prophet Muhammad

Ingird Mattson.... The Study of Qurran.

Dr, Mohammad Rana... History of Islam.

Adrinne Jansen... Asian Face Of Islam.

Thomos C,... Years of Innovation.

Erich.V, ... Miracles Of God.

I.A. Ibrahim... Understanding Islam.

Dr,Kazmi ...Guinness Concept.

Dr.Shafi Hader..Quraan and Quality Concepts

Judit Bower...Enviromental Systems.

Syed Mubarak...Quranic Therapy.

Shah Manzoor... Quranic Verses.

B.Person...History of Prophet Mohammad.